وارثانِ ابوجہل

رانا محمد حسن خاں

نام کتاب	وارثانِ ابوجہل
مُصنّف	رانا محمد حسن خاں
ناشر	محمد ثاقب رشید (لندن)
معاونین	رانا عبدالصمد خاں، محمود الحسن خاں
سن اشاعت	جون ۲۰۱۲ء رجب ۱۴۳۳ھ
قیمت	-----

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب!

اُن مبلغین کے نام جو دُعا اور دلائل جیسے ہتھیاروں سے لیس ہو کر امن سے محروم انسانوں کو خُدا اور اس کے رسول کے پُر امن جھنڈے کے زیرِ سایہ لانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور اپنے شفیق اور دُعا گو والدین کے نام۔

رانا محمد حسن خاں

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عاجز اللہ تعالیٰ کا بے حد مشکور ہے جس نے نام نہاد علماء کے دجل وفریب سے بھرے کریہہ چہروں سے خودساختہ پارسائی کا نقاب ہٹانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب میں نام نہاد علماء کی شیطانی کرتوتوں کا ذکر کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ شاید کوئی نام نہاد مسلمان یا نام نہاد مولوی اپنی برادری کے ہاتھوں بنی متعفن اور سیلن زدہ جھونپڑی کا تعفن محسوس کر کے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے حسین محل میں داخل ہو جائے اور گلستان محمدؐیہ کے اُن خوشبودار اور رنگارنگ پھولوں میں شامل ہو جائے جن کی آبیاری خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ نام نہاد مولوی ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں لیکن اسلام کو مولوی کی آنکھ سے دیکھنے والے عامۃ الناس ان کی اصلیت سے زیادہ تر بے خبر ہیں۔ ایسے لوگ اگر نام نہاد مذہبی درندوں کے خونی جبڑوں سے رہائی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں سکون اور راحت کی زندگی جینا چاہتے ہیں تو اُنہیں شیطانی لشکر کی غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو کر رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حسین وجمیل گلستان کے پھولوں سے اپنی زندگی کو آراستہ کرنا ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی زندگی بخش غلامی ہی تمام دکھوں کا علاج ہے۔

معزز قارئین! اس کتاب میں جو فتاویٰ، واقعات اور اقتباسات پیش کیے گئے ہیں وہ قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس نے مسلمانوں کو اصل اسلامی تعلیمات سے نہ صرف دور کر دیا ہے بلکہ بھٹکنے کے لیے بے یار ومددگار چھوڑ دیا ہے۔ شیطانی لشکر کی بنائی ہوئی اسلام کے متوازی عمارت وہ منحوس عمارت ہے جو بدبو اور تعفن سے بھری ہوئی ہے، معصوموں کے خون سے رنگین ہے، اس کے سیلن زدہ درودیوار پر گناہوں نافرمانیوں کی دبیز تہیں ہیں، جو بھی اس عمارت میں داخل ہوتا ہے، نفرت، عدم برداشت، بداخلاقی، ریاکاری، منافقت اور تمام معلوم برائیاں اس کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ نام نہاد

مولویوں نے اسلام پر بدعات اورشرک کی دبیز چادریں چڑھادی ہیں جیسے مزاروں پراس قدر چادریں ڈالی گئی ہیں کہ صاحبِ مزار کی اصل تعلیم بھی ان رنگارنگ چادروں میں چُھپ گئی ہے۔وہ مسلمان جنہیں روحانیت کے آسمانوں پر جگمگانا چاہیے تھا انہیں خانقاہی نظام کے جال میں مقید کر کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہےاور نام نہاد محافظ اسلام، مجاور، سجادہ نشین، خلیفے اور دربان بن کر خانقاہوں کے دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

"تکون فی اُمّتی فزعة فیصیر الناس الیٰ علمائهم فا ذاهم قردة وخنازیر"

میری اُمّت میں ایک گھبراہٹ اور بےچینی پیدا ہوگی جس پر لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو دیکھیں گے وہاں تو بندر اور خنزیر بیٹھے ہیں۔ (کنزالعمال جلد ۱۶ صفحہ ۸۰ حدیث ۳۸۷۲۷ ناشر موستہ الرسالتہ بیروت ۱۹۸۵ء)

قارئین کرام! عجیب بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے محبت کے دعویدار مسلمان ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کا حسین محل چھوڑ کر مولوی کی ایسی سڑی ہوئی جھونپڑی میں آسودگی محسوس کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارکہ کے مطابق بندر اور خنزیر بیٹھے ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انہیں شیطانی لشکر نے دُنیا پرست اور قبر پرست بنا دیا ہے۔مولوی کہتا ہے ہر کام تعویز سے ہوسکتا ہے، صاحبِ مزار سے مانگو بچے دے گا، رزق دے گا، نوکری دے گا، شادی کروائے گا، دشمن مٹائے گا اور سبھی کچھ کروائے گا کیونکہ وہ خُدا کا برگزیدہ تھا۔ اور پھر عامل ہیں جو جنّ نکالتے ہیں، جادو کرتے ہیں اور جادو کا توڑ کرتے ہیں۔ پھونکوں اور پٹائی سے علاج کرتے ہیں ایک صاحب تو ٹی وی پر بیٹھے بیٹھے درد ختم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو نجومی کے پاس جائے گا اُس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔اور اس ارشاد مبارکہ کی نفی کرتے ہوئے اس کاروبار سے منسلک لوگ صرف بازاروں اور درباروں پر ہی نہیں بلکہ ٹیلی ویژن پر بھی دکانیں سجا کر بیٹھے ہیں، عوام الناس ان جھوٹے پیٹ پرست خُداؤں کو اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لیے فون کرتے ہیں جو اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ اُن کے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے۔کسی کو خُدا کا پیار پانے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کی سُنّت پر عمل کر کے خُدا کو پانے کی کوئی کوشش نہیں۔ دراصل مادہ پرست مولوی اور ان کے چیلے دُنیا کی رنگینیوں کو اپنا خُدا بنا بیٹھے

ہیں، ایسے دُنیا پرست خُدا کے پیار کو حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کا پیار پانے کے لیے دُنیا کی محبت سرد کرنی پڑتی ہے اور دن رات اسی کا ہو کر رہنے کے لیے عبادت کرنا پڑتی ہے، اپنے حقوق چھوڑنے پڑتے ہیں، اپنی ہستی کو مٹانا پڑتا ہے دُکھ لے کر آرام دینا پڑتا ہے، گالیاں سن کر دُعا دینی پڑتی ہے۔عوام الناس کو اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں سے اس قدر دور کر دیا گیا ہے کہ وہ مولوی کے دیے ہوئے تعویز اور وظیفہ ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔امام غزالیؒ احیاء العلوم کی جلد اوّل کے صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں کہ "علماءِ سُو کے فریب میں نہ آؤ۔ دین میں ان کے ذریعہ جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں شیطان سے بھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ شیطان بھی لوگوں کو بد دین کرنے کے لئے علماءِ سُو کا سہارا لیتے ہیں۔" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت ہے کہ ہر اُمّت میں ایک فرعون ہوتا ہے۔اس اُمّت کا فرعون ابوجہل تھا۔

(سبل الھدی جلد ۴ صفحہ ۷۷ مطبوعہ قاہرہ مصر بحوالہ ابوجہل کی موت)

معزز قارئین! یقیناً اس دور میں بھی ابوجہل کے جانشین ہی سچائی کے دُشمن ہیں۔اگر دیکھا جائے تو اس دور میں اکثر نام نہاد مذہبی جماعتوں اور سیاسی جماعتوں کے نام نہاد لیڈر ابوجہل کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

عاجز اُن تمام کرم فرماؤں کا انتہائی مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کے لکھنے میں تعاون فرمایا اور دُعاؤں سے مدد فرمائی۔ خاص طور عزیزم محمود الحسن صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے حوالے تلاش کرنے میں مدد فرمائی۔اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

عاجز اپنے اُن معزز قارئین کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے اس عاجز کی کتاب "ہومیوپیتھی خزینۃ الشفاء" کو پسند فرمایا اور اسی طرح ایک دوسری کتاب "علماءِ سوٗ" کو شرف قبولیت بخشا۔اللہ تعالیٰ عاجز اور تمام قارئین کرام کو صحت سے رکھے، اسلام کی زندگی بخش تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وارثانِ ابوجہل کے شَر سے بچائے۔آمین۔

نوٹ: اس کتاب میں وارثان ابوجہل سے مراد وہ نام نہاد مذہبی راہنما ہیں جن کی زندگی کا مقصد ذاتی جاہ وحشمت کے لیے مذہب اسلام کی غلط تشریحات کے ذریعے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنا، قتل وغارت کا بازار گرم کرنا اور فرقہ واریت کا زہر پھیلانا اور خاص طور پر امام آخرالزماں امام مہدی ومسیح

موعود اور جماعت احمدیہ کے خلاف عوام کو مشتعل اور گمراہ کرنا ہے۔

طالب دُعا
رانا محمد حسن

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لیے آگ کا عذاب (مقدر) ہے۔ (سورۃ البروج آیت ۱۱)

معزز قارئین! مذہبی ٹھیکیداروں نے اسلام اور اس کے ماننے والوں کی جو حالت خراب کی ہوئی ہے وہ کسی سے ڈھکی چُھپی نہیں ہے۔ اسلام ایک پُر امن اور سلامتی دینے والا مذہب ہے اور ایک سچا مسلمان وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی جنّت و دوزخ کی فکر کرنے کے بجائے اس غم میں ہوتا ہے کہ کہیں اُس کے اعمال اسے دوزخ میں نہ لے جائیں، وہ جب بھی کسی کو نصیحت کرتا ہے اسوہ رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اور اسوہ رسول اللہ ﷺ کیا ہے؟ قرآن مجید فرقان حمید کی مکمل تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔" (سورۃ الغاشیہ آیات ۲۲، ۲۳)

''پس بکثرت نصیحت کر، تُو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔ تُو ان پر داروغہ نہیں۔''

اور عصر حاضر کے رہبر اور مذہبی رہنما تھانیدار بنے ہوئے ہیں۔ جس طرح پاکستان کے تھانوں میں تعینات بے ایمان تھانیدار معصوم لوگوں کے مقدّروں کا فیصلہ کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں جیل میں بند کر دیتے ہیں جسے چاہیں رقم لے کر چھوڑ دیتے ہیں، بے گناہوں کو پھانسی لگوا دیتے ہیں اور مجرموں کو آزاد کروا دیتے ہیں، اسی طرح نام نہاد مولوی خود کو خُدائی فوجدار سمجھتے ہوئے جسے چاہتے ہیں جنّت کا ٹکٹ جاری کر دیتے ہیں اور جسے چاہیں جہنمی بتا دیتے ہیں۔ نام نہاد مذہبی رہبروں کو بے ایمان تھانیداروں سے تشبیہ دینا بالکل جائز ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی، مولوی کا بھی دشمن ہے، ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور جب روٹی یا پیٹ کی بات ہو تو کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ جس قدر لوٹنے کے طریقے

مولوی کو آتے ہیں اتنے طریقے تو بے ایمان تھانے دار کو بھی نہیں آتے مثلاً مرنے والے کے عزیز اس شیطانی لشکر کے بنائے ہوئے چکر میں سال بھر پستے ہیں اور پھر ہر سال برسی کے نام پر لوٹے جاتے ہیں، ختم شریف، میلا د شریف، جلوس میلا د، یوم غوث الاعظم ،تعزیے، کونڈے، عرس، میلے وغیرہ پر مولوی حضرات کی چاندی ہوتی ہے۔اسی طرح عید، نکاح اور طلاق وغیرہ پر ان کیحالت دیدنی ہوتی ہے۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند　　او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ترجمہ: ایسا عالم جو ہر دم تن کو پالے۔جو خود گمراہ ہے کیا رستہ دکھائے۔

عصر حاضر میں نام نہاد مولوی نے ایک اور منفعت بخش کاروبار شروع کر رکھا ہے وہ ہے ٹی۔وی چینلز۔اس کاروبار میں بے حساب دولت ہاتھ آتی ہے۔اگر کوئی سائل نام نہاد اسلامی چینل پر بیٹھے نام نہاد مولویوں سے کوئی سوال پوچھنا چاہے تو سائل کو نا صرف صحیح جواب نہیں ملتا بلکہ اس بے ہودہ چینل پر کال کرنے کے چار جزا پونڈ سے زیادہ فی منٹ تک ادا کرنے پڑتے ہیں، اس شیطانی لشکر کا جہاد صرف رقم بٹورنا ہے۔ ہر دوسرے دن لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ہماری مدد کی جائے ورنہ یہ سلسلہ چل نہ سکے گا اور پھر دُنیا میں کہیں بھی کوئی آفت آ جائے یہ گروپ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔اس لوٹنے کی تقریب کو پرکشش بنانے کے لیے فلمی صنعت سے وابستہ افراد کو اور پاکستانی مولویوں کو آنے جانے کا ٹکٹ اور ہوٹل مہیا کر کے اپنے ساتھ بٹھا لیتے ہیں۔اور جو دولت انہیں ملتی ہے اس سے زیادہ تر اپنے مسالک اور اپنی ضروریات پر خرچ کرتے ہیں، غریبوں اور ضرورت مندوں پر ان کی نظر عنائت بہت کم ہوتی ہے۔۲۰۰۹ء کی ایک رپورٹ کے مطابق عید قربان کے موقع پر خیراتی اداروں نے اڑھائی ارب روپے کی کھالیں فروخت کیں۔یہ مولوی لوگ صدقات اور زکوٰۃ کی مد میں سالانہ اربوں روپے حاصل کرتے ہیں جن کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔یہ بھی سننے میں آتا رہتا ہے کہ یہ رقم جہاد کے نام پر کی جانے والی معرکہ آرائیوں اور دیگر مسالک اور فرقوں کے خلاف ہنگامہ آرائی اور قتل و غارت پر بھی خرچ کی جاتی ہے۔لوگ اللہ کو خوش کرنے کے لیے ایسے لوگوں کو اپنی رقم دیتے ہیں اور مولوی لوگ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔اور اللہ فرماتا ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّ كَثِيراً مِّنَ الأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ** ۔(سورۃ التوبۃ آیت ۳۴)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو یقیناً دینی علماء اور راہبوں میں سے بہت ہیں جو لوگوں کے اموال ناجائز طریق پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔''

امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم کی جلد اوّل میں اس بدترین مخلوق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''علماء سو کے فریب میں نہ آؤ۔ دین میں ان کے ذریعہ جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، شیطان سے بھی نہیں ہوتیں بلکہ شیطان بھی لوگوں کو بددین کرنے کے لیے علماء سو کا سہارا لیتے ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے بدترین مخلوق سے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے بتانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اے اللہ! مغفرت کر، یہاں تک کہ پوچھنے والوں نے کئی مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ علماء سو ہیں۔'' نام نہاد علماء صرف اعمال ظاہری کو اہم بتاتے ہیں، اُن سڑک چھاپ حکیموں کی طرح جو ظاہر بدن پر لیپ تجویز کرتے ہیں۔ دِلوں کی صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جن پر عمل کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور جدل کا جھگڑ کھول دیا جائے گا۔مسلم و بخاری میں ہے کہ بدترین مخلوق اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھگڑالو ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا۔ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں نُورِ ہدایت سے محروم ہوں گی۔ان کے علماء اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ہر فتنہ انہیں سے نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا۔(مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۵۱ احدیث نمبر ۲۷۶، بیہقی شعب الایمان)

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے ''میری اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں جھگڑے ہوں گے، لڑائیاں ہوں گی، اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ بظاہر تو لوگ یعنی عوام ہی لڑتے ہیں لیکن ان کا کوئی قصور نہیں ہوگا۔وہ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے۔یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آخر ان کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔وہ کیوں فتنہ فساد کا شکار ہو گئے ہیں۔پس جب وہ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے۔تو وہ اُنھیں بندروں اور خنزیروں کی طرح پائیں گے۔یعنی وہ علماء نہیں ہیں بندر اور خنزیر ہیں۔ (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جب ایک دوسرے

سے ملیں گے تو السلام علیکم کی جگہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ (آج کے علماء کی ہو بہو یہ تصویر ہے۔ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، السلام علیکم کہنا گناہ سمجھتے ہیں) (کنزالاعمال جلد ۷ حدیث نمبر ۱۸۴۴۲)

"لیکونن من امتی اقوام یستحلون الخزو الحریر و الخمر و المعازف.
......و یمسخ اخرین قردة و خنازیر..." (مشکوٰۃ جلد ۵ حدیث ۱۲۷۳ طویل حدیث)

میری اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو خز اور ریشم اور شراب اور لہو و سرود کے آلات کو جائز ٹھہرائیں گے۔۔۔اور کچھ لوگ بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو جائیں گے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ "قیامت کے روز عالم کو لایا جائے گا، اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی آنتیں نکل پڑیں گی وہ اُن کے لئے اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے، دوزخ والے اسکے ساتھ گھومیں گے اور کہیں گے: تجھے عذاب کیوں دیا گیا؟ وہ کہے گا میں بھلائی کا حکم دیتا تھا اور خود عمل نہ کرتا تھا، برائی سے روکتا تھا اور خود برائی میں مبتلا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (علماءِ سُو) عالم کو اسقدر شدید عذاب دیا جائے گا۔ کہ اس کے عذاب کی شدت کی وجہ سے اہل دوزخ اس کے ارد گرد ہوں گے۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دِل کا مَر جانا ہے اور دل کی موت یہ ہے کہ آخرت کے عمل سے دُنیا کی طلب ہو۔ (بحوالہ احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل)

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:۔

"علماءِ سُو کے سلسلے میں سخت وعیدیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز دوسرے لوگوں کے مقابلے میں سخت ترین عذاب اِن نام نہاد علماء کو ہی ہوگا۔ علمائے دُنیا یعنی علماءِ سُو وہ لوگ ہیں جو علم کے ذریعہ دُنیا کی عیش و عشرت اور جاہ و منزلت چاہتے ہیں۔

عوام کا رجحان اُن علماء کی طرف زیادہ ہوتا ہے جو اپنے مذہب میں متعصّب ہوں اور جنہیں مخالفین کو گالیاں دینے کا فن خوب آتا ہو۔ تعصّب ہی آج کل کے علماء کا شیوہ ہے یہی اِن کا ہتھیار بھی ہے، دعویٰ یہ ہے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کر رہے ہیں، مسلمانوں کا دفاع کر رہے ہیں، لیکن در حقیقت

یہ علماءِ سو مخلوق کو تباہ کر رہے ہیں، اور باطل عقائد کو دِلوں سے نکال پھینکنے کے بجائے قدم جمانے کا موقع دے رہے ہیں۔" (احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے علماءِ سو کے متعلق فرمایا ہے:۔

"علمائے سُو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھ دیا جائے کہ نہ وہ خود پانی پی سکے اور نہ پانی کو کھیت تک پہنچنے کا راستہ دے یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے باغوں میں پختہ نالوں کے باہر گچ ہے اور اندر بدبُو، یا وہ لوگ قبر کی طرح ہیں اُوپر سے قبر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور اندر مُردے کی سڑی ہوئی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے ازّلی قدیم کلام سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے حکم دیتا ہے، منع کرتا ہے، وعدہ کرتا ہے اور ڈراتا ہے۔" (بحوالہ احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل)

حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

"گزشتہ زمانہ میں جو بلا اسلام کے سَر پر آئی وہ اس جماعت (علما) کی کم بختی کے باعث تھی۔ بادشاہوں کو انہوں نے ہی بہکایا۔ بہتّر ۷۲ مذہب جنہوں نے گمراہی کا رستہ اختیار کیا ہے اُن کے مقتداء اور پیرو یہی بُرے علماء ہیں۔ علماء کے سوا ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گمراہ ہوئے ہوں اور ان کی گمراہی کا اثر اور لوگوں تک پہنچا ہو۔ اکثر جاہل اس زمانہ میں صوفیوں کا لباس پہن کر بُرے علماء کا حکم رکھتے ہیں۔ اِن کا فساد ہی مُتعدی ہے۔ علمائے دُنیا جن کا مقصود ہمہ تن دُنیا کمانی ہے، اِن کی صحبت زہر قاتل ہے اور اِن کا فساد مُتعدی ہے۔" (مکتوبات امام ربّانی مکتوب نمبر ۴۷)

معزز قارئین! بدترین مخلوق جو عصرِ حاضر میں آسمان کے نیچے بستی ہے وہ نام نہاد علماء ہیں۔ یہ مخلوق بظاہر مذہب سے لگاؤ رکھنے والی دکھائی دیتی ہے مگر ان کے کرتوت شیطانوں والے ہوتے ہیں۔ دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرتے مگر خود شیطان کی چاکری کرتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دُنیا و آخرت کو داؤ پر نہ لگائیں۔ ان کی اصلیت ان کے جبہ و دستار میں چھپی ہوتی ہے، کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسی بدترین مخلوق کے متعلق فرمایا ہے کہ بدترین شخص وہ ہے جو دو چہرے رکھتا ہے۔ اِن کے پاس ایک رُخ سے آئے اور اُن کے پاس دوسرے رُخ سے۔ (بخاری و مسلم) پھر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص دُنیا میں دو زبانوں والا

ہوتا ہے اللہ آخرت میں بھی اُسکی دوزبانیں بنادے گا۔ (بخاری وابوداؤد) یاد رکھنا چاہیے کہ ہر داڑھی اور جبہ و دستار پہننے والا پارسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے

نہ ہر کہ آئینہ دار و سکندری داند — نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

ہر آئینہ رکھنے والا سکندر نہیں ہوتا اور سر منڈانے سے کوئی قلندر نہیں بن جاتا۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

ایک شکاری شکار کرنے جاتا اور ہرنیاں شکاری کو دیکھ کر بھاگ جاتیں۔ شکاری بڑا پریشان ہوا اس نے سوچا ایسے بات نہیں بنے گی شکاری لباس میں ہرنیاں میرے قریب نہیں آئیں گی چنانچہ اس نے صوفیاء کرام کا لباس پہن لیا اس لباس میں ایک کنوئیں کے قریب ایسے بیٹھ گیا جیسے کوئی نیک صالح بزرگ اللہ کی یاد میں مستغرق ہو۔ ہرنی آئی کنوئیں سے پانی پینے لگی صوفی کے لباس میں ملبوس شکاری نے تاڑ کر ایک لکڑی ماری تو اس بے چاری کی ٹانگ توڑ دی ہرنی بھاگنے میں کامیاب ہوگئی اور اس (ہرنی) نے آسماں کی طرف منہ اٹھا کر اللہ سے قوت گویائی کی درخواست کی۔ اللہ نے اس کو انسانی زبان عطا کر دی۔ اس نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے کہا کہ میرا انصاف کیجیے۔ چنانچہ شکاری کو عدالت میں بلا لیا گیا۔ قاضی نے صوفی نما شکاری سے کہا کہ تُو نے اس ہرنی کی ٹانگ کیوں توڑی؟ اس نے کہا یہ تو میرا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال کیا ہے۔ یہ تو بھاگ گئی ورنہ میں نے کبھی کا اس کو ذبح کر کے کھا بھی لیا ہوتا۔ قاضی نے ہرنی سے کہا کہ بات تو شکاری کی ٹھیک ہے تُو اس کے لیے حلال ہے اور اس کی غذا ہے۔ تیرا دعویٰ تو اس قابل نہیں کہ اس کے خلاف کاروائی کی جائے۔ ہرنی نے کہا حضور! میرا یہ دعویٰ نہیں کہ اس نے میری ٹانگ کیوں توڑی؟ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ اس کا یہ لباس (صوفیوں والا) اتروا دیں اور شکاریوں والا لباس پہنوا دیں۔ پھر دیکھیں کہ کون ہم میں سے اس کے قریب آتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ "ہم انسان کے لباس میں حیوانی کام کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ انسانی لباس اتار لے اور ایسا پہلے ہو چکا ہے کہ انسان بندروں کی شکل میں ہوگئے۔"

معزز قارئین! مولوی نما بھیڑیوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ یہ بدترین مخلوق بھیس بدل بدل کر اسلام پر اور عوام الناس پر حملہ کرتی ہے۔ رنگ برنگے ملبوسات میں ملبوس ہو کر

پارسائی کا ڈھونگ رچانے والے مذہبی راہبرا کثر شیطان کے ملازم ہیں۔

ایسے علماء جنہیں بندر اور خنزیر کہا گیا ہے اور آسمان کے نیچے بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے اُس نے مسلمان معاشرے اور غیر مسلم سوسائٹی کو پراگندہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ابن آدم کو بچائے۔ آمین۔

داڑھی کی کہانی

جب حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی آپ (والد مولوی طاہر القادری ڈاکٹر فرید) کی تقریر پر آفرین اور صد مرحبا فرما رہے تھے تو آپ (ڈاکٹر فرید صاحب) کی برادری کے ایک بزرگ حاجی محمد بخش نے آپ کی (خواجہ صاحب کی) توجہ ڈاکٹر فرید مرحوم کی داڑھی کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا کہ تقریر تو ماشاءاللہ بہت خوب ہے کاش کہ ان کے منہ پر داڑھی بھی ہوتی۔ تو خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نے کہا: ہم نے داڑھی منڈوں کو شکار کرنے کے لیے یہ ہرن (ڈاکٹر صاحب) رکھا ہوا ہے، ہرن کے شکاریوں کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک ہرن کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور جب ہرن شکار کرنے ہوں تو جنگل میں اس کو باندھ دیتے ہیں، دوسرے ہرن اس کو دیکھ کر اس کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں، اتنے میں شکاری جال پھینک کر ان سب کو شکار کر لیتے ہیں، تو ہم بھی ان سے (ڈاکٹر فرید صاحب سے) یہی کام لے رہے ہیں کہ انہیں دیکھ کر فیشن کے لوگ بھی ان کے گرد جمع ہوں اور پھر دامِ عشق محمد رسول اللہ میں گرفتار ہو جائیں۔ (گویا فاسقوں اور لعنتیوں کو عشق محمدؐ میں گرفتار کرنے کے لیے بقول امام احمد رضا خان بریلوی ایک فاسق اور لعین کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فیشن کے لوگ داڑھی والوں کی کرتوتوں کی وجہ سے دام میں نہیں آتے۔)

(تذکرہ فرید ملّت۔ مرتب علامہ محمد عمر حیات الحسینی۔ شائع کردہ منہاج القرآن۔ اشاعت اول ۲۰۰۹ء۔ مضمون علامہ محمد اشرف سیالوی صفحہ ۶۰)

سیال شریف میں خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ ٹھیک ہے ان کی (والد مولوی طاہر القادری ڈاکٹر فرید کے) داڑھی نہیں ہے، لیکن ڈاکٹر صاحب قلندر ہیں، اگر کوئی صاحبِ نظر ہو تو اُسے اُن کے اندر کی داڑھی نظر آجائے گی۔

(تذکرہ فرید ملّت۔ مرتب علامہ محمد عمر حیات الحسینی۔ شائع کردہ منہاج القرآن۔ اشاعت اول ۲۰۰۹ء۔ صفحہ ۷۲)

داڑھی مُنڈا ''فاسق ملعون

داڑھی منڈوانے والے کوملعون کہتے ہیں۔مولوی احمد رضا صاحب بریلوی لکھتے ہیں:۔

''داڑھی منڈوانے اور کتروانے والا فاسق ملعون ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن کریم میں اس پر لعنت ہے۔نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔(کوئی حدیث یا قرآنی آیت بھی بیان کر دیتے)

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۷۳ از مولوی احمد رضا خان پبلشر ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

معزز قارئین! مولوی اوران کے چیلے اقبالؔ کوعلامہ کہتے نہیں تھکتے، محمد علی جناح کو قائداعظمؒ لکھتے اور کہتے ہیں۔حیرت ہے ایسے بے داڑھی لوگوں کوعلامہ اور قائداعظمؒ بھی کہتے ہیں اور فاسق اور ملعون بھی سمجھتے ہیں، تمام صدورِ پاکستان (رفیق تارڑ کے علاوہ) اور بے داڑھی تمام مسلمان از روئے فتویٰ مولوی احمد رضا خان ''فاسق ملعون'' ہیں۔

قارئین کرام! مولویوں، پیروں اور نام نہاد ولیوں کے عقیدت مند اسلام سے اس قدر لاعلم ہیں کہ جو حضرات انہیں فاسق اور لعنتی کہتے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اوران کے اشارے پر فاسقوں اور لعنتیوں والے کام بھی کرتے ہیں۔اگران عقیدت مندوں کا ایمان اوریقین اللہ پر ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں نام نہاد ولیوں کے چنگل سے نکال لیتا مگر کیا کیجیے ان کا ایمان پختہ نہیں ہے اسی لیے ان کی زندگیاں تلخ ہیں۔مولوی ان کی زندگیوں میں گندے بیج کی طرح گھس گیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان معاشرہ بدبودار زہریلی فصل کاٹ رہا ہے۔

اور (داڑھی منڈے) فاسقوں کے بارے میں درج ذیل احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں۔

اذا مدح الفاسق غضب الربّ و اهتز لذالك العرش (درمختار) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو ربّ تبارک تعالیٰ غضب فرماتا ہے اوراس کے سبب عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔

لوقدمو ا فاسقا یا ثمون۔ اگر فاسق کو مقدم کریں گے آگے بڑھائیں گے گناہگار ہوں

گے۔ (دوماہی مجلّہ کلمہ حق شمارہ ۷ مئی، جون ۲۰۱۱ء صفحہ ۳)

اور مودودی کہتے ہیں کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ بڑے بڑے علماء خود حدودشرعیہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو صریحاً حدودشرعیہ سے متجاوز ہیں۔آخر کیا تعریف کرتے ہیں جس کی بناء پر ان کی تعین کردہ مقدار سے کم داڑھی رکھنے والے پر فاسق کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ داڑھی کے متعلق شارع (شریعت) نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ (رسائل ومسائل از مودودی صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

معزز قارئین! یاد رکھنا چاہیے اسلام میں داڑھی ہے، داڑھی میں اسلام نہیں۔

شیر کی داڑھی

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب فرماتے ہیں چار اعمال پر عمل کرنے سے (مسلمان) ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا اور وہ چار اعمال مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ایک مٹھی داڑھی رکھنا۔خوب سمجھ لو کہ داڑھی تینوں طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول بھر کم یعنی ذراسی بھی کم ہوگی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایسے ہی ہے جیسے عید کی نماز، بقرہ عید کی نماز، وتر کی نماز۔پھر صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ دُنیا میں جتنے شیر ہیں سب کی داڑھی ہے اور شیر کی بیوی یعنی شیرنی کی داڑھی نہیں ہے۔تو فیصلہ کرلو شیر بننا ہے یا شیرنی۔۲۔ٹخنے کھلے رکھنا۔خوب سمجھ لو کہ ٹخنے کھولنا صرف نماز میں ہی ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل رہے ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے ۳۔نگاہوں کی حفاظت۔اللہ سے اتنی دوری کسی گناہ میں نہیں ہوتی جتنی اس گناہ سے ہوتی ہے۔۴۔قلب کی حفاظت کرنا۔بعض لوگ نگاہ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اوردل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں۔خوب سمجھ لو یہ بھی حرام ہے۔

(ولی اللہ بنانے والے چار اعمال از مولانا شاہ حکیم اختر۔صفحہ ۴ شائع کردہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ۔گلشن آباد بلاک نمبر ۲ کراچی۔اور کتب خانہ مظہری)

لات و عزیٰ کی پوجا

مجلس احرار کے لیڈر ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:۔

’’ان میں سے کوئی نحوست اور بلا کی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو، اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس اُمت میں بھی نہ پھیل چکی ہو‘‘۔

مزید فرماتے ہیں:۔’’اہل کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اُٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب اُٹھائے حتیٰ کہ **لو دخلو حجرَ ضبِ لدخلتموکا** وقت بھی گزر چکا‘‘۔

پھر فرماتے ہیں:۔’’ہماری جانیں اور روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ سچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہو گئے اور دین توحید کا دعویٰ کرنے والوں نے بت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کر لیں اور جس لات اور عزیٰ کی پوجا سے دُنیا کو نجات دلائی گئی تھی اُسی کی پوجا پھر سے شروع ہوگئی۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۲۷۸ مصنف ابوالکلام آزاد ناشر کتابی دُنیا لاہور تاریخ تالیف اکتوبر ۱۹۱۹ء)

ونگاں

شیخ الاسلام شمس الدین بریلوی مرآت العاشقین کے صفحہ ۲۶۹ پر لکھتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ تونسہ شریف میں حضرت صاحب کے مکان کے قریب ہی چند خانہ بدوش عورتیں گا رہی تھیں اور کچھ اس قسم کے الفاظ کہتی تھیں۔’’گوری نوں ونگاں چڑھاوے یار‘‘

ایک عالم نے کہا ان عورتوں کو یاوہ گوئی سے شرم بھی نہیں آتی۔خواجہ صاحب نے فرمایا: میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے کہا یہ بے ہودہ نہیں بلکہ ایک قسم کا درود ہے اس نے کہا۔۔ ہیں وہ کس طرح؟ میں نے کہا ’گوری‘ سے مراد رسول خدا ’ونگاں‘ سے مراد رحمت خدا، ’یار‘ سے مراد ذات باری تعالیٰ یعنی اے خُدا! رسول خُدا پر درود بھیج۔عالم نے متعجب ہو کر کہا یہ عجیب مفہوم ہے جو تم نے سمجھا ہے۔

اسلامائزیشن

ایاز میر صاحب فرماتے ہیں:۔

’’ہمارا معاشرہ مجموعی طور پر کھلے ذہن کا مالک تھا، تنگ نظری اور مذہبی عدم رواداری کا تصور کرنا بھی محال تھا جو آج ہمارے ہاں ایک معمول ہے۔ جنرل ضیاء الحق کی اسلامائزیشن کے نتیجے میں

مذہبی رواداری کے تمام دروازے آہستہ آہستہ بند ہوتے چلے گئے۔ پاکستان نام کے اس باغ کے تمام پھول مُرجھا گئے، پتے جھڑ گئے ویرانی ہر سو چھا گئی۔ جنرل ضیا نے جو بیج بوئے، وقت کے ساتھ تن آور درخت بن گئے جنہیں کاٹنا مشکل ہے جبکہ ان سے پیدا ہونے والا شر پسندی کا زہر آج کسی کے لیے حیران کن نہیں۔ (جنگ لندن ۱۲ جون ۲۰۱۰ء)

اک سی صورت حالات نہیں رہ سکتی — دِن بھی نکلے گا سدا رات نہیں رہتی

بہت ہو گا پیش منظر — کہ دریا رُخ بدلتا جا رہا ہے

اچھے موسم جب آئیں گے — بادل اَمرت برسائیں گے

خوشیوں کا سورج نکلے گا — گھورا ندھیرے چھٹ جائیں گے

اکبر حمیدی

گمراہ بیوٹی پارلر

’’جامعہ حفصہ کی لٹھ بردار مجاہد طالبات سے گزارش! چینی مساجیوں کے ساتھ ساتھ اپنے مولانا طارق جمیل کے گھر کی بھی خبر لیں‘‘

مشہور کالم نگار عبداللہ طارق نے مولانا طارق جمیل کی اہلیہ اور بھابی کے زیورات چوری ہونے کے واقعہ کو یوں بیان فرمایا:۔

افسوس! ایک لرزہ خیز خبر کو شائع ہوئے تین روز ہو گئے لیکن ابھی تک انتظامیہ مجرموں کو پکڑنے کے لیے حرکت میں نہیں آئی۔خبر یہ ہے: (عظیم مبلغ اسلام) مولانا طارق جمیل کی اہلیہ اور اُن کی بھابی فیشن کرانے گلبرگ کے معروف بیوٹی پارلر ڈپلیکس آئیں جہاں اُن کے لاکھوں روپے کے زیورات، سونے کے کڑے، جھمکے، کانٹے، چین، ٹاپس، جھومر اور نقد رقم وغیرہ چوری ہو گئے۔

اتنی عظیم رُوحانی ہستی کے اہل خانہ کو ایک گمراہ بیوٹی پارلر میں اس طرح لوٹ لیا جائے اور نہ زمین کانپے نہ آسمان پھٹے؟ بتایا گیا ہے کہ گمراہ پارلر کی گمراہ مالکہ مصباح خوف زدہ ہو کر ملک سے فرار ہو گئی ہے۔ضروری ہے کہ اسے انٹرپول سے واپس لایا جائے۔حکمران یاد رکھیں، والا حضرت ناراض ہو

گئےتواب تک انہیں جنّت کے جتنے محلات کی الاٹمنٹ ہوچکی ہے، وہ منسوخ کردی جائے گی۔

(یہ خبر جنگ لاہوراورنوائے وقت لاہورنے بھی شائع کی روزنامہ ایکسپریس جمعہ ۲۷ جولائی ۲۰۰۷ء)

نفرت کے سوداگر

علامہ رشید صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

''قادیانی تحریک تو موجودہ زمانے کی پیداوار ہے جبکہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق، فرقہ بازی اور ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اُمت مسلمہ میں فرقہ وارانہ فسادات کروانے والے اور نفرت کا بیج بونے والے نام نہاد علماء ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ برطانیہمیں ان مُلّاؤں کی فوج ظفر موج سے پہلے تمام مسلمانوں میں آپس میں اتحاد بھائی چارہ تھا۔ بلا امتیاز عقیدہ ایک دوسرے سے مل کر خوشی محسوس ہوتی تھی مگر جب سے ان علماءسوء نے برطانیہ میں اپنے قدم رکھے اور مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے کے خلاف کیا۔ دن رات مسجد کے منبروں سے گالی گلوچ اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع کیا، فضا بدل گئی اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دشمن خیال کرنے لگا۔ آج یہ صورت حال ہے کہ ہماری مسجدوں کا تقدس ختم ہوگیا ہے۔ ہمارے مذہبی تہواروں کی عظمت کا احساس مٹ گیا ہے۔ آج دُنیا کا ہر مسلمان بقول اقبالؔ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا ہے۔ ''دین ملّا فی سبیل اللہ فساد'' کاش اُمت مسلمہ کے اہل دانش خاموشی سے تماشا دیکھنے کی بجائے اُمّت کو ان علمائے سوء سے بچانے کے لیے کوئی عملی تدابیر اختیار کریں۔

(نقطہ نظر علامہ رشید بنگال ہاؤس لندن روزنامہ جنگ ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء)

کلنٹن برانڈ اسلام

جناب اشفاق احمد ورک معروف صحافی فرماتے ہیں:۔

''سب سے عجیب بات یہ ہے کہ تمام اسلامی اور دینی جماعتیں بھی۔۔۔ناک بھوں چڑھا رہی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ پہلے ان پر واضح کیا جائے کہ وطن عزیز میں نافذ ہونے والا اسلام کس برانڈ کا ہوگا، مولانا مودودی برانڈ کا، یا احمد شاہ نورانی برانڈ کا، مولانا فضل الرحمان برانڈ کا، یا مولانا عبدالستار

نیازی برانڈ کا پھران جماعتوں کو اس پر بڑا اعتراض ہے یا خدشہ یہ ہے کہ کہیں ہمارے من چلے حکمران ان تمام مقامی برانڈوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بالکل ہی نیا نکور یعنی کلنٹن برانڈ اسلام نہ نافذ کردیں۔ اس سلسلے میں یارلوگوں کو سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ کہیں ان مختلف رویوں کے درمیان اسلام اس طرح پھنس کے نہ رہ جائے جس طرح عطاالحق قاسمی کے بقول ''امجد اسلام کے دو امجدوں کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔''

(روزنامہ دن لاہور ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۲)

قارئین کرام! آنحضرتﷺ سے دریافت کی گیا **مَن اھل السنة** ۔یعنی سُنّت پر عمل پیرا کون لوگ سمجھیں جائیں گے؟ فرمایا: **ما انا علیه الیوم و اصحابی** (المستدرک الحاکم، الملل والنحل شہرستانی جلد اصفحہ ۵) یعنی آج میرے زمانہ میں جو طریقہ میرا اور میرے اصحاب کا ہے اس پر چلنے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے اہلسنت ہیں۔

(بحوالہ الاعتصام ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

معزز قارئین! بیان کیے گئے مختلف برانڈ اسلام قطعاً مندرجہ بالا حدیث کے مصداق نہیں ہیں اگر ہوتے تو ایک ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے تمام برانڈوں کو نیست و نابود کردیتے مگر یہ مولوی اسلام کو تو نابود کرسکتے ہیں مگر اسلام کے خود ساختہ برانڈوں سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں چاہے کلنٹن برانڈ اسلام پاکستان میں نافذ کردیا جائے۔ ویسے بھی مولوی طاہر القادری صاحب فرما چکے ہیں کہ ''آج ہمارے سُنّی ہونے کا معنی ہی اور ہے اور وہ یہ کہ سُنی سُنائی پر چلنا۔'' (منہاج القرآن ستمبر ۲۰۱۰ء بیان مولوی طاہر القادری) یقیناً **ما انا علیه الیوم و اصحابی** کی مصداق امام مھدی اور مسیح موعود کی جماعت کے علاوہ کوئی جماعت نہیں ہوسکتی۔ (مشکوٰۃ میں ہے **ما انا علیه و اصحابی**)

لونگ دا لشکارا

احراری ''امیر شریعت'' کی تفسیر کا ایک نمونہ مختار احمد الحسینی کچھ یوں بیان کرتے ہیں:۔

''شاہ جی (مولانا عطا اللہ شاہ بخاری) پنجاب کے دُور افتادہ گاؤں میں معراج النبیﷺ کے موضوع پر تقریر کررہے تھے۔ ٹھیٹھ پنجابی میں بیان کرتے چلے گئے۔ فرمایا حضورﷺ عرش کو چلے تو کائنات تھم گئی۔ اب تھم گئی کو پنجابی میں سمجھانا شروع کیا کہ رُک گئی۔ پھر فرمایا ٹھہر گئی۔ لوگوں کو پوچھا کچھ

سمجھے۔ زیادہ تر سرنفی میں ہلے۔ آپ نے سر کو جُنبش دی اور کروٹ لے کر کہا۔ میرے ہالیو (ہل جوتنے والو) اللہ کا محبوب، عاشق کے گھر کو چلا تو حُسن و جمال کے اس پیکر متحرک کو دیکھ کر کائنات تھم گئی، رُک گئی (تُسی حالی وی نئیں سمجھے تے میں تہانوں سمجھاناں)

تیرے لونگ دا پیا لشکارا

تے ہالیاں نے ہل ڈک لئے

(فرمودات امیر شریعت حصہ اول صفحہ ۳۴، ۳۵ مکتبہ تعمیر حیات، دفتر جمیعۃ علماء اسلام چوک رنگ محل)

اسی طرح ایک دیہاتی مجمع میں قائداعظم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

میری گھگّری نُوں گھنگرو لوا دے

جے تُوں میری ٹور ویکھنی

(نگارشات شورش از مولانا صدیق الحسن نعمانی صفحہ ۲۸۹، بحوالہ جنگ لاہور یکم اپریل ۱۹۷۴ء)

امام گاندھی

مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:۔

''وہابی علماء کو نہرو، گاندھی اور کانگریس سے جو پیار ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ وہابیوں کانگریسیوں نے گاندھی کی جے کے نعرے لگوائے۔ مشرک کانگریسی لیڈروں کے گلے میں ہار ڈالے۔ مشرک کانگریسی لیڈروں کو مسجدوں میں لا کر منبر پر بٹھایا۔ اور مسلمانوں کا واعظ و ہادی بنایا۔ گاندھی کو امام، مفکر، سردار، رہبر بنایا اور کہا کہ امام مہدی کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں۔ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ دس ہزار جناح، شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ ستمبر ۵۶ء میں وہابیوں نے دارالخلاف نجد میں نہرو کو بلا کر اُس کی زبانی گاندھی کی ''دلعتیں'' سنیں اور گاندھی کا نعرہ لگایا۔ ۳۰ جنوری ۵۷ء کو تلک ہال کان پور میں کانگریس کی طرف سے مہاتما گاندھی کا ''یوم شہادت'' منایا گیا جس میں وہابی کانگریسیوں نے بھی اپنے باپو کے غم میں حسب استطاعت شرکت کی۔ جناب حافظ بیت اللہ صاحب دیوبندی جمیعتہ العلماء اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست جمیعتہ العلماء کان پور نے مہاتما گاندھی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قرآن

کریم کی آئتیں ان کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں۔ ایک جانب لوگ بھجن گا رہے تھے تو دوسری جانب جمیعت العلماء ہند دیوبند کے ذمہ دار ارکان تلاوتِ قرآن کریم کر رہے تھے۔ اگر پنڈت نہرو یہ کہہ دیں کہ دین اور سیاست کو ایک سمجھنے والے نرے گدھے ہیں تو علماء ربانی و حقانی دیوبندی کی ایک بڑی کھیپ اس پر تصدیقی دستخط کر دے گی اور جو پرانے خیال کے مولوی وملّا ہیں دستخط سے گریز کریں گے انہیں زندیق و کافر ٹھہرا کر جیل میں بھجوانے کی ترکیبیں کریں گے۔ صفحہ ۱۶۵ پر اویسی صاحب لکھتے ہیں: ''یہ تو بتاؤ کہ مطابق ارشاد رسول خدا ﷺ گنجے، مونچھ تراش اور ماتھے داغے ہوئے ہم سب میں کون ہیں؟ خُدا لگتی کہیے ورنہ فقیر اویسی غفرلہ کو کہنے دیجیے وہ وہابی، دیوبندی یعنی تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، احرار پارٹی، خاکساری پارٹی، نجدی، غیر مقلد، ندوی وغیرہ وغیرہ۔''

(وہابی دیوبندی کی نشانی از مفتی محمد فیض احمد اویسی صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷ ناشر مکتبہ اویسیہ ملتان روڈ بہاول پور)

لائوڈ اسپیکر

مفتی محمد نعیم نے لاؤڈ اسپیکر کے غلط استعمال کو فرقہ ورانہ فساد کی بنیاد قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ مطالبہ ممتاز عالم دین اور مہتمم جامعہ بنوریہ العالمیہ مفتی محمد نعیم نے مولانا اسد تھانوی، مفتی عثمان یار خان اور دیگر علمائے کرام کے ساتھ کراچی میں پریس کانفرنس کے دوران کیا۔ انھوں نے فیصل آباد اور ڈیرہ اسماعیل کے واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور اہلسنت والجماعت کی جانب سے ہڑتال کی حمایت کا اعلان کیا۔ مفتی نعیم نے بتایا کہ کراچی میں ۲۹ مساجد سیل ہیں ان کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ فیصل آباد میں ایک مذہبی جماعت نے کھلی غنڈہ گردی کی اور وہی جماعت کراچی میں لوگوں سے بھتہ وصول کرتی ہے۔ آخر حکومت نے اس مذہبی جماعت کو اتنی ڈھیل کیوں دے رکھی ہے؟ (جنگ لندن سوموار یکم مارچ ۲۰۱۰)

مفتی نعیم صاحب، ۲۹ مساجد کے سیل ہونے کی وجہ لاؤڈ اسپیکر بھی ہے اور وہ وارثانِ ابوجہل بھی ہیں جو مساجد کو جلانے، مساجد اور عبادت خانوں کو مسمار کرنے سے بھی نہیں چوکتے اور عبادت کرنے والوں کی جان لینا جن کا مشغلہ ہے۔ علاوہ ازیں بجلی اور گیس چوری کرنے والی مساجد کمیٹیاں

بھی ذمہ دار ہیں۔

معزز قارئین! کل کی بات ہے لاؤڈ اسپیکر کو استعمال کرنا مسلمانوں کو کافر بنا دیتا تھا، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال حرام تھا۔ آج یہ حرام ایسا منہ کو لگا ہے کہ جان کو آ گیا ہے اور ایسا گلے پڑا ہے کہ مولوی کے بھیس میں علماء سو بھی اس کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

جناب عبدالقادر حسن صاحب لاؤڈ اسپیکر کے متعلق کہتے ہیں:۔

''علماء کرام پہلے لاؤڈ اسپیکر کا ایک آدھ بھونپو لگاتے تھے۔ اب مینارہ کے ساتھ چار چار لگائے ہیں اور دن رات سامنے موجود نمازیوں کے علاوہ سارے کے سارے محلّے کو بھی گرم رکھتے ہیں۔ خود تھک جائیں تو تازہ دَم ہونے کے لیے ٹیپ لگا کر تھوڑی دیر آرام کر لینے کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔''

اور ارشاد احمد حقانی صاحب اس حقیقت کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:۔

''پاکستان میں اس وقت یہ مساجد جس طرح شور و غُل اور ہنگامہ و نزاع اور فرقہ ورانہ کشیدگی کا مرکز بن گئی ہیں، پہلے کبھی نہ بنی تھیں۔'' یاد رہے پاکستان میں مساجد کی تعداد سات لاکھ سے زیادہ ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ے جولائی ۱۹۸۳ء)

احرار، اسلام کے غدّار

پنجاب کے احرار   اسلام کے غدّار   (زمیندار ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء ٹائیٹل پیج)

''آٹھ اور آٹھ سولہ دن ہوئے کہ پنجاب میں ایک نئی پارٹی نے جنم لیا ہے قارئین کرام اس چوں چوں کے مربّے سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اس میں کون کون اُلّو باٹے اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں۔۔۔۔ اس کا نام ہے مجلس احرار۔ یہ جماعت معرض ظہور میں کیوں آئی اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ اس کے شرکاء وہ لوگ ہیں جو کبھی ملّی کانگریس کے دامن سے وابستہ تھے اور ان کے باپو گاندھی جی مہاراج کی کرپا سے انہیں بھوجن اور پوشن مل جایا کرتا تھا لیکن جہاں کانگریس کا کام تمام ہوا۔ کانگریس سے انہیں طلاق مل گئی اور ان کا روزینہ بند ہو گیا۔ کانگریس سے الگ ہو کر ان کے پاس سوائے ازیں کوئی چارہ کار نہ تھا کہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے کوئی نیا پھندا پھیلائیں۔ لہٰذا انہوں نے ''مجلس احرار

اسلام'' کی طرح ڈالی۔۔۔ عوام حیران ہیں کہ آخر ان احراریوں کو کیا ہو گیا جو یکدم مہاراجہ کشمیر کے اشارے پر ناچنے لگ گئے! کسی نے خوب کہا ہے کہ

اے زر تو خُدا نیست و لیکن بخدا   ستّار العیوب و قاضی الحاجاتی

ان کی بلا سے قوم جہنم میں جائے یا کسی گھاٹی میں گرے انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ (سیاست ۱۵ ستمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۳)

مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب فرماتے ہیں:۔

''آج اسلامی ممالک کے اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ اور آزاد ہیں۔ دو کروڑ آبادی سے لے کر ۱۵،۱۵ ہزار کے قبائل پر شاہ اور شیخ مسلّط ہیں اور یہ اسلامی شاہ اور شیخ شاہ شطرنج کی طرح انگریز اور یورپی پیادوں کے آگے پیچھے بھاگتے ہیں۔'' (تاریخ احرار طبع دوم صفحہ ۱۴۰) ''باسی کڑی کے اُبال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح ہم بیٹھ جاتے ہیں''۔ (تاریخ احرار صفحہ ۱۵۶)

مجلس احرار الاسلام کے قائد پیر جی **سیّد عطاالمهیمن بخاری** ہیں۔ مدنی مسجد چنیوٹ میں مرکز احرار ہے۔ عطا اللہ شاہ فرماتے ہیں۔ ''ہم نام نہاد اکثریت کی تابعداری نہیں کریں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے۔'' (زمزم لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء)

مولوی ظفر علی خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''آج۔ ''مسجد شہید گنج'' کے مسئلہ میں احرار کی غلط روش پر دوسرے مسلمانوں کی طرف سے اعتراض ہونے پر انگریزی حکومت احرار کی سپر بن رہی ہے۔ اور حکومت کے اعلیٰ افسر حکم دیتے ہیں کہ احرار کے جلسوں میں گڑ بڑ پیدا نہ کی جائے تو کیا اس بدیہی الانتاج منطقی شکل سے یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ مجلس احرار حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔ جس کی آبیاری کرنا اور جسے صرصر حوادث سے بچانا حکومت اپنے ذمہ ہمت پر فرض سمجھتی ہے۔'' (روزنامہ زمیندار ۳۱ اگست ۱۹۳۵ء)

انہوں نے (عطا اللہ شاہ بخاری) ہندوؤں میں مقبول ہونے اور سنسر سے بچنے کے لیے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری رکھ لیا تھا جو عطا اللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا بدل تھا''۔

(سید عطا اللہ شاہ بخاری از شورش کاشمیری صفحہ ۷۳)

شورش کشمیری صاحب چٹان میں لکھتے ہیں:۔

''ہم یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ چند مستثنیات سے قطع نظر وارثانِ منبر ومحراب میں
ننانوے فیصد لوگ عصری مسائل سے نابلد ہیں۔۔۔ہم مسلمانوں کی صف میں جب شیعہ، سنّی،
دیوبندی، بریلوی اور مقلّد وغیرہ کی تھکا فصنیحتی دیکھتے ہیں تو قلق ہوتا ہے۔ کہ فرزندانِ منبر ومحراب خود
اپنے گھر کو آگ لگا رہے ہیں۔ کیا ہمارے ان دوستوں کو معلوم نہیں کہ نئی نسلیں اس سے بیزار ہیں۔۔۔
وہ اس قسم کے جھگڑوں کو بٹیروں کی پالی، مُرغوں کی چوپال سمجھ کر قہقہے لگاتی ہے۔' (چٹان لاہور ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء)

ویران مساجد

ماہنامہ ترجمان اہلحدیث لاہور لکھتا ہے کہ ''بدقسمتی سے ہمارے ملک کے نوّے فیصدی
نوجوان اور بوڑھے ان پڑھ اور جاہل ہیں وہ اسلام کی تعلیمات سے بےخبر ہیں اور جو تعلیم یافتہ ہیں وہ بھی
دینِ اسلام کی تعلیم سے بےبہرہ اور ناواقف ہیں۔'' ترجمان اہل حدیث مزید لکھتا ہے۔ ''دیہات کی
اکثر مساجد ویران پڑی ہیں اور وہ زبانِ حال سے مسلمان قوم اور اسلامی حکومت کا ماتم کر رہی ہیں اور ہر
وقت گاؤں کی بربادی کے لیے بددُعا کرتی ہیں۔ بعض دیہات کی مساجد میں ناپاک جانوروں اور
درندوں نے اپنا ڈیرہ جما رکھا ہے۔'' (ترجمان الحدیث لاہور ستمبر ۱۹۷۵ء)

معزز قارئین! نہ جانے مولویوں کی بےشمار قسمیں لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس
کیوں نہیں کرواتیں؟ کیا ایسا تو نہیں کہ مولوی لوگ خود ہی ہدایت سے دور ہیں؟ سچ ہے جس کا دامن خالی
ہو وہ کسی کو کیا دے گا؟ حدیث نبوی ﷺ پوری ہو رہی ہے کہ مسجدیں ویران ہوں گی اور نام نہاد علماء
آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

ظلمت کو ضیاء کیا لکھنا

اُتوں رولا پائی جاؤ وچّوں رَل کے کھائی جاؤ

کراچی میں اردو ڈائجسٹ کی سلور جوبلی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں (ضیاء
الحق) نے علماء سے اپیل کی کہ وہ ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی جدوجہد کریں اور اسلام کا پیغام

پھیلائیں کیونکہ نظام مصطفیٰ کی تحریک لیڈروں نے نہیں علماء نے چلائی تھی۔ (امروز لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۸۶ء)

لبنانی دانشور خلیل جبران کا قول ہے۔ ''اُس نے کہا میں نے مان لیا، اُس نے پھر کہا تو مجھے
شک گزرا، اُس نے تیسری بار وہی بات قسم اُٹھا کر کہی تو مجھے یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول رہا ہے''۔

۱۹۹۹ء میں نواز شریف بھی تواتر سے کہتے رہے ہمارے پاس بھاری مینڈیٹ ہے ہماری
کرسی کوئی نہیں ہلا سکتا۔ چند ہفتوں کے بعد کرسی الٹ دی گئی۔ ڈاکٹر عبدالقدیر لکھتے ہیں 'ضیاء الحق نے
گرگٹ کی طرح بار بار رنگ بدلا، جھوٹے وعدے کیے اور عوام کو بیوقوف بنایا' (جنگ لندن ۵ ستمبر ۲۰۱۱ء)

عرفان احمد لکھتے ہیں کہ ضیاء الحق نے ادیبوں کی کانفرنس میں ایوان صدر کی طرف سے دیے
گئے کھانے کے متعلق فرمایا کہ 'یہ یاد رکھیے گا کہ ایوان صدر کے کھانے میں نمک بھی ہوتا ہے۔' جو بندہ
سرکاری راشن پر پلے اور سرکاری کھانے کا طعنہ دے!! اس سے زیادہ کمینہ کوئی اور کیا ہوگا؟
(پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔ اردو پوائنٹ ڈاٹ کام)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ **"الکذب حیض الرجل
والاستغفار طہارتہ"** جھوٹ مرد کا حیض ہوتا ہے اور اس کی صفائی استغفار سے ہوتی ہے۔
(فردوس الاخبار دیلمی صفحہ ۱۶۱ سطر ۱۷ راوی سلمانؓ۔ بحوالہ مذہبی انسائیکلو پیڈیا۔ صفحہ ۲۰۴ مرتبہ ملک عبدالرحمان صاحب خادمؔ)

اسقاط حمل

۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۳ء کی ایک رپورٹ کے اندازے کے مطابق پاکستان میں سالانہ ۸۹۰۰۰
ہزار حمل ضائع کروائے جاتے ہیں۔ اندازاً قومی اسقاط حمل کا ریٹ ۱۰۰۰ میں سے ۲۹ ہے۔ یعنی تقریباً ہر
عورت زندگی میں ایک بار اسقاط حمل سے گزرتی ہے۔

اسقاط حمل کرانے والی پچپن فیصد خواتین کا کہنا تھا اور بچہ نہیں چاہیے۔ چوّن فیصد نے کہا کہ
معاشی تنگی کی وجہ سے بچہ نہیں چاہیے۔ پچیس فیصد نے کہا کہ آخری بچہ ابھی چھوٹا ہے اور بائیس فیصد
خواتین نے کہا کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں۔ یاد رہے آرٹیکل ۲۱۳ کے تحت اسقاط حمل پاکستان میں جُرم
ہے۔ اور یہ آرٹیکل ۱۹۹۷ء سے مکمل طور پر نافذ ہے۔ جُرم ثابت ہونے پر سزا تین سے سات سال تک
ہے اور اب تک کسی عورت کو سزا نہیں دی گئی۔ (تفصیلی رپورٹ پاپولیشن کونسل پاکستان۔ پیٹر ملر اور ڈبلیو۔ ایچ۔ او)

ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب فرماتے ہیں:۔

''ہندوستان میں پیشتر لڑکیوں کو شیر خوارگی ہی کے موقع پر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اس ملک میں ہر سال دس لاکھ سے زائد بچیوں کو اسقاطِ حمل کے ذریعے، آنکھ کھولنے سے پہلے، ہلاک کر دیا جاتا ہے۔۔۔یعنی جیسے ہی انکشاف ہوتا ہے کہ فلاں حمل کے نتیجے میں لڑکی پیدا ہوگی تو اسقاط حمل کے ذریعے وہ حمل ضائع کروادیا جاتا ہے۔''

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۲)اور اپنے بچوں کو تنگدستی کے باعث مت قتل کرو، ہم ہی تم کو رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی۔ یقیناً ان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔اسلام نے مسلمان معاشرے سے تنگدستی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینا متمول مسلمانوں کے لیے فرض قرار دیا ہے۔مگر عصرِ حاضر میں مسلمان بنکوں سے خود کو غیر مسلم کہہ کر زکوٰۃ معاف کروا لیتے ہیں۔جن مسلمانوں کی زکوٰۃ اداروں تک پہنچ جاتی ہے وہ مستحقین تک نہیں پہنچتی۔ لڑکیوں کے زندہ درگور ہونے اور ماؤں کی کوکھ میں موت سے ہمکنار کرنے کی وجہ وہ معاشرتی ناانصافی ہے جو عورتوں سے روا رکھی جاتی ہے۔ ہر روپ میں عورت کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔عورت کی حیثیت صرف ایک غلام کی سی کر دی گئی ہے۔ یہ تمام حالات زمانہ جاہلیت کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔مولوی اپنے اور پاکستان کے دُشمنوں کے خلاف تو خوب پھنکارتے ہیں مگر جب خاص طور پر عورتوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔مولوی زکوٰۃ ،صدقہ خیرات اور کھالوں کی فروخت سے اربوں روپے حاصل کرتے ہیں اگر ان میں اخلاص ہوتو مسلمان معاشرے میں کم از کم غربت کا خاتمہ اور تعلیمی مسائل ختم یا کم ہو سکتے ہیں۔مگر کیا کیجیئے ان بریلوی حضرات ہی کو دیکھ لیجیے سبھی مولوی احمد رضا خان بریلوی کو اپنا مجدد خیال کرتے ہیں مگر ایک نظام یا ایک جماعت قطعاً نہیں ہیں۔مولوی طاہر القادری، مولوی الیاس قادری اور نورانی گروپ وغیرہ ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔اور لوگوں سے خیرات کے نام پر اربوں روپے الگ الگ لیتے ہیں جنہیں عام عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے بجائے اپنے اداروں کی تزئین و آرائش پر خرچ کرتے ہیں یا دوسری غیر اسلامی دلچسپیوں پر خرچ کرتے ہیں۔

جنگ لندن ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ پاکستان میں ایک ہزار میں سے ۹۰ بچے سالانہ اور ہر ۲۵ منٹ میں ایک خاتون دوران زچگی مَر جاتی ہے۔ڈاکٹر اختر رشید نے کہا ہے کہ حاملہ خواتین اور بچوں کی سب سے زیادہ شرح اموات کے حوالے سے پاکستان دُنیا بھر میں دوسرے نمبر پر ہے۔اگر مولوی ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور تمام رقوم جو عوام سے مختلف بہانوں سے حاصل کی جاتی ہیں ایک جگہ جمع ہوں تو بہت بڑے بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔مگر یہ مولوی کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ان کا ایک امام یا خلیفہ نہیں ہے۔سبھی اپنے خیال میں امام اور خلیفہ ہیں۔؎

ہر کوئی بنا ہے اپنے خیال میں   اک عالم، جسے افلاطون کہتے ہیں

معزز قارئین! ایک اور دلچسپ اقوام متحدہ کی پیش کردہ رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

پاکستان مسلمان ممالک میں شرح پیدائش میں سرفہرست ہے۔پاکستان میں ۱۹ فیصد خواتین مانع حمل ادویات استعمال کرتی ہیں جبکہ ایران میں ان ادویات کا استعمال ۵۹ فیصد ہے، انڈونیشیا میں ۵۷ فیصد، بھارت میں ۴۹ فیصد اور بنگلا دیش میں ۴۸ فیصد ہے۔ (روزنامہ اُمّت ۱۳ دسمبر ۲۰۱۱ء)

معزز قارئین! برطانیہ میں سالانہ ۱۲ لاکھ خواتین اسقاط حمل کراتی ہیں۔ان میں دس لاکھ وہ لڑکیاں شامل ہیں جن کی عمریں پندرہ سے بیس سال کے درمیان ہیں اور وہ کالج و یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔اس سال کی رپورٹ کے مطابق فرانس میں اسقاط کرانے والی خواتین کی تعداد ۱۵ لاکھ بتائی گئی ہے تاہم برطانیہ کے مقابلے میں ان میں کم عمر لڑکیوں کی شرح کم ہے۔ (روزنامہ اُمّت ۴ جنوری ۲۰۱۲ء)

پندرہ لاکھ اندھے

پاکستان میں ۱۵ لاکھ اندھے ہیں جن میں سے ستّر فیصد کا تعلق دیہات سے ہے۔دُنیا بھر میں بینائی سے محروم ۴ کروڑ ۱۵ لاکھ افراد میں ۸۷ فیصد لوگوں کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے ہے۔ ہر ایک منٹ بعد ایک بچہ بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ہر پانچ سیکنڈ کے بعد ایک فرد اندھا ہو جاتا ہے۔ہندوستان ایک کروڑ بیس لاکھ اندھوں کے ساتھ سرفہرست ہے۔ یہ کُل تعداد کا ۲۶ فیصد ہے اور چین ۱۳ فیصد کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔اس اندھے پن کی وجہ معاشی مشکلات اور غربت ہے۔

کاش پاکستان اور ہندوستان کے اندھے مولویوں کو بھی یہ اعداد و شمار دکھائی دیتے۔ اگر مولوی لوگ عوام سے لوٹے ہوئے اربوں روپوں میں سے کچھ حصہ اندھوں کے علاج پر خرچ کر دیں تو کئی لاکھ اندھے بینا ہو جائیں۔ حالت یہ ہے کہ اگر کوئی نابینا شخص، مولوی کے ہتھے چڑھ جائے تو اُس کا علاج کروانے کے بجائے اُسے حافظ قرآن بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسلامی نظام لانے کا نعرہ لگانے والے اگر اپنے مطالبہ کو صحیح سمجھتے ہیں تو انہیں اپنے دِل کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا انہوں نے اس کے لیے ہوم ورک کر لیا ہے؟ کیا مسلمانوں کے معاشی مسائل حل کر لیے گئے ہیں؟ کیا مسلمانوں کی اخلاقی اور رُوحانی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ اسلامی نظام کے فوائد کو حاصل کر سکیں؟ معاشرتی جرائم جو معاشرے کی جڑوں تک سرایت کر گئے ہیں اُن کا علاج معلوم کر لیا گیا ہے؟ بدقسمتی سے ایسا کچھ بھی نہیں ہوا ہے اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والے دراصل اسلام کے نام پر اقتدار کے ایوانوں پر قبضہ کر کے معصوم و مظلوم عوام کے ہاتھ، پیر اور گلے کاٹنا چاہتے ہیں۔ معزز قارئین ذرا تصور تو کریں کہ اگر بریلوی برسرِ اقتدار آ گئے تو دیوبندیوں، اہل حدیث اور شیعہ لوگوں کا کیا بنے گا؟ اسی طرح اگر شیعہ یا کوئی دوسرا فرقہ اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے تو بریلویوں کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں کے شر سے اُمّت محمدیہ کو بچائے اور صراطِ مستقیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ایمان، کفر اور اتحاد

مولانا محمد اسحاق مصباحی صاحب فرماتے ہیں:۔

''مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں، اکثریت اہل سنت ہے، باقی شیعہ ہیں، وہابی ہیں، غیر مقلد ہیں۔ ان فرقوں میں ایمان و کفر تک اختلاف ہے، ان کے مذہبی راہنما سواد اہل سنت کے تعلق سے آئے دن دل آزار باتیں لکھتے ہیں، چھاپتے ہیں اور پھر نعرہ ہے اتحاد کا۔ ہاں یہاں پر آپ ایک بات پوچھ سکتے ہیں کہ جب مسلمان شیعہ، سُنّی، وہابی، دیوبندی اور بریلوی کے اختلاف میں پھنسے رہیں گے تو غیر مسلم اقوام اور ظالم لوگ ان کا ناطقہ بند کرتے رہیں گے، اس لیے اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت ہے۔ یہ سوال اپنے میں اہم ہے۔ تو یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم غیر مسلم اقوام سے

بھی معاہدے اور صلح رکھتے ہیں، حلیف بنتے ہیں۔ حالانکہ ہم ان کے عقائد اور اعمال دینی میں شریک نہیں ہوتے، تو ان فرقوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہم ان کے عقائد اپنا لیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگیں۔ ہاں دوسرے فرقے کوئی سیاسی معاہدہ کریں تو ہم تیار ہیں مگر عقائد میں کوئی اتحاد نہیں اور دینی اعمال میں آپ کی کوئی اقتداء نہیں ہوگی۔ ان کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں اور ان کے عقائد کی تقلید نہ کریں۔''

(ماہ نامہ اشرفیہ جون ۲۰۰۹ء فکر امروز از محمد اسحاق مصباحی دعوت اتحاد وقت کا تقاضہ یا گمراہ افکار کی تصیح)

سبحان اللہ! مسلمان بھی ایک دوسرے سے معاہدے کریں جس طرح کفار سے کرتے ہیں۔ اتحاد ہونا چاہیے، بے شک ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، بے شک ایک دوسرے کو کافر کہیں اور سمجھیں۔ واہ مولوی صاحب واہ کافر کافر، عقائد عقائد اور اتحاد اتحاد کا کھیل کوئی آپ سے سیکھے۔

حروف ''دیوبند''

د۔ی۔و۔۔۔ب۔ن۔د

دغا کی دالؔ ہے یا جوج کی ہے یؔ اس میں\
وطن فروشی کا واؤ بدی کی بؔ اس میں\
جو اس کے نونؔ میں نارِ جحیم غلطاں ہے\
تو اس کی دالؔ سے دہقانیت نمایاں ہے\
ملے یہ حرف تو بیچارہ دیوبند بنا\
بُرے خمیر سے یہ شہر نا پسند بنا

دارالعلوم دیوبند کے نام

کیا گردشِ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں\
دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں\
جو داعیء اسلام تھے وہ ''دیش بھگت'' ہیں

نیرنگئ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
اسلاف کے دل بھی تیرے فتوروں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

(ماہنامہ ''تجلّی'' دیوبند۔فروری ۱۹۵۷ء بحوالہ دیوبندی عقائد از ابوداؤد محمد صادق صفحہ ۱۰۸ اور ۴ ناشر مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

مسلمان یا فٹبال

محمد اسماعیل مدرس گرمتکال فرماتے ہیں:۔

''ہمارا حشر بھی بنی اسرائیلیوں جیسا ہو جائے گا'' ڈاکٹر اقبالؔ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کا نقشہ بڑے اچھے اور صاف ستھرے انداز میں پیش کیا ہے کہ ؎

نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج
یہ سب باقی ہیں تُو باقی نہیں ہے

یہ بات دِل کو بڑی لگتی ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ آج مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں مگر ان کے اندر اور باہر کوئی انقلاب برپا نہیں ہوتا کہ رحمت خداوندی ان کی دستگیری کے لیے آگے بڑھے اور وہ دُنیا کی دیگر اقوام کے اندر آفتاب و مہتاب بن کر چمکتے ہوئے نظر آئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ سب کام ہم ایمان واخلاص کے بغیر ہی کیے جا رہے ہیں۔ بے حضوری اور بے شعوری میں محض ایک بوجھ سمجھ کر اُتار رہے ہیں یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو اور دُنیا اس کا کوئی وزن محسوس نہ کرے۔ کوئی مسلمان ہو اور اس پر پھٹکار ہو، دانے دانے کا محتاج ہو، فٹبال کی طرح سب کے پیروں سے ٹھوکریں کھائے۔ اوپر والا ہاتھ ہونے کے بجائے نیچے والا بنا رہے۔ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے جس پر اگر ہماری توجہ نہیں گئی اور اس کا کوئی حل نہیں نکالا گیا تو ہمارا حشر بھی اسرائیلیوں جیسا ہو جائے گا کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود ذلت ومسکنت ان کا مقدّر بن گئی۔

مسلمانو! غور کرو۔ تم خواب خرگوش میں پڑے ہو اور دُنیا کی چمک دمک میں کھو گئے ہو۔ خُدا کا قہر اور غضب تم پر منڈلا رہا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرو۔'' (بحوالہ روزنامہ منصف حیدرآباد ۶ جنوری ۱۹۹۴ء)

شب باشی

احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ نے فرمایا ہے ''انبیاء کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۳ صفحہ ۳۲)

دیوبندی شب باشی لفظ کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور شب باشی کو ''صحبت'' کے معنوں میں لیتے ہیں۔ رسالہ کلمہ حق میں اس اعتراض کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ کلمہ حق میں لکھا ہے کہ جو علماء دیوبندی ان دنوں وہاں رہتے تھے، انھوں نے کوششیں کیں کہ شب باشی آپ کی مسجد نبوی ﷺ میں ہو۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ ۲۴۴ از احمد رضا بجنوری دیوبندی)۔۔۔ دیوبندیو! کیا اب بھی یہی مطلب لوگے (شب باشی بمعنی صحبت) کہ انور کشمیری کو مسجد نبوی میں دیوبندیوں نے کسی دیوبندی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کی دعوت دی تھی؟

کلمہ حق لکھتا ہے کہ فضائل اعمال از مولوی محمد زکریا کے صفحہ ۶۴۴ مطبوعہ کتب خانہ کراچی میں لکھا ہے ''جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے، یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے، حق تعالیٰ قیامت کے دن کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں'' یہ بیان کرنے کے بعد کلمہ حق لکھتا ہے۔ ''بتاؤ مولوی حماد! کیا یہاں بھی یہی مطلب سمجھو گے کہ جو دیوبندی کسی مسافر کو دیوبندی عورت سے ''صحبت'' کرائے اس کو قیامت کے ہولوں سے پناہ ملے گی؟'' (سہ ماہی کلمہ حق صفحہ ۴۴، ۴۵ شمارہ نمبر ۳، ۲۰۱۰ء)

شریف شہر

جہاں تک اللہ کے گھر کعبہ کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت کو کم کرنے کی مہم تو جاری ہے اور زور وشور سے جاری ہے۔ اللہ کے رسول نے کعبہ کو ''شریف'' کہا مگر آج مزاروں کے حوالے سے ہر شہر اور ہر گاؤں ''شریف'' بن چکا ہے۔ پھر جو کچھ بیت اللہ میں کیا جاتا ہے وہی مزارات پر دُہرایا جاتا ہے۔ بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے اور اب یہاں قبر کے گرد پھیرے لگا کر صاحب قبر کی عبادت کی جاتی ہے۔ وہاں حجر اسود کو بوسہ دیا جاتا ہے، یہاں حضرت کے مزار پر لگے ہوئے سُرخ وسفید پتھروں کو چُوما جاتا ہے۔

وہاں ملتزم کے ساتھ چمٹ کر اپنے اللہ سے فریادیں کی جاتی ہیں تو یہاں مزار کے ستونوں کے ساتھ لپٹ کر حضرت کے نام کی دُہائیاں دی جاتی ہیں۔ وہاں سال میں دو دفعہ کعبہ کو غُلاف پہنایا جاتا ہے تو یہاں سال میں بے شمار مرتبہ حضرت کے مزار کو رنگ برنگی اور سنہری چادروں سے سجایا جاتا ہے۔ بیت اللہ کو غُسل دیا جاتا ہے تو یہاں جناب ہجویری صاحب کے مزار کو پچاس پچاس مَن عرق گُلاب سے دھویا جاتا ہے۔ وہاں لبیک لبیک کہہ کر اللہ کے حضور حاضری کا اعلان کیا جاتا ہے تو یہاں شرکیہ اشعار اور قوالیاں گا کر تلبیہ کی نقل اُتاری جاتی ہے۔ نادان دوستوں نے کعبہ کے مقابلے میں بیشمار کعبے بنا کر ابراہہ کے کام کو خوب رواج دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں بار بار فرمایا: "**لعنة الله على اليهود و النصارىٰ اتخذو اقبور انبياء هم مساجد**" اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ (سنن نسائی حدیث ۷۰۷، بخاری، مسلم)

پاؤں کی دو جوتیاں

جناب ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

اب مسلمان اور یہودی، ایک ہیں پہچان میں — بڑھ گئے اک دوسرے سے کفر کے میدان میں
یوں مشابہ ہیں کہ گویا پاؤں کی دو جوتیاں — تھا یہی لکھا رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں
سَر کو چڑھ جاتا ہے جب کافر بنانے کا نشہ — اُن دِنوں پھر مولوی رہتا نہیں اوسان میں
پھَن کو پھلا کر کھڑا ہوتا ہے دین کی راہ میں — ڈالتا ہے وسوسے پھر ہر دلِ نادان میں
اور سودا کوئی بھی رکھتا نہیں یہ شر پسند — کفر کے فتوے بہت شیطان کی دُکان میں
جال میں اپنے ہی پھنس جاتا ہے آخر بے شعور — بس یہی اک فرق ہے دانا میں اور نادان میں

ان یہودی نما مولویوں نے مسلمانوں کی حالت اس قدر خراب کردی ہے کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔

شک ہو رہا ہے مجھ کو میں مَر تو نہیں گیا — دِل کو کوئی خوشی ہے نہ کوئی ملال ہے

اگر معاویہؓ نہ ہوتے

مولانا محمد جواد کہتے ہیں:۔

''یہ معاویہ، یزید، طلحہ، زبیر (رضی اللہ عنہٗ) اور اُن کے ساتھی تھے جنھوں نے اسلام اور عرب بھائی چارے کی بنیاد ڈھائی۔ اس بات کا شیعوں سے کوئی تعلق نہیں۔'' ''اگر معاویہؓ نہ ہوتے تو آج تمام دُنیا کا جمہوری قانون اسلامی جمہوریت کے ماتحت ہوتا، معاویہ نے مُسلمانوں کے سیاسی فروغ کو جو اصول مساوات کی بجلیوں کے ساتھ اُفق کائنات پر چمکنا چاہتا تھا نفسانیت کے بادلوں میں دبا دیا اور چھپا دیا۔ آج معاویہ زندہ ہوتے تو ہندوستان کے بنگالی اُن پر گولیاں چلاتے، یورپ کے سوشلسٹ اُن کو ملیا میٹ کر دینے کی کوشش کرتے اور اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو نہ سہی اُن کے اعمال اور افعال تاریخوں میں زندہ ہیں، جن کو جمہوریت کے تمام فدائی اور حریّت کے کُل شیدائی قیامت تک نفرت وحقارت سے یاد کریں گے۔'' دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ''معاویہ ابن ہند خُدا اور اُس کے رسول ﷺ، امام علیؓ اور مسلمانوں کا دُشمن تھا۔ معاویہ نے حضرت عثمانؓ کی کوئی مدد نہیں کی تھی۔''

(شیعہ اور جابر حکمران از علامہ محمد جواد مغنیہ ترجمہ رضا حسین رضوانی صفحہ ۱۸، ۳۸، ۶۹ ناشر مجمع علمی اسلامی تہران)

۹۰ برس

مولانا اشرف علی تھانوی بہشتی زیور میں لکھتے ہیں:۔

''جس کا شوہر بالکل لا پتہ ہوگیا معلوم نہیں مَر گیا یا زندہ ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجاوے۔ جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گزر جاوے کہ شوہر کی عمر ۹۰ برس کی ہو جاوے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مَر گیا ہوگا سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر ۹۰ برس کی ہونے کے بعد عدّت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے۔''

(بہشتی زیور از مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۳۰ حصہ چہارم)

قارئین کرام! دیو بندی فرقے کے دوسرے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۴۸۵ پر لکھتے ہیں:۔

''جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال تک انتظار کرے پھر چار مہینے اور دس دن عدت گزارے پھر حلال ہو جائے۔اس کی دلیل میں موطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید بن مسیّب کی روایت بیان کی ہے جسے حضرت عمرؓ نے بیان کیا تھا۔

قارئین! کچھ فرقوں نے انتظار کی مدت ۲۰ سال بھی بیان کی ہے۔ جتنے فرقے اُتنے فتوے۔

سَیفِ چشتیائی

معزز قارئین! تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انبیاء کرام انسانوں کی اصلاح کے لیے تشریف لائے ،مخالفین نے نا صرف اُن کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اُن کی جان کے درپے ہو گئے ۔جب ان مخالفین کی مخالفت، انبیاء کرام کے بڑھتے قدموں اور سچائی کے نور کو نہ روک سکی تو ان مخالفین نے ان برگزیدہ شخصیات کو جادوگر، مجنون ،جھوٹا اور کافر وغیرہ کہہ کر اپنی دوکانیں چمکانے کی کوشش کی مگر وہ اپنے رُتبے اور خود ساختہ عزت کو بچانے کے منحوس چکر میں ذلّت و نامرادی کی موت مَر گئے ۔تقریباً ۱۲۵ سال پہلے بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ نبوّت کے بعد اُن مذہبی کیڑوں کو بھی کلبلانے کا بہانہ مل گیا جو قعرِ مذلت میں مدہوش پڑے ہوئے تھے۔ان کے کلبلانے اور زہریلے ناگ بن جانے کی وجہ اُن کی سرداریاں تھیں جنہیں مذہب کا جبہ پہنا کر وہ مسلمانوں کے سیاہ وسفید کے مالک بن چکے تھے۔ جب اُنہیں محسوس ہوا کہ اسلام کی سچی تصویر ان کے عشرت کدوں کو اجاڑ دے گی وہ بانی جماعت احمدیہ کے دُشمن بن گئے ۔جب وہ مرزا صاحب کے دلائل کے تیروں سے گھائل ہو گئے تو اپنی ناکامیوں کو اپنے مریدوں سے چھپانے کے لیے دجل کا طریق اختیار کیا۔ایسے ہی ایک پیر مہر علی گولڑوی جنہیں ان کے ارادت مند مادرزاد ولی کہتے ہیں نے جب یہ دیکھا کہ میرے مرید مرزا صاحب کے گرویدہ ہو رہے ہیں تو ان کے پیٹ میں بل پڑنے لگے ،سعودی عرب سے بانی جماعت احمدیہ اور ان کی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے لیے ہندوستان بھاگے بھاگے آئے ۔اور مرزا صاحبؑ نے یہ اعلان فرما دیا کہ گولڑوی صاحب قرآن مجید کی (چالیس منتخب آیات کی) تفسیر عربی میں لکھیں اور میں بھی لکھتا ہوں۔یہ بھی فرمایا کہ گولڑوی اپنی مدد کے لیے چالیس دوسرے مولوی بھی جمع کر لیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ اگر گولڑوی

صاحب مجھ سے بہتر تفسیر لکھنے میں کامیاب ہو گئے تو میں اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا اور گولڑوی صاحب کا مرید بن جاؤں گا۔اب گولڑوی صاحب خاموش ہیں اور ان کے مرید کہتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے ؟ تنگ آ کر انہوں نے اشتہار دیا کہ میں لاہور بادشاہی مسجد میں آؤں گا ،مرزا صاحب لاہور آ کر مجھ سے پہلے مناظرہ کریں۔جب مرزا صاحب مناظرے کرتے تھے گولڑوی صاحب بھیگی بلی بنے رہے اب چالاک گولڑوی صاحب کو معلوم تھا کہ چار برس پہلے حضرت مرزا صاحب یہ اعلان کر چکے ہیں کہ فتنے وفساد کی وجہ سے میں کبھی پبلک میں مناظرہ نہیں کروں گا۔ہاں تحریری مناظرہ کوئی بھی کر سکتا ہے۔اصل میں گولڑوی صاحب تفسیر قرآن کے قابل نہ تھے،اسی لیے مریدوں کو مطمئن کرنے کے لیے لاہور میں یکطرفہ تماشہ کیا۔انہیں تفسیر قرآن کے لیے کہا گیا اور گولڑوی صاحب چیلے چانٹوں کے ساتھ لاہور آئے شور شرابہ کیا اور مریدوں سے کہا دیکھا مرزا صاحب ہمارے سامنے نہیں آ سکتے ۔ہم جیت گئے ۔اسی طرح کا ڈرامہ طاہر القادری نے بھی کیا تھا۔خود ہی مباہلے کا اعلان کر کے اپنے چیلے چانٹوں کے ساتھ یادگار پاکستان کے نیچے جمع ہو کر جیت گئے ،جیت گئے کا شور مچا کر نام نہاد شیخ الاسلام بن گئے ۔ایسا ہی منظور چنیوٹی نے کیا تھا ،مباہلے کے لیے دریائے چناب کے پل کا انتخاب کیا، دس مولویوں نے بھی ان کے اس اقدام کو نہ سراہا۔ بلکہ اس کی برادری نے اسے دفعہ دور کر دیا۔یہ ایسا جھوٹا تھا کہ اسلم قریشی نامی مولوی کے بارے میں اس نے کہا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسلم قریشی کو مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے اغواء نہیں کیا تو اسے گولی ماردی جائے ۔اور اسلم قریشی واپس آ گیا۔پنجاب اسمبلی کے ارکان کو بھی کہنا پڑا کہ اسلم قریشی تو زندہ ہے،اب منظور چنیوٹی کیوں زندہ ہے؟ اسے مَر جانا چاہیے۔

گولڑوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیے تھا اور ان کے نیاز مندوں کو بھی سمجھنا چاہیے کہ ابولہب کا رسول اللہ ﷺ سے دُشمنی کا کیا انداز تھا؟ جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تبلیغ کرتے تو ابولہب زور زور سے بولنے لگتا تا کہ لوگ رسول اللہ کے پیغام کو نہ سُن سکیں اور نہ سمجھ سکیں۔لوگوں کو کہا کرتا تھا کہ اس کی باتیں نہ سنو یہ جھوٹی باتیں کرتا ہے۔(عصر حاضر میں بانی جماعت احمدیہ کے مخالف مولوی بھی ابولہب والا کام تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں) ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ابولہب کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ ایمان نہیں لائے گا۔ابولہب لمبا عرصہ زندہ رہا، فتح مکہ کے چند دن بعد فوت ہوا تھا۔

ابولہب مسلمانوں سے دُشمنی کرتا رہا اور کہتا رہا کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں مگر ایمان لا کر رسول اللہ ﷺ
کو جھوٹا ثابت نہ کر سکا۔اسی طرح گولڑوی صاحب نے بھی ایک اچھا موقع گنوا دیا اگر وہ بانی جماعت
احمدیہ کے مقابلے میں آتے اور اُن سے بہتر کم از کم سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ دیتے تو آج جو رنگ برنگی تنظیمیں
جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کے نام پر لوگوں کو لوٹ رہی ہیں وہ نہ بنتیں اور کروڑوں لوگ احمدی مسلمان نہ
ہوتے ،گولڑوی صاحب کا بول بالا ہوتا۔صد افسوس گولڑوی صاحب نے تفسیر نہ لکھ کر نا صرف اپنے
مریدوں کو مایوس کیا بلکہ دوسرے فرقوں کو خود پر مذاق اڑانے کا موقع بھی فراہم کیا۔گولڑوی صاحب نے
مریدوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہہ دیا کہ مجھ پر انوار کی بارش ہوتی ہے مگر ان انوار سے ان کے مرید
بے نصیب ہی رہے۔اور بانی جماعت احمدیہ کی لکھی ہوئی تفسیر ’’اعجاز المسیح‘‘ نا صرف احمدی مسلمانوں
کے لیے انمول تحفہ ہے بلکہ غیروں کو بھی صراط مستقیم کی طرف لانے کا باعث بن رہی ہے۔گولڑوی
صاحب کا لاہور والا ڈرامہ بھی مریدین کو مطمئن نہ کر سکا،جب مریدین کا یہ مطالبہ زور پکڑ گیا تو گولڑوی
صاحب نے مجبور ہو کر سیف چشتیائی نامی کتاب لکھی (شمس الھدایۃ گولڑوی کے ایک مرید مولوی محمد
غازی نے لکھی تھی،گولڑوی صاحب کا دعویٰ تھا کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے) قارئین! پہلی بات تو یہ ہے
کہ اس کتاب کو عام مسلمان پڑھ ہی نہیں سکتے۔اور اس کتاب کو پڑھنے والے سوچتے ہیں کہ عجیب مولوی
ہے جسے قرآن کا علم ہے نہ حدیث پر عبور۔مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول ثابت کرنے
کے لیے فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ بھی آسمان پر اُٹھائے گئے تھے۔دلیل کے طور پر گولڑوی صاحب نے
علاّمہ سیوطی کے حوالے سے دو روائتیں بیان کی ہیں کہ دو صحابہ عامرؓ بن فہیرہ غلام ابی بکرؓ،خبیب بن عدیؓ
کی شہادت کے بعد اُن کے اجساد کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔قارئین! بخاری میں ہے کہ جب عامر بن
طفیل نے ایک لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا ’’یہ کون ہے؟‘‘ عمروؓ بن امیہ نے جواب دیا ’’عامر بن
فہیرہ‘‘۔اس پر عامر بن طفیل (جو کہ منافق اور غدّار تھا) نے کہا میں نے ان کو قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ
آسمان کی طرف اُٹھا لیے گئے یہاں تک کہ آسمان میں معلّق نظر آئے۔پھر ان کی لاش کو زمین پر رکھ دیا
گیا۔(حدیث ۱۲۵۱) اسی طرح بخاری کی حدیث نمبر ۱۲۵۵ میں حضرت خبیبؓ بن عدی کی شہادت کا پورا
واقع درج ہے۔اور اس تمام واقع میں کہیں بھی آپؓ کے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں ہے۔کچھ روایات

میں لکھا ہے کہ خبیبؓ کے لیے زمین پھٹ گئی تھی اور آپؓ کا جسد خاکی اسمیں سما گیا تھا۔اور گولڑوی کہتے
ہیں کہ حضرت خبیبؓ کو شہادت کے بعد آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔ پھر سیف چشتیائی میں ایک حدیث بیان
ہوئی ہے جسے ’’رفع‘‘ کے غیر محال اور ممکن الوقع ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔حدیث یہ ہے ’’غزوہ احد
میں جب طلحہؓ انگلیوں کے زخم کے درد سے کلمہ حس کہہ رہے تھے تو اس وقت آنحضرتؐ نے طلحہؓ سے فرمایا
کہ اے طلحہ! اگر تُو بجائے کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے اُٹھا (رفع) لے جاتے اور لوگ
تیری طرف دیکھتے رہ جاتے۔یہاں تک کہ تُو وسط آسمان تک جا پہنچتا۔گولڑوی صاحب مزید فرماتے
ہیں کہ ابونعیم نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ عیسیٰؑ آسمانوں کی طرف اُٹھا لیے گئے ہیں تو ہم کہیں
گے کہ ہمارے نبیؐ کی اُمّت میں سے ایک قوم آسمان کی طرف اُٹھالی گئی۔اور یہ امر عیسیٰؑ کے رفع سے بھی
عجیب تر ہے۔(ایک صحابی بھی زندہ یا مُردہ جسد خاکی کے ساتھ آسمان پر نہیں اُٹھایا گیا) (سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۵)

قارئین کرام! دیکھا مولوی صاحب کا دجل، بات کر رہے ہیں حضرت عیسیٰؑ کے زندہ جسد
خاکی کے ساتھ آسمان پر جانے اور ہزاروں برس بعد آسمان سے جسد خاکی کے ساتھ نازل ہونے کی اور
گولڑوی صاحب حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کرنے کے لیے صحابہؓ کی میتوں کا آسمان کی طرف بلند ہونا
اور پھر زمین میں مدفون ہونا بیان کر رہے ہیں۔ایک مشرک غدّار کی روایت کو عزّت دے رہے
ہیں۔اگر حضرت طلحہؓ والی اور ابونعیم والی روایات میں درجات کی بلندی رفع کا ترجمہ کیا جائے تو کوئی
اُلجھن باقی نہیں رہتی۔قارئین یہی تو بات ہے اگر اُلجھنیں سلجھ جائیں تو مولوی کو کون پوچھے گا،گولڑوی
صاحب جیسے مولویوں نے کہانیاں سنا سنا کر پیٹ بھی تو بھرنا ہے۔گولڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

بالکل منافی ہے شان نبوت اور (بالمومنین رؤف الرحیم) کے۔کیونکہ بجائے ہدایت اُلٹا
اُمّت مرحومہ کو بڑے دھوکے میں ڈالنا ہوا کہ نزول قادیانی کی جگہ نزول عیسیٰؑ بن مریم فرما دیا۔حالانکہ
پہلے لوگ ایلیاہ کے بروزی سے دھوکہ کھا چکے تھے۔(الیاسؑ کے بروزی یحییٰؑ تھے) (سیف چشتیائی صفحہ ۵۴)

معزز قارئین! گولڑوی صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک نبی نے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے
ساتھ دھوکہ کیا تھا۔نعوذ باللہ۔حضرت یحییٰ علیہ السلام خود کو ایلیاہ کا بروزی نبی کہہ کر کیا شان نبوت کے
منافی کام کیا تھا؟ (نعوذ باللہ) گولڑوی صاحب کے مریدوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہودیوں کو گولڑوی

صاحب جیسے فاسداور بے ہودہ خیالات رکھنے کی وجہ سے حضرت یحیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اورحضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے سے محروم ہونا پڑا تھا۔اور یہودی قوم آج تک اُس ایلیاہ کا انتظار کررہی ہے جورتھ پر سوار آسمان سے نازل ہوگا۔ یہودیوں کو قطعاً دھوکہ نہیں دیا گیا،انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے پیغام کو نہ سمجھ کرنافرمانی جیسی نحوست کا طوق خود اپنے گلے میں ڈالا ہے۔اس دور میں یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گولڑوی صاحب جیسے نام نہاد پیراوران کے نیازمندوں نے بھی نافرمانی جیسی نحوست کواپنے گلے کا ہار بنا رکھا ہے،جیسے یہودی کہتے تھے کہ ایلیاہ کا بروزی نام یحیٰ رکھنا دھوکہ ہے اب گولڑوی صاحب اوران کی برادری کہتی ہے کہ اُمّت مرحومہ کو بڑے دھوکے میں ڈالنا ہوا کہ نزول قادیانی کی جگہ نزولِ عیسیٰؑ بن مریم فرمادیا۔گولڑوی صاحب جیسے تمام مولوی جوتوہینِ خُدا اورتوہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں بتادینا چاہتا ہوں مچھراور مکھی اپنے پروں سے آفتاب کو چھپا نہیں سکتی۔ہاں صرف اُسی پر پوشیدہ ہوجاوے۔

گولڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

’’اور قادیانی کو جونبوت ورسالت کے اوصاف صوری ومعنوی سے بہ مراحل بعیدہ ہے،اور ہرجگہ اس کی قرآن دانی اور تفسیر بیانی شہادت دے رہی ہے اسے نبی اور رسول کہلانے کی اجازت مل جائے،ہاں وجہ اس کی شاید یہ ہو قادیانی نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ نے جب علیؓ جیسے قریبی کو نبی کہلوانے سے روک دیا تو آپؐ سے اس لقب کا حاصل کرنا ناممکن ہے،چاہیے کہ آنحضرتؐ کو خبر ہی نہ ہو اور پیش قدمی کر کے جھٹ اللہ جل شانہ سے یہ تمغہ حاصل کرلوں۔لہذا مکالمات الٰہیہ سے بزعم خود کامیاب ہوتے ہی لگا تار اشتہار دینے شروع کیے۔دوسری جگہ لکھتے ہیں بقول قادیانی فنا فی الرسول کے حاصل ہونے سے یہ لقب ملتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خیرات اور آپؐ کے ہی طفیل یہ عنائت ہوتی ہے،گولڑوی کہتے ہیں مگر خود رسول اللہ اس سے بے خبر ہیں۔لہذا علیؓ کو تین ہی لقب عطا ہوئے یعنی سیّدالمومنین،امام المتقین اور قائدالغرالمحجلین اور نبی اور رسول کے لقب سے مشرف نہ فرمایا۔باوجود اس کے کہ خیبر کے دن سے ان کی محبیت اور محبوبیت کل اصحاب کے سامنے ظاہر ہوئی۔‘‘

قارئین کرام! کیاایک لاکھ چوبیس ہزار رسولوں اور نبیوں میں سے کسی ایک نے بھی

کسی فرد کےسَر پر اپنی طرف سے نبوت کا تاج سجایا؟یقیناً سبھی کواللہ تعالیٰ نے ہی نبوت جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا)   (صفحہ۵۳)

معزز قارئین! مکالمات الٰہیہ سے سرفراز ہونا ہراُس شخص کے لیے ممکن نہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے چشمہ سے پانی نہ پیا ہو،کسی مسلمان کے مکالمات الٰہیہ کا مبارک شرف پانے کی بنیادی شرط ہی یہ ہے کہ اُسے فنا فی الرسول ہونا چاہیے۔اوراس حقیقت سے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ بے خبر ہوں،رسول اللہ ﷺ نے تو ایسے مکالمات الٰہیہ جیسی عظیم الشان نعمت حاصل کرنے والے مبارک وجود کے متعلق فرمایا ہے کہ اُسے میرا سلام کہنا چاہے برف پر گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے اُس تک پہنچو۔ قارئین ایک اہم بات یہ ہے کہ نبی بنانا اور نبی بننے والے کو بتانا کہ تُو نبی ہے صرف اللہ کا کام ہے، بندے کا کام اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور رسول اللہ کی اطاعت میں زندگی بسر کرنا ہے،اللہ جسے چاہے انعامات سے نواز دیتا ہے۔

گولڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

پاکیزہ ترین تسلیمات ہوں خصوصاً اُن لوگوں پر جوآپ ﷺ کے دینِ محکم کے مجدد ہیں۔اور جومدّعیِ نبوّت قادیانی کوشکست دے کراس کی ملّت کی شہ رَگ کاٹنے والے ہیں۔اے خُداونداُن کی مدداورنصرت فرما جوآنحضرت ﷺ کے دین کی مدد کریں اور ہمیں انہیں میں سے بنا اور اُن لوگوں کو مخذول ومغلُوب کرجوآنحضرت کے دین کو نیچا دکھانے کی سعی کرے۔   (صفحہ۱،۲سیف چشتیائی)

معزز قارئین! اگر آج گولڑوی صاحب زندہ ہوجائیں تو جماعت احمدیہ کی ترقی اور بانی جماعت احمدیہ کی عزّت اورتوقیر دیکھ کریا تو توبہ کریں گے یا فوراً غم سے مَرجائیں گے۔ہم دیکھتے ہیں جو بھی احمدیت کی شہ رَگ کاٹنے کا زعم لے کرنکلا اللہ تعالیٰ نے اسے نشانِ عبرت بنادیا،مخذول ومغلوب کر دیا۔مثال کے طور پر بھٹو جیسے طاقتور انسان کے گلے میں رسّی ڈال دی،ضیاء الحق جیسے ظالم آمر کی خاک اُڑادی،شاہ فیصل کی گردن اُس کے بھتیجے نے کاٹ دی،اسلامی کانفرنس میں شاہ فیصل کی خلافت کی تائید کرنے والے حکمران بھی نیست ونابود کردیے گئے،مولانا یوسف لدھیانوی،مولانا سعید احمد جلال پوری اورڈاکٹر اسرار الحق جیسے سینکڑوں مولوی ناکام حسرتوں کا مرتے دم تک ماتم کرتے ہوئے ہلاک ہوگئے،

گلیوں ،محلّوں ،شہروں اور ملکوں میں مولوی لوگ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ذلیل اور رُسوا ہو رہے ہیں۔جماعت احمدیہ کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے اور مولویوں کے نیاز منداور شریف النفس مولوی بھی جماعت میں شامل ہوکر رُوحانی ترقیوں کی طرف گامزن ہیں ،اللہ کی مدد اور نصرت اس جماعت کے ساتھ ہے۔مولوی کا زہر آلود گھڑا خالی ہو رہا ہے۔

افلت شموس ''المولویان'' و شمسنا ابداعلٰی افق العلیٰ لاتغرب

نام نہاد مولویوں کا سورج ڈوب گیا لیکن ہمارا سورج کبھی غروب نہ ہوگا۔

ایک یہودی اور ۱۰۷ مسلمان

معزز قارئین !دنیا میں یہودیوں کی کل آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے اور مسلمانوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ارب ہے۔ایک یہودی کے مقابلے میں ۱۰۷ مسلمان ہیں۔یہودیوں نے مسلمانوں کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔سوائے مذمّت کے کچھ نہیں کر سکتے۔وجہ یہ ہے کہ یہودیوں نے تعلیم کے جنّ کو اپنی مٹھی میں بند کیا ہوا ہے،اور مسلمان ممالک کا قومی کھیل جہالت ہے اس کھیل کے کوچ مُلّا اور مداری قسم کے سیاستدان ہیں۔قارئین کرام !مسلمان اسرائیل کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔۱۹۶۷ء کی عرب، اسرائیل جنگ جس میں عربوں نے پوری طاقت سے اسرائیل سے جنگ کی تھی ،شکست کھائی اور ذلّت کا میڈل حاصل کیا۔اور مسلمان ہونے کے باوجود ذلّت ومسکنت ان کا مقدّر بن گئی۔اسرائیل نے مقبوضہ علاقے اس شرط پر عربوں کو واپس کرنے کی پیشکش کی کہ اسرائیل کو تسلیم کر لیا جائے۔بہت بڑی تعداد میں فلسطینی اپنی جائیدادیں فروخت کر کے یورپ ،امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔شام ،اردن اور مصر اب تک مقبوضہ علاقے واپس نہیں لے سکے ہیں اور نہ ہی فلسطین کو آزادی ملی ہے۔اس کی وجہ عربوں کی نا اتفاقی ہے۔اور دوسری طرف مولانا خلیل الرحمان سجاد نعمانی صاحب فرماتے ہیں کہ کاش آج کا مسلمان کہہ سکتا کہ ہمارے اندر یہودیت نہیں ہے۔آج یہودیت ہم میں سے کسی کے اندر پچاس فیصد ہے،کسی کے اندر ساٹھ فیصد ملے گی،کسی کے اندر ستّر فیصد ملے گی،کسی کے اندر اسّی اور کسی کے اندر نوّے فیصد ملے گی (وارثانِ ابوجہل میں سو فیصد یہودیت ملتی ہے) یہ حالت ہے مُسلم

مُعاشرے کی۔ (روزنامہ مُنصف ۴ جنوری ۲۰۱۱ء)

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی، انہوں نے اپنے انبیاء علیہ السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا''۔ (صحیح بخاری،صحیح مسلم کتاب المساجد)

مفتی محمود شراب خانے میں

پیپلز پارٹی کے ترجمان مقامی معاصر کی خبر ہے کہ راولپنڈی میں ٹیلیفون آفس کے سامنے شراب کی جو دکان ''فیسن اینڈ کمپنی'' کے نام سے واقع ہے صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے ۱۶ مارچ کی شام کو کہ صفر کی دس تاریخ تھی اس میں قدم رنجہ فرمایا اور دس منٹ تک دکان کے اندر رہے۔مفتی محمود عالم دین ہیں شراب کے دشمن ہیں ،انہوں نے سرحد کا وزیر اعلیٰ بنتے ہی صوبہ میں شراب بندی کر دی تھی اس لیے ان کا شراب کی دکان میں داخل ہونا اور دس منٹ تک ٹھہرے رہنا اگر یار لوگوں میں چہ میگوئیوں کا باعث ہے تو کوئی عجیب بات نہیں ہے۔اس سے پہلے بھی دُشمنان شراب کے بارے میں لوگوں نے چہ میگوئیاں کی ہیں بلکہ دور دور کی کوڑی لائے ہیں مثلاً غالبؔ فرماتے ہیں :۔

کہاں مے خانہ کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

یہ تو صرف دروازہ کی بات ہے ایک شاعر نے اس سے بھی آگے بڑھ کے قدم مارا ہے۔

پہلے تو شیخ نے دیکھا اِدھر اُدھر
پھر سَر جھکا کے داخلِ مے خانہ ہو گیا

اور آخری شعر زیادہ حسبِ حال ہے کیونکہ شراب خانہ پر پہلے مفتی صاحب کی کار رُکی پھر ڈرائیور نے کچھ ماحول کا جائزہ لیا اور اس کے بعد مفتی صاحب آنکھ بچا کر داخل ہو گئے۔کہتے ہیں کہ مفتی صاحب کا عذر یہ تھا کہ وہ تو وہاں سے کسی دوست کو ٹیلی فون کرنے گئے تھے۔لیکن یار لوگوں نے اسے عذر لنگ بھی نہیں بلکہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ سمجھا کیونکہ ٹیلیفون ہی کرنا تھا تو شراب خانے کے ساتھ ہی

ٹیلیفون آفس تھا یہ ضرورت وہاں سے بھی پوری ہو سکتی تھی۔ بہر حال خبر بہت دلچسپ ہے اور ایسی ہی ایک خبر کے بارے میں اکبر الٰہ آبادی بھی فرما چکے ہیں ؎

ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکہ تو نہیں ڈالا ، چوری تو نہیں کی ہے

خُدا کرے خبر غلط ہو لیکن اب جو ہونٹوں نکلی کوٹھوں چڑھی والا معاملہ ہے۔ تو غلط ہونے کے باوجود بھی کیا لوگ یقین کر لیں گے؟ اور یقین کیوں کریں گے؟ مفتی صاحب غم زدہ انسان ہیں۔ ان کا غم بھی بہت شدید ہے۔ لوگ شراب پیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو صرف غم غلط کرنے کی بات ہے۔۔۔ لیکن مفتی صاحب کا غم تو ایسا ہے کہ وہ غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ وزارت اعلیٰ کی مسند سے محرومی کوئی تھوڑے سے غم کا باعث تو نہیں ہوتی۔ یہ غم تو وہ غم ہے کہ جی کے ساتھ ہے اور آدمی ایسے ہی غم کی شدت میں جی سے گزرنا چاہتا ہے۔'' (نوائے وقت ۲۴ مارچ ۱۹۷۳ء)

بدعتی مُردہ

جو سب سے زیادہ میت کا رشتہ دار ہو اور اگر وہ (مُردہ کو) نہلانا نہ جانتا ہو تو ثقہ آدمی جو غسل اچھی طرح جانتا ہو نہلا وے۔ نہلانے والا اگر کوئی بُری بات مُردہ کی مثل منہ سیاہ ہونے یا بدبو وغیرہ کے دیکھے تو کسی کے سامنے ذکر نہ کرے۔ مگر بدعتی کی حالت کا ذکر کرنا درست ہے تا کہ لوگ اس عقیدے سے توبہ کریں۔ اور اگر اچھی بات نور وغیرہ کے دیکھے تو لوگوں میں ذکر کرنا مستحب ہے۔

(کتاب الصلوٰۃ باب جنازہ از شاہ رکن الدین نقشبندی، سنی حنفی صفحہ ۲۰۵۔ یہ فتویٰ عالم گیری میں ہے۔)

کیا متعہ جائز ہے؟

مودودی اور ''متعہ''

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کہتے ہیں:

''متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سُنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث اور مناظرے نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امرِ حق معلوم

کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پڑتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجیئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے جزیرہ میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لیے **عارضی نکاح** کر لیں جب تک وہ آبادی میں پہنچ جائیں یا آبادی ان تک پہنچ جائے کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کے لیے ہے۔'' (ترجمان القرآن اگست ۱۹۵۵ء جلد ۴۔ بحوالہ مودودی مذہب از مولانا قاضی مظہر حسین امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت۔ ناشر سنی دار الاشاعت وحدت روڈ لاہور۔ صفحہ ۱۰۲۔ طبع دوم)

مولوی وحید الزمان اور ''متعہ''

مولوی وحید الزمان اپنی کتاب نزل الابرار جلد ۲ صفحہ ۳۳ پر لکھے ہیں:۔

اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ شریعت میں ثابت اور جائز تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ ان میں سے تم جس سے متعہ کرو تو اسے اس کی مزدوری ہی دے دیا کرو اور ابی بن کعبؓ اور ابن مسعودؓ کی قرات الیٰ اجلِ مسمّٰی کی زیادتی ہے جو صراحتہً جواز کی دلیل ہے یعنی جس سے تم مدت مقررہ تک کے لیے متعہ کرو۔ پس اباحت اور جواز قطعی ہے اس لیے کہ اباحت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جہاں تک حُرمت کا تعلق ہے تو وہ ظنّی ہے۔'' پھر مولوی صاحب ھد یہ المھدی کے صفحہ ۱۱۲ پر بھی متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یعنی متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول جواز کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(بحوالہ نام نہاد اہلحدیث یا شیعہ از مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی صفحہ ۳۵، ۳۶)

علی اکبر رفسنجانی اور ''متعہ''

ایران میں اسلامی انقلاب کے گیارہ برس بعد صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے جنسی اور سماجی میل جول کی طرف زیادہ لبرل رویہ اپنانے کی مہم شروع کی ہے۔ انہوں نے متعہ کی ضرورت پر دوبارہ

زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ایران نے بڑی تعداد میں اپنے لوگوں کی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے غیر رسمی قلیل المیعاد شادیوں کو تسلیم نہ کیا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایرانی ٹی وی پر انٹرویو دیتے ہوئے صدر رفسنجانی نے کہا کہ وہ متعہ کے متعلق سنجیدہ نکتہ اُٹھا رہے ہیں اور وہ اس پر اصرار کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر متعہ کو عام نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ منسلک بدنامی کو ختم نہ کیا گیا تو ہمارا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہو جائے گا، کیونکہ ہم بہت سے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کی جنسی ضروریات کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ (روزنامہ جنگ لندن ۷ دسمبر ۱۹۹۰ء)

شیعہ مفکر اور ''متعہ''

اس مندرجہ بالا بیان کے جواب میں شیعہ مفکر ڈاکٹر موسیٰ الموسوی صاحب فرماتے ہیں:۔

میں ان فقہاء شیعہ سے سوال کرتا ہوں جو متعہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے یا ان کے بارے میں ایسی بات سن کر ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، رگیں پھول جائیں گی اور غصے پر قابو نہیں رکھ سکیں گے؟ (اصلاح شیعہ صفحہ ۱۹۹ از ڈاکٹر موسیٰ الموسوی)

ڈاکٹر صاحب نے اصل حقیقت متعہ کی نہایت خوبصورتی سے بیان کر دی ہے۔ عقل حیران ہے اسلام جیسے خوبصورت مذہب میں متعہ جیسی بدعقیدگی کو بیان کرنے والے پاکیزگی کی کیا تعریف کریں گے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تھا کہ متعہ حرام کر دیا گیا ہے۔''
(بخاری کتاب النکاح باب النہی عن نکاح المتعہ)

قارئین کرام! اصل معاملہ یہ ہے کہ جنگ اوطاس جو فتح مکہ کے دنوں میں ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے لیے متعہ کی اجازت دی تھی۔ یاد رہے کہ قبل الاسلام آٹھ سے زیادہ نکاح کے طریقے عربوں میں رائج تھے جن میں سے ایک متعہ بھی تھا۔ ایک روایت مشکوٰۃ میں اس طرح درج ہے۔ ''جنگ اوطاس جو فتح مکہ کے دنوں میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے تین دن کے لیے متعہ کی اجازت دی تھی۔ اس کے بعد ابد تک حرام ہو گیا۔'' (مشکوٰۃ و ترمذی کتاب النکاح باب نکاح المتعہ)

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے فرمایا کہ دو متعے یعنی عورتوں سے متعہ اور متعہ حج کسی کے لیے

درست نہیں صرف ہمارے لیے ہی مخصوص تھے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ حدیث ۳ ۴۷)

حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (متعہ) کو خیبر کے دن منع فرما دیا اور پالتو گدھوں کے گوشت سے بھی۔ (صحیح مسلم جلد ۲ حدیث ۹۴۲) صحاح ستہ میں متعہ سے ممانعت سے متعلق بیسیوں روایات موجود ہیں، متعہ کے جواز میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں مگر وہ سب اُس وقت کی ہیں جب تک متعہ حرام نہیں قرار دیا گیا تھا یا گھڑ لی گئیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت ۲۵ میں فرماتا ہے۔ **فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً**۔ یعنی پس ان کو ان کے مہر فریضہ کے طور پر دو اس بنا پر کہ جو تم ان سے استفادہ کر چکے ہو۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارہ میں جو تم مہر مقرر ہونے کے بعد (کسی تبدیلی پر) باہم رضامند ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

متعہ کو جائز قرار دینے والے اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ ''جن عورتوں سے تم متعہ کر لو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔'' (سورۃ النساء آیت ۳۴)

معزز قارئین! متعہ کو جائز قرار دینے والے فرقے متعہ کے حق میں دلائل کے طور پر مخالف فرقوں کی مستند کُتب سے بھی روایات پیش کرتے ہیں۔ شیعوں کی ایک کتاب تحقیقاتی دستاویز سے کچھ حوالے پیش خدمت ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ ''مراد اس استمتاع سے نکاح متعہ ہے اور یہ ایسا نکاح ہے کہ جس کے سبب زن ممتوعہ کی شرمگاہ کا ایک مدت معینہ تک مہر معین کے معاوضہ میں مالک ہو جاتا ہے اور وہ عورت مدت (معینہ) پوری ہو جانے پر بغیر طلاق کے خود بخود بائنہ ہو جاتی ہے۔'' (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۷۴ طبع دہلی)

حضرت جابر بن عبداللہؓ اور سلمہ بن اکوعؓ بیان فرماتے ہیں۔ ''ہم ایک لشکر میں جنگ کے محاذ

پر تھے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرستادہ شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تمہیں اجازت مل گئی ہے کہ تم متعہ کرو پس تم متعہ کر سکتے ہو۔'' (صحیح البخاری جلد۲ صفحہ ۷۲۷ طبع دہلی)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگوں پر جایا کرتے تھے اور ہمارے لیے کوئی سامان نہ ہوتا تھا تو ہم نے کہا کہ ہم اپنے اعضائے شہوانی قطع نہ کرا دیں تو آنحضرت ﷺ نے ہم کو اس کی ممانعت فرمائی پھر ہم کو اجازت دی کہ عورت سے کچھ لباس وغیرہ کے عوض متعہ کر لیا کرو۔'' (صحیح البخاری جلد۲ صفحہ ۷۵۹ طبع دہلی)

عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ نکاح متعہ کے موضوع پر ابن عباسؓ کی گفتگو مشہور ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عباسؓ کو حضرت عروہ بن زبیرؓ نے سرزنش کے انداز میں کہا کہ اے عبداللہ بن عباس تجھے خُدا کا خوف نہیں کہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہو'' تو اس کا جواب عبداللہ بن عباسؓ نے عروہؓ کو یوں دیا۔ اے عروہ متعہ کی رخصت کا یہ مسئلہ میری بجائے اپنی ماں سے جا کر پوچھ۔ (زادالمعاد ابن قیم جلد۱ صفحہ ۲۱۹ طبع مصر)

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ ''نبی کریم ﷺ نے خود متعہ کیا تھا'' (مسند الامام احمد جلد۱ صفحہ ۳۳۷ طبع مصر)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خود میں نے متعہ کیا ہے۔ (تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ ۳۷ طبع دہلی، مسند ابوداؤد الطیاسی جلد۱ صفحہ ۳۰۹ طبع حیدر آباد دکن)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: ''نکاح متعہ خُدا کی رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر رحمت کیا ہے اور اگر عمر بن خطابؓ متعہ سے ممانعت نہ کرتے تو سوائے بد بخت کے کوئی بھی زنا نہ کرتا۔''
(شرح معانی الاثار جلد۲ صفحہ ۱۴۱ طبع مصطفائی لاہور بحوالہ تحقیقاتی دستاویز صفحہ ۸۰)

معزز قارئین! کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ متعہ اسلام میں حرام ہے اس حرام کام کا اگر کبھی جواز تھا بھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دے دیا ہے۔ بعض جعلی روایات بھی الجھن پیدا کرتی ہیں۔ اور مندرجہ بالا احادیث بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس قسم کا مواد بھی روایات اور تاریخ میں موجود ہے۔ جب ایسے مواد کو دُشمنان اسلام بیان کرتے ہیں تو مولوی لوگوں کے منہ سے جھاگ اُڑنے لگتا ہے۔ ان سے یہ نہیں ہوتا کہ ایسی روایات جن کا اسلامی تعلیمات یعنی قرآن اور سُنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے انہیں اسلامی لٹریچر سے خارج کر دیا جائے۔ مولوی لوگ مسلمانوں کو

اسلام سے خارج کرنے میں سیکنڈ نہیں لگاتے مگر وہ روایات جو دُشمنان اسلام کی کتابوں کا مواد بن رہی ہیں، اُن کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام مولوی کے بس کا نہیں ہے بلکہ اُس امام مہدی و مسیح موعود کے ہاتھوں ایسے کام سرانجام دینا مقدّر رہے، جسے ''حکم'' کہا گیا ہے۔ صرف امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہ شان ہے کہ وہ صحیح اور غلط کا فیصلہ کرے۔ معزز قارئین! عملاً بانی جماعت احمدیہ یہ عظیم الشان کام سرانجام دے چکے ہیں۔

گستاخ صحابی کی شرعی سزا

سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ ضیا الرحمان فاروقی اپنی تصنیف ''گستاخ صحابی کی شرعی سزا'' صفحہ ۱۱ پر امام کسائی کی کتاب ''قصص الانبیاء'' کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ''حضرت نوحؑ جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اس کو زمین کا کیڑا کھا جاتا۔ حضرت نوحؑ نے اللہ کی جناب میں اس کا شکوہ کیا۔ اللہ نے فرمایا۔ اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ حضرت نوحؑ نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا، وہ میرے نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ''اور بیشک یقیناً نوحؑ کے پیروکاروں میں سے ابراہیمؑ بھی تھے''۔ گویا مقام اور مرتبہ میں نوحؑ حضرت ابراہیمؑ سے بھی برتر وہ اعلیٰ تھے۔ اب منظر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت نوحؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر ایک مصیبت سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیئے اللہ سے مدد طلب کرتا ہے اور جواب میں اللہ (اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے) انہیں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے نام لکھنے کا مشورہ دیتا ہے۔ بات اگر خاتم النبیین محمد ﷺ تک محدود رہتی تو قابل فہم اور قابل قبول ہوتی کہ ان کا افضل الانبیاء ہونا ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن نوحؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خلفائے راشدین کے تعویز بنا دینا کیا انبیاءؑ کی توہین نہیں۔ (تحقیقاتی دستاویز صفحہ ۷۰)

نطفہ حلال

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں کی گئی ایک تقریر میں نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے:۔

''یہ علماء شریف لوگ ہیں، دیندار لوگ ہیں، قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، صرف دس نوجوان جنہیں محمدﷺ کی رسالت اور مرزا قادیانی کے کذب وافتراء پر اتنا ہی یقین ہو جتنا ان کو اپنے نطفہ حلال ہونے کا ہے تو یہ مرزائیت کو دو سال کے عرصے میں نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ (ہفت روزہ لولاک لائل پور ۵ فروری ۱۹۷۴ء صفحہ ۸)

قارئین کرام! حیرت ہے کہ لوگوں کو دیندار بنانے کی بجائے فتنہ وفساد اور قتل و غارت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے وہ کرتے نہیں۔ اور وہ کام کروائے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں نہ دین کی شان وشوکت اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ اسلام کے باغ میں نکھار پیدا ہوتا ہے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، سوائے ذلّت و رُسوائی کے۔ اس تعلیم کے بالمقابل بانی جماعت احمدیہ، احمدی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

بہ جنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربّانی
زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

در انصارِ نبیؐ بنگر کہ چون شد کار تا دانی
کہ از تائید دین سرچشمہء دولت شود پیدا

بجو از جان و دِل تا خدمتے از دست تو آید
بقائے جاودان یابی گر ایں شربت شود پیدا

ترجمہ: اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت نمودار ہو اور ملت اسلام کے باغ میں بہار اور

رونق پیدا ہو۔ کوشش کے لیے حرکت میں آؤ کہ خدا کی درگاہ سے مددگاران اسلام کے لیے ضرور نصرت ظاہر ہوگی۔ آنحضرتؐ کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے۔ دل و جان سے کوشش کرتا کہ تیرے ہاتھ سے کوئی خدمت اسلام ہو جائے۔ اگر یہ شربت پیدا ہو جائے تو بقائے دوام حاصل کر لے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۴ مارچ ۱۹۹۷ء تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۷ء)

معزز قارئین! تقریباً چھتیس سال سے دس نوجوان بھی جو نطفہ حلال سے ہوں اور عاشق رسولﷺ بھی ہوں یہ مولوی لوگ سامنے نہیں لا سکے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرزائیت (احمدیت) ابھی تک قائم ہے۔ سمجھ نہیں آتا یہ مولوی لوگ عوام الناس کو تو خوب غیرت دلاتے ہیں خود عیاشی کی زندگی گزارتے ہیں۔ اگر آج کل کے جہاد میں مرنا ضروری ہے تو کیوں نہیں شان سے مرتے تا کہ عوام الناس کو یقین ہو کہ ہمارے لیڈر جانباز ہیں اور نطفہ حلال ہیں۔ اصل میں مولوی کو اپنی زندگی بہت پیاری ہے انہیں مرنے سے خوف آتا ہے۔ میلا رام وفاؔ کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

خوف آتا ہے جس کو مرنے سے
اس کا جینا حرام ہوتا ہے

علماء اور فتنہء تکفیر

جمیعت علماء ہند کے ایک متوسل خصوصی کے قلم سے۔

پاکستان کو تو چھوڑیے انٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظر میں اس قدر ذلیل و رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹی ہیں اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اڑائی ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے لوگ تو کر لیں گے خود علماء کرام ہرگز نہ کریں گے۔ حق کا ناحق سودا ان کے سر پر ہمیشہ سوار رہا ہے انہوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کر ڈالی ہیں مگر یہ مان کر نہیں دیا کہ ان کی تکفیر بازی ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے۔ لاہور میں جو تحقیقاتی کمیشن علماء کرام سے شہادتیں لے رہا ہے اس نے نا صرف علماء کے وقار ہی کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب کر ڈالا ہے۔ شہادت دینے

گئے تھے اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں اور بتا یہ آئے کہ خیریت سے وہ خود بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے ہیں اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس ہی میں ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔مثلاً مولانا محمد علی کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے بعض سوالات کے جوابات میں فرمایا:۔

''ابتداء اسلام ہی سے علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں۔مسلمانوں نے جبر وقدر کے مسئلہ پر ایک دوسرے کو کافر لکھا ہے۔معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں۔علماء نے امام تیمیہ اور عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے۔علماء نے دیوبندی علماء کی بھی تکفیر کی ہے۔'' (نوائے وقت ۲۳،۲۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

سبحان اللہ! سرکاری کمشن کو باور کرایا جا رہا ہے کہ خود مکفر علماء بھی کفر سے نہیں بچے اور انہوں نے تکفیر کے تیروں سے کسی بڑے چھوٹے کو نہیں چھوڑا۔ عدالت تو یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جو علماء قادیانیوں کو بڑھ چڑھ کر کافر کہہ رہے ہیں وہ خود بھی مسلمان ہیں یا نہیں! خوش قسمتی سے علماء کرام نے عدالت کی یہ خواہش بھی پوری کی اور باتوں ہی باتوں میں اُگل گئے کہ خیریت سے وہ بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی رہے اور دوسرے اُن کی نظر میں خارج از ملت!

خیر یہ تو علماء کا بھولا پن تھا کہ آپس کی باتیں ججوں کے سامنے کہہ بیٹھے اور یوں قادیانیوں کا بوجھ ہلکا ہوا۔افسوس ناک چیز تو یہ ہے کہ علماء نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کہیں اور ایک نے دوسرے کے نظریہ، فیصلہ اور فتوے کو جھٹلایا اور مسٹروں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیا۔ذرا علماء کرام کی گہری ریسرچ کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا طفیل احمد قیم جماعت اسلامی لاہور ''اہل قرآن (منکرین حدیث) مسلمان نہیں ہیں''
(نوائے وقت ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مولانا محمد علی کاندھلوی ''معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں'' (نوائے وقت ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

ابراہیم علی چشتی ڈپٹی سیکرٹری محکمہ اسلامیات لاہور ''خارجی اور چکڑالوی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' (نوائے وقت ۳۰ نومبر ۱۹۵۳ء)

مولانا امین احسن اصلاحی نائب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔''حدیث کا منکر کافر نہیں، سنت کا منکر کافر ہے۔حدیث قدسی کے انکار سے بھی کفر لازم نہیں آتا۔معتزلہ اور خوارج کافر نہیں ہیں، صرف

بھٹکے ہوئے ہیں۔ (نوائے وقت ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مولانا محمد علی کاندھلوی۔مرتد کی سزا موت ہے۔ (نوائے وقت ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

ابراہیم علی چشتی ڈپٹی سیکرٹری محکمہ اسلامیات لاہور۔جو مسلمان احمدی بن جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا موت ہے۔ (۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء نوائے وقت)

محمد باقر (جماعت اسلامی) فرماتے ہیں۔''اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا مُرتد نہیں ہوتا۔مُرتد وہ ہے جو اسلامی مملکت کو نقصان پہنچائے، نہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہو سکتا ہے۔'' (نوائے وقت ۱۱۹ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

''لاہوری احمدی کافر نہیں ہیں، انہیں گمراہ کہا جا سکتا ہے۔'' بیان مولانا امین اصلاحی (جماعت اسلامی) (نوائے وقت ۲ نومبر ۱۹۵۳ء)

''لاہوری احمدی مسلمان نہیں ہیں۔'' (مولانا ابوالحسنات امام و مفتی لاہور ۱۱۱ اکتوبر ۱۹۵۳ء نوائے وقت)

(یہ مضمون جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے دریا بادی مدیر ''صدق'' لکھنؤ نے اپنے اخبار کی اشاعت ۸ جنوری ۱۹۵۴ء میں شائع کیا ہے۔بحوالہ الفرقان جنوری ۱۹۵۴ء صفحات ۳،۴۔بعنوان علماء اور فتنۂ تکفیر)

میلاد

معزز قارئین! بریلوی حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی محفلوں اور میلادوں میں آمد پر بہت کچھ کہا ہے۔ایک حدیث پیش خدمت ہے جسے جناب امیر حمزہ نے اپنی کتاب شاہراہ بہشت میں جگہ دی ہے۔''ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو خواب میں عرض کی میں جبرائیلؑ ہوں اور یہ میکائیلؑ ہیں اور آپؐ اپنا سَر اُٹھائیں۔ جب میں نے اپنا سَر اُٹھایا تو میرے اوپر سفید بادل کی مثل کچھ تھا۔اُنہوں نے کہا یہ آپؐ کا محل ہے۔ میں نے کہا، مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے محل میں داخل ہو جاؤں۔تو انہوں نے کہا کہ ابھی آپؐ کی عُمر باقی ہے جسے آپؐ نے پورا نہیں کیا، جب آپؐ اسے پورا کر لیں گے تو آپؐ اپنے محل میں تشریف لائیں گے۔'' (بخاری کتاب الجنائز حدیث ۱۳۷۶)

امیر حمزہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کے رسول ﷺ اس دُنیا سے فوت ہونے کے بعد اپنے سفید محل

میں آرام فرمارہے ہیں۔'' (شاہراہ بہشت)

قارئین کرام! ایک اور فتویٰ پیش خدمت ہے۔ مولوی محمد عمر اچھروی اپنی کتاب ''مقیاس حنفیت'' کے صفحہ ۲۲۴ پر رقم طراز ہیں کہ ''اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارہویں کو بچہ پیدا ہو جائے، تو یا تو اُس کو حرامی کہنا چاہیے، یا اسے درخواست دی جائے، کہ آج حُرمّت کا دن ہے، کل پیدا ہونا۔'' (بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۸۷)

خُداکی قسم! قادیانیت۔۔

سیّد ارتضٰی علی کرمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مسلمانوں میں کما حقہ بیانات، نہ تحریر و تقریر کے ذریعہ کوئی خاص دفاعی سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو خُدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دُنیا میں چھا جائے گی۔ اب نہ تو ڈش انٹینوں پر پابندی لاگو ہو سکتی ہے، نہ کسی کو ٹی وی دیکھنے سے روکنا ممکن ہے، نہ ہی ایسی احمقانہ حرکتوں کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ جس قدر روکیں گے اسی قدر منفی ردِعمل کے نتیجہ میں عوامی توجہ اور تجسّس بڑھے گا اور جن لوگوں نے نہیں بھی دیکھا ہو گا وہ بھی ضرور دیکھیں گے۔ اس کا صرف اور صرف یہی ایک حل ہے کہ علمائے اسلام یہ پروگرام دیکھنے سے ہرگز کسی کو منع نہ کریں بلکہ قادیانی جو جو دلائل اپنے مذہب کے حق میں پیش کریں، پاکستانی ٹی وی کے ذریعہ منہ توڑ جواب پیش کریں۔ دلائل کا جواب دلائل سے نہ دیا گیا تو اسے تمام علماء کی علمی شکست تصور کریں گے۔ قادیانیت کے مکمل سدّ باب کا یہی ایک کارگر حربہ ہے اور یہی طریق تمام مسلم ممالک میں رائج ہونا چاہیئے۔ ورنہ عنقریب قادیانیت پوری دُنیا میں پھیل جائے گی۔ یہ فقیر نہایت عاجزانہ انداز میں اہل اسلام سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہے کہ ہمیں مختلف طبقات اور گروہوں کی بجائے ایک جگہ یا ایک جماعت کی صورت میں دکھائی دینا چاہیے۔ کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا ہے کہ ہم اپنے نقصانات کا من حیث القوم اندازہ کر سکیں کہ یہ جو ہم مختلف طبقات اور گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں یہ نقصانات انہیں کا نتیجہ ہیں۔ مگر شاید ہمارے اکابرین کے پاس ابھی وقت نہیں کہ وہ اس دردناک صورت حال پر سوچ بچار کر سکیں۔ (سید ارتضٰی علی کرمانی، جھوٹے نبیوں کا انجام صفحہ ۹)

قارئین! ارتضٰی علی کرمانی صاحب نہ جانے کس دُنیا میں رہتے ہیں۔ جن تلوں میں تیل نہ ہو اُن میں سے تیل نکالنے کی تمنا کرنے والا شخص احمق ہی کہلا سکتا ہے۔ مولوی لوگ بھی وہ خُشک تل ہیں جن میں سوائے ظاہری سج دھج کے کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا مولوی صاحب کو معلوم نہیں کہ ایک ہی محلّہ میں رہنے والے مولوی ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟ سبھی فرقوں کے مولوی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور واجب القتل بھی قرار دیتے ہیں۔ کرمانی صاحب ایک جماعت بننے کے لیے کوئی تجویز بھی دے دیتے تو اچھا ہوتا۔ یقیناً ایک جماعت بننے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ میرے بعد آنے والے مسیح کی بیعت کرنا اور اطاعت کرنا۔ اس وقت صرف ایک جماعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایک امام رکھتی ہے اور اُس کی اطاعت کو زندگی سمجھتی ہے اور وہ ہے جماعت احمدیہ عالمگیر۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ ہی اسلام کے سچے سپوت ہیں تو بنا کے دکھائیے جماعت احمدیہ سے اچھی جماعت۔ یہ ناممکن ہے کہ خُشک مولوی ایک محلّے میں بھی ایک امام بنا سکیں اور پھر سب فرقوں کے مولوی اُس کے پیچھے نماز ادا کریں۔ ایسی کوشش کرنے والا ہی آخر شرمندہ ہو کر منہ چھپاتا پھرے گا۔ مولوی لوگ روزی روٹی کے چکر میں اسلام کی وہ تعلیم جس پر عمل کر کے انسان خُدا تک پہنچ سکتا ہے اور کلمہ گو مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام انسان ایک دوسرے کے بھائی بن جاتے ہیں بھول چکے ہیں۔

بلا امتیاز کافر و مُرتد

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سُنّت، موجودہ دور میں جنرل ضیاء الحق، جنرل سوار خان، (چوہدری) ظہور الٰہی، پیر پگاڑا وغیرہ وغیرہ بڑے لیڈر جو دیوبندیوں، وہابیوں اور سعودی عرب کے نجدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اُن کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے متبع علمائے اہل سُنّت کے فتویٰ کے مطابق مسلمان نہیں، کافر مُرتد؟

حضور پُر نُور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور جملہ علمائے اہل سُنّت والجماعت کے نزدیک دیوبندیوں، وہابیوں، نجدیوں، رافضیوں وغیرہ مُرتدین کو مسلمان سمجھنے اور ان کی ابتداع کرنے والا بلا امتیاز کافر و مُرتد ہے، خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا۔

فقط العبدالمجیب مفتی سیّد شجاعت علی قادری دارالافتاء لیاقت آباد کراچی مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۸ء مفتی صاحب اور اہل سنت کی مہروں کے ساتھ یہ فتویٰ موجود ہے۔

حرمین شریف خلد ہما اللہ تعالیٰ کے امام غیر مقلد نجدی ہیں، لہٰذا اُن کے علاوہ سُنّی علماء جو دوسرے مُلکوں سے حج کے لیے جاتے ہیں اکثر اپنی علیحدہ جماعت کراتے ہیں، لہٰذا وہاں کوشش کرنا کہ اہل سُنّت کا کوئی گروہ مل جائے تو اُن کے ساتھ جماعت سے (نمازیں) پڑھتے رہیں اور کوئی سُنّی امام نہ ملے تو پھر اکیلے فریضہ نماز بغیر جماعت ادا کرتے رہنا۔

(ابوالخلیل غفرلہ خادم الافتاء جامعہ رضویہ، لائل پور (فیصل آباد) ۲۵ نومبر ۱۹۷۵ء بحوالہ رضا خانیوں کی کفر سازیاں)

فاتحہ خلف الامام

حافظ زبیر علی زئی اپنی کتاب فاتحہ خلف الامام کے صفحہ آٹھ پر فرماتے ہیں:۔

''مخالفین فاتحہ خلف الامام کے نزدیک امام اور منفرد پر بھی پوری نماز میں سورۃ فاتحہ فرض نہیں ہے۔لیکن وہ اپنے اس ''مسلک'' کو عوام کے سامنے بیان کرنے سے شرماتے ہیں۔''

قارئین کرام! ہر بات پر خود ساختہ اجماع اُمت کا نعرہ لگانے والے اس ایک بات پر بھی متفق نہیں ہیں کہ امام سورۃ فاتحہ بلند آواز سے پڑھے یا نہیں یا پھر سورۃ فاتحہ بالکل نہ پڑھی جائے۔ مقتدی کو انفرادی طور پر سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جب علماء ہی واضح طور پر ہم خیال نہیں ہو سکتے تو عام مسلمان تو ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے ہی۔ ہر فرقہ صرف اپنی فقہ کے فتاویٰ کو اجماع اُمّت کا نام دیتا ہے۔ دوسرے فرقوں کو وہ اُمّت کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، انہیں بدمذہب اور بدعقیدہ لکھتے اور کہتے ہیں۔

عذاب پر عذاب

امان اللہ خان صاحب مدیر ماہنامہ ''آتش'' لاہور نے اہل پاکستان کو انتباہ کیا ہے کہ وہ عذاب کی زد میں ہیں اور تباہی ہمارا مقدر نظر آرہی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کے کتنے عذاب ہم پر آچکے ہیں۔ بے پردگی عام ہے۔ گھر گھر فحاشی اور عریانی کا چرچا ہے۔ عذاب پر عذاب آرہا ہے۔ ڈش انٹینا کا عذاب آیا ہے لیکن کسی کو عذاب سمجھنے کی فرصت ہی

نہیں نہ جانے ہم اللہ کے اور کس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ملک میں رشوت ستانی اور حرام خوری عام ہے۔ دینداروں کی شکل میں بھی کچھ لوگ عوام کو مزید گروہ بندیوں میں بانٹ رہے ہیں۔ ہر آدمی اپنی مسجد الگ بنانے کے فکر میں ہے۔ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے، حرام کو حرام نہیں سمجھتے، برائی کو برائی نہیں سمجھتے، موت کا خوف نہیں کہ اللہ کو منہ دکھانا ہے اور قبر کے حساب کتاب کا کسی کو ڈر نہیں۔ صرف دُنیا ہی کمانی ہے۔ دُنیاوی تعلیم کے لیے اپنی اولاد کو رات دن محنت کروانے پر توجہ دی جاتی ہے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اسے سمجھنے کی کسی کو فرصت نہیں، قرآن ایک عملی زندگی کا خاکہ پیش کرتا ہے۔ اور ہم اسے اور وظائف کی حد تک محدود کیے ہوئے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا نمونہ زندگی ہمارے سامنے ہے، جبکہ اس سے ہٹ کر خود ساختہ طریقوں اور زیادہ ثواب کمانے کے طریقوں میں پڑے اصل راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو تباہی ہمارا مقدّر رہوگی۔

(ماہنامہ آتش لاہور مئی ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۸)

دعوت اسلامی

دعوت اسلامی والے آج کل ''مدینہ مدینہ'' کا کوڈ استعمال کرتے ہیں۔ ملاقات پر یا ٹیلی فون پر مدینہ مدینہ کہہ کر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ بریلوی حضرات اسے السلام علیکم کے بعد جائز سمجھتے ہیں۔ اپنی شناخت بتانے کے لیے مدینہ مدینہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مخاطب کو متوجہ کرنے کے لیے مدینہ مدینہ کہنا جائز ہے۔ مدینہ مدینہ کہنا بے ادبی کی نہیں محبت کی دلیل ہے۔ مدینہ مدینہ کہنا مباح ہے اور اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔

(مدینہ مدینہ از مولانا شریف الحق امجدی و مولانا نظام الدین رضوی)

بریلوی حضرات ۷۸۶ کو بسم اللہ کے اعداد کہتے ہیں اور ان اعداد کو بسم اللہ کے متبادل کے طور پر لکھنا نا صرف جائز بتاتے ہیں بلکہ ۷۸۶ لکھنے کو مستحسن قرار دیتے ہیں اور اسی طرح ۹۲ کو رسول اللہ ﷺ کے نام کے اعداد بتاتے ہیں۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ دیوبندی حضرات اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔

دعوت اسلامی کے آقا

علامہ محمد حسن علی رضوی (بریلوی) امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب (بریلوی) سے مخلصانہ، ملتجیانہ استدعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''خُدا را! اہلسنت کو خلفشار وانتشار اور گروہ بندی سے بچائیں'' پھر انہیں یاد دلاتے ہوئے کہ آپ کو ہم نے بنایا تھا فرماتے ہیں کہ ''دعوت اسلامی بنانے کا فیصلہ مولانا شاہ احمد نورانی کے مکان میں ہوا تھا۔'' پھر فرماتے ہیں۔ ''تلخ نوائی معاف اگر آپ مسلک اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت اور عاشق اعلیٰ حضرت کے نعرے نہ لگاتے تو آپ اس مقام و منصب پر پہنچ سکتے تھے؟ سنّی بریلوی علماء آئمہ وخطباء اپنی مسجدوں اپنے مدرسوں کے دروازے دعوت اسلامی کے لیے نہ کھولتے تو دعوت اسلامی کو یہ فروغ حاصل ہوسکتا تھا؟ جمہور اکابر اہلسنت نے دل کھول کر دعوت اسلامی سے تعاون کیا۔ جناب والا جن جن بزرگ علماء نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی وہ سب لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز و مفسد نماز کے قائل ہیں۔'' یہ لکھنے کے بعد کہ آپ کو منع کیا گیا خط وکتابت کے ذریعے فرماتے ہیں۔ ''عاشق اعلیٰ حضرت کا دعویٰ کرنے کے باوجود من مانی کررہے ہیں۔ ہمیں افسوس اور قلبی صدمہ وملال ہے مسائل دینیہ میں بھی آپ من مانی کررہے ہیں اور خود پسندی سے کام لے رہے ہیں کہ پہلے آپ ٹی وی وموو ی کے مخالف و دشمن تھے اور ٹی وی توڑ دو کا مظاہرہ کرتے تھے، اب آپ نے خود معاذ اللہ ''مدنی چینل'' کے نام سے ٹی وی اسٹیشن بنالیا اور کروڑوں روپے اس غلط کام پر لگارہے ہیں۔ آپ کے عطاری مریدین کارِ خیر اور اجرِ عظیم سمجھ کر مساجد جیسی عبادت کی مقدس جگہوں پر ٹی وی لگا کر آپ کے جلوے دکھانے کی مذموم سعی لا حاصل کررہے ہیں۔ جن سے مسجدوں کا تقدس پامال ہورہا ہے اور اس سے سُنّیوں میں باہمی خلفشار بڑھ رہا ہے۔ مدنی چینل کے ٹی وی پروگرام باہمی خلفشار کا باعث بن رہے ہیں اور ہندوستان سے آمدہ اطلاعات و پوسٹروں کے مطابق آپ کے مریدین آپ کی بیعت بھی توڑ رہے ہیں اور دعوت اسلامی سے علیحدگی اختیار کررہے ہیں۔ جبکہ ہندوستان میں آپ کی طرز پر آپ کے مقابلہ میں عالمی سنّی دعوت اسلامی (مولویوں کی بنائی گئی اس تنظیم کے بھی بال و پر نکلنے لگے ہیں) بھی بن چکی ہے۔ ہمیں رنج وملال ہے کہ آپ لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کی طرح مدنی چینل کے مضمرات سے اغماض برت رہے ہیں۔'' (طویل مضمون کا کچھ حصہ پیش کیا گیا ہے) (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ اکتوبر ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۳۔۱۲)

قارئین کرام! ایک پرانی ضرب المثل ہے ''جب لکڑی ہی ٹیڑھی ہو تو سایہ کیسے سیدھا ہوگا''۔ جنہیں لوگ خلیفہ بنائیں یا امیر بنائیں وہ اپنے دُنیاوی آقاؤں کے رحم کرم پر ہوتے ہیں۔ وہ جب

چاہیں انہیں آسمان پر بٹھا دیتے ہیں اور جب چاہیں انہیں ذلیل ورُسوا کر دیتے ہیں، گویا یہ دُنیاوی آقا خُدا ہیں اور محمد الیاس قادری جیسے مولوی ان کے غلام ہیں۔ خُدا انہیں خوفِ خُدا عطا کرے۔ آمین۔

معزز قارئین! دعوت اسلامی کی کہانی آپ نے سُنی۔ آیئے لگے ہاتھ امیر دعوت اسلامی جناب مولانا محمد الیاس صاحب قادری کے بیان کردہ ایک سلام سے بھی لُطف اندوز ہولیں۔

سلام

زائرِ طیبہ، روضے پر جا کر، تُو سلام میرا رو رو کے کہنا

کوئے محبوب کی بکریوں، کنکریوں، لکڑیوں، مکڑیوں

بلکہ تنکے وہاں کے اُٹھا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

تُو درختوں کو اور جھاڑیوں کو، اُن کی گلیوں کی سب گاڑیوں کو

ہاتھ اپنا ادب سے لگا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

بوتلوں بلکہ ڈھکنوں کو بھی تُو، دال گندم کے دانوں کو بھی

چوم اپنی آنکھوں سے لگا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

بھنڈیوں، توریوں کو، گوبھیوں، گاجروں، مولیوں کو

کہنا سیبوں کو اور آڑوؤں کو اور کیلوں کو، زرد آلوؤں کو

اور تربُوز سَر پر اُٹھا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

تُو قنادیل کو، قُمقموں کو، تار سوئچ اور تُو کُولروں کو

ٹھنڈا پانی کسی کو پلا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

چیونٹیوں، کھونٹیوں، ٹونٹیوں کو، ہر طرح کی جڑی بُوٹیوں کو

بار بار ان پر نظر جما کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

چاولوں، روٹیوں، بوٹیوں کو، مُرغ انڈوں کو، مچھلیوں کو

سبزیوں کو وہاں کی پکا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

تھالیوں کو پیالوں کو کہنا، تُو مِرچ مسالوں کو کہنا

چائے کی کیتلی کو اُٹھا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

ٹھنڈے پنکھوں اور ہیٹروں کو بلکہ تاروں اور میٹروں کو

بتّیوں کو وہاں کی جلا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

جس قدر بھی ہیں پانی کے نلکے، پھل تو پھل بلکہ بیج اور چھلکے

ہاتھ ان کی طرف بڑھا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

تُو مکانوں کو بھی، کھڑکیوں اور دیوار و دَر اور سیڑھیوں کو

تُو عقیدت سے دِل میں بٹھا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

رسّیوں، قینچیوں، چُھریوں، چادروں، سُوئی دھاگوں دریوں سے

سینے سے اپنے لگا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

سنگریزوں اور پتھروں کو، اونٹ، گھوڑوں، خُروں خچروں کو

پرندوں پر نظریں جما کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

بلیّاں جب مدینے کی دیکھے، خوب ادب سے انہیں پیار کر کے

ہاتھ نرمی سے اُن پر پھیر کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

جب سگانِ مدینہ کو دیکھے، جوڑ کر ہاتھ تُو اُن کے آگے

اشک بار آنکھ اُن پر جما کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

کاش! ہوتا میں سگ سیّدوں کا، بن کر دربان پہرہ بھی دیتا

ربّ نے بھیجا ہے انسان بنا کر، سلام میرا رو رو کے کہنا

(مغیلانِ مدینہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۸ بحوالہ شاہراہِ بہشت از امیر حمزہ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰)

قارئین کرام! سوچیئے گا ضرور زائر مدینہ کو کس مصیبت میں ڈال دیا ہے الیاس قادری صاحب نے۔ یقیناً ایسا شخص پاگل قرار دیا جاسکتا ہے جو سوئچ ہاتھ میں پکڑے سلام کہتا ہوا کرنٹ لگنے سے مَر جائے۔ اس سلام پر طویل تبصرہ حمزہ صاحب نے شاہراہ بہشت میں کیا ہے۔ اس کا مطالعہ آپ کو خوش اور رنجیدہ کرسکتا ہے۔ کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔ امیر حمزہ صاحب فرماتے ہیں:۔

''قادری صاحب کو طیّبہ میں مقام خندق پر سلام پڑھنا یاد آتا ہے نہ اُحد پہاڑ پر کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھے اور آپ ﷺ کا دانت مُبارک شہید ہوا۔ بس پیالہ، پلیٹ اور تھالی پر سلام پڑھنا یاد آتا ہے۔ غرض پیٹ کے بارے میں سوچنے والوں کو اونچی سوچ کیسے آسکتی ہے۔''

مندرجہ بالا سلام کے آخری شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر حمزہ صاحب فرماتے ہیں:۔

''قارئین کرام! قادری صاحب (محمد الیاس قادری امیر دعوت اسلامی) مدینے کا بچھو، مدینے کا نیولہ، مدینے کا مینڈک، مدینے کا کچھوا، مدینے کا کوّا، مدینے کی گِدھ، مدینے کا گدھا، غرض جو چاہتے بن جاتے مگر ''سگ'' (کُتّا) نہ بنتے۔ اس لیے کہ کُتّے کی جس قدر مذمّت رسول گرامی ﷺ کے میٹھے فرامین سے ہوتی ہے، مندرجہ بالا جانوروں میں سے کسی کی بھی اتنی مذمّت نہیں ہوئی۔''

معزز قارئین! نہ جانے کیوں مولوی الیاس قادری صاحب کو انسان بننا عزّت کا مقام نہیں لگتا۔ کیوں کُتّا بننا چاہتے ہیں؟ اگر کوئی کُتّا بننے پر راضی ہے تو رہے کسی کا کیا جاتا ہے۔ امیر حمزہ صاحب کے تبصرے سے پہلے الیاس قادری صاحب کا ایک اور شعر پیش خدمت ہے ؂

میں مدینے کی گلی کا کوئی کُتّا ہوتا   کاش ہوتا نہ میں انسان مدینے والے

الیاس قادری صاحب کا ایک اور شعر نظم مُرشد سے پیش خدمت ہے ؂

تجھ کو تیرے دشمن جو کبھی آنکھ دکھائیں   عطار کا کتّا ہوں یہ تُو سب کو بتا دے عطاری ہوں عطاری

امیر حمزہ صاحب اپنا تبصرہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''کُتّے کے بارے میں یوں گفتگو کرنا ماڈرن انگریز عیسائیوں کی مشابہت بھی ہے، کیونکہ انگریز گوریاں کُتّوں کو اپنے ساتھ سُلاتی ہیں، انہیں لباس پہناتی ہیں حتیٰ کہ ان کے نام جائداد وقف کر دیتی ہیں۔ کُتّوں کی یہی آؤ بھگت دیکھ کر کسی دیسی آدمی نے آہ بھر کر کہا تھا: ''کاش! میں کُتّا ہوتا۔''

''مگر ہمارے ہاں تو کُتّا نجس ہے، اسلام میں کُتّا پلید ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کے میٹھے فرامین کے مطابق یہ ناپاک ہے، مگر ہمیں افسوس یہ ہے کہ احمد رضا خان بریلوی کہ جنہیں بہت بڑا عالمِ دین سمجھا جاتا ہے، وہ بھی سگ مدینہ کی بات کرتے ہیں۔''

معزز قارئین! مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ایک شعر تذکرہ امام احمد رضا سے پیش خدمت

ہے۔مولوی الیاس قادری صاحب مندرجہ ذیل شعر سے متعلق لکھتے ہیں۔اعلیٰ حضرت نے بطور عاجزی
مصرع ثانی میں ''کُتّے'' کا لفظ ارشاد فرمایا ہے مگر مدینے کے ''کُتّے'' عفی عنہ (مولوی الیاس قادری) نے
ادباً یہاں ''شیدا'' لکھ دیا ہے۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ — تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں

اور مجموعہ نعت میں جمیل قادری بھی وہی کہتے دکھائی دیتے ہیں ۔

یا رسول اللہ ! آ کر دیکھ لو — یا مدینے بُلا کر دیکھ لو
اس جمیلؔ قادری کو بھی حضور — اپنے دَر کا سَگ بنا کر دیکھ لو

اور مولانا فیض احمد اویسی (بریلوی) اپنی کتاب موذی یا وہابی کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں:۔
''کُتّا موذی نہ سہی لیکن موذیوں کی فطرت اس میں ہے، کہ اپنی موج میں آجائے تو ایذاء رسانی میں دوسرے موذیوں سے دو قدم آگے ہے۔''

امیر حمزہ صاحب اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
''جناب جمیل قادری صاحب! اللہ کے رسول ﷺ ہمیں کُتّا کیوں بنائیں گے اور تمہیں کُتّا بنا کر آپ ؐ کیا دیکھیں گے۔آپ ؐ اپنی زندگی میں ایسا منظر دیکھ چکے ہیں کہ کُتّے کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔اسی طرح الیاس قادری صاحب ایک اور جگہ اپنی ابھی تک پوری نہ ہونے والی خواہش کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاش! میں مدینے میں جا کر گُم ہو جاتا اور مَر جاتا تو مدینے کے کُتّے میرے جسم کو چیر پھاڑ دیتے اور مزے سے کھاتے، ان کی زبان سے سُنیں ۔

کاش! دشت طیبہ میں، میں بھٹک کے مَر جاتا — پھر سگانِ طیبہ کا بن نوالہ تَر جاتا

(مغیلانِ مدینہ)

قادری صاحب اپنی اس غلیظ خواہش کا اظہار حسرت سے تو کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ پھر اس سے انہیں کون سی ولایت مِل جانی تھی بلکہ پھر سگوں کے کھانے کے بعد اُنہوں نے فُضلہ بن کے ہی نکلنا تھا جو کہ کسی طرح بھی ان کی فضیلت اور شان نہ ہوتی۔''

معزز قارئین! ایک خبر ہے کہ چین میں کتے کا گوشت بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔سگ

خوروں کا کہنا ہے کہ کتے کا گوشت انتہائی گرم اور مقوی ہے، اپنے طبی فوائد کے ساتھ ذائقے میں بھی ثانی نہیں رکھتا۔۲۳ جنوری کو چینی سال نو کا آغاز ہوتا ہے اس دن چینی کم از کم بیس ہزار کتے چٹ کر جاتے ہیں۔اس برس جینجوا نام کے شہر میں کتے کھانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔دوسرے چینی شہروں میں سگ خوری جاری ہے۔سگ خور چین جاسکتے ہیں مگر سگوں کو احتیاط کرنی چاہیے۔ (اُمّت ۲۶ جنوری ۲۰۱۲ء)

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بلعام ابن باعور کے بارے میں فرماتا ہے:۔

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث۔ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا۔ پس اُس کی مثال کُتّے کی سی ہے کہ اگر تُو اس پر ہاتھ اُٹھائے تو ہانپتے ہوئے زبان نکال دے گا اور اگر اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپتے ہوئے زبان نکال دے گا۔یہ اُس قوم کی مثال ہے جس نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۷)

صحیح بخاری میں ہے کہ کوئی شخص کسی بھائی کو کوئی شے ہبہ (دے) کر کے واپس لیتا ہے تو اُس کی مثال کُتّے کی سی ہے، جو قے کر کے کھا لیتا ہے۔

اسی طرح اگر کُتّا برتن میں مُنہ ڈال دے تو صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔

ابوداؤد میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جب رات کو کُتّے کی آواز سُنو تو **"اعوذ باللّٰہ"** پڑھو یعنی اللہ کی پناہ مانگو۔

بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمانا ہے کہ جس کالے کُتّے کی آنکھوں پر دو کالے نُقطے ہوں، وہ شیطان ہے۔

امیر حمزہ لکھتے ہیں:۔
''صحیح مُسلم کتاب اللباس میں ایک حدیث ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ صرف اس وجہ سے نہیں آتے کہ ایک کُتّے کا پلاّ کمرے میں موجود تھا اور فرمایا کہ جس گھر میں سَگ اور تصویر ہو ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

تو جناب قادری صاحب! مدینے میں پیدا ہونے والا، مدینے کی شہرت رکھنے والا کُتّا بھی جو

ویسے ہی آ گیا تھا، وہ اس قدر منحوس تھا کہ حضرت جبرائیل کی آمد رُک گئی چنانچہ دربار رسالت سے سگ بھگا دیا گیا۔ ذرا غور کیجیے! اصل سَگ سے یہ سلوک تھا تو نقلی سے کیا سلوک ہوگا؟''

(شاہراہِ بہشت از امیر حمزہ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۰)

معزز قارئین! جناب امیر حمزہ صاحب نے شاید فیصلہ کیا ہوا تھا کہ عطاریوں کو سبق سکھا کر چھوڑنا ہے بیشک مندرجہ ذیل پنجابی شعر میں بیان کردہ سلوک ہو ؎

کوئی پرواہ نئیں ملنگاں نوں — پویں کتے پے جان ٹنگاں نوں

ان کا یہ خیال شاید عرؔفی بھی جانتے تھے اسی لیے انہوں نے کہا ہے:

''آوازِ سگاں کم نہ کنند رزق گدارا'' کتّوں کا بھونکنا فقیر کے رزق کو کم نہیں کرسکتا۔

جناب امیر حمزہ صاحب کو سلطان باہوؒ کا فرمان بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ کتے بہرحال عقل کی بات نہیں سمجھ سکتے۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ ''حدیث رسول اللہ ﷺ ہے **لا تسرك الدر فی افواہِ الکلاب**۔ یعنی کتوں کے منہ میں موتی نہ ڈالو۔'' (کلید التوحید از سلطان باہوؒ صفحہ ۹۰)

معزز قارئین! اعلیٰ حضرت کا ایک مُرید لکھتا ہے ؎

میرے آقا، میرے داتا، مُجھے ٹکڑا مِل جائے — دیر سے آس لگائے ہے یہ کُتّا تیرا
اپنی رحمت سے اسے کرلے قبول اے پیارے — نذر میں لایا ہے یہ چادر یہ کمینہ تیرا
اس عبید رضوؔی پر بھی کَرم کی نظر ہو — بد سہی، چور سہی، ہے تو وہ کُتّا تیرا

(مدائح (اعلیٰ حضرت) از ایوب رضوی صفحہ ۵، بحوالہ بریلویت از احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۱۰۹)

معزز قارئین! اب بات صرف سگِ مدینہ تک محدود نہیں رہی ہے بلکہ حسان بن ثابتؓ کے کتے، احمد رضا کے کتے اور غوث کے کتے کہنا عام ہو چکا ہے۔ (نعت رنگ ۱۸ صفحہ ۲۲۷ میں ہے)

تجھ سے در، در سے ہے سگ، سگ سے ہے نسبت تیری
میری گردن میں پڑا دور کا پٹا تیرا
کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

مولوی الیاس قادری لکھتے ہیں:۔

نزول آیات فرقان بسکونِ زمین و آسمان، اس کتاب میں آپ نے قرآنی آیات سے زمین کو ساکن ثابت کیا ہے۔ اور سائنسدانوں کے اس نظریے کا کہ زمین گردش کرتی ہے ردّ فرمایا ہے۔ (تذکرہ احمد رضا بریلوی) مضمون کے آخر میں لکھا ہے۔ ''سگِ غوث و رضا'' یعنی غوث و رضا کا کتا۔ محمد الیاس قادری۔

چند مزید اشعار پیش خدمت ہیں۔

رضؔا قسمت کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تُو ادنیٰ سگِ درگاہِ خُدّامِ معالی ہے
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کُتا تیرا
الٰہی سُن لے رضؔا جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ میرا بحال کیا

کُتے ہی سے متعلق ایک دیہاتی اور پیر کا واقعہ پیش خدمت ہے۔

ایک جاہل معتقد اپنے پیر کے پاس گیا، اور کہا کہ قبلہ جی! علاقہ میں چوریاں بڑھ گئی ہیں، سارا دن کام کے تھکے ہارے رات کو جاگ نہیں سکتے، کوئی تعویز دی جائے، کہ گائیں بکریاں باڑے میں چوروں سے محفوظ رہیں۔ پیر جی نے تعویز دے کر کہا، کہ بابا یہ دروازے پہ باندھ لو، لیکن اچھے چوکیدار کُتّے کا بھی انتظام کرو۔ دنیوی اسباب اور حیلہ بھی ضروری ہے۔ جاہل نے پوری سادگی اور عقیدت سے کہا، کہ قبلہ جی! ہمارے لیے تو دُعا اور تعویز بھی آپ اور حیلہ اسباب اور کُتّے بھی آپ! آپ کے ہوتے ہوئے ہم اور کوئی حیلہ اسباب کُتّاؤ تا کیوں رکھیں گے؟ (بریلویت حقائق کے آئینے میں از غلام محمد میمن صفحہ ۱۹۲)

اسی ضمن میں ایک خبر ملاحظہ فرمائیے جس میں کتے سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔

عمان۔ اُردن میں اسرائیل سے اظہار نفرت کے لیے بیشتر دکانوں پر پوسٹر لگائے گئے ہیں جن پر لکھا ہے کہ ''اسرائیلیوں اور کتوں کا داخلہ بند ہے''۔ ایران پر حملہ ہوا تو سعودی عرب کی فضائی حدود استعمال ہوں گی۔ (جرمن میگزین اسپیگل ۲۵ مارچ ۲۰۱۰ء بحوالہ نوائے اسلام ۲۶ مارچ تا یکم اپریل ۲۰۱۰ء)

اعلیٰ حضرت کا وہابیوں سے متعلق فرمان ہے کہ جو عورت کسی بد مذہب کی جورو بنی، وہ ایسی ہے، جیسے کُتّے کے تصرف میں آئی۔ کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کُتّے کے نیچے بچھے۔۔۔؟ باقی اتنا معلوم کرنا رہا، کہ بد مذہب (وہابی) کُتّا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے، بلکہ کُتّے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب کا شدید مستحق ہے۔ (ازالتہ العار صفحہ ۲۲ دلیل ۶ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں)

حفاظتی ٹیکے حرام

اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کے سربراہ ''مولانا'' ڈاکٹر عبدالماجد نے خسرہ اور گلسوئے کی بیماری کے حفاظتی ٹیکوں کو حرام قرار دیتے ہوئے والدین کو تاکید کی ہے کہ وہ بچوں کو یہ ٹیکے نہ کرائیں، ان کے بقول ان ٹیکوں میں ایسی چیزیں شامل ہوتی ہیں جو انسانی اور حیوانی ٹشوز سے اخذ کی جاتی ہیں۔''

(اِدھر اُدھر سے از حید ر قریشی کالم ۵ صفحہ ۲۷)

معزز قارئین کوئی ان جاہلوں سے پوچھے کہ کیا ٹائیفائیڈ اور یرقان سے بچاؤ کے ٹیکے کرانا بھی حرام ہے؟ یا کیا حلال حرام کے چکر میں پھنس کر معذور ہونا اور تڑپ تڑپ کر مر جانا چاہیے؟ کیا باقی تمام اقسام کے ٹیکے کرانا بھی حرام ہے؟ کیا نوسوڈز ہومیو پیتھک ادویات جو سڑے ہوئے گوشت، کتوں کے لعاب اور انسانوں کے لعاب وغیرہ سے تیار ہوتی ہیں بھی حرام ہیں؟ اسی طرح اینٹی بائیٹک ٹیکوں میں استعمال ہونے والے وائرس بھی حرام ہیں؟ دودھ کا دہی بننا بھی ایک قسم کے بیکٹیریا کا مرہون منت ہوتا ہے۔ مرض پولیو کا وجود سوائے چند ممالک کے دُنیا سے نابود ہو چکا ہے، مولوی لوگ پولیو سے بچاؤ کے ٹیکہ کو بھی حرام قرار دیتے ہیں، یاد رہے سب سے زیادہ پولیو کے مریض پاکستان میں ہیں اور دوسرے نمبر پر افغانستان میں ہیں ہے۔

معزز قارئین انسانی زندگی انتہائی معزز ہے۔ اشرف المخلوقات کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام دوسری مخلوقات چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں پیدا فرمائی ہیں۔ دراصل مولوی حضرات ایسے فتوے دے کر عام مسلمانوں کو جاہل، بیمار اور لنگڑے لولے کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ جاہلوں اور معذوروں کی بے بسی سے فائدہ اُٹھا کر اقتدار کے ایوانوں پر قبضہ کر کے من مانی کر سکیں۔

منافقت

اخبار نوائے وقت کے نامہ نگار جناب شہزاد اکبر اپنے مکتوب چنیوٹ میں لکھتے ہیں:۔

''کل تک قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے والے آپس میں اُلجھ گئے اور ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا شروع کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت مذہبی کشیدگی اس انتہا تک پہنچ چکی ہے کہ کوئی دوسرے کو دیکھنا پسند نہیں کر رہا بلکہ تعلقات بھی اب منافقت کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء)

یہ شہزاد صاحب کی غلطی ہے، مولوی ہمیشہ سے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے آئے ہیں۔

سائیں بابا (بھٹو)

سائیں بابا کا مزار کے نام سے وسعت اللہ خان کا ایک مضمون ۴ اپریل ۲۰۰۶ء کو بروز منگل چھپا تھا۔ اس مضمون میں وسعت اللہ خان صاحب نے بیان کیا کہ اُنھیں ذوالفقار علی بھٹو کے مزار کے صدر دروازے پر پھول بیچنے والے منظار علی نے بتایا کہ ''برسی کے علاوہ بھی روزانہ کوئی نہ کوئی گروپ پنجاب اور سندھ کے مختلف علاقوں سے آتا رہتا ہے۔ کئی لوگ نرینہ اولاد کی دعا مانگنے کے لیے بھی حاضری بھرتے ہیں اور منت پوری ہونے پر دیگیں اور بکرے لے آتے ہیں۔ شادی شدہ جوڑے بھی آتے ہیں اور جن لڑکے لڑکیوں کی شادی نہیں ہوئی وہ بھی سائیں کی حاضری میں آتے ہیں۔''

(۴ اپریل ۲۰۰۶ بی بی سی اردو ڈاٹ کام پشاور)

آنکھوں دیکھا حال

شورش کاشمیری صاحب اپنی تصنیف نگارشات شورش کے صفحہ ۲۱۳ پر لکھتے ہیں:۔

''کالی داس نے عورت کے روپ کی تصویر کھینچتے ہوئے کائنات کی جن تصوری اور نظری خوبصورتیوں کو دیکھا ہے ان تمام خوبصورتیوں کا مرقّع شاہ جی (عطاء اللہ شاہ بخاری) کی خطابت تھی۔ رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی

سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا فروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہن، تلوار کا لہجہ، بانسری کی دُھن، عشق کا بانکپن، حُسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقفع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورتیں اختیار کرتی ہیں اُس کا جیتا جاگتا مرقّع شاہ جی تھے۔'' (بحوالہ ''لاہور'' یکم اپریل ۱۹۷۶ء)

قارئین کرام! بطور نمونہ شاہ جی کی ایک تقریر کا آنکھوں دیکھا کانوں سنا احوال جو روزنامہ خبریں میں ۳۰ جون ۱۹۹۶ء کو شائع ہوا پڑھتے ہیں۔ جناب سیّد عبدالقدیر ۱۹۴۳ء کے ایک جلسہ احرار کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے نامور خطیب اور اپنی پرسوز خوش الحانی کی بناء پر ہر دلعزیز تھے۔ ان کا نام ہی کسی جلسہ میں تل بھر جگہ نہ بچنے کی ضمانت تھا۔ یہ باون یا ترپن سال پہلے کی بات ہے غالباً ۱۹۴۳ء میں جالندھر میں مجلس احرار کے جلسے کا اعلان ہوا۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور عطاء اللہ شاہ بول رہے تھے۔ موضوع پاکستان تھا اور انہوں نے اپنے زور خطابت میں کہا کہ ''ہمارے دکھوں اور مصائب کا علاج پاکستان نہیں اور پاکستان نہیں بنے گا۔'' قوم بیدار ہو چکی تھی اور ہم جیسے پندرہ سولہ لڑکوں میں پاکستان کا خون سرایت کر چکا تھا۔ ہم میں سے احسان محسن (مرحوم) غصے میں چلّایا ''آپ جھوٹ بول رہے ہیں'' کارکنان احرار ہماری طرف لپکے مگر شاہ صاحب نے انہیں خاموش کروا دیا اور یوں گویا ہوئے ''ہاں میں جھوٹا ہوں اس لیے کہ میں حافظ قرآن ہوں، میں جھوٹا ہوں کہ میری بیوی حافظ قرآن ہے، میں جھوٹا ہوں کہ میری بیٹی حافظ قرآن ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ پاکستان نہیں بنے گا، ہرگز نہیں بنے گا۔ اگر یہ بن پایا اور میں زندہ رہا تو میرے منہ پر آ کے تھوک دینا اور میں زندہ نہ ہوا تو میری قبر پر آ کر پیشاب کر دینا۔'' اس کے بعد احراری کارکنوں نے ہم پر طعن و ملامت کی اور ہمارے سمیت بہت سے اور نوجوان جلسے سے اُٹھ آئے۔ یہ آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقع ہے۔''

ابلیس۔۔

جنگ یکم نومبر ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں حامد میر صاحب لکھتے ہیں:۔

''شیطان نے اللہ تعالیٰ سے اختلاف کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ختم کرنے کی بجائے اسے برداشت کیا۔ افسوس کہ ہم انسان ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کو برداشت کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ عاصمہ جہانگیر کو پہلے کافر قرار دیا گیا اور الزام لگایا گیا کہ وہ قادیانی ہیں۔ میں نے الزام لگانے والے ایک صاحب سے پوچھا کہ مولانا صلاح الدین کی نواسی قادیانی کیسے ہو سکتی ہے؟ جواب ملا کہ ان کے شوہر قادیانی ہیں۔ میں نے عاصمہ جہانگیر سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ اُن کے شوہر قادیانی نہیں ہیں البتہ ان کے سسرال میں کچھ لوگوں کا تعلق احمدیوں کی لاہوری جماعت سے رہا ہے۔ یاد رہے کہ علامہ اقبال کے خاندان میں بھی کچھ قادیانی موجود تھے لیکن اس وجہ سے علامہ اقبال کو قادیانی نہیں کہا جا سکتا۔ ایک ویب سائیٹ پر مُجھے اور میرے مرحوم والد کو بھی قادیانی قرار دیا جا چکا ہے۔''

قارئین! پاکستان میں ہر وہ شخص جو سچی اور کھری بات کرے اُسے ''قادیانی'' (احمدی) کا خطاب ملتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سچائی اور ایمانداری کا دوسرا نام احمدیت ہے۔

ابلیس مشرک نہیں

تفسیر القرآن مع ترجمہ کنزالایمان میں لکھا ہے:۔

''شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے، (ابلیس) خود کبھی بُت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خُدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں، شیطان، رب تعالیٰ کی ذات، صفات، جنت، دوزخ، حشر، نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ نبی کا منکر تھا، جس پر مدار ایمان ہے، وہ نبوت کا عقیدہ ہے۔''

(تفسیر القرآن مع ترجمہ کنزالایمان۔ صفحہ ۴۱۱۔ پارہ ۱۴۔ رکوع ۱۵۔ حاشیہ ۶ از مولوی احمد رضا خان بریلوی ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

ابلیس کی لمبی عمر

مندرجہ ذیل اقتباس میں ہے کہ شیطان کی لمبی عمر ابلیس کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:۔

''بعض دُعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازیءعمر اِس کی طویل دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور ربّ کا یہ فرمانا **وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ**۔ (الرعد آیت ۱۵) آخرت کے بارے میں ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی دُعا سے عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔'' (تفسیر القرآن مع ترجمہ کنز الایمان۔ صفحہ ۳۰۷۔ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۴۔ از مولوی احمد رضا خان بریلوی ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

معزز قارئین! اس میں تو شک نہیں کہ مومن بزرگوں کی دُعاؤں سے عمریں بڑھ سکتی ہیں مگر نہ جانے بریلوی صاحب کو ابلیس سے اور کافروں سے اتنی محبت کیوں ہے؟ جس سورۃ الرعد کی آیت ۱۵ کا مولوی صاحب نے حوالہ دیا ہے اُس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اور کافروں کی دُعا گمراہی میں بھٹکنے کے سوا اور کچھ نہیں۔''

مست رکھو ذکر وفکر صبح آگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

وید پرکاش لکھتے ہیں کاروبارِ ابلیس تفرقے میں چلتا ہے۔ پیغامِ وحدت پر بھی بنی نوع انسان کو اکٹھا ہونے سے روکنے کے لیے وہ اپنے چیلوں، چانٹوں، فرقہ پرست مُلّاؤں، پروہتوں یا رویوں کو لے کر سرگرمِ عمل ہے کیونکہ اسے اپنے ربّ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ بھی تو پورا کرنا ہے کہ وہ ایک گروہ کثیر کو اغواء کرے گا۔ اغواء یہی ہے کہ دین کے نام پر بے دینی کی خاردار ''وادی الیھیمون'' میں لے جائے، مسافر وہاں کی سیر کرتا ہے اور یہ سمجھے کہ وہ فردوسِ بریں میں ہے۔

(کلکی اوتار اور محمد ﷺ از وید پرکاش اُپادھیائے۔ پیش لفظ)

صوفی، عابد ابلیس

تفسیر القرآن مع ترجمہ کنز الایمان میں لکھا ہے:۔

''اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تُو اس کے لیے سجدہ کرے جسے مَیں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تجھے غرور آ گیا یا تھا ہی مغروروں میں سے۔ شیطان بولا میں اس (یعنی آدمؑ) سے بہتر ہوں تُو نے مجھے آگ سے بنایا اور اُسے (یعنی آدمؑ کو) مٹی سے پیدا کیا۔''

(تفسیر القرآن مع ترجمہ کنز الایمان۔ صفحہ ۳۰۷۔ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۴۔ آیت ۷۶۔ از مولوی احمد رضا خان بریلوی ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

اس آیت کی تفسیر میں حاشیہ ۴، ۵ میں لکھا ہے:۔

''ابلیس نے کہا کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل ہوں (عالم فاضل دیوبند ہوں نکال دیا گیا ہے) اور آدمؑ نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے ہے وہ بھی افضل۔'' (تفسیر نور القرآن حاشیہ نمبر حاشیہ ۴، ۵ صفحہ ۷۳۰)

پری اور ابلیس

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی اپنے ملفوظات لکھتے ہیں:۔

''ایک پری مشرف بہ اسلام ہوئی اور اکثر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا، عرض کی، حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا، وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے، تُو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید اپنے کرم وفضل سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول۔ عرض ۱۶۔ صفحہ ۱۴، ۱۵)

مولانا حسنین رضا بریلوی، طبع جدید وصایا شریف نامی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت صحابہ کرامؓ کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں۔

(بحوالہ دھماکہ۔ صفحہ ۵۴۔ ترتیب ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم ۲۳ وٹ بی روڈ برمنگھم ۱۲)

معزز قارئین! ہماری نظر سے ایسی کوئی روایت نہیں گزری جس میں یہ روایت کیا گیا ہو کہ صحابہؓ کے ہاتھ پر پریاں مشرف بہ اسلام ہوتی تھیں۔

ابلیس کے بندے

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صاحب فرماتے ہیں:۔

''خیال رہے کہ فی زمانہ جو پیر یا مولوی تصویر فوٹو وغیرہ کی عیاشیوں، بت پرستیوں کے جواز اور عملاً مبتلا وملوث ہے وہی ابلیس کا بندہ ہے۔ فوٹو، تصویر اور سجدہ تعظیمی ہر شریعت میں حرام رہا ہے۔

میری دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ موجودہ پیروں، مولویوں کو اس گمراہی اور صراطِ جہنم سے بچائے۔'' (اس صفحہ پر یہ بھی لکھا ہے ''نبی پر ایمان لانا فرض ہے اطاعت فرض نہیں، رسالت پر ایمان بھی فرض ہے اور اطاعت بھی فرض) (تفسیر نعیمی تفسیر سورۃ مریم از مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صفحہ ۲۰۲ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

معزز قارئین! ابلیس نے اپنے مشیروں سے کہا تھا۔

یہ ہماری سعیٔ پیہم کی کرامت ہے کہ آج — صوفی و مُلّا ملوکیت کے بندے ہیں تمام
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا — کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

مولوی نے حقیقی بیٹی کو...

لاہور وفاقی شریعت کورٹ کے بنچ نے قاری عطا اللہ کی ایڈیشنل سیشن جج لاہور کے فیصلے کے خلاف اپیل مسترد کر دی ہے انہیں سیشن جج لاہور نے ۲۵ سال قید بامشقت اور ۳۰ کوڑوں کی سزا دی تھی۔ فاضل ایڈیشنل جج نے اپنے حکم میں یہ بھی لکھا تھا کہ ملزم کو یہ کوڑے فضل الٰہی پارک مغلپورہ لاہور میں لگائے جائیں ملزم قاری عطا اللہ پر یہ الزام ہے کہ اس نے قرآن مجید کا حافظ، قاری اور امام مسجد ہونے کے باوجود اپنی پندرہ سالہ حقیقی بیٹی کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ اور وہ امید سے ہوگئی۔ فل بنچ مسٹر جسٹس آفتاب حسین اور مسٹر جسٹس مولانا غلام علی پر مشتمل تھی۔ (نوائے وقت لاہور ۲۹ مارچ ۱۹۸۳ء)

مولوی، سانپ، جنّ، کرکٹ اور حوریں

ابو منذر خلیل ابراہیم صاحب فرماتے ہیں:۔

''نبی کریم ﷺ نے گھروں کے اندر پائے جانے والے سانپ کو جب تک تین دن تک تنبیہ نہ کر دی جائے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے۔ کیوں کہ اکثر جنّات موذی جانوروں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، لہٰذا سانپ کو مارنے سے پہلے کہا جائے ''تُو اگر سانپ کے علاوہ کوئی مخلوق ہے تو یہ گھر چھوڑ کر چلا جا'' پس اگر وہ نہیں مانتا تو پھر مارنا صحیح ہے، اس طرح حجت قائم ہو جاتی ہے۔ جس طرح انسان کو ناحق قتل کرنا ناجائز ہے اسی طرح جنّات کو بھی ناحق قتل کرنا ناجائز ہے۔'' (جادو اور آسیب کا کامیاب علاج از ابو منذر خلیل ابراہیم بحوالہ روزنامہ اُمّت ۱۲۵ کتوبر ۲۰۱۰ء)

قارئین کرام! ایسا نہ ہو کہ آپ سانپ سے سوال جواب کے چکر میں جان سے چلے جائیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جان بچانے کے لیے حرام بھی کھایا جا سکتا ہے اور آپؐ ہی کے فرمان کے مطابق ایسے موذی جانور جو جان کے لیے خطرہ ہوں انہیں ہلاک کر دینا چاہیے۔ سوال جواب والا حصہ مولوی کے لیے چھوڑ دیں۔ ویسے کوئی مولوی بتائے تو سہی کہ کب کسی مولوی نے تین دن کو برا سانپ کے ساتھ گذارے ہیں اور وہ بھی کو برا سانپ کے سامنے بیٹھ کر سوال جواب کرتے ہوئے۔ نام نہاد مولویوں اور سانپوں کا طریقہ واردات بہر حال ایک ہے یعنی ڈسنا۔ فرق یہ ہے کہ سانپ کا ڈسا بچ سکتا ہے مگر نام نہاد مولوی کا ڈسا ہر دو جہاں کی حسنات سے محروم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے سانپوں کے زہریلے حملوں سے بچائے۔ آمین۔ حضرت ابن عباسؓ سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص خوف کی وجہ سے یا ان کی کسی تاثیر کے اندیشے سے انہیں چھوڑ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور فرماتے تھے کہ سانپ جنّات کی بدلی ہوئی شکل ہوتے ہیں جیسے بنی اسرائیل کو بندروں کی شکل میں بدل دیا گیا تھا۔ (مسند احمد جلد ۲ حدیث ۱۳۴۴)

مولوی، جنّ اور حوریں

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب لکھتے ہیں:۔

'' حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نُور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ دیوبند میں ایک طالب علم تھا، وہ صبیح تو نہیں تھا، یعنی اُس میں صباحت تو نہیں تھی، گورا چٹا تو نہیں تھا لیکن ملاحت غضب کی تھی۔ اِس طالبِ علم کو جنّات کے بادشاہ نے اُٹھوا لیا اور اس سے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی تو اس طالب علم نے کہا کہ ہمارے فقہ میں غیر جنس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جنّوں کے بادشاہ نے مایوس ہو کر اس کو دیوبند واپس پہنچا دیا۔ مسلمان عورتیں ملاحت میں حوروں سے زیادہ ہوں گی لیکن حوریں بھی کم نہیں ہوں گی، ان کا ناک نقشہ بھی عظیم الشان ہوگا، لیکن مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ جنّت میں مزے ہی مزے اور عیش ہی عیش ہوگا۔ بس چند روز صبر کر لیجیے۔ جو کہے میری بیوی حسین نہیں اور میں حسین ہوں، ہماری میچنگ نہیں ہوئی۔ تو صبر کرو، اللہ کی مرضی پر راضی رہو، چند دن صبر سے

کاٹ لو۔" (ارشادات دردِ دِل از مولانا شاہ حکیم محمد اختر صفحہ ۲۵۹ ناشر کتب مظہری)

مولوی اور کرکٹ میچ

سیالکوٹ: (۱۴ اکتوبر) جمیعت علمائے پاکستان کے ممتاز لیڈر اور جامع مسجد کے خطیب مفتی ممتاز احمد گجراتی نے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھتا ہے اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ (امروز لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء صفحہ اول کالم ۸ بحوالہ رضا خانیوں کی کفر سازیاں و الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب۔ از سید حسین احمد مدنی۔ صفحہ ۱۰۸۔ طبع ثانی ۲۰۰۴۔ ناشر دار الکتاب، اردو بازار لاہور)

قارئین کرام! ضیاء الحق نے بھی یہ کرکٹ میچ دیکھا تھا، گویا پورا مُلک مع صدر مملکت کے کُفر کی آغوش میں چلا گیا تھا۔ اب پاکستانیوں کو چاہیے کہ یا تو کرکٹ میچ نہ دیکھیں اگر دیکھیں تو ایک عدد مولوی کا انتظام رکھیں تاکہ میچ دیکھنے کے بعد وقت ضائع کیے بغیر، وہ آپ کو کلمہ پڑھائے اور ساتھ ہی ٹوٹا ہوا نکاح بھی جڑوا دے۔ سب کرکٹ کے شوقینوں کو چاہیے کہ وہ میچ کی ٹکٹوں کے علاوہ مولوی کی خدمات حاصل کرنے کے لیے بھی کچھ رقم پس انداز کیا کریں۔ ضیاء الحق کو بھی دوبارہ نکاح پڑھوانا چاہیے تھا۔

بے قصور مولوی

سانگھڑ: مقامی مسجد کے پیش امام کی جانب سے ایک شخص کی مُرغی پکا کر کھا جانے کے مقدمہ کا مقامی بلدیہ کے چیئر مین نے دلچسپ فیصلہ سنایا ہے۔ گزشتہ دنوں مقامی مسجد کے پیش امام نے مسجد کے صحن میں آجانے والی ایک مُرغی کو مبینہ طور پر ذبح کر کے کھا لیا تھا۔ یہ معاملہ مرغی کے مالک غفور شاہ نے بلدیہ سانگھڑ کے چیئر مین رئیس رحمن بخش نظامانی کے روبرو پیش کیا۔ چیئر مین نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ مرغی چونکہ خود چل کر مولوی کے پاس پہنچی تھی اس لیے وہ بے قصور ہیں۔ (جنگ راولپنڈی ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

مولویوں کے مشورے

جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی نے کہا ہے کہ دہشت گردی

سے پورا ملک لرز چکا ہے ان حالات میں دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔ مفتی محمد خان قادری نے کہا کہ موجودہ حالات میں دعائے توبہ کا زیادہ استعمال کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت معافی مانگنی چاہیے۔ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم مفتی ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے کہا ہے کہ گڑ گڑا کر اللہ سے التجا کرنی چاہیے۔ مفتی محمد صفدر علی قادری نے کہا کہ اذانوں کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔ مفتی علامہ کاظم رضا نقوی نے کہا ہے کہ خوف و ہراس اور پریشان کُن حالات میں منت کے ساتھ روزہ رکھا جائے۔ (جنگ لندن ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

معزز قارئین! صد حیف! مشکل کی گھڑی میں دُعاؤں کے معاملے میں بھی ان مولویوں میں اتفاق نہیں پایا جاتا۔ جناب حسن نثار کے خیال میں بھاری بھر کم مذہبی قسم کے بکروں اور چھتروں کی قربانی دینا ہی تمام مسائل کا حل ہے۔

مولوی اور بھارت کی گود

مولانا سیّد منور حسن نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمان کی قیادت میں قائم کشمیر کمیٹی بھارت کی گود میں بیٹھ گئی۔ ان کا کہنا تھا کہ کشمیریوں کا ساتھ دینے کی بجائے کشمیر کمیٹی بھارت کا ساتھ دے رہی ہے۔ جبکہ خیبر پختونخواہ میں اے این پی کی حکومت امریکہ سے ڈالر لے کر اپنے ہی لوگوں کو مروا رہی ہے۔ (جنگ لندن ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

قارئین کرام! یہ دونوں مولوی پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جماعت اسلامی اور جمیعت علمائے اسلام اور تمام مذہبی جماعتوں میں مسلکی، سیاسی اور ذاتی اختلافات ہیں۔ اسلامی نظام کے راستے میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ مولویوں کے اختلافات ہیں۔ جب تک یہ مولوی حقیقی مسلمان ہو کر متحد نہیں ہوتے تب تک پاکستان میں اسلامی نظام نہیں آسکتا۔ یہ دونوں جماعتیں غیر اسلامی کاروائیوں میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتی ہیں جیسے ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کی کاروائی میں دونوں جماعتیں اپنے لاکھوں اختلافات کے باوجود یک جان دو قالب تھیں۔ متحدہ مجلس عمل نے جو گل کھلائے تھے وہ قوم اچھی طرح جانتی ہے۔ یہ حضرات ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر اسلام کے نام پر سیاست کرتے ہیں اور نمازیں الگ الگ پڑھتے ہیں۔

بجلی چور مولوی

سرگودھا: بجلی چوروں کے خلاف مارشل لاء حکام کی حالیہ مہم کے دوران بعض باعزت چوروں کا بھی پتہ چلا ہے ان میں ایک جامعہ مسجد کے خطیب اور ایک یونین کونسل کا سابق چیئرمین بھی شامل ہے۔ خصوصی چھاپہ مار ٹیم نے تقریباً ایک سو بجلی چوروں کا پتہ لگایا۔ ان صارفین کے بجلی کے میٹر سیل ٹوٹے ہوئے پائے گئے ان میں جامع مسجد چک نمبر ۱۲۳ اے جنوبی کے خطیب حافظ دین محمد بھی شامل ہیں۔ ان تمام بجلی چوروں کو ایک سو روپے سے ایک ہزار روپے تک کا جرمانہ کیا گیا۔ (نوائے وقت ۳ ستمبر ۱۹۸۴ء)

قارئین کرام! مندرجہ بالا بجلی چوری کا واقع اُس زمانے کا واقع ہے جب لوگ تھوڑا بہت اللہ سے ڈرتے تھے۔ مسجدوں میں عبادت کی جاتی ہے اور مدرسوں میں عبادت کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ نماز برائیوں سے روکتی ہے اور مدرسہ ان برائیوں کو اجاگر کرتا ہے مثلاً بتایا جاتا ہے جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، چوری کرنا، دھوکہ دینا اور بہت سے دوسرے گناہ خُدا کو ناراض کرتے ہیں۔ اب اگر یہ دونوں مقدس مقامات (مسجد و مدرسہ) ہی چوری کی بجلی سے چل رہے ہوں تو طالب علم منافقت کے علم میں ہی ماہر ہونگے۔ اور قوم کے گلے میں تباہی و بربادی کا طوق ہی ہوگا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ کتنی مساجد چوری کی بجلی سے روشن ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل واقع مولویوں کے مذہبی اور قومی کردار کی سیاہی کو نمایاں کرتا ہے۔

کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کے چیف آپریٹنگ آفیسر جان عباس زیدی نے کہا ہے کہ کراچی شہر کی بارہ سو مساجد اور مدارس نے ایک ہفتے میں بارہ کروڑ روپے سے زائد کے واجبات ادا نہیں کیے تو ان کی بجلی منقطع کر دی جائے گی۔ جان عباس زیدی نے بتایا کہ سولہ سو مساجد اور مدارس میں بارہ سو ایسے ہیں جنھوں نے گزشتہ دو سال سے بجلی کے بل ادا نہیں کیے۔ (جنگ لندن ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹)

قارئین کرام! ۱۹۸۳ء کو ضیاء الحق کے زیر سایہ شرعی کورٹ نے جب یہ فتویٰ جاری کیا کہ جو مساجد سرکاری اراضی پر حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہیں وہ شرعاً مساجد نہیں ہیں ان میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا اور حکومت نے شرعی فتویٰ کے تحت ایسی مساجد کو مسمار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مولویوں نے اس فتوے کے خلاف شدید احتجاج کیا اور ایسی مساجد کو شرعی مساجد ثابت کرنے کے لیے فتاویٰ کے ڈھیر لگا دیے۔ ایک مولوی ولی حسن ٹونکی نے اس ایشو پر مفتی اعظم پاکستان تک کا مقام حاصل کر لیا تھا۔ مولوی محمد حسین صدیقی سوانح ولی حسن ٹونکی میں لکھتے ہیں کہ اس فتویٰ کی زد میں کراچی کی نصف مساجد نہیں تو ایک تہائی مساجد یقیناً آجاتی ہیں۔

قارئین کرام! ایسی مساجد جن کی تعمیر غیر قانونی طور پر ہوئی ہو اور چوری کی بجلی سے روشن ہوتی ہوں کیا وہ شرعی مساجد کہلا سکتی ہیں؟ کیا ایسی مساجد سے مولویوں کی صدائیں جو چوری کی بجلی کی لہروں کے دوش پر لہراتی ہوئی لوگوں تک پہنچتی ہیں مسلمانوں کو نیکی کی راہ پر ڈال سکتی ہیں؟ کیا چوری کرنے والے چوروں کو مولوی، مفتی یا مولانا کہلانے کا حق حاصل ہے؟ حکومت کو چاہیے ایسے چوروں اور ناجائز قبضہ کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ ڈالیں جو چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا بتاتے ہیں اور خود چوری کرتے ہیں۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ خُدا سے زیادہ مولوی اور پارلیمنٹ سے ڈرتے ہیں۔

بد عنوان مولوی

وزیر مملکت برائے داخلہ امور تسنیم احمد قریشی نے کرپشن، بدعنوانی اور اختیارات کے ناجائز استعمال پر مولانا یوسف اعوان کو بین المذاہب کمیٹی کی چیئرمین شپ سے برطرف کر دیا۔ بقا اللہ ثنائی کی سربراہی میں تین رکنی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے جو مولانا یوسف اعوان کی کرپشن کے تمام ثبوت اکٹھے کرے گی۔ (حج کرپشن کیس میں سابق وفاقی وزیر مذہبی امور علامہ احمد سعید کاظمی بھی کئی ماہ سے جیل میں ہیں۔ ضمانت بھی نہیں ہو رہی ہے۔) (روزنامہ اُمّت کراچی ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

مولوی کا مولوی

اسیری کے دوران بھٹو صاحب مولانا کوثر نیازی سے کوئی زیادہ خوش نہ تھے۔ چند مرتبہ اُن کا ذکر ہوا تو بھٹو صاحب نے کچھ برہمی کا سا اظہار کیا۔ ایک دن کہنے لگے مولانا کوثر نیازی کو اللہ تعالیٰ نے اچھا دماغ عطا کیا ہے مگر وہ مولوی کا مولوی ہی رہا۔ بھٹو صاحب کو مولویوں سے سخت چڑ تھی۔

(بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن از کرنل رفیع الدین (سیکورٹی سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی جیل) صفحہ ۶۳)

مولوی کے حیلے

ایک مرتبہ ایک شخص نے مولوی وحیدالدین سلیم صاحب کے سامنے ذکر کیا کہ اس نے غصہ میں اپنی بیوی سے کہہ دیا ہے کہ تجھ پر تین طلاق۔ مولوی لوگ کہتے ہیں کہ طلاق پڑ گئی اب صلح کی کوئی صورت نہیں۔ خُدا کے لیے میری مشکل آسان فرمائیں۔ مولوی وحیدالدین صاحب نے دریافت کیا کہ تم نے طلاق ت سے دی تھی یا ط سے۔ اُس شخص نے کہا میں تو اَن پڑھ آدمی ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا بس معلوم ہوگیا تُو نے ت سے تلاق دی تھی اورت سے کبھی طلاق نہیں پڑسکتی، کیونکہ تلاق کے معنی ہیں آ محبت کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ تُو بے فکر ہوکر اپنی بیوی کو گھر لے آ اور اگر کوئی اعتراض کرے تو صاف کہہ دینا کہ میں نے تو ’ت‘ سے تلاق دی تھی۔ (علمی مزاح صفحہ ۱۹۸ از پروفیسر منور حسین چیمہ ناشر اسلامک اکیڈمی گکھڑ طبع اول ۱۹۹۲ء)

فتاویٰ عالمگیری میں کتاب الحیل میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ شیخ ابراہیم نخعیؒ نے اپنے خادم کو مستقل حکم دے رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص میری ملاقات کے لیے آئے تو اسے کہہ دینا کہ شیخ یہاں نہیں ہیں اور یہ مُراد لینا کہ جہاں تُو کھڑا ہے وہاں نہیں کھڑے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور وہ انہیں دینا منظور نہ ہوتا تو اپنا ہاتھ زمین پر رکھ دیتے تھے اور فرماتے یہ شےء یہاں نہیں ہے اور مُراد یہ ہوتی کہ اس جگہ جہاں ہاتھ رکھا ہے یہ چیز نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

مفتی محمد ابوسعید غلام سرور صاحب قادری نے اپنی کتاب ''معاشیات نظامِ مُصطفیٰ'' میں سُود کے گناہ سے بچنے کے لیے درج ذیل تدابیر درج فرمائی ہیں:۔

۱۔ قرض دینے والا اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں قرض لینے والے کے ہاتھ اُدھار بیچ دے۔ قرض لینے والا اس چیز کو کسی اور کے ہاتھ ایک سو روپے میں نقد بیچ دے۔ قرض دینے والا اس چیز کو اس شخص سے سو روپے میں خرید لے۔ اس طرح وہ چیز بھی قرض دینے والے کو واپس مِل گئی اور قرض لینے والے کے ذمّے ایک سو دس روپے واجب الادا ہو گئے۔

۲۔ قرض دینے والا قرض لینے والے کے ہاتھ ایک چیز دو سو روپے میں اُدھار بیچ دے۔ پھر اس چیز کو اس سے ایک سو روپے میں نقد خرید لے۔ قرض لینے والا معیّنہ مُدّت کے بعد اس شے کی قیمت

کے طور پر اسے دو سو ادا کر دے گا۔ اس طرح ایک سو روپیہ زائد مل جائے گا جو بالکل حلال اور طیّب ہو گا۔ ان تدابیر کو درج کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ امام ابو یوسف ایسے کاروبار کے مُتعلّق فرماتے ہیں کہ اس سے منافع بھی ہوگا اور ثواب بھی ملے گا۔ ثواب اس لیے کہ اسے سُود جیسے حرام سے بچنے کے لیے اختیار کیا۔'' فاضل مصنّف فرماتے ہیں لیکن افسوس کہ مسلمان دین فطرت کی ایسی تدابیر سے غافل رہ کر سُود جیسی لعنت میں مُبتلا ہیں۔

طاہر القادری صاحب اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''مولانا احمد رضا خاں بریلوی سال کے وعدے پر دس روپے کے نوٹ کی بارہ روپے میں بیع کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہاں جائز ہے جبکہ دونوں حقیقت بیع کا ارادہ کریں نہ کہ قرض کا۔ اصلی مال میں زیادتی اور اس میں مدّت کا تعیّن بھی جائز ہے۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۸ جون ۱۹۸۵ء، مذہبی اور سیاسی فرقہ)

سوال: بعض لوگ اُجرت دے کر قبر پر تلاوت قرآن کراتے ہیں، سوم تک یا کچھ کم وبیش، کیا جائز ہے؟ جواب مولوی احمد رضا خان بریلوی: تلاوت قرآن پر اُجرت لینا حرام ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں پھر اُس سے کہیں کہ ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر (قرآن) پڑھ آیا کرو۔ (احکام شریعت جلد ۱ صفحہ ۸۹)

نافرمان مولوی

مجدد کہلانے والے مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں۔

''جب سے روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر، نہ مرض، کسی حالت میں روزہ چھوڑا۔ خیر رمضان شریف میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر بحمد اللہ تعالیٰ روزے نہ چھوڑے۔'' (ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳۱۳)

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "أَيَّاماً مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُون ۔ ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام

میں پورے کرے اور جولوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ میں فرماتا ہے۔ "وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ... ''اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔'' (سورۃ البقرۃ آیات ۱۸۵،۱۸۶)

قارئین کرام! عجیب دور آ گیا ہے اللہ کہتا ہے کہ مسافر اور مریض روزے نہ رکھیں مگر مولوی نافرمانی کرتے ہوئے روزے رکھتے ہیں اور بڑے تکبر سے بتاتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں دیکھو کتنا بڑا پیر ہے (نافرمان ہے ہمارے نزدیک) بیماری اور سفر میں بھی روزے رکھتا ہے۔

جناب آتش لکھنوی صاحب کا مندرجہ ذیل شعر ایسے مولویوں پر بھی خوب صادق آتا ہے جو اپنی ذات کو اعلیٰ وارفع سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا   کہتی ہے تجھ کو خلقِ خُدا غائبانہ کیا

مولوی اور مسئلے

مشہور کالم نگار جناب نذیر ناجی لکھتے ہیں:۔

''آپ کسی بھی مولوی صاحب سے بات کر کے دیکھیں، وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ ''مجھے اس سوال کا جواب معلوم نہیں'' وہ ہر بات کا جواب دیں گے۔ ہر مولوی کا ایک ہی خیال ہوتا ہے کہ ان کے پاس ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ مگر آج تک مولوی صاحبان کوئی مسئلہ حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ ہر گاؤں، ہر شہر، ہر گلی میں کئی کئی مولوی صاحب موجود ہوتے ہیں۔ جن مولوی صاحبان کو دینی رہنما سمجھتے ہوئے ہم نے ان کی عزت کی، ہمیں وہ بھی مارتے ہیں۔ ہم کدھر جائیں؟ ڈوب مریں؟ یہی کر رہے ہیں۔'' (جنگ لندن ۳۱ جولائی ۲۰۱۰ء از نذیر ناجی)

عندلیب مست داند قدر گل   چغدراز گوشہ ویرانہ پرس

ترجمہ: پھول کی قدر تو مست بلبل ہی جانتی ہے۔ جنگل کے ویران کونے کی بابت کچھ پوچھنا ہو تو اُلّو سے پوچھو۔

معزز قارئین! پاکستان کے عظیم پہلوان ''بھولو پہلوان'' نے ایک تقریب میں جب انہیں تقریر کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے کہا تھا ''بھائیو تے بہنو، مینوں تقریر کرنی نئیں آندی، جے کشتی کرانی اے تے کرالو'' کاش مولوی اس پہلوان کے اس دانشمندانہ فقرے سے ہی کچھ سیکھ لیں۔

تحریک صلوین اور نرگس۔۔۔

مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''نماز جس کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں، لغت میں اس کا معنی تحریک صلوین ہے۔۔۔ جس کا مطلب سرین یعنی Hips۔۔۔ جس میں قبل اور دبر کا سوراخ ہوتا ہے، اس کو حرکت دینا۔۔۔ اس لغوی معنی کے لحاظ سے آج کل کی تمام رقاصائیں یعنی ڈانسر خواہ ان کا تعلق۔۔۔ ہالی وڈ سے ہو۔۔۔ یا بالی وڈ سے یا لالی وڈ سے۔۔۔ وہ سب سے بڑی نمازی کہلائیں گی۔۔۔ اگر نرگس نے یہ چیلنج کر دیا کہ سب سے زیادہ نمازیں میں پڑھتی ہوں۔۔۔ تو اس کے چیلنج کو توڑنا اہل حدیث کے بس کی بات نہیں رہے گی۔۔۔ اس لیے آپ کے علماء۔۔۔ احسان الٰہی ظہیر، عبداللہ روپڑی۔۔۔ اثری۔۔۔ شمشاد سلفی۔۔۔ بدیع الزمان پیر جھنڈا۔۔۔ نذیر حسین دھلوی۔۔۔ غزنوی وغیرہ کے گھر کی خواتین نے ساری زندگی کبھی نماز نہیں پڑھی۔۔۔ وہ لوگ (اہل حدیث مولوی) جب مسجد سے گھر آ کر پوچھتے۔۔۔ کہ نماز؟ اُن کی عورتیں بیٹھی بیٹھی۔۔۔ سرین Hips کو ہلا کر کہہ دیتیں کہ پڑھ لی۔''

(شادی کی پہلی دس راتیں کون جیتا کون ہارا از مولانا عبدالغنی لدھیانوی صفحہ ۴۸ ناشر مکتبۃ الحمیر اعلامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان)

معزز قارئین! ملاحضہ فرمایا کہ مولوی ایک دوسرے کو کافر اور مرتد ہی نہیں کہتے بلکہ ایک دوسرے کی عبادات پر بھی مذاق فرماتے ہیں۔ ان کے نزدیک نماز جیسی عبادت پر بھی پھبتی کسی جا سکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق کی ناک

نصیراللہ بابر سابق وزیر داخلہ پاکستان مولوی سمیع الحق کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''سمیع الحق نے ۱۹۷۷ء میں نصراللہ خٹک سے دس ہزار روپے لے کر اپنے والد مولانا

عبدالحق کے کاغذات نامزدگی دستخط کر کے واپس لے لیے تھے۔اس کے بعد مولانا عبدالحق نے وصیت کی تھی کہ سمیع الحق کو میری نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دی جائے۔اور جب نماز جنازہ ہوئی تو مولانا سمیع الحق کی ناک سے خون نکل آیا اور وہ چاہتے ہوئے بھی والد کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے۔''

(روزنامہ ''دن'' لاہور، ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۷، کالم ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں۔(مسلم))

مولانا سمیع الحق اسلام آباد گیسٹ ہاؤس میں عورتوں کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔

(پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔باب ملا ملٹری الائنس)

فرقہ پرستی کی آگ

پاکستان کی دینی اور سیاسی جماعتوں کے سربراہوں نے کہا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں ایک بار پھر مختلف مسالک کے درمیان آگ بھڑکانے کی کوشش کر رہی ہیں۔عوام متحد ہو کر دُشمن کے حملوں کو ناکام بنا دیں۔ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اسلامی امیر سیّد منور حسن، سربراہ جے یو آئی سربراہ مولانا فضل الرحمان، امیر مرکزی جمیعت حدیث پروفیسر ساجد میر، صدر جے یو پی صاحب زادہ ابوالخیر زبیر، امیر جے یو آئی امیر مولانا سمیع الحق، سربراہ اسلامی تحریک علامہ ساجد نقوی، جمیعت علمائے اسلام کے امیر پیر عبدالرحیم نقشبندی، جے یو آئی ایف کے سیکرٹری جنزل عبدالغفور حیدری نے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ان رہنماؤں نے ۱۲ ربیع الاول کے جلوس پر فائرنگ اور ہنگاموں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ایسی کاروائیاں ملک میں فرقہ پرستی کی آگ بھڑکانے کی منظّم سازش ہے۔انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ایسی کاروائیوں اور سازشوں کو ناکام بنا دیں۔

معزز قارئین! یہ مولوی حضرات ایک دوسرے کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتے، عقائد کا کھیل دن رات کھیلتے ہیں، پرتشدد کاروائیوں کے لیے لوگوں کو ابھارتے ہیں، اپنے آپ کو صحیح العقیدہ سمجھتے ہیں اور دوسرے تمام مکاتب فکر کو کافر کہتے ہیں۔صد حیف! پھر عوام سے یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ پُرتشدد کاروائیوں اور سازشوں کو ناکام بنادیں۔ (جنگ لندن سوموار یکم مارچ ۲۰۱۰)

دھشت گردی

اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ گزشتہ نو برسوں کے دوران پاکستان میں دہشت گردی کی ۸۱۴۱ وارداتیں ہوئیں جن میں ۸۸۷۵ افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ۲۰۶۷۵ زخمی ہوئے۔بہت سارے افراد معذوری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ (جنگ لندن ۲ جون ۲۰۱۰ء مضمون از عرفان صدیقی)

معزز قارئین! ان مرنے والوں میں اکثریت مسلمانوں کی تھی اور قاتل بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ''ذمی کا قاتل جنّت کی خوشبو سے محروم رہے گا'' حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کے فاصلے سے آتی ہوگی۔قارئین تصور کیجیے جب مسلمان کہلانے والے مقتولین مسلمان قاتلوں کا گریبان پکڑ کر اللہ سے انصاف کے طالب ہوں گے تو ان قاتلوں کی جنّت کتنی دور ہو سکتی ہے۔

فالج

مولوی محمد عمر اچھروی کہتے ہیں کہ ''احمد علی لاہوری، عطاءاللہ شاہ بخاری اور حماد اللہ ان تینوں پر اس لیے فالج گرا کہ یہ تینوں قرآن مجید میں معنوی تحریف کرتے تھے۔خدا کی طرف سے ان پر عذاب نازل ہوا۔تینوں کے پہلو مارے گئے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مَر گئے۔حتیٰ کہ مرتے وقت کلمہ بھی نصیب نہ ہوا''۔ (بیان بریلوی عالم مولوی محمد عمر اچھروی ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء ہفت روزہ چٹان از شورش کاشمیری صفحہ ۳، جنوری ۷، ۱۹۶۳ء)

کالج سے فالج کا داخلہ اچھا

ایک آدمی کے اس ڈر پر کہ علی گڑھ کالج میں بیٹے کے داخلے پر دین نہ برباد ہو جائے مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ''میاں ہوگا تو وہی جو اللہ کو منظور ہوگا مگر ظاہری اسباب میں یہ داخلہ بھی ایک قوی سبب ہے بربادی کا اور اس بناء پر کالج میں داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے اس لیے کہ اس میں تو دین کا ضرر اور اِس میں جسم کا ضرر۔ان دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کالج میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔'' (ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی جلد ۲۔ملفوظ نمبر ۴۸۰۔صفحہ ۳۰۴۔تاریخ اشاعت ربیع الثانی ۱۴۲۹۔ناشر

ادراہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۔طباعت سلامت اقبال پریس ملتان)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب انگریزی تعلیم کے دُشمن تھے مگر انگریزی حکومت سے رقم لینا جائز سمجھتے تھے چنانچہ مولوی شبیر علی عثمانی لکھتے ہیں۔ ’’دیکھیے مولوی اشرف علی (تھانوی) ہمارے اور آپ کے مسلمہ بزرگ اور پیشوا ہیں۔ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ اِن کو ۶۰۰ چھ سو روپے ماہوار حکومت (انگریز) کی جانب سے دیے جاتے تھے۔‘‘ (مکالمۃ الصدرین بحوالہ تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۷)

مولوی تھانوی نے فرمایا ہے کہ طالب علم کو اخبار بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔

(سوانح مفتی ولی حسن ٹونکی از محمد حسین صدیقی استاذ حدیث جامعہ بنوریہ۔ صفحہ ۲۱۳۔ شائع کردہ زمزم پبلشر کراچی۔ تاریخ اشاعت اپریل ۲۰۰۷ء)

مذہبی بکریاں

معزز قارئین! امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کے وہ اقوال جو ایک دوسرے کے خلاف ہوں قابل توجہ نہیں، انھیں تسلیم مت کرو۔ یہ لوگ اسطرح ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں جس طرح ریوڑ کی بکریاں ایک دوسرے کے سینگ مارتی ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ا صفحہ ۹۹)

ڈاکٹر اسرار الحق صاحب ایسی ہی مذہبی بکریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پھر مختلف مذہبی جماعتوں کے انتخابی میدان میں اُترنے نے اس جلتی پر تیل کا کام کیا اور مختلف برانڈ کے اسلام منظر عام پر آ گئے۔ اس طرح مذہبی جماعتیں دین میں تفریق کا باعث بھی بنیں۔سب سے پہلے جماعت اسلامی میدانِ سیاست میں کودی ۔۱۹۵۱ء کے پنجاب الیکشن میں اسے چالیس سیٹوں کی توقع تھی لیکن ایک بھی نہ مل سکی اور وہ چاروں شانے چِت ہوگئی۔اس کے بعد نورانی میاں نے سوچا کہ

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب   آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

ہم تو سوادِ اعظم کے نمائندے ہیں۔ وہ انتخابی میدان میں کودے تو انہیں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔جمیعت علمائے اسلام کا معاملہ یہ تھا کہ اپنے تاریخی پس منظر کے حوالے سے وہ کچھ عرصے منقار زیر پر رہے، اس لیے کہ تقسیم سے قبل وہ پاکستان کے مخالف تھے اور ابتدا میں انہیں یہاں بولنے کا حق تھا ہی

نہیں۔ پھر انہوں نے سوچا کہ اس جولنگاہ میں ہمیں بھی قسمت آزمائی کرنی چاہیے، چنانچہ وہ بھی اس میں کود پڑے۔ رہ گئے اہلحدیث تو انہوں نے سوچا کہ ہماری بھی کچھ Pockets موجود ہیں۔ اگر زیادہ نہیں تو ہمارے ایک دو آدمی تو اسمبلی میں پہنچ ہی جائیں گے، اور بعض اوقات کسی نازک لمحے پر ایک آدمی بھی بڑا قیمتی ثابت ہوتا ہے، جب ایک ووٹ کے فرق پر ہی سارا معاملہ موقوف ہوتا ہے۔ایک موقع پر صدر ایوب نے مفتی محمود کے ایک ووٹ سے دستور میں ترمیم کی تھی۔ اور کہا گیا تھا کہ مفتی صاحب کو اس تعاون کے عوض **دس لاکھ** روپے دیئے گئے تھے۔ اندازہ لگایئے، اس دور کے دس لاکھ آج کے **دس کروڑ** سے کم نہیں ہیں۔ مفتی صاحب نے اس الزام کی تردید نہیں کی تھی، البتہ یہ کہا تھا کہ ہاں، میرے مدرسے کو دیئے ہیں۔ یہ کچھ اسی طرح کا معاملہ ہے جیسے بعد میں ایک ایسے ہی موقع پر کسی مذہبی سیاسی جماعت کے امیدوار نے یہ کہا تھا کہ ہم بِکے نہیں، ہم نے **سودے بازی** کی ہے۔ میرے نزدیک اس چیز نے اسلام کو بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ دراصل یہ نتیجہ ہے اس غلط حکمت عملی کا کہ مذہبی جماعتوں نے انتخابی سیاست کو اپنا میدانِ کار بنایا اور ان کے نفاق باہمی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔عوام کے سامنے مختلف برانڈ کے اسلام آنے لگے۔ بریلوی مکتب فکر، دیوبندی مکتب فکر، اہلحدیث مکتب فکر اور جماعت اسلامی کے اپنے اپنے ’’اسلام‘‘ تھے (ہیں)، ان کے علاوہ ایک لبرل اسلام بھی تھا (ہے)۔اس طرح پانچ مختلف اسلام وجود میں آ گئے اور اسلام ایک پارٹی ایشو اور انتخابی نعرہ بن کر رہ گیا۔ اگر ایک ہی جماعت میدان میں اُتری ہوتی تو شاید کچھ نہ کچھ حاصل کر بیٹھتی۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اتحاد کیسے ہو؟ بلی کے گلے میں گھنٹی کیسے باندھی جائے اور اسے باندھے کون؟ یہ ہفت خواں کیسے طے ہو؟ اس کے لیے کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہیں۔ ان میں تین باتیں تو وعظ کی نوعیت کی ہیں جن پر قدم بقدم عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ اولاً محاذ آرائی سے گریز ہو۔ ثانیاً۔ ہم خیال جماعتیں جو تاریخی ونظریاتی اعتبار سے کچھ قریب ہوں، ان کا کوئی باہمی تعاون شروع ہو جائے۔ ثالثاً۔ سب کی سب اگر متحد نہ ہو سکیں تو بھی تقسیم در تقسیم کے عمل کو کچھ نہ کچھ پسپا کریں اور ان کے مابین اِدغام نہ سہی کوئی وفاق کی شکل ہی پیدا ہو جائے۔ (مولانا نے تنظیم اسلامی کیوں بنائی تھی؟)

اس ملک میں دینی جماعتوں کا پہلا پس منظر یہ ہے کہ تقریباً ایک سو سال پہلے تک پورے

ہندوستان میں سوائے اس کے کہ مالابار کے ساحل پر کچھ شافعی لوگ آباد تھے، باقی تمام مسلمان کٹر حنفی تھے۔اس کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان تصوف کے ساتھ گہرا ربط بھی رکھتے تھے اور کسی نہ کسی سلسلہء طریقت سے علامتی یا حقیقی اور عملی وابستگی لازم سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ آج سے سو سال پہلے کی کوئی کتاب دیکھ لیجیئے تو اس کے مصنف کے مسلک اور مشرب کے بارے میں صراحت کچھ اس طور سے درج ہوگی کہ: ''حنفی مسلکاً قادری مشرباً'' وغیرہ۔تب ان دو صفات کے بغیر آدمی کا تعارف مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔مشرب میں چاروں مشہور سلاسل یعنی قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی یہاں رائج تھے۔لیکن پچھلے سو، سوا سو سال میں اس رجحان میں تبدیلی آئی، اس لیے کہ دارالعلوم دیوبند ایک زبردست تحریک بن کر ابھرا اور واقعہ یہ ہے کہ اس کے بانیوں کا جوش و خروش اور خلوص و اخلاص مثالی حیثیت رکھتے تھے۔نتیجہ یہ نکلا کہ ان حنفی اور صوفی مزاج مسلمانوں میں دیوبندی اور غیر دیوبندی کی تقسیم ہوگئی۔ غیر دیوبندیوں میں فرنگی محلی بھی ہیں، فضلِ حق خیر آبادی والی مکتب فکر کے حضرات بھی ہیں، بدایونی بھی ہیں، نظامی بھی ہیں اور نہ معلوم کون کون سے ہیں۔جبکہ دیوبند اپنی جگہ پر اتنا بھاری پتھر بن گیا کہ وہ ان سب کو بیلنس کرنے کے لیے ترازو کے دوسرے پلڑے میں تنہا ہی کافی تھا۔پھر ہوتے ہوتے یہ تقسیم دیوبندی اور غیر دیوبندی کے بجائے دیوبندی اور بریلوی کی ہوگئی۔

تیسرے یہ کہ اسی دور میں اہل حدیث مکتب فکر بھی کچھ نمایاں ہوا۔اگرچہ محمد بن عبدالوب کی تحریک کے اثرات دو سو سال پہلے ہی سے شروع ہو گئے تھے لیکن اس صدی کے اندر رفتہ رفتہ ان میں اضافہ ہوا۔اور خلیج میں تیل کے برآمد ہونے کے بعد انہیں جو مالی تعاون حاصل ہوا، وہ کسی کو نہیں مل سکا۔ اس کے نتیجے میں وہ اپنی عددی قوت کے مقابلے میں کئی گنا مئوثر ہو گئے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی جو ''سواد اعظم'' ہیں ان دونوں میں تین چیزیں مشترک ہیں۔ دونوں حنفی ہیں اور ان کی ایک فقہ ہے۔دوسرے تصوف کے قائل ہیں اور تیسرے دونوں کے عقائد کی امّہات الکتب ایک ہیں۔

شخصیات کا تصادم صرف پچھلی صدی میں شروع ہوا ہے، جب شاہ اسماعیل شہید اور مولا فضل حق خیر آبادی کے مابین خالص علمی مسائل پر مناظرے شروع ہوئے۔ان مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے ہنسی بھی آتی ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ہمارے اکابرِ اُمّت کن چیزوں پر جھگڑ رہے تھے! اللہ تعالیٰ کی

قدرت کے حوالے سے یہ مسائل زیرِ بحث تھے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کے جواب میں ''ہاں'' کہیے تو یہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے اور اگر ''نہیں'' کہیے تو اللہ کسی چیز پر قادر نہیں رہا۔اب اس پر منطق کے گھوڑے دوڑاتے رہیے۔ دوسرا مسئلہ ''امتناعِ نظیر'' کا تھا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی کوئی اور ''محمد'' پیدا کرنے پر قادر ہے یا نہیں؟ اگر اللہ تعالی اس پر قادر ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ بے مثل نہ رہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ محمد ﷺ کی نظیر ہوسکتی ہے اور یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہوگئی۔اور اگر یہ کہیں کہ اللہ کوئی اور محمد ﷺ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اللہ کی شان میں گستاخی ہوگئی۔ میں یہ مرثیہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ حقائق کو سمجھیں۔ ہمارے بزرگ ان مسئلوں پر اس وقت جھگڑ رہے تھے جب انگریز بنگال سے داخل ہوکر ہندوستان کو فتح کر رہا تھا۔بعینہ یہی بات ایک ہزار برس قبل اس وقت ہوئی تھی جب سلطان محمد فاتح کی فوجیں قسطنطنیہ (استنبول) کا محاصرہ کیے ہوئے کھڑیں تھیں تو وہاں کے سب سے بڑے گرجا گھر ایا صوفیہ میں (جسے بعد میں مسلمانوں نے مسجد بنایا اور پھر اتاترک نے اسے عجائب گھر کی شکل دے دی) عیسائی پادری ان مسائل پر مناظرے کر رہے تھے کہ ایک سوئی کی نوک پر کتنے فرشتے آ سکتے ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو آخری کھانا تناول کیا تھا اس میں جو روٹی کھائی تھی وہ خمیری تھی یا فطیری؟ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت کے بعد بھی حضرت مریم باکرہ رہ گئیں یا نہیں رہیں؟ پچھلی صدی میں شاہ اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی کے مابین شخصیتوں کا ٹکراؤ ہوا تو اس صدی میں مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے درمیان سارا معرکہ برپا ہوا۔اور اس وقت دیوبندیوں اور بریلویوں میں جو تندی اور تلخی ہے وہ ان دو حضرات کی وجہ سے ہے۔ میرے نزدیک یہ صرف Personality Conflict ہے۔اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیم اسلام از مولانا اسرار الحق صفحہ ۳۰،۳۱،۳۲،۳۳،۳۴،۱۳۵)

کسے خبر کہ کتنے سفینے ڈبو چکی　　　فقیہہ و صوفی و مُلاّ کی نا خوش اندیشی

علیؓ دا پہلا نمبر

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کہتے ہیں:۔

"کیا ہمارے عوام الناس بلکہ خواص کے بھی قابل اعتناء حصہ کی زبانوں پر "علیؓ مشکل کشا" اور "یا علیؓ مدد" کے الفاظ چڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ ایک اعتبار سے یہ سب سبائیت کے عقیدے کا ظہور اور اسی کے اثرات ہیں۔ آپ غور کیجیے کہ کوئی "یا محمدﷺ مدد" نہیں کہتا "محمدﷺ مشکل کشا" کے الفاظ کسی سُنّی کی زبان پر نہیں آتے۔ تو کیا حضرت علیؓ جناب محمدﷺ سے بھی اونچے ہیں؟ ایک گروہ اپنے امتیاز کے اظہار کے لیے ضرور اپنی مساجد پر "یا محمدﷺ" لکھوالے گا اور اس کے طغرے گھروں میں لگا لے گا، مگر آج تک کبھی "یا محمدؐ مدد" اور "محمدؐ مشکل کشا" کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ یہ ظلم جناب محمدﷺ کی ذات کے ساتھ نہیں ہوا۔ یہ اللہ کی خصوصی حفاظت کا مظہر ہے کہ اس طرح کا شرک اس کے آخری نبی کے نام کے ساتھ منسوب نہیں ہوا۔"

معزز قارئین! پاکستان کے بہت سے گویّوں نے "دمادم مست قلندر، علیؓ دم دم دے اندر، علیؓ دا پہلا نمبر" گایا ہے۔ مسلمان بڑی خوشی اور جوش سے اسے سُنتے اور دھمال ڈالتے ہیں، بیچارے بعض لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ علیؓ کا چوتھا نمبر ہے۔

(مثیل عیسیٰ۔علی مرتضیٰؓ از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۲۷ ترتیب جمیل الرحمان شائع کردہ مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور)

انعام یافتہ بندے

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کہتے ہیں:۔

حضرات ہم ہر روز ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ یہ دُعا مانگتے ہیں کہ **اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ ۔صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمۡ ۔** (اے اللہ) ہمیں سیدھا راستہ دکھا، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کون ہیں جن پر اللہ کا انعام ہوا۔ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن نے خود اس کا جواب دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ربّ العالمین ہے۔ ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین، اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق، جو کسی کو میسر آئیں۔ (سورۃ النساء آیت ۷۰)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام یافتہ بندوں کو چار گروہوں میں تقسیم کر دیا

ہے۔ سب سے بُلند مقام انبیاء کرام کا ہے۔ اس میں کسی کی کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت جسے چاہا اس مقام پر سرفراز فرما دیا۔ (گویا صدیقین، شہداء اور صالحین کے مقام کو ذاتی کوشش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی فرما رہے ہیں چاروں گروہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ہیں۔مُصنّف) اس کے بعد اہل ایمان کے تین درجے متعین کیے گئے ہیں جن کے نام قرآن نے صدیقین، شہداء اور صالحین کے بیان کیے ہیں۔ انسان اللہ اور رسول کی اطاعت میں ترقی کرتے کرتے ان مقامات کو حاصل کر سکتا ہے۔ (اگر مولانا اسرار احمد یہ بھی بتا دیتے تو اچھا ہوتا کہ بنی اسرائیل میں آنے والے سینکڑوں نبی جو حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے والے تھے انہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کر کے نبوت کیسے حاصل کر لی تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمدﷺ کی اطاعت کر کے وہ مقام جو حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل کر کے حاصل کیا جاتا رہا کیوں ممکن نہیں؟ کیا نعوذ باللہ خُدا بدل گیا ہے یا رسول اللہﷺ کا مقام حضرت موسیٰ سے کم تر ہے؟ خُدا اُمّت مسلمہ کو عقل دے)

(مثیل عیسیٰ۔علی مرتضیٰؓ از ڈاکٹر اسرار احمد ترتیب جمیل الرحمان شائع کردہ مکتبہ خدام القرآن لاہور)

قم باذن اللّٰہ

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

"میں غلط بیانی نہیں کرتا کہ اُمّت محمد رسول اللہﷺ کے اولیاء اللہ فقیروں کو دمِ عیسیٰ سے بہتر مراتب حاصل ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جب "قم باذن اللہ" فرما کر مُردے کو قبر سے اُٹھاتے تھے اور وہ زندہ ہو کر بولنے لگتا تھا، تو اڑھائی گھڑی زندہ رہ کر پھر مَر جاتا تھا۔ لیکن اُمّت محمد رسول اللہﷺ کے اولیاء اللہ، فقراء جب "قم باذن اللہ" کہہ کر قبرِ قالب سے مُردہ دِل کو زندہ کرتے ہیں تو دِل تصور اسم اللہ ذات میں مشغول ہو جاتا ہے اور قلبی زبان سے اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے، پھر قلب و قالب ہرگز نہیں مرتے حتیٰ کہ صاحب زندہ دِل آدمی تمام مراتب سے گذر کر بہشت میں داخل ہو کر حیاتِ ابدی و سعادت دائمی سے سرفراز ہو جاتا ہے۔" (کلید التوحید کلاں صفحہ ۱۶)

حضرت سلطان باہوؒ مزید فرماتے ہیں:۔

''میں نے بارگاہ الٰہی سے ایسا فیض وفضل پایا کہ میں ہمیشہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں رہتا ہوں۔'' پھر فرماتے ہیں۔''میں نے زندگی ہی میں ہر مقام کو دیکھ لیا ہے اور میں موت سے مطلق نجات پا چکا ہوں۔'' پھر فرماتے ہیں۔''جو کوئی اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ خُدا کو پالیتا ہے۔''

(نُور الہدیٰ از حضرت سلطان باہو صفحہ ۲۴،۲۵،۱۸۱)

معزز قارئین! مسلمانوں کو اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا فساد جسے رسول اللہ ﷺ نے قتل سے شدید قرار دیا ہے اور بدزبانیوں کے گندے سمندر، قُربِ الٰہی کا باعث بن سکتے ہیں؟ کیا آوارگانِ اُمّت کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ خُدا جیسی پیاری ہستی کو پانے کے لیے اپنی ہستیاں مٹا دیں؟ کیا گزشتہ ۱۲۵ سال میں کوئی مسلمان ایسا ہوا ہے جو ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں رہتا ہو؟ کیا کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں نے خُدا کو پالیا ہے، اللہ سے باتیں کرتا ہوں؟ ایسے وجود صرف مسلمان جماعت احمدیہ میں ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہونے والے امام مہدی و مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

پانچواں فرقہ

ایڈیٹر الاعتصام لاہور لکھتے ہیں:۔

''اہل حدیث درحقیقت وہ ہے جو براہِ راست کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کرے اور اس میں کسی درمیانی واسطہ کا قائل نہ ہو لیکن جماعت اسلامی کے ارکان میں ہمیں افسوس ہے کہ یہ بات نہیں ہے۔ ان کا الگ ایک ذہن ہے، الگ عقائد ہیں، الگ نظریہ ہے، الگ جماعتی تعصّبات ہیں اور الگ ایک مستقل لٹریچر ہے جس سے وہ استفادہ کرتے ہیں اور ہر موقع پر اس کو وہ عملاً ایک واسطہ قرار دیتے ہیں جس کی بناء پر یہ اہل حدیث تو خیر ہیں ہی نہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ حنفی بھی نہیں ہیں بلکہ اہل سنت کا ایک پانچواں فرقہ ہے۔''

(الاعتصام ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

کمبخت اور مولانا فضل الرحمان

جناب عرفان صدیقی صاحب لکھتے ہیں:۔

''لندن کی گول میز کانفرنس میں جب میں نے مولانا (فضل الرحمان) سے کہا کہ ''آپ دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے کا ہنر جانتے ہیں'' تو انہوں نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا ''کمبخت! یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔'' (جنگ لندن ۷ جون ۲۰۱۰ء)

قارئین عرفان صدیقی صاحب ایک ذہین کالم نگار ہیں یہ ان ہی کا کمال ہے کہ ''ہنر'' کا راز مولانا سے معلوم کرلیا۔ قارئین یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آرہا ہے۔ امید ہے لطف اندوز ہوں گے۔

ایک بادشاہ کا گھوڑا سخت بیمار ہوگیا۔ اس گھوڑے سے بادشاہ کو بہت محبت تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ جس نے مجھے گھوڑے کے مرنے کی اطلاع دی اسے قتل کردیا جائے گا۔ جب گھوڑا مَر گیا تو وزیر کو اس بات کی فکر ہوئی کہ بادشاہ کو اس کی اطلاع کیسے دی جائے۔ آخر ایک آدمی کو پکڑ کر جو عرفان صدیقی صاحب کی طرح ذہین تھا بادشاہ کے سامنے پیش کردیا گیا، بادشاہ نے پوچھا کہ اب گھوڑا کیسا ہے؟ اُس نے کہا بالکل ٹھیک ہے پہلے وہ تڑپ رہا تھا، اب پُرسکون ہے اور ایسا پُرسکون ہے کہ پہلے سانس کی آواز آرہی تھی اب وہ بھی نہیں آرہی، اب مکمل طور پر پُرسکون ہے۔ اس پر بادشاہ نے کہا ''کمبخت! یہ کیوں نہیں کہتے کہ گھوڑا مَر گیا ہے'' اس آدمی نے جواب دیا ''حضور! یہ آپ کہہ رہے ہیں، میں نہیں'' عرفان صدیقی صاحب کو بھی یہ آخری فقرہ کہہ دینا چاہیے تھا۔

قارئین کرام! آپ کو یاد ہوگا کہ پرویز مشرف کی سترہویں ترمیم کے حق میں ووٹ دیتے وقت بھی مولانا فضل الرحمان نے ایسا سماں باندھا تھا کہ بہت سے لوگ اسے دنیوی اور اخروی نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے تھے کئی ایک کو تو اس کے کار خیر اور تقاضائے اسلام ہونے کا ایسا یقین ہوگیا تھا کہ شاید روزِ محشر اللہ تعالیٰ سب سے پہلا سوال یہی پوچھے گا ''تم نے سترہویں ترمیم کے حق میں ووٹ دیا تھا یا نہیں'' (۲۰۱۰ء میں اس ترمیم کو ختم کرنے میں بھی یہی رویہ اختیار کیا تھا مولانا نے۔ تمام مُلّاں حضرات عورت کی حکمرانی کے خلاف ہیں مگر مولانا فضل الرحمان نے نا صرف عورت کی حکمرانی کو تسلیم کیا بلکہ محترمہ بےنظیر بھٹو کی حکومت میں شامل ہوکر اقتدار کے مزے بھی لوٹے تھے۔ (جنگ لندن ۷ جون ۲۰۱۰ء)

معززز قارئین! جماعت اسلامی کے امیر مولانا منور حسن کو بھی مولانا فضل الرحمان سے شکایت ہے کہ ایم ایم اے کے ٹوٹنے کا باعث مولانا بنے تھے۔ ان کی شکایت بجا بھی ہے کیونکہ ایم ایم

اے کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ ۲۰۰۸ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے گا، مگر مولانا فضل الرحمان نے جماعت اسلامی اور دوسری مذہبی جماعتوں کے فیصلے اور جذبات کا خیال کیے بغیر نہ صرف انتخابات میں حصہ لیا بلکہ پی پی پی کے اتحادی بن کر اقتدار کے مزے بھی لوٹے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے ایم ایم اے کا نام اور انتخابی نشان بھی استعمال کیا۔ مولانا صاحب کے اس طرز عمل نے منور حسن کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ ''مولانا بڑی جماعت کے سربراہ اور بادشاہ ہیں، جو بیان دیں وہ ان کا اختیار ہے، وہ صاف چھپتے بھی نہیں اور سامنے آتے بھی نہیں۔'' (روزنامہ اُمّت کراچی ۲۵ جنوری ۲۰۱۲ء)

قارئین عرفان صدیقی صاحب نے مولانا کے جھوٹ کو کچھ اس طرح بیان کیا کہ وہ بے ساختہ کہہ گئے ''کمبخت! یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں جھوٹ بولتا ہوں'' اور اب منور حسن صاحب نے مولانا فضل الرحمان کی جن شاندار الفاظ میں تعریف فرمائی ہے، ان الفاظ کا مطلب صرف ''منافق'' ہے۔ اب معاملہ یہ بنتا ہے کہ اگر مولانا فضل الرحمان نے منافقت نہیں کی تو مولانا منور حسن بدظنی جیسے بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

تیس لاکھ کا فتویٰ

اکبر بگٹی کے بیٹے طلال بگٹی نے روزنامہ اُمّت کے نمائندہ انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے:۔

''علماء کے فتوے کے بعد مشرف کو مارنا فرض ہو گیا ہے''۔

جب نمائندہ اُمّت نے یہ سوال کیا کہ علماء کی کانفرنس میں جمیعت علمائے اسلام (ف) کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا، اسی طرح آپ کی آواز میں آواز ملانے والی (ن) لیگ کا کوئی رکن بھی وہاں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کا سبب؟

''جی ہاں، سوائے جے یو آئی کے باقی تمام مذہبی جماعتوں کے نمائندے کانفرنس میں موجود تھے۔ جے یو آئی کو ہم نے خود دعوت نہیں دی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مجھے کسی نے بتایا کہ آپ ۳۰ لاکھ روپے دے کر مولانا فضل الرحمان سے کوئی بھی فتویٰ لے سکتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ ایسی پارٹی کے نمائندے کو بلانا نہ صرف بیکار ہو گا بلکہ جو فتویٰ جاری کیا، اسکی حیثیت بھی مشکوک ہو جائے گی۔ یہ بات کسی سے ڈھکی

چھپی نہیں کہ جے یو آئی (ف) اسلام کے نام پر لوگوں کو ٹھگ رہی ہے اور مال بنانے میں مصروف ہے۔ ن لیگ کو دعوت دی گئی تھی۔ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالقادر بلوچ نے کانفرنس میں آنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ مگر بعد میں انہوں نے بتایا کہ راجہ ظفر الحق نے روک دیا ہے۔ سابق وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق سے رابطہ کیا تو جواب ملا میں نے نہیں روکا، عبدالقادر جھوٹ بولتا ہے۔'' (اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ مولانا فضل الرحمان کے سوا کوئی اور مولوی فتویٰ بازی کے لیے رقم نہیں لیتا؟)۔ ا۔

سابق صدر مشرف نے اپنی ایک تقریر میں اکبر بگٹی کے بارے میں کہا کہ وہ عوام پر ظلم کرنے والا ایسا شخص تھا جس نے اپنے قبیلے کے سات ہزار لوگوں کو ظلم کا نشانہ بنا کر علاقے سے نکال دیا تھا۔ ایسے لوگوں کا میں دُشمن تھا اور رہوں گا۔ اسی طرح دہشت گردوں کا بھی میں دُشمن ہوں۔ ۲۔

ا۔ (روزنامہ اُمّت کراچی ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۰ء) ۲۔ (کراچی تقریر ۹ جنوری ۲۰۱۲ء، جنگ، اُمّت اور دوسرے اخبار)

مولانا محمد خان شیرانی

اصلاحی جنرل سیلز ٹیکس کی آڑ میں حضرت مولانا فضل الرحمان، مولانا محمد خان شیرانی کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی (اور خود کے لیے لندن کا سرکاری دورہ) حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ واقفانِ حال کا دعویٰ یہ ہے کہ مولانا شیرانی کسی مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں اور ان کی ڈگری جعلی ہے، جو الیکشن کے لیے حاصل کی گئی۔ اس بات کی تحقیق چاہیے۔ لیکن یہ بات سب جانتے ہیں کہ مولانا شیرانی اصلاً ایک عالم دین نہیں بلکہ سیاستدان ہیں۔ قیام پاکستان کے وہ قائل نہیں اور یہ فرمایا کرتے ہیں کہ جمیعت علمائے اسلام کا نہیں بلکہ خود کو جمیعت علمائے ہند کا ممبر سمجھتے ہیں۔ (جنگ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

طوائف اور فاتحہ

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اُس کی اس آمدنی کی منگائی ہوئی شرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مال پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ

جبکہ کوئی کارخیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں، اس کے لیے شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا تو اُس کا قول مقبول ہوگا بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدے اور خریدنے میں اس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کرو ہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا تو مذہب مفتی بہ پر دہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اسے خاص اُجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے۔ (احکامات شریعت از مولوی احمد رضا خان صفحہ ۱۶۵)

ستّر ہزار چھوھارے

سوال: اگر چھوہاروں پر فاتحہ دی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟ جواب: کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں، اتنے ہوں جن میں ستّر ہزار عدد پورا ہو جائے۔ (عرفان شریعت فتاویٰ اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۳)

مصنف 'دھما کہ' لکھتے ہیں۔ جواب کے دو حصے ہیں مذہب اسلام کا بیان ہے کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں دوسرے حصے میں بریلوی مذہب کا بیان ہے ایک چھوہارا اگر نصف تولے کا ہو تو بریلویوں کے ہر تیجے میں دس من سینتیس سیر اور آٹھ چھٹانک چھوہارے ضروری ہیں۔ تیجے کے ہر ختم میں اتنے چھوہاروں کی دستیابی اور پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے۔ اگر اصل چھوہارے ہی بھیجنے ہیں تو انہیں دفن کرنے میں کیا دقت نہ ہوگی بصورت دیگر انہیں کہاں رکھا جائے اور کیسے تقسیم کیا جائے مختصر مجالس ختم میں تو یہ ستّر ہزار چھوہاروں کا مسئلہ خاصی پریشانی پیدا کرے گا اندیشہ ہے کہ رہے سہے لوگ بھی بریلوی مذہب چھوڑ جائیں۔ (دھماکہ صفحہ ۲۲ ناشر محمد طاہر ناظم انجمن خدام توحید السنتہ ساہیوال مطبع شرکت پریس لاہور بار اول ۱۹۷۵ء)

سُنّت و نفل معاف

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کہتے ہیں:۔

''بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء (ان فقہاء کا تعارف کروا دیتے تو اچھا ہوتا۔) نے لکھا ہے کہ ''سُنّتیں'' بھی ایسے شخص کو معاف ہیں، لیکن الحمد للہ کبھی نہ چھوڑیں، نفل البتہ

اس روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۴ صفحہ ۵۰ بحوالہ اعلیٰ حضرت کی چند خطرناک غلطیاں)

دوسری جگہ خود کو عقلمند ثابت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

کوئی شخص ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس سے نماز و روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ساقط ہو جائیں جب تک عقل باقی ہے۔ آگے فرماتے ہیں: اگر مجھے صدہا برس کی عمر دی جائے تو فرض تو فرض جو نفل مقرر کر لیے ہیں، ہرگز نہ چھوڑوں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۰۶ تا ۶۱۰ سوفٹ ویئر صفحہ ۷۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مرتے دم تک اپنے ربّ کی عبادت کر۔

دوسری جگہ ملفوظات جلد ۲ کے صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نماز (سُنّت و نوافل) کی کثرت فرماتے، یہاں تک کہ پاؤں مبارک سُوج جاتے۔ صحابہ کرامؓ عرض کرتے حضور! اس قدر تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں؟ مولیٰ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے۔ فرماتے **"افلا اکون عبدا شکورا"** تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (صحیح بخاری جلد ا حدیث نمبر ۱۰۷۱)

مولوی امجد علی صاحب (بریلوی) اپنی کتاب ''بہار شریعت'' کی جلد ۴ کے صفحہ ۷ پر ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میرا بندہ کسی شے سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعے ہمیشہ قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو اسے دوں گا۔

قارئین کرام کیا اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور پناہ نہیں چاہیے تھی؟ نہ جانے مولوی عبادات سے جان چھڑانے کے لیے کیوں فقہ کو ڈھال بناتے ہیں؟ کیا اعلیٰ حضرت کا مقام رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ تھا؟ رسول اللہ ﷺ کا مقام سب سے اعلیٰ و برتر ہے، اور آپؐ فرماتے ہیں ''**افلا اکون عبداشکورا**'' تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اور مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ''نفل البتہ اس روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔'' مولوی صاحب کبھی کہتے ہیں نفل کبھی نہ چھوڑوں اور ان کے پیروکار مولوی امجد علی بریلوی کہتے ہیں کہ نوافل سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

زمین بیل کے سینگوں پر

مفتی فیض احمد اویسی قادری (بریلوی) صاحب فرماتے ہیں:۔

''روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کشتی کی طرح ڈولنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو زمین کو ساکن اور برقرار رکھنے پر معمور فرمایا۔فرشتے نے زمین کے نیچے داخل ہو کر کرہ ء زمین کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ ایک جانب مشرق اور ایک جانب مغرب دراز کر کے زمین کے ساتوں طبقوں کو جکڑ لیا۔کرہ ء زمین کو قابو کرنے کے بعد فرشتے کے پاؤں ڈگمگانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جنّت سے ایک بیل بھیجا جس نے اپنے سینگوں پر فرشتے کے پاؤں رکھنے چاہے مگر اس کے سینگ فرشتے کے قدموں تک نہ پہنچ سکے۔تو اللہ تعالیٰ نے ایک سبز رنگ کا یاقوت اس بیل کے سینگوں پر رکھ دیا۔اسی یاقوت پر فرشتے کے پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔اس بیل کے ۴۰ ہزار سینگ اور ۴۰ ہزار ٹانگیں ہیں۔'' (اسی لیے بقول اعلیٰ حضرت زمین ساکن ہے) (ملک الموت اور حاضر و ناظر صفحہ ۱۰،۹)

مرد کامل

مولوی محمود پپلانوی صاحب کہتے ہیں:۔

''مرد کامل ہر اس حمل کی حالت پر مطلع ہوتا ہے جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اسے جانتا اور دیکھتا ہے' مزید فرماتے ہیں' عارف وہ ہے جو عورتوں کے اندام مخصوصہ کو زیر نظر رکھتا ہو' مزید فرماتے ہیں' ہمارے نزدیک کوئی شخص کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔یعنی مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات جلی ازل سے عبد تک نہ جانتا ہو'

(نجم الرحمان از مولوی محمود پپلانوی بریلوی صفحہ ۱۰۳،۱۰۴)

اور مولانا عمر اچھروی لکھتے ہیں:۔

حضرت ابوطلحہؓ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: ترجمہ:''کہ کیا تم نے جماع کیا ہے۔'' آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضورﷺ زوجین کے جفت ہونے

کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ ۲۸۲۔باب وقت مخصوصہ سے آپ کا باخبر ہونا۔از مولانا عمر اچھروی۔ناشر ارشاد الاسلام)

قارئین کرام! اس طرح کے عقائد نہ رکھنے والا ان مولویوں کے نزدیک کافر اور بد مذہب ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے عارفوں سے بچائے جن کی توجہ با پردہ خواتین کے اندام مخصوصہ پر رہتی ہو۔مولوی پپلانوی صاحب اور ان کے ہم عقائد لوگوں کو مبارک ہوں ایسے عارف، جو ان کی بیویوں، ماؤں، بہنوں، بہوؤں اور بیٹیوں کے اندام مخصوصہ کو زیر نظر رکھتے ہیں۔ایسے عارفوں کے مریدوں کی بیویوں کو ایسے لوگوں سے قطع تعلق کر لینا چاہیے جن کے عارف خُدا سے اپنی توجہ ہٹا کر ان کے اندام مخصوصہ کو زیر نظر رکھتے ہیں۔

شیخ مُرید کے پلنگ پر

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:۔

حافظ سیّدی سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسین عورت پر پڑ گئی، یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی، دوبارہ پھر آپ کی نظر اُٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں سیّدی سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔سیدی عبدالعزیز دباغؓ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیے۔عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔فرمایا سوتی نہ تھی سونے میں جان ڈال دی تھی۔عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا! ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔فرمایا! میں اس پر تھا۔تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔(بیچارے بریلوی)

(ملفوظات اعلیٰ حضرت۔مرتبہ۔مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۲ صفحہ ۵۶۔عرض ۵۔)

نوٹ: مکتبہ المدینہ کراچی سے شائع ہونے والے ملفوظات سے یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے۔احمد رضا خان بریلوی کے یہ نئے ملفوظات دعوت اسلامی کراچی نے شائع کیے ہیں۔

دو فسادی ملّاں

وہابی پارٹی کے نمائندے عبداللہ مصری کے دواشتہارات سے اقتباس۔

’’شہراقبال کے دوفسادی ملّاں (حافظ محمد شریف اور حکیم صادق) کی خیانت، کذب بیانی، سیاہ کاریوں سے دانستہ جماعت کے سربرآوردہ ارکان اغماض اور پہلوتہی کرتے ہیں۔ جماعتی فنڈ میں بد دیانتی کرنا، کتابوں کی اشاعت وطباعت کے لیے زکوٰۃ کی رقم خود ہضم کرنا، جماعتی سپیکر کا کرایہ خود کھا جانا، طلباء کے لیے جمع شدہ چاول اپنے گھر پہنچا دینا، صدقہ کے گوشت کوفروخت کر کے پیسے اپنی جیب میں ڈال لینا، مبلغین کے حصہ کی رقم خورد برد کرنا، تبلیغ کے نام پر گاؤں والوں کولوٹنا، حجرہءخاص میں بدفعلی کرنا، ان سب صفات کے حامل امیر اہل حدیث آف سیالکوٹ حافظ شریف اوران کے معاون حکیم صادق ہی ہیں۔‘‘

’’ان کوفوراً امامت سے معزول کرو‘‘ ہیڈنگ والے اشتہار میں فرماتے ہیں۔’’یہ مُلّاں کا قوم لوط کا فعل کرنا پایہءثبوت کوپہنچ گیا ہے۔شہادتیں موجود ہیں اور مظلوم شکاراس بات پر مباہلہ کرنے کوبھی تیار ہیں۔‘‘ (بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت ازمحمد ضیا القادری صفحہ ۱۲،۱۳)

داتا دربار

لاکھوں کی گرانٹ خورد برد، داتا دربار اوقاف سیکورٹی اوردکان دارسب زائرین کولوٹ رہے ہیں۔نوسرباز خواتین سرگرم، نقاب پوش خواتین کی بھی لوٹ مار۔سیکورٹی کیمرے خراب، فی جوتا ۵ تا ۱۰ روپے سے کم دینے والوں سے بدتمیزی، لنگر فروخت کرنے والے بھی لوٹ مار میں مصروف۔ دیگیں فروخت کرنے والے چاولوں کے نیچے بھاری شے رکھ کر دھوکہ دیتے ہیں۔ (بادشاہی مسجد میں تبرکات رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے بھی ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے) (نیا اخبار ۲ جون ۲۰۱۰ء)

مزاروں پرلڑکیوں کا چڑھاوا

مصنف ’’دھاکہ‘‘ لکھتے ہیں:۔

’’کفن کا بھیجنا، کھانوں کا بھیجنا، دودھ کا بھیجنا یاستّر ہزار چھوہاروں کی قربانی تو درکنار بریلوی مذہب میں تو بزرگوں کی قبروں پرخوبصورت عورتوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے ایصال ثواب کس چیز کا ہو گا۔مزارات اولیاء کے قریب کے حجروں میں لڑکیاں بھیج دی جاتی ہیں اور مریدانِ باصفا ان حجروں میں ان سے حاجت پوری کرتے ہیں۔مولانا احمد رضا خان اپنے اس مذہب کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔‘‘

(دھماکہ صفحہ ۲۲ ناشر محمد طاہر ناظم انجمن خدام توحید السنتہ ساہیوال مطبع شرکت پریس لاہور باراول ۱۹۷۵ء)

’’حضرت سیدی عبدالوہاب اکابراولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھااس مجمع میں چلے آتے تھےایک تاجر کی کنیز پرنگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا’’ پہلی نظر تیرے لیے ہےاوردوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اوردوسری کا مواخذہ ہوگا‘‘ خیر نگاہ تو پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نےتم کووہ کنیز ہبہ کی۔اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تواس تاجر کی ہےاورحضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوااوراس نے وہ کنیز مزاراقدس کی نذر کی خادم کواشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کردی ارشاد فرمایا عبدالوہاب !اب دیر کا ہے کی۔فلاں حجرہ میں لے جاؤاوراپنی حاجت پوری کرو۔‘‘

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۹۶۔مرتبہ۔مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری ۔عرض ۵۔)

مصنف ’’دھماکہ‘‘ مزید لکھتے ہیں:۔

اگر یہ سب حضرت نہ ہوتے تو اولیاء کرام کے مزارات پراس طرح کے میلے کیوں لگاتے اور کسی کواعلیٰ حضرت نہ بناتے تو ایسے میلوں کی سند کہاں سے لاتے؟ جن لوگوں کوکبھی کلیر شریف جانے کا موقع ملا ہووہ جانتے ہیں کہ عرس کے موقع پر وہاں کس طرح دور دراز سے طوائفیں آتی ہیں اور کس طرح بریلوی مذہب کی منڈی لگتی ہے۔ (دھماکہ صفحہ ۲۲ ناشر محمد طاہر ناظم انجمن خدام توحید السنتہ ساہیوال مطبع شرکت پریس لاہور باراول ۱۹۷۵ء)

تماشے

ایسے عُرس جن میں عورتوں کے ہجوم، مردوں کے تماشے، شرک کے کام، گناہوں کے مختلف

سامان، رقاصہ طوائفوں کے ناچ، لہوولہب کے سامان اور ساز وسرور وغیرہ ناجائز کام نہ ہوں ایسا ہی عُرس جائز ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ اس کی اصل غرض ایصالِ ثواب، فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی ہے۔

(حیات احمد رضا خان از ڈاکٹر مسعود صفحہ ۱۴۶، بریلوی علماء حجاز میں صفحہ ۵۲، ۵۳ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں)

معزز قارئین جانتے ہیں کہ ہندوپاک میں عُرسوں پر کیا کچھ نہیں ہوتا۔ مولوی لوگوں کی ایک گندگی تو مندرجہ بالا اقتباس سے عیاں ہے۔ وہ تمام خرافات جو دوسرے موقعوں پر نہیں ہوسکتیں وہ عُرسوں اور میلوں میں مشاہدہ کی جاسکتی ہیں۔ ان تمام غلیظ کرتوتوں کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

قوالی حرام ھے

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں:۔

''مزامیر کے ساتھ قوالی حرام اور سب حصہ لینے والے گناہ گار ہیں۔ تفصیلی حوالوں، حدیث اور بزرگان دین کے حوالوں سے لکھا ہے کہ یہ سخت حرام ہے، سب حاضرین گناہ گار ہوں گے۔ قوالوں پر اپنا اور سب حاضرین کا بھی اور انتظام کرنے والوں پر اپنا، قوالوں کا اور سب حاضرین کا اکٹھا گناہ ہوگا۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بغیر کسی ساز باجے کے جائز اور ڈھول باجے کے ساتھ حرام ہے۔ اور کچھ اولیاء نے اسے زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔ (احکام شریعت صفحہ ۶۰، ۶۵، ۱۵۵) (مولوی احمد یار گجراتی نے بھی اپنی کتاب جاء الحق میں قوالی کو حرام قرار دیا ہے)

معزز قارئین! عُرس، عید میلاد النبی وغیرہ میں قوالی کا خوب اہتمام ہوتا ہے اور مولوی لوگ اور عامۃ الناس خوب جھومتے اور وجد میں آتے ہیں۔ قوالی کی محفل کو ''مبارک محفل'' کہا جاتا ہے۔ اشتہاروں میں روح پرور اور ایمان افروز قوالیوں کا ذکر ملتا ہے۔ آج کل نام نہاد اسلامی ٹی وی چینلز پر ڈھیروں مولوی مل کر قوالی سنتے، جھومتے اور ہاتھ ہلا ہلا کر داد دیتے ہوئے اور انتہائی مضحکہ انگیز حرکتیں کرتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ گویا اعلیٰ حضرت کی بیان کردہ روایت کے مطابق قوالی سننے والے زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یاد رہے یہ قوالیاں مزامیر کے ساتھ ہوتی ہیں جن کے استعمال پر حرام ہونے کا فتویٰ موجود ہے۔ اور ان فتاویٰ کو نہ مولوی مانتے ہیں اور نہ قوال مانتے ہیں چنانچہ مشہور قوال استاد مہر علی

شیر علی فرماتے ہیں کہ ''قوالی کبھی ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ جب تک بزرگان دین کی درگاہیں موجود ہیں، قوالی ہوتی رہے گی۔ حکومت کو اس کی سرپرستی کرنی چاہیے۔'' (نوائے وقت ۲۲ دسمبر ۲۰۱۰ء)

کورے، نا سمجھ

معزز قارئین مولوی طاہر القادری عجیب بے خبر مولوی ہے تین سو سے زیادہ کتابیں لکھنے کا دعویٰ ہے مگر بے خبری کی یہ حالت ہے کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ ان سے پہلے ایلیاہ نبی کا انتظار ہے جو رتھ پر سوار آسمان سے اترے گا۔ مولانا حافظ محمد ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ اپنی کتاب فتنہ دجال قرآن وحدیث کی روشنی میں کے صفحہ ۲۴۴ پر لکھتے ہیں کہ یہودی کا عقیدہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کی اولاد میں سے ایک ''قائم'' کا ظہور ہوگا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہوگا کہ اگر وہ دُعا کے لیے صرف اپنے ہونٹوں کو حرکت دے دے تو ساری مخلوق پر موت طاری ہو جائے۔ یہودی اس ''قائم'' کو مسیح کہتے ہیں۔ ان کی مذہبی کتابوں میں ایسے شخص کے ظہور کا وعدہ ملتا ہے۔ (مسلمانوں کے خیالوں کا خونی مہدی و مسیح تو تلوار سے ہر مخالف کو قتل کرے گا یہودیوں کا مسیح ہونٹوں کی حرکت سے دُنیا پر موت طاری کرنے کی طاقت رکھتا ہے)

(فتنہ دجال قرآن وحدیث کی روشنی میں از مولانا حافظ محمد ظفر اقبال۔ صفحہ ۲۴۴)

ہندو بھی آخری زمانے میں آنے والے نبی کا انتظار کر رہے ہیں۔ عیسائی لوگ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے منتظر ہیں۔ امریکی عیسائیوں کی اکثریت کو ۲۰۵۰ء تک حضرت عیسیٰؑ کی واپسی کا یقین ہے۔ pew research center amerika کے سروے کے مطابق اکتالیس فیصد امریکیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی ۴۰ برسوں میں متوقع ہے۔ عقیدہ بشارۃ انجیل کو ماننے والے ۵۸ فیصد سفید فام عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی ۲۰۵۰ء میں آمد ثانی یقینی ہے۔ ۳۲ فیصد کیتھولک کا بھی یہی خیال ہے۔ ہندوستان میں ہندو کلکی اوتار (کلکی اوتار کو آخری اوتار کہا جاتا ہے) کا تصور موجود ہے۔ ہندوؤں کے مذہبی عقیدے کے مطابق ہندو دُنیا آخری اوتار کی حیثیت میں کلکی اوتار کی منتظر ہے۔

مولانا عاصم عمر صاحب اپنی کتاب تیسری جنگ عظیم اور دجّال میں لکھتے ہیں:۔

کسی نجات دہندہ کے لیے عیسائی بھی منتظر ہیں اور یہودی اس معاملے میں سب سے زیادہ بے چین ہیں۔قیام اسرائیل ۱۹۵۸ء اور بیت المقدس پر قبضے ۱۹۶۷ء سے پہلے وہ یہ دُعا کرتے تھے اے خُدا! اس سال یروشلم میں مسیح بھیج۔جبکہ اب وہ دُعا کرتے ہیں اے خُدا! ہمارا مسیح جلد آئے۔

پادری سلطان پال کہتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا سیدنا مسیح کی دوسری آمد کے لیے نا صرف عیسائی ہی ترستے ہیں بلکہ تمام جہان۔ (سیدنا مسیح کی دوسری آمد یا نزول مسیح از سلطان محمد پال (۱۹۲۹ء) طبع ۱۱۸ کتوبر ۲۰۰۵ء)

سب سے بڑھ کر مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار فرما رہے ہیں جو آسمان پر بنا کچھ کھائے پیے جسم عنصری کے ساتھ پچھلے دو ہزار سال سے زندہ بیٹھے ہیں غرض بہت سے مذاہب ایسے ہیں جو انبیاء کی آمد کے قائل ہیں۔مگر طاہر القادری صاحب کو کون سمجھائے جو دیدہ دلیری سے اقوام عالم کے انتظار کو خاتم کے خود ساختہ مطالب کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

مولوی طاہر القادری صاحب فرماتے ہیں:۔

''مگر جونہی خاتم الانبیاء آئے اقوام عالم کا انتظار اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔نتیجتاً آج کوئی قوم بھی کسی بھی نبی کی آمد کی منتظر نہیں۔اور مسلمانوں کے لیے انتظار تو بڑی دور کی بات ہے۔کسی نبی کی آمد کے تصور سے بھی ان کا رشتہ خاتم الانبیاء سے کٹ کر دور جا گرتا ہے۔'' (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس حیثیت سے آئیں گے) (فتنہ قادیانیت از مولوی طاہر القادری صفحہ ۴۵)

قارئین کرام! حقیقت ہے کچھ لوگ ہر دور میں عقل سے کورے ہوتے ہیں جن کو کسی صورت بھی حق کی پہچان نہیں ہوتی۔انبیاء کے مقابلے میں ہمیشہ ابوالحکمت کہلوانے والے ابوجہل، فرعون اور نمرود جیسے کرداروں میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔مگر طاہر القادری صاحب کا عجیب فلسفہ ہے کہ تمام قوم ہی نا سمجھ ہے کوئی اپنے بارے میں تو یقین سے کہہ سکتا ہے مگر دوسروں کے بارے میں اس طرح کے الفاظ کہنا انتہائی معیوب ہے۔مولوی صاحب فرماتے ہیں۔''ہم تو اتنے کورے لوگ ہیں کہ نبی کی پہچان تو دور ہم کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں کر سکتے۔یہ اتنی نا سمجھ قوم اس کو اگر نبیوں کی پہچان اور ایمان کے مرحلے میں ڈال دیا جاتا تو خُدا جانے کس حال میں یہ مبتلا ہو جاتی۔ہم تو عام انسان کی پرکھ کے بھی قابل

نہیں، چہ جائیکہ جھوٹی نبوت اور سچی نبوت پرکھ سکیں۔'' (فتنہ قادیانیت از مولوی طاہر القادری صفحہ ۶۵)

قارئین! یقیناً امام مھدی و مسیح موعودؑ کو پہچاننے والوں کو عقل منداور کھوٹے کھرے میں تمیز کرنے والا ہونا چاہیے۔شاید یہی وجہ ہے کہ امام مہدی و مسیح موعودؑ کو ماننے سے محروم رہنا، بہت بڑی تعداد میں عقل سے پیدل مولویوں کا مقدّر رہے۔مولوی صاحب نے یہ بات کہہ کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اور ان جیسے نام نہاد علماء جاہل اور نہایت کم عقل ہیں۔اصل عقلمند وہی ہوتا ہے جو کھرے اور کھوٹے کو پہچان سکے، نیکی بدی میں امتیاز کر سکے، حق اور باطل کے فرق کو سمجھے اور فساد اور امن کے پیغام کو سمجھ سکے۔ہم یہی کہہ سکتے ہیں ابوجہل بھی سچ اور جھوٹ کی پرکھ کے قابل نہیں تھا حالانکہ جانتا تھا کہ سچ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔اس دور میں بھی وارثانِ ابوجہل جانتے ہیں کہ سچائی بانی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہر نبی کے مبعوث ہونے پر نام نہاد مذہبی راہنما ان کے دُشمن بن جاتے ہیں۔دُشمنانِ انبیاء ہمیشہ ناکام اور نامراد ہوتے ہیں اور نبی ہمیشہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔

۲۸ مئی کے شہید اور غازی

رنگ جب محشر میں لائے گا تو اُڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیئے سُرخی خونِ شہیداں کچھ نہیں

وطن عزیز میں ان دنوں آگ و خون کا کھیل جاری ہے۔عرصہ دراز سے نام نہاد مسلمانوں کا ایک دوسرے کی مساجد اور امام بارگاہوں کے علاوہ گرجوں، مندروں اور گردواروں میں نمازیوں اور عبادت کرنے والوں کے خون سے ہولی کھیلنا معمول بن چکا ہے۔احمدی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے میں حکومت بھی خونی درندوں کا ساتھ دیتی ہے۔۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو بروز جمعہ دو احمدی مساجد مسجد دارالذکر گڑھی شاہو اور مسجد نور ماڈل ٹاؤن میں جبکہ احمدی مسلمان نماز جمعہ کی ادائیگی میں مصروف تھے، فائرنگ اور بم دھماکے کر کے ۸۶ احمدی مسلمانوں کو شہید اور ۱۵۰ کو زخمی کر دیا۔ان معصوم شہداء میں ننانوے سال تک کے ضعیف بزرگ بھی ہیں اور ولید جیسے کم سن بھی ہیں۔خُدا تعالیٰ ان شہیدوں کے درجات بلند کرے، عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب، عظیم شہیدوں کے عزیز و اقارب اور جماعت احمدیہ کے ممبران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔اسی طرح اُن غازیوں کو جو اس

واقعے میں زخمی ہوئے اُنہیں اللہ تعالیٰ کامل شفادے اور ایمان ویقین میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ اس بھیانک جُرم کا ارتکاب کرنے والے معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلاّؤں کے لیے میں یہ کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ "**اللھم مزقھم کل ممزق وسحقھم تسحیقا** "۔اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اُڑا دے۔ آمین۔

چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔اے نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

لُطف اندوز ہوا دُشمنِ ناداں کتنا
جب کیا اُس نے مجھے جوشِ عداوت میں شہید
سَر کیا تَن سے جُدا میرا تو کیا خُوب کیا
مجھ کو شبیر بنایا تو بنا آپ یزید

تجدید نکاح

رائے ونڈ (آن لائن) ماڈل ٹاؤن احمدیوں کی عبادت گاہ میں (مسجد میں) ہلاک ہونے والے نواحی گاؤں کے اشرف بھلر صاحب کے جنازہ میں شرکت کرنے والے پچاسوں افراد کو علماء کرام نے دوبارہ مسلمان ہونے اور نکاح دوبارہ کرانے کی ہدایت کر دی جس کے بعد تمام افراد کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوتے رہے اور ٹوٹے نکاح کے بعد دوبارہ نکاح ہوتے رہے۔ اشرف بھلر صاحب کا جنازہ لوگوں کے اصرار پر مسجد کے خطیب مولوی لیاقت نے کرایا جبکہ دوبارہ جنازہ احمدی مولوی نے کرایا۔ تجدید نکاح کروانے والوں میں بوڑھے بھی شامل تھے۔ (روزنامہ ایکسپریس یکم جون ۲۰۱۰ء)

یہ ہوتا ہے کسی شریف النفس مسلمان کا وقار کہ غیر بھی اُس کی عظمت کے نا صرف ترانے گائیں بلکہ اپنے نکاح ٹوٹنے کے باوجود اُس کی نماز جنازہ ادا کریں۔

تفتیش

۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کے واقعہ کے تناظر میں مہتمم اعلیٰ مفتی محمد نعیم بنوریہ سائٹ ٹاؤن نے اپنی عقل کے ناقص گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے کہا ہے کہ احمدیوں کو بھی شامل تفتیش کیا جائے اس واقعہ کے ذمہ

دار خود احمدی ہو سکتے ہیں۔ (چوروں کو سبھی چور نظر آتے ہیں)

اب ایک دوسری خبر ملاحظہ فرمائیں۔ ''سُنّی ایکشن کمیٹی کے راہنماؤں علامہ خضر اسلام نقشبندی، کامران قادری، صوفی عبدالطیف ہزاروی اور انور پیٹی وغیرہ نے عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر مبینہ خودکش حملوں کی تحقیقات میں مفتی محمد نعیم بنوری کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ (یاد رہے عبداللہ شاہ غازی پر حملے کے نتیجے میں ایک درجن سے زائد افراد ہلاک ہوگئے تھے) (اُمّت کراچی ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

دہشت گردوں کے دوست

ملت جعفریہ پاکستان کے قائد علامہ ساجد نقوی نے کہا ہے:۔

''وزیر قانون (رانا ثناء اللہ) پنجاب کے دہشت گردوں سے رابطے ہیں، جس کی سرکاری ذرائع بھی تصدیق کرتے ہیں۔ کالعدم سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا احمد لدھیانوی نے دعویٰ کیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے پچیس ارکان قومی اسمبلی ان کے ووٹ سے کامیاب ہوئے۔ مولانا لدھیانوی نے کہا ہے کہ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، حیات اللہ ترین، جمشید دستی، فیصل کریم کنڈی کے علاوہ ق لیگ اور ن لیگ کے بھی کچھ ارکان ان کے ووٹوں سے اسمبلیوں میں پہنچے۔ فوزیہ وہاب صاحبہ فرماتی ہیں۔ ''تصویریں بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ اُن سے آپ کا اتحاد ہو''۔ (تصویر بنوانے کی حد تک تو دوستی کا اقرار کیا)

(روزنامہ اُمت کراچی ۲۱ جون ۲۰۱۰ء)

خواہش کا ملعون آلہ

مولانا یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے ہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں۔ لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے نمازیوں نے نماز شروع کر دی۔ کتنے گناہگاروں نے گناہ سے توبہ کر لی؟ لہٰذا یہ محض دھوکہ ہے، خواہش کا یہ آلہ جو سرتاپا نجس العین ہے اور ملعون ہے، اور جس کے بنانے والے دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ

دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں۔شیعہ،مرزائی،ملحد، کیمونسٹ اور ناپختہ علم لوگ (مولوی یوسف صاحب اگر زندہ ہوکر واپس آ جائیں تو دیوبندیوں کا ٹی۔وی سے لگاؤ دیکھ کر شاید جی نہ پائیں۔اب دیوبندی، بریلوی، منہاج القرآن، تنظیم اسلامی، جماعت اسلامی اور بہت سی دوسری دینی جماعتوں کے لوگ نہ صرف مختلف ٹی۔وی چینلز چلا رہے ہیں بلکہ بے ہودہ چینلز پر جا کر اپنا اپنا رنگ جمانے کی کوشش کرتے ہیں) ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں،اور اناپ شناپ جوان کے منہ پر آتا ہے کہتے ہیں،کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں۔اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جا رہا ہے؟ رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور کرتے ہیں، ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں۔''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل از مولانا یوسف لدھیانوی جلد ۷ صفحہ ۳۹۸)

قارئین کرام! مولانا لدھیانوی صاحب مرحوم نے جو بُرائیاں ٹی۔وی چینلز کی اور مولویوں کی بیان کی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ واقعی درست ہیں۔مولوی لوگ اسلام کو اپنی نامعقول حرکتوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہے۔مگر ان نامعقول ٹی۔وی چینلز میں احمدی چینل کو شامل کرنا زیادتی ہے۔معزز قارئین! چند دن ایم۔ٹی۔اے دیکھنا میری بات کی سچائی کا ثبوت فراہم کرے گا۔آزمائش شرط ہے۔

عصر حاضر میں مولوی لوگوں کے اپنے ٹیلی ویژن چینل ہیں جن پر بن ٹھن کر تقریریں کرتے ہیں۔اشتہار بازی کے نام پر غیر شرعی حرکات کی جاتی ہیں۔یہ کاروبار بن چکا ہے جو کہ نہایت منفعت بخش ہے۔کل تک جس ٹیلی ویژن کو دیکھنا حرام تھا آج مولویوں نے حلال قرار دے دیا ہوا ہے۔فرقہ واریت پھیلانے میں ٹیلی ویژن اہم کردار ادا کر رہا ہے۔جہاں تک احمدیوں کے ٹیلی ویژن چینلز کا تعلق ہے۔یہ مسلم دُنیا میں قائم ہونے والا سب سے پہلا اسلامی چینل ہے۔اس وقت دُنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ایم۔ٹی۔اے کی نشریات دیکھی اور سُنی نہ جا رہی ہوں۔دس سیٹلائیٹس کے ذریعے تمام دُنیا میں نشریات پہنچ رہی ہیں۔یہ دُنیا کا واحد اسلامی چینل ہے جس میں کسی قسم کی اشتہار بازی نہیں ہوتی۔جہاں تک اس چینل کے ذریعے لوگوں کو حاصل ہونے والے فوائد کا تعلق ہے، اُن کروڑوں لوگوں تک اسلام کا اصل چہرہ دکھایا جا رہا ہے جو مولوی کی حرکتوں سے عاجز آئے ہوئے ہیں،ایم۔ٹی۔اے کی

بدولت بے شمار لوگوں کو ہدایت ملی، نام نہاد مولویوں نے اسلام جیسے پیارے، حسین مذہب جس کے دامن میں امن اور سلامتی کے سوا کچھ نہیں کے چہرے پر جو نقاب ڈال رکھی ہے اُسے اُلٹایا جا رہا ہے اور احمدی مسلمانوں کی تربیت کا بہترین ذریعہ ایم۔ٹی۔اے یعنی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے۔ایم۔ٹی۔اے پر ٹولیاں بنا کر گھنٹوں مانگنے والے مولویوں کی طرح دُکان سجانے کا کوئی رواج نہیں ہے، خالص اسلامی تعلیمات قرآن اور اسوہ حسنہ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں پیش کی جاتی ہیں۔

مشرف،رمضان اور کفر کا فتوی

لندن کے شام کے اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ نے سابق صدر پرویز کو روزے کا احترام نہ کرنے کا طعنہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ لندن کے میئر بورس جانسن اہالیان لندن کو تلقین کر رہے ہیں کہ رمضان کے دوران ایک روز روزہ رکھیں تا کہ وہ مسلمان پڑوسی کی کیفیات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکیں مگر کیا کسی نے پاکستان کے سابق ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو بھی میئر کی اس خواہش سے آگاہ کیا ہے؟ کیونکہ ان کا یہ حال ہے کہ وہ منگل کو کینزنگٹن کے ایک چینی ریستوران میں اپنے ۵ دوستوں کے ساتھ لنچ کرتے ہوئے پائے گئے۔کھانے کی ڈشوں پر ڈشیں چلی آ رہی تھیں۔ان میں ہول پیکنگ ڈک کی بھی ایک ڈش تھی اور ان کھانوں کو حلق سے نیچے اتارنے کے لیے مہنگی شراب (۶۷ پونڈ فی بوتل) کی بوتلیں بھی آ رہی تھیں۔اخبار نے سوال کیا ہے کہ کیا ایک اچھے مسلمان کے یہی چلن ہوتے ہیں؟ اخبار طنزیہ لکھتا ہے کہ اہلیان لندن سے زیادہ مشرف کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے پڑوسی مسلمانوں کو سمجھیں۔

دریں اثناء پاکستان لائرز ایسوسی ایشن کے صدر پہلے پاکستانی کیوسی بیرسٹر صبغت اللہ قادری نے کہا کہ شراب پینے یا روزہ نہ رکھنے پر ہر مسلمان کو اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے ربّ کے حضور جواب دہی کرنی ہوگی لیکن جب کوئی شخص ذمہ دار پوزیشن میں رہا ہو، اسے بیرون ملک ایسا نہیں کرنا چاہیے۔خصوصاً جبکہ اس کی وجہ سے ہم پہلے ہی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے ہوں۔بیرسٹر قادری نے کہا کہ پرویز مشرف سعودی عرب جا کر ان سے اپنے دفاع کی درخواست کرتے ہیں اگر سعودی حکمرانوں کو پرویز مشرف کے اصل چہرہ کا پتہ چل جائے تو وہ بھی ان کی حمایت نہیں کریں گے۔(جنگ لندن ۷ استمبر ۲۰۰۹ء)

قارئین کرام! عرب شہزادے یورپ میں جو گل کھلاتے ہیں وہ کسی آنکھ سے پوشیدہ نہیں۔اس کے علاوہ بڑے بڑے مفتی اورقدآور سیاستدان پاکستان سے آکر جو خرمستیاں کرتے ہیں ان کے آگے مشرف کی بے باکی چھوٹی دکھائی دیتی ہے اس دھماچوکڑی پر مشرف صاحب کے لبوں پر کم از کم یہ شعر ضرور کسمکسایا ہوگا۔

ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے　　ڈاکہ تو نہیں مارا، چوری تو نہیں کی ہے

طلال اکبر بگٹی کی صدارت میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں جماعت اسلامی کے صوبائی امیر عبدالمتین اخوندزادہ،جمیعت علماء اسلام (نظریاتی) کے مولانا عبدالقادر لونی،جمیعت علماء اسلام کے راہنما شیخ الحدیث مولانا نور محمد،جمیعت علماء پاکستان کے عبدالقدوس ساسولی، وحدت بین المسلمین کے علامہ ہاشم موسوی،شیعہ علماء کونسل کے ولایت حسین جعفری، جامع مسجد دارالرشاد چمن پھاٹک کے ڈاکٹر عطا الرحمان، تنظیم اسلامی پاکستان کے محبوب سبحانی،سید سیف الرحمان تارن،جمیعت علمائے اسلام (سمیع الحق) کے مولانا شفیق دولت زئی،تحریک انصاف کے قاسم خان سوری،مولانا بہادر خان کاکڑ،مولانا ولی محمد ترابی،سُنّی تحریک کے علی بلوچ سمیت بلوچستان کے چھتیس علماء کرام،مشائخ عظام اور سیاسی راہنماؤں نے کانفرنس کے اختتام پر جاری ہونے والے اعلامیہ پر پرویز مشرف کو قومی مجرم قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسے شخص کو کوئی ملک بھی پناہ نہ دے۔ان تمام حضرات نے صدر پرویز مشرف کو اکبر بگٹی کے قتل، لال مسجد اپریشن،قرآن کی بے حرمتی، مسجد کی بے حرمتی اور آئین توڑنے پر واجب القتل قرار دے دیا۔(بگٹی خاندان نے کافر بھی کہا ہے) یہ بھی کہا گیا ''قرآن وحدیث،اجماع اُمّت ،قیاسی اور عقلی ونقلی سمیت تمام دلائل کی بنیاد پر اور ملک اور عالمی قوانین کے تحت پرویز مشرف انسانوں کا قاتل،اوران کے مال واسباب کی تباہی کا ذمہ دار ہے۔'' (جنگ لندن ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

رانا ثناءاللہ صوبائی وزیر قانون نے کہا ہے بابر اعوان وکلاء برادری کا ابوجہل ہے،مشرف پاگل ہوگیا ہے۔ پرویز مشرف کے خمیر میں غداری ہے جو آہستہ آہستہ اُبھر رہی ہے۔ (جنگ لندن ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۰)

شُغل تکفیر اور بریلی شریف

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ　　ملتے ہیں اب کوڑی کے عوض تین تین

خدا نے بھی ڈھیل دی ان کو یہ کہہ کر املی لھم ان کیدی متین

مولانا محمد علی جوہرا پنے اخبار ''ہم درد'' میں لکھتے ہیں۔

''بیسویں صدی ایجادات کے لیے مشہور ہے۔دُنیا کی آنکھوں نے اس صدی میں بہت سی ایجادات دیکھی ہیں۔ ہندوستان جنّت نشان کے بعض خاص قسم کے علماء اگر کوئی خاص قسم کی ایجاد نہ کر سکتے تھے تو کیا ان کے لیے بھی ناممکن تھا کہ فتوائے کُفر کے پرانے طریقے کو جَلا دے کر اس میں کوئی اُلٹی سیدھی جدّت پیدا کر سکتے۔ ایسے زمانے تو بہت کم ہیں کہ جب علماء کا کوئی ایسا طبقہ موجود نہ ہو جو مسلمانوں کو کافر بنائے،لیکن ہمارے ہندوستان کے مولویوں کے اُس طبقے نے جس کا دارالصدر بریلی شریف ہے،اس سلسلے میں خاص نام پیدا کیا ہے۔شُغلِ تکفیر ہی ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔مسلمان مریں یا جیئیں ،ان کی حالت تباہ ہو یا برباد،ان کے لیے ایک اورصرف ایک کام ہے،یعنی اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر بنانا، اس صنعت کفر سازی میں خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ جدّت بھی یقیناً قابلِ تعریف ہے کہ تُو کافر، تجھے کافر نہ سمجھنے والا کافر، تیری بیوی پر طلاق، تجھے کافر نہ سمجھنے والے کی بیوی پر طلاق۔غنیمت یہ ہے کہ ابھی تک سلسلہ اس سے آگے نہیں بڑھا اگر طبع رسا زیادہ جولانیاں دکھانے لگے تو خُدا معلوم سوائے کافر بنانے والے مولانا کے اور کوئی مسلمان باقی رہے بھی یا نہیں؟ یہ تو کوئی مُشکل ہی نہیں کہ تُو کافر، تیری اولاد کافر، تیری بیوی پر طلاق، تیری اولاد کی بیویوں پر طلاق وغیرہ وغیرہ۔اگر لیل ونہار یہی ہیں تو اندیشہ ہے کہ کفر اور طلاق کے اعلان بالجہر کا مرض بہت بڑھ جائے گا۔اگر آپ نام نہاد انجمن حزب الاحناف کی کاروائیوں کو پڑھیں تو آپ ہماری طرح اس اندیشے میں گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ ''سیاست'' اور ''زمیندار'' کے مقاطعہ کی تجویز حزب الاحناف میں پیش کی گئی۔ جُرم یہ تھا کہ علماء کے خلاف لکھتے ہیں۔تجویز پر گفتگو میں بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ مولوی دیدار علی شاہ شعر پڑھنے لگے۔مولانا ظفر علی خان کے شعر کفر کی دلیل میں پیش کیے گئے۔ پھر کیا تھا، جو اُٹھتا کافر بناتا ہوا اُٹھتا تھا، کافر بنانے والے بڑے باپ کے بڑے بیٹے حامد رضا خان صاحب بھلا اس میں حصہ کیوں نہ لیتے ؟ اُنہیں تو بڑا حصہ لینا چاہیے تھا، کفر کے فتوے میں کونسی دیر لگتی ہے۔ظفر علی خان کافر،اس کی بیوی پر طلاق ہے، کافر نہ سمجھنے والا کافر،اس کی بیوی پر بھی طلاق ، یہ تھا فتویٰ۔ بڑے پیر

جماعت علی شاہ نے بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فتویٰ کُفر پر مُہر تصدیق ثبت کی۔ جو شخص سوچ سمجھ سکتا ہے وہ اس جلسے کا حال سُن کر خون کے آنسو روئے گا۔

(اخبار ہم درد، بحوالہ ’’اخبار سیاست‘‘ ۴ جون ۱۹۲۵ء صفحہ ۷، بحوالہ رضاخانیوں کی کفر سازیاں صفحہ ۲۳۱)

اخبار زمیندار کے سرپرست وایڈیٹر مولوی ظفر علی خاں صاحب لکھتے ہیں:۔

’’سر مائیکل ایڈوائر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب ستم پیشہ ملوکیت نے ’’زمیندار‘‘ کو سینہ ور کھلا رکھا تھا، اور مجھے نیم نظر بندی کی حالت میں اپنا ادبی شوق پورا کرنے کے لیے روزنامہ ستارہ ءصبح کی ادارت کے فرائض انجام دینے کی اجازت دے رکھی تھی۔۔۔۔ نقلی صوفیوں اور جھوٹے پیروں کا پول ستارہ صبح میں اس طرح کھولا گیا کہ دنیائے طریقت کے برخود غلط رہنما چیخ اُٹھے۔ چنانچہ میرے خلاف بزرگوں نے ایک وسیع پیمانے پر سازش کی جس کا مقصد یہ تھا کی کسی طرح مَیں ان کے رستہ سے ہٹ جاؤں۔ پہلے تو لاہور میں ایک دھوم دھامی جلسہ کیا، جس میں مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا، جواب تک واپس نہیں لیا گیا ہے ،اس پر بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

کوئی تُرکی لے گیا اور کوئی ایران لے گیا — کوئی دامن لے گیا کوئی گریبان لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا — وہ بھی چھین کر حامد رضا خان لے گیا

اس کے بعد ایک میموریل تیار کیا گیا تھا، جس پر طول وعرض ہند کے پیروں اور صوفیوں اور سجادہ نشینوں کے دستخط ثبت تھے۔ یہ اسی میموریل کا نتیجہ تھا کہ مجھے پنجاب چھوڑنا پڑا اور کچھ عرصہ کے لیے حیدرآباد جا کر اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں کے دامن دولت میں پناہ لینی پڑی‘‘۔

ڈرا رہے ہیں وہ اپنے میموریل سے مجھے — ستارہ صبح کا ہوں، ڈر ہو کیا زحل سے مجھے
ملی ہیں دین محمدی کی سرمدی دولت — یہ زندگی ہو تو کیا خوف ہے اجل سے مجھے
جگر کے راز سے آنکھ آشنا ہوئی بھی نہیں — نکالنا ابھی طوفاں ہے اک ،بغل سے مجھے

(ازالۃ الخفاء خودنوشت سوانح عمری۔ زمیندار اپریل ۱۹۲۸۔ بحوالہ مولانا ظفر علی خاں۔ احوال وآثار از ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی۔ صفحہ ۱۱۲۔ ناشر احمد ندیم قاسمی۔ شائع کردہ مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور)

معزز قارئین! مولوی احمد رضا خان کے صاحب زادے مفتی اعظم ہند حامد رضا خان بریلوی

نے مولانا ظفر علی خان پر کُفر کا فتویٰ لگایا جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سیّد ابوالبرکات صاحب نے پچیس سے زائد دیگر بریلوی علماء سے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا۔ اس کا نام ’’سیف الجبار علی کفر زمیندار‘‘ مسمیٰ بہ نام تاریخی ’’القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ‘‘ ملقب بہ لقب تاریخی ’’ظفر علی رمتہ من کفر‘‘۔ اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں مصنف ’’بہار شریعت‘‘ مولوی محمد امجد علی اور مولانا شاہ احمد نورانی کے تایا مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں۔

قادیانی (احمدی) جماعت

انجمن طلبہ فدائیان مصطفیٰ پاکستان کی طرف سے وسیع پیمانے پر تقسیم ہونے والے ایک اشتہار کی مکمل نقل!

’’ہر محبِ اسلام یہ پڑھ کر تڑپ اُٹھے گا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب (اب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب) لندن سے دن کے ڈیڑھ بجے (اب ایک بجے) جمعہ کا خطبہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں جو ڈش انٹینا کے ذریعہ پاکستانی وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے (اب چھ بجے) پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام قصبوں، شہروں میں جہاں جہاں ڈش انٹینا لگے ہوئے ہیں ٹی وی میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دُنیا میں۔

دوسرے لفظوں میں جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً جرم قرار دیا گیا تھا وہ اب بلا روک ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ انھیں اب کسی طریقہ سے روکا نہیں جا سکتا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ اس تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ اگرچہ اس کا بڑا سبب علمائے اسلام کی نااہلی اور تفرقہ بازی ہے اب حال یہ ہو چکا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر علمائے اسلام نے چپ سادھ لی ہے۔ نہ اخبارات میں کماحقہ بیانات، نہ تحریر وتقریر کے ذریعہ کوئی خاص دفاعی سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو خُدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دُنیا میں چھا جائے گی۔

اب نہ تو ڈش انٹینوں پر پابندی لاگو ہو سکتی ہے، نہ کسی کو ٹی وی دیکھنے سے روکنا ممکن ہے، نہ

ہی ایسی احمقانہ حرکتوں کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے۔جس قدر روکیں گے اسی قدر منفی ردِعمل کے نتیجہ میں عوامی توجہ اور تجسّس بڑھے گا اور جن لوگوں نے نہیں بھی دیکھا ہوگا وہ بھی ضرور دیکھیں گے۔اس کا صرف اور صرف یہی ایک حل ہے کہ علمائے اسلام یہ پروگرام دیکھنے سے ہرگز کسی کو منع نہ کریں بلکہ قادیانی جو جو دلائل اپنے مذہب کے حق میں پیش کریں، پاکستانی ٹی وی کے ذریعہ منہ توڑ جواب پیش کریں۔دلائل کا جواب دلائل سے نہ دیا گیا تو اسے تمام علماء کی علمی شکست تصور کریں گے۔قادیانیت کے مکمل سدّ باب کا یہی ایک کارگر حربہ ہے اور یہی طریق تمام مسلم ممالک میں رائج ہونا چاہیئے۔ورنہ عنقریب قادیانیت پوری دُنیا میں پھیل جائے گی۔(مولوی کو دلائل کے جواب میں پتھر مارنا اور گالیاں بکنا ہی آتا ہے)

(منجانب انجمن طلباء فدایان مصطفیٰ پاکستان) **آخری اپیل:** جوشخص کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتا ہے اس سے کلمے کے نام پر اپیل کی جاتی ہے کہ اس تحریر کے پڑھنے یا سننے کے بعد حصول ثواب کی نیت سے اس کاغذ کی صرف دس عدد فوٹو سٹیٹ نقول کروا کر تقسیم کرے۔جو ایسا نہیں کرے گا وہ سخت گناہ گار ہوگا اور خُدا کے حضور جواب دہ بھی ہوگا۔قارئین کرام! اقبالؔ نے خود کو کافر کہے جانے پر کہا تھا۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا ہے   اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلماں ہوں میں

۷۲ فرقوں کا اجماع

اسلامی تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلے پر کبھی اجماع اُمّت نہیں ہوا۔اجماع اُمّت میں ملک کے سب بڑے بڑے علماء دین اور حاملان ''شرح متین'' کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی راہنما، کماحقہ متفق ہوئے ہیں۔اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ، برگزیدگان تصوف وطریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے، قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں۔سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر مطمئن اور خوش ہیں۔زعمائے ملت اور عمائدین کا کوئی طبقہ نظر نہیں آتا جو اس فیصلہ پر خوشگوار ردِعمل نہ رکھتا ہو۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

شاہی وارڈ اور سی کلاس

''جیل میں ان دنوں عام چرچا ہے کہ دو قادیانی (مرزا ناصر احمد صاحب اور مرزا محمد شریف

صاحب) کے ساتھ نہایت درجہ امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے۔ان کو ''شاہی وارڈ'' میں جگہ دی گئی تھی۔ جیل کے افسر بلکہ خود آئی جی صاحب صبح شام اُن کے پاس جاتے تھے اور اُن کی ضروریات اور شکایات معلوم کرتے تھے۔۔۔۔ایک طرف یہ ناز برداری اور دوسری طرف مولانا مودودی سے وہ سلوک کہ ''سی کلاس'' دے کر کبھی یہاں ڈال دیا اور کبھی وہاں جا رکھا۔'' (مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو سزائے موت سنائی گئی تھی جسے بعدازاں چودہ سال قید بامشقت میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔مولانا مودودی کو سُوت کاتنے کی سزا دی گئی تھی۔فتنہ وفساد برپا کرنے والوں کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے)

(المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۷۰ المکتبہ الھدیٰ فوارہ مارکیٹ، الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار لاہور)

خبریں

قادیانیوں کی طرف سے نماز ادا کرنے کے اعلان پر مسلح افراد کا قادیانیوں کی عبادت گاہ پر حملہ۔ (جنگ لاہور ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء)

مسجد میں اذان دینے والے قادیانی کو جیل بھیج دیا گیا۔ (جنگ لاہور ۷ فروری ۱۹۸۸ء)

ربوہ میں قادیانی طالب علم کو تلاوت کے جرم میں سکول سے خارج کر دیا گیا۔ (جنگ کراچی ۶ ستمبر ۱۹۹۳ء)

آیات قرآنی اور کلمہ طیبہ قادیانی عبادت گاہ سے ہٹا دیا گیا۔ (امن کراچی ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء)

قرآن کا درس دینے پر دو افراد گرفتار۔گھر پر اذان دینے پر قادیانی کو قید وجرمانہ۔ (امن کراچی ۲۷ مارچ ۱۹۸۷ء)

قرآن کریم کا درس دینے اور قرآن کریم کی تلاوت کو جُرم سمجھنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول اللہ کا تلاوت قرآن کریم کرنا اور دوسروں کو پڑھانا کفار مکّہ کو بھی بہت تکلیف دیتا تھا۔اس دور کے نام نہاد مسلمانوں کو جنہیں احمدیوں کا تلاوت قرآن کریم کرنا اور قرآن مجید پڑھانا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔انہیں آئینہ دکھانے کے لیے بخاری سے ایک روایت پیش ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کفار مکّہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کیا، برک الغماد، جو مکّہ سے یمن کی سمت پانچ دن کی راہ ہے وہاں تک پہنچے تھے کہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی،

جوقبیلہ قارہ کا رئیس تھا، اُس نے پوچھا کہاں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میری قوم مجھ کو رہنے نہیں دیتی، چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خُدا کی عبادت کروں۔ابن الدغنہ نے کہا میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو مہمان نواز، مفلسوں کا مددگار، رشتہ داروں کو پالنے والا اور مصیبتوں میں کام آنے والا ہے۔قریش نے کہا لیکن شرط یہ ہے کہ ابوبکرؓ نمازوں میں چپکے سے جو چاہیں پڑھیں، آواز سے قرآن پڑھتے ہیں تو ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر پڑھتا ہے۔آپؓ نے چندروز یہ پابندی برداشت کی لیکن آخرانہوں نے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی اور اس میں خشوع وخضوع کے ساتھ بآواز قرآن پڑھتے تھے اس پر قریش نے ابن الدغنہ سے شکایت کی۔اُس نے اپنی حفاظت کا ذمہ واپس لے لیا۔آپؓ نے فرمایا: مجھے خُدا کی حفاظت کافی ہے میں تمہارے جواز سے استعفیٰ دیتا ہوں۔قارئین اس دور میں بھی نہ صرف شیطانی لشکر کو تلاوت قرآن سے تکلیف ہوتی ہے بلکہ ان کے چیلے چانٹوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔احمدی کے نماز پڑھنے پر بھی ان کے کلیجے جلتے ہیں۔

تجھ کو پیش آئے گا ہم پر جو کرم فرمائے گا — سوچ لے آخر ہمارا بھی زمانہ آئے گا
ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے گا کون — کس بُلندی تک یہ دیواریں اُٹھالے جائے گا
ابھی تو زخم لگنے ہیں، ابھی شاخوں کو کٹنا ہے — یہ رُت بدلے گی تب آئے گا پھل آہستہ آہستہ
کہہ لیجیے باتیں جو نہ کہنے کے لیے ہیں — ہم لوگ تو ہر بات کو سہنے کے لیے ہیں
مت سمجھنا چُپ رہے تو کیا ہمارا جائے گا — ظالموں کے ساتھ ہی تم کو پکارا جائے گا
شکست دے کے دِلوں کو نہ جیت پاؤ گے — دِلوں کو جیتنا چاہو تو ہار نا ہو گا

(اکبرحمیدیؔ)

''غیر'' مسلم جماعت اور قرآن

''۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیرانکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں، قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور سپین اور غیرملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے اور وہ انڈونیشیا کے صدر

حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کر کے گویا زبان حال وقال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم جماعت جو اس وقت جبکہ آپ ہمیں کافر قرار دینے کے لیے پَر تول رہے ہیں ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن اُن کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔''

(ہفت روزہ المنیر لائل پور ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء)

ہمیں ہے عشق بڑھتے فاصلوں سے — گریزاں منزلوں کو چاہتے ہیں

(حبیب جالبؔ)

جناب عبدالحق صاحب اپنے مضمون ''علمائے اسلام سے گزارش'' میں لکھتے ہیں:۔

''قادیانی ٹیلی ویژن پاکستان کے گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت و تفسیر، درس احادیث، حمد ونعت اور تمام قوموں کے قادیانیوں خصوصاً عربوں کو بار بار پیش کر کے قادیانی ہماری نوجوان نسل کے ذہن پر بری طرح چھا رہے ہیں۔''

(ہفت روزہ الاعتصام ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ء۔جلد ۴۹۔شمارہ نمبر ۴۔صفحہ ۱۷۔بحوالہ الاسلام ڈاٹ او آر جی۔جہاد کی حقیقت)

مولانا عبدالماجد صاحب لکھتے ہیں کہ ''مبارک وہ دین کا خادم جو تبلیغ اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع واشاعت کو سمجھ لیا جائے۔''

(مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر صدق جدید ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء صدق جدید)

احراری لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ''ایک خوفناک سازش'' میں لکھتے ہیں کہ مولوی (ظفر خاں) نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

''احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لیے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔کوئی ان احرار سے پوچھے۔بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا۔کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔**احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے، تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حرف بھی پڑھ سکے۔؟ تم نے**

کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پراس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی۔تف ہے تمہاری غداری پر۔لاہور میں مسجد شہید (مسجد شہید گنج) ہوئی تم ٹس سے مس نہ ہوئے ۔۔۔سوائے چند تنخواہ دار اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کے تم کسی کو جیل نہیں بھجوا سکے۔مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دُنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو۔مبلغ تیار کرو عربی مدرسہ جاری کرو۔قادیان میں دو چار مفسدہ پرداز بھیجنے سے کام نہیں چلتا یہ تو چندہ بٹورنے کے ڈھنگ ہیں ۔اگر مخالفت کرنی ہے تو پہلے مبلغ تیار کرو۔غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو۔۔ یہ کیا شرافت ہے کہ مرزائیوں کو گالیاں دلوادیں۔کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔''

(''ایک خوفناک سازش''از مولوی مظہر علی صاحب اظہر۔صفحہ ۱۹۵۔۱۹۷ بحوالہ تاریخ احمدیت۔جلد ۶۔صفحہ ۵۱۳)

حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ المنیر لائل پور لکھتے ہیں:۔

''قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اولیت اس جد جہد کو حاصل ہے جو اسلام کو پھیلانے کے لیے یہ لوگ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ''قرآن مجید'' کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں، تثلیث کو باطل کرتے ہیں، سید المرسلین ﷺ کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں اُن ممالک میں مسجدیں بناتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔'' (ہفت روزہ المنیر لائل پور۔صفحہ ۱۰۔۲ مارچ ۱۹۵۶ء۔بحوالہ الاسلام ڈاٹ او آر جی۔ جہاد کی حقیقت)

صحبت صالح ترا صالح کنند   صحبت طالع ترا طالع کنند

نیک انسان کی صحبت تجھے نیک اور بدکار کی صحبت بدکار بناتی ہے۔سعدیؔ

مرشد کی پہچان

مشہور کالم نگار جناب عطاالحق قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''میرے دوست نے اپنے ایک حالیہ کالم میں جس خوبصورتی سے ''دعائیہ اجتماعات'' پر اظہار خیال کیا ہے، میرے لیے ایسا فنکارانہ اظہار ممکن نہیں مگر میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو اٹھارہ لاکھ کے مذہبی اجتماع کی خبریں پڑھ کر سوچتے ضرور ہیں کہ جس ملک میں نیک لوگ اتنی بڑی تعداد میں ہوں، وہ معاشرہ دُنیا کے کرپٹ معاشروں میں سرفہرست کیوں ہے؟ ایک دفعہ میرے ایک دوست نے کہا ''تم پیروں کے خاندان سے ہو، مجھے بتاؤ اصل مُرشد کی پہچان کیا ہے؟'' میں نے جواب دیا ''اصل مُرشد اپنے مریدوں کے اعمال سے پہچانا جاتا ہے۔اگر اس کا کوئی مُرید جج ہے اور وہ رشوت یا دباؤ کے تحت فیصلے کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مُرشد نے اس کی صحیح تربیت نہیں کی۔۔اگر کوئی مُرید کسی اعلیٰ سول یا فوجی عہدے پر فائز ہے اور وہ اپنے دائرہ کار سے ہٹ کر کام کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری مرشد کی تربیت پر عائد ہوتی ہے۔اگر کوئی بزنس مین یا صنعت کار مرشد کے مریدوں میں شامل ہے اور وہ رزق حرام پر تکیہ کرتا ہے تو مرشد کی تعلیمات میں یقیناً کوئی گڑبڑ ہے'' میرے دوست نے کہا ''مرشد کا کام تو سمجھانا ہے، وہ کسی کے ساتھ زبردستی تو نہیں کرسکتا!'' میں نے کہا ''تم ٹھیک کہتے ہو، مگر مرشد جن امور کو فوکس کرتا ہے، وہ عبادات، وظائف اور وضع قطع میں شرعی تبدیلی پر مشتمل ہوتے ہیں چنانچہ اپنے اس مشن میں وہ سو فیصد کامیاب ہوتا ہے۔عبادات سے ہٹ کر جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، ان پر زور دینے والا مرشد کہیں نظر نہیں آتا چنانچہ معاملات کا خانہ (الا ماشاءاللہ) عبادات والوں کا بھی خالی ہی نظر آتا ہے۔

مرشد سے مراد کوئی فرد واحد نہیں بلکہ ہمارا اجتماعی دینی رویہ ہے، مسجدوں میں، خانقاہوں میں اور دینی اجتماعات میں سارا زورِ بیاں عبادات، ان کے فضائل اور ترک کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنانے پر صرف ہوتا ہے، میں نے کبھی کوئی ایسی (وعظ) تقریر نہیں سنی جس میں کہا گیا ہو کہ جاگیردار کو تحفظ دینے والے جہنم کے بدترین گوشے میں ہوں گے، ذخیرہ اندوز، اسمگلر، ملاوٹ کرنے والے، حلف کی خلاف ورزی کرنے والے، رشوت لینے والے، انسانوں کو قتل کرنے والے، انصاف میں ڈنڈی مارنے والے، اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے والے، جھوٹ لکھنے والے اور چھوٹے چھوٹے ذاتی مفادات کے لیے قوموں کو بیچ دینے والے یقیناً جہنم میں جائیں گے خواہ وہ تہجد گزار اور ہر دم وظائف

کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ میں نے ان سب بدکاروں کے لیے ''عام معافی'' کے اعلانات ہی سُنے ہیں، بس شرط یہ ہے کہ وہ عبادات کا سلسلہ جاری رکھیں۔

میں نے اپنی جوانی کا ایک حصہ تبلیغی جماعت کے ساتھ بسر کیا ہے، میں بھی کاندھوں پر بستر اُٹھائے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جایا کرتا تھا اور شام کو جب دوسرے ساتھیوں کے ساتھ واپس مسجد میں آتا تھا تو دل کو ایک سکون سا ہوتا تھا کہ میں نے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح کا سکون ہمارے ہاں لاکھوں لوگ آج بھی حاصل کرتے ہیں چنانچہ عبادات بھی چلتی رہتی ہیں اور کرپشن کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اس طرح کا مذہبی رویہ نہ بدقماش حکمرانوں کے لیے خطرے کا باعث ہے، نہ غیرملکی استعمار کو اس سے کوئی خطرہ ہے اور نہ ہمارے بیمار معاشرے کے لیے اس میں کوئی نوید ہے چنانچہ ہمارے حکمران بھی ان اجتماعات میں بڑے ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں، لاکھوں کے ان اجتماعات میں وہ لوگ بھی روڑے نہیں اٹکاتے جو شہر میں ہزاروں کا اجتماع بھی نہیں ہونے دیتے۔ امریکہ ڈاکٹر جاوید اقبال کو ویزہ دینے سے انکار کر دیتا ہے مگر انہیں ہزاروں کی تعداد میں ویزے جاری کیے جاتے ہیں۔ ان کی داڑھیوں اور طالبان کی سی وضع قطع کا بُرا نہیں مانا جاتا۔

اور جہاں تک دُعا کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اور رو رو کر دُعا مانگنا حضور نبی کریم ﷺ کی سُنت مبارکہ ہے، مگر حضور ﷺ نے یہ دُعائیں گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر مانگیں، حضور ﷺ نے یہ دُعائیں بدر کی گھاٹیوں میں، احد کے پہاڑوں کی ڈھلوانوں تلے کھڑے ہو کر تلواروں کی چھاؤں میں اور پتھروں کی بارش کے دوران طائف کے بازاروں میں مانگیں اور پھر ان دُعاؤں نے قبولیت کا درجہ بھی حاصل کیا۔ ہم حکمرانوں کی چھاؤں میں دُعائیں مانگتے ہیں، ہم عافیت کے میدانوں میں دُعائیں مانگتے ہیں اور پھر ہم ان کی قبولیت کی توقع بھی رکھتے ہیں۔'' (روزنامہ جنگ لندن ۱۶ نومبر ۲۰۰۶)

معاشرے کے ننگے

جب اکابر دیوبندی طالب علم تھے تو اس وقت اعلیٰ حضرت (احمد رضا خان بریلوی) استاد تھے۔ یہ ان کے علم ہی کا ثبوت ہے کہ انہوں نے تنِ تنہا اس وقت کی تمام باطل قوتوں کا نا صرف مقابلہ کیا

بلکہ منہ توڑ جواب دیا۔ کیا قاسم نانوتوی، کیا رشید احمد گنگوہی، کیا خلیل احمد، کیا اشرف علی، کیا محمود الحسن (ندوی) اور کیا مرتضیٰ حسن سب کو شرمندہ اور معاشرے میں ننگا کیا۔ (تحریک خلافت جس کے سربراہ گاندھی تھے کا ساتھ دینے والے مخاطب ہیں) (معارف رضا ماہنامہ کراچی اگست ۲۰۰۹ء)

معزز قارئین! جب سے ان حضرات کو معاشرے میں ننگا کیا گیا ہے اُس وقت سے لے کر آج تک دیوبندی اور بریلوی ایک دوسرے کے کپڑے اُتارنے میں مصروف ہیں اور معاشرہ ان کی انہیں حرکتوں کی وجہ سے اسلامی تعلیمات سے پیدل ہو رہا ہے، یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ شرمندہ نہیں ہے بلکہ مولوی کی طرح ننگا اور بے حیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وارثانِ ابوجہل کو ایک دوسرے کو ننگا کرنے جیسے بدفعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور امن کے پرچم تلے لے آئے۔ آمین۔

وصایا شریف

قارئین کرام! کسی صوفی کا قول ہے کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن۔ کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا۔ عام طور پر مولوی لوگ خوب کھاتے ہیں اور خوب موٹے تازے ہوتے ہیں، تقریر کیا کرتے ہیں، بس دھاڑتے ہیں، پھر تھک ہار کر خوب سوتے ہیں۔ زندگی میں تو انسان کھاتا پیتا ہے مگر صد حیف! ہمارے مولوی حضرات کو مرنے کے بعد بھی اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ فاتحہ میں بھی اچھا کھانا ہونا چاہیے، ہم نے انہیں زندگی میں کبھی غریبوں کو فاتحہ والا کھانا کھلانے والا نہیں پڑھا۔ گیارہویں وصیت میں کہتے ہیں کہ ''فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں۔'' احمد رضا خاں بریلوی کے وصیت نامہ جو وصایا شریف کے نام سے چھپ چکا ہے میں بارہویں نمبر کی وصیت یہ ہے۔

''اگر بطیّب خاطر ممکن ہو سکے تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔۔ ۔دودھ کا برف خانہ ساز، اگر چہ بھینس کے دودھ کا ہو۔۔ مرغ کی بریانی۔۔ مرغ پلاؤ۔۔ خواہ بکری کا شامی کباب۔۔ پراٹھے اور بالائی۔۔ فرنی۔۔ ارد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔۔ گوشت بھری کچوریاں۔۔ سیب کا پانی۔۔ انار کا پانی۔۔ سوڈے کی بوتل۔۔ دودھ کا برف۔ اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانور، مگر بطیّب خاطر، میرے لکھنے پر مجبورانہ، نہ ہو۔''

حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''دودھ کا برف دوبارہ بتایا، چھوٹے مولانا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں، فرمایا پھر لکھو۔ انشاءاللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب بوقتِ دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے۔''

(وصایا شریف۔ مرتب شاہ حسنین رضا خان قادری نوری۔ صفحہ ۱۵)

مرنے سے چند روز پہلے مولوی احمد رضا خان نے اپنے پیروکاروں کو بتایا تھا کہ:۔

''تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔'' (وصایا شریف صفحہ ۸)

مرنے کے بعد اعلیٰ حضرت

حافظ غلام محمد صاحب میمن بریلوی 'بریلویت حقائق کے آئینے کے صفحہ ۴۲۴ پر لکھتے ہیں:۔

''(اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی) کے ہم عصر علماء میں کئی مکاتیب فکر تھے۔ ہم مسلک اور ہم مشرب بھی تھے۔ خالص علمی اور سیاسی مکتبہ فکر کے لوگ بھی تھے، ادیب اور شعراء بھی تھے۔ کئی رسائل اور جرائد بھی نکلتے تھے، معیاری اخبارات بھی تھے۔ کم از کم بھی کئی نے تو تعزیتی مقالے بھی لکھے ہوں گے۔ اپنے ادارے کے رسالہ ''الرضا'' نے خاص نمبر بھی نکالا ہوگا۔ ابھی یہ دور اتنا پرانا نہیں ہوا۔ آپ مہربانی فرما کر ان کو ہی سامنے لائیں، اور بتائیں کہ رحلت کے سانحے پر ہی، جبکہ ہر ایک صرف اچھائیاں سامنے لا کر جانے والے کو خراج تحسین پیش کرتا ہے، تو کون سے اور کتنوں نے کیا کیا خراج عقیدت پیش کیا۔ ان تعزیتی پیغامات ہی سے شروع کیجیے، اور بتایئے کہ اتنے وسیع مُلک میں ان کی شناس کیا تھی؟ ہم کو آج تک اس عنوان پر کسی کا کچھ بھی لکھا ہوا مواد نہیں مل سکا، کہ کون سی قابل ذکر معاصر شخصیتوں نے احمد رضا خان کے، کردار، عقائد، عمل، تصوف، تجدید

دین، بدعات کے رَد، سُنّت کے احیاء، قرآن پاک کے ترجمہ، مفتی پن، وغیرہ پہلوؤں پر اس کی زندگی میں یا رحلت کے بعد کوئی قابلِ ذکر خراج عقیدت ہی پیش کیا ہے۔''

معزز قارئین! مولوی احمد رضا خان صاحب کی شہرت کی وجہ اُن کے وہ فتاویٰ کفر ہیں جن کا انداز بیان اُن لوگوں کو بھی لبھاتا ہے جنہیں کافر کہا گیا ہوتا ہے۔ اب ان کفر کے فتووں پر اُن کے مرنے کے بعد خراج تحسین پیش کرنا اپنوں اور بیگانوں کے لیے ایسے ہی ہے جیسے گالیوں پر کتاب لکھنا اور گالیوں اور مغلظات پر خراج عقیدت پیش نہیں کیا جاتا۔ رہا ان کی علمیت کا گھڑا تو اسے اُن کی ریاضی دانی نے پھوڑ دیا ہے۔ معزز قارئین! صرف یہ ثابت کرنے کے لیے کہ زمین ساکن ہے کئی رسالے لکھ مارے، ۱۰۵ دلائل سے زمین کی گردش کا رَد کیا۔ اور اپنے دلائل کے حق میں ۲۸ کتب تفاسیر سے حوالے پیش کیے۔ (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱ء مضمون از ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵) اب ایسی رنگ برنگی تفسیریں جن میں قرآنی تعلیمات کے خلاف مواد بھرا ہوا نہیں مقدس قرار دینا اور ان تفسیروں سے کہانیاں بیان کر کے مسلمانوں کے لیے نئے عقائد اخذ کرنا کیا اسلام کی خدمت ہے؟ ایسی ہی تفسیروں سے متعلق سر سیّد احمد خان نے کہا ہے کہ ''تفسیروں اور سیر کی کتابوں میں خواہ وہ تفسیر ابن جریر ہو یا تفسیر کبیر وغیرہ خواہ وہ سیرت ابن اسحاق ہو، خواہ سیرت ابن ھشام اور خواہ وہ روضۃ الاحباب ہو یا مدارج النبوۃ وغیرہ ان میں تو اکثر ایسی لغو اور نامعتبر روائتیں اور قصے مندرج ہیں جن کا نہ بیان کرنا اُن کے بیان کرنے سے بہتر ہے۔'' (مقالات سر سید احمد خان از مولانا محمد سماعیل پانی پتی جلد ا صفحہ ۳۵ ناشر احمد ندیم قاسمی ناظم مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور۔ طبع دوم دسمبر ۱۹۸۴ء مطبع مکتبہ جدید پریس)

قرآن مجید فرقان حمید مولوی صاحب اور مفسروں کے خود ساختہ نظریے کو رَد کرتے ہوئے زمین اور تمام اجرام فلکی کی گردش کو بیان کرتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے اگلا مضمون مولوی اور سائنس۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے مرید مولوی طاہر القادری کی کتاب ''اسلام اور جدید سائنس'' اور ''تخلیق کائنات'' کا مطالعہ کریں جس میں مولوی صاحب نے اپنے مجدد کے سائنسی نظریات کو قرآنی آیات سے جھٹلایا ہے) مولوی احمد رضا خان خود کو چوٹی کے سائنسدانوں سے زیادہ علم فلکیات کا ماہر سمجھتے تھے اسی لیے مولوی صاحب نے آئزک نیوٹن کے نظریات کو باطل قرار دیا اور ابن سینا کے نظریات کو شیخ

چلی کی کہانی قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔

مولوی احمد رضا خان کے ایک مرید پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، معارف رضا کراچی کی جنوری ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں نامور (مسلمان) نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو اُنھوں نے امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اظہار معذرت کرتے ہوئے لکھا I shall be happy but i cannot read Arabic. (مجھے خوشی ہوتی مگر میں عربی نہیں پڑھ سکتا) قارئین کرام! خُدا کا شکر ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب، مولوی صاحب کی ریاضی دانی کے شر سے محفوظ رہے، ورنہ انہیں نوبل پرائز میں سے بریلویوں کو حصہ دینا پڑتا۔ اور بریلوی مولوی جگہ جگہ شور مچاتے کہ ڈاکٹر صاحب کو نوبل انعام بریلوی مجدد کی کتب کے مطالعے کی وجہ سے ملا ہے۔ مولوی صاحب کی ریاضی دانی سے اچھی ریاضی اُس مستری کی ہے جو ریاضی کے حساب کتاب کے مطابق سیدھی دیوار بناتا ہے اور اُس کے شاگرد بھی ایک دن مستری بن جاتے ہیں۔ ایسی ریاضی کا کیا کرنا جسے نہ کوئی سمجھ سکے اور نہ کوئی فائدہ اُٹھا سکے۔ جہاں تک رہا موصوف ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے عربی سے نابلد ہونے کا تو یقیناً آپ، مولوی صاحب کی لکھی ہوئی عربی نہیں پڑھ سکتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے ایک عربی دان کو مولوی احمد رضا خان صاحب کے پاس بھیجا کہ اُن کی لکھی ہوئی عربی کا ترجمہ کرے مگر اُس سے یہ کام نہ ہو سکا۔ (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱) مولوی صاحب نے شاید اسی لیے ایسی عربی زبان میں کتابیں لکھیں کہ کوئی پڑھ ہی نہ سکے، ورنہ اردو زبان جاننے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے، وہ اردو میں بھی اپنے خود ساختہ نظریات پیش کر سکتے تھے۔ اور جہاں تک عربوں میں ان کی عربی دانی کے چرچے کا تعلق ہے تو دیوبندی مولوی سعید احمد قادری لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت نے جو ترجمہ کنز الایمان کی شکل میں کیا ہے عرب ممالک میں اس کی اشاعت پر پابندی ہے۔ کیونکہ وہ ترجمہ اول تا آخر اصول تفسیر اور عربی لغت کے سراسر خلاف ہے۔ (اہل سنّت و اہل بدعت کی پہچان از سعید احمد قادری) اور اعلیٰ حضرت کی اردو سے متعلق آپ کے مرید بیٹے مفتیء ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری لکھتے ہیں کہ ''افسوس ہے کہ تاریخ ادب اردو میں فاضل بریلوی کا نام یا تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے یا کہیں ضمناً اور اشارتاً آ گیا ہے، وہ مقام

نہیں دیا گیا ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ پاک و ہند کے محققین نے ہنوز ان کی طرف توجہ نہیں کی۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۱ صفحہ ۱۰)

اعلیٰ حضرت کو غصہ بہت آتا تھا اس لیے ایک دفعہ علامہ اقبالؔ نے اعلیٰ حضرت کی طبیعت کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی، تو اس دور کے ابوحنیفہ کہلا سکتے تھے''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۱ صفحہ ۵)

یہ اعلیٰ حضرت کا غصہ ہی تھا جس نے بے شمار مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا معاندانہ سلوک قطعاً رسول اللہ ﷺ کی حسین سیرت سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اعلیٰ حضرت نا صرف مسلمانوں سے بغض رکھتے تھے بلکہ غیر مسلموں سے بھی شدید نفرت کرتے تھے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

''ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے، یہ ہمارا عین ایمان ہے۔۔۔۔ ایک مرتبہ ایک برہمن نے جبکہ میں شدید پیٹ درد میں مبتلا تھا میرے پیٹ پر درد کا مقام معلوم کرنے کے لیے ہاتھ رکھ دیا۔ مجھے اس کا نجس ہاتھ لگنے سے اتنی نفرت اور کراہت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا، یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۲ صفحہ ۱۴۶)

معزز قارئین! سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے باغ سے چند پھول پیش کرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں مخلوق خُدا سے نفرت کرنے والے نام نہاد اعلیٰ حضرت ہندوؤں اور عیسائیوں کے ہاتھوں آپریشن کروانے والے اپنے مریدوں کو دیکھتے تو شاید کراہت سے مَر جاتے۔ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خُدا کی مخلوق کے لیے سراپا رحمت تھے۔ آپ نے یہودی عورت کے ہاتھوں بنی ہوئی زہر آلود بکرے کی ران بھی نوش فرمالی، مشرک نے جب آپؐ کے ساتھ کھانا نوش کرنا چاہا آپؐ نے اجازت دے دی، کفار طائف کو جنہوں نے آپ کو زخمی کر دیا تھا اُن کے لیے مسجد نبوی میں خیمے نصب کروا کے ٹھہرایا، منافقوں کے سردار کا نا صرف جنازہ پڑھایا بلکہ اسے اپنی چادر میں دفنایا اور یہاں تک کہ ایک کافر کی غلاظت کو اپنے مبارک ہاتھوں سے صاف فرمایا۔ معزز قارئین! اگر رسول اللہ ﷺ کی

سیرت کے صرف اس ایک پہلو پر لکھنے لگوں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ آپؐ کی آمد کا مقصد ہی بنی نوع انسان کی خیر خواہی ہے آپؐ کا پیغام محبت ہی تو تھا، نفرتوں اور کینوں کو مٹا کر پیار اور محبت کا عظیم شہر تعمیر کرنا آپؐ کا مقصد حیات تھا۔ یہ آپ ﷺ کا خلق عظیم ہی تھا جس نے بُت پرست مشرکوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ایسا یقین پیدا کر دیا کہ وہ اپنے مالک کی خوشنودی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے۔ محبت کے خوبصورت پودے کو ہی شیریں پھل لگتے ہیں نفرت اور عداوت جیسے خبیث اور ذلیل پودے کے نصیب میں منحوس کڑوے پھل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انسانیت اور دوسری تمام مخلوقات سے محبت اور پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اعلیٰ حضرت کی خود ساختہ تعلیمات اُن کی مجددیت کا پول کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے مریدوں کو صراط مستقیم عطا فرمائے۔ آمین۔

مولوی اور سائنس

اسلامیہ کالج لاہور کے ریاضی کے پروفیسر اور پرنسپل حاکم علی نے ۱۹۳۰ء میں چوبیس صفحے کے رسالے ''نزول آیات فرقان بہ سکون زمین و آسمان عُرف زمین ساکن ہے'' جدید نظریہ کشش ثقل اور زمین کی گردش کے بارے میں سوال پوچھا، اور دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن پاک کی آیات زمین کی گردش کے ماننے سے مانع نہیں۔ اعلیٰ حضرت (مولوی احمد رضا خان بریلوی) نے جواب میں مختلف قرآنی آیات اور احادیث سے اس کو ٹھکرا کر اپنا حتمی فیصلہ دیا، کہ زمین ساکن ہے اور سورج گردش کر رہا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ ایسا ثابت ہے، کہ اس کو نہ ماننے والا قرآن و حدیث کا منکر اور کافر ہو جائے گا، ساتھ ہی کشش ثقل کا بھی انکار کیا ہے۔ اس عنوان پر اعلیٰ حضرت کے دوسرے رسالہ بنام ''الکلمۃ الملہمۃ''، میں بھی شروع میں ہی یہ لکھا ہے، کہ فقیر (اعلیٰ حضرت) نے جدید فلسفہ کے رَد میں ایک تفصیلی کتاب بنام ''فوز مبین در ردِ حرکت زمین'' ۱۳۳۸ھ میں لکھی۔ جس میں ایک سو پانچ دلائل سے زمین کی حرکت کا رَد لکھا اور جاذبیت (کشش ثقل) نافریت وغیرہ ہما جدید فلسفہ کی مزعومات کے روشن دلائل سے رَد لکھے۔ ایک اور کتاب بھی اعلیٰ حضرت کی ہے جس کا نام ''معین مبین بہر دورِ شمس وسکونِ زمین'' (یعنی

سورج گردش کر رہا اور زمین ساکن) اس میں بوعلی سینا پر سخت جرح اور رَد لکھا ہے۔ لکھتے ہیں ''اور یہاں جو ابن سینا نے فرضیت کی وجہ گھڑی ہے، وہ بالکل شیخ چلی کی کہانی ہے۔''

(ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱ء مضمون از ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ کا مطالعہ کریں)

معزز قارئین! یہ ساری بحث فتاویٰ رضویہ جسے رضا فاؤنڈیشن نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے کی جلد ۲۷ میں موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت کی جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی جلد میں موجود ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اجرام فلک کی گردش کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ ـ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ**۔ (ترجمہ طاہر القادری) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب اپنے اپنے مدار اور فلک میں گردش پذیر ہیں۔ اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کسی بشر (ارضی مخلوق) کو ایسی ہیشگی اور دوام نہیں بخشا۔ (الانبیاء آیت ۳۴،۳۵) (طاہر القادری بریکٹ میں لکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے حال پر بدلے یا ختم ہوئے بغیر قائم رہی ہو۔ قارئین اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ بقول مولوی طاہر القادری کوئی چیز بھی اپنی حالت بدلے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تو یقیناً حضرت عیسیٰؑ کا حال بدل نہیں رہا اس لیے وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور مولویوں کے مطابق تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر گئے تھے اور اسی طرح تینتیس سال کے ہی ہوں گے جب آسمان سے واپس آئیں گے) اگر آپؐ انتقال فرما گئے تو کیا یہ طعنہ زنی کرنے والے ہمیشہ رہیں گے۔ (مطلب یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا ہے)

لَا الشَّمْسُ يَنبَغِىْ لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ ـ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب (سیارے) اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ (سورۃ یٰسٓ آیت ۴۱)

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (سورۃ ابراہیم ۳۴)

وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو (بھی)، تمام اپنے مدار

کے اندر تیزی سے تیرتے چلے جاتے ہیں۔

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَق۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَن طَبَق۔فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُون۔

ترجمہ: مولوی طاہر القادری:''اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا دِکھائی دیتا ہے۔تم یقیناً طبق درطبق ضرور سواری کرتے ہوئے جاؤ گے۔تو انہیں کیا ہوگیا ہے کہ(قرآنی پیشن گوئی کی صداقت دیکھ کر بھی)ایمان نہیں لاتے۔'' (سورۃ الانشقاق آیات ۱۹،۲۰،۲۱)

مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں کہ ان تینوں آیات کا باہمی ربط اور سیاق واسباق یہ ہے کہ اِس سورۃ میں قیامت سے پہلے رُونما ہونے والے حادثات اور واقعات کا ذکر ہے۔طبق محض کسی سیارے کی سطح (SOUL SURFACE) کونہیں کہتے بلکہ کسی سیارے اوراس کے گرد فضائی حدود پر مشتمل اس وسیع وعریض حلقے کو کہتے ہیں۔جس طرح ہوائی جہاز کی پرواز زمین کی سطح پرنہیں بلکہ اس سے اوپر فضا میں ہزاروں فٹ کی بلندی پر ہوتی ہے،لیکن طبق ارضی میں ہی تصور کی جاتی ہے۔

معزز قارئین!مولوی احمد رضا خان اگر زندہ ہوتے تو مولوی طاہر القادری پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے کیونکہ انہوں نے زمین کے ساکن ہونے پر کئی رسالے لکھ مارے اور مولوی صاحب نے دو فقروں میں اُن کی حیثیت صفر کردی۔

ایک شخص نے اعلیٰ حضرت سے سوال کیا کہ **وَلَكُمْ فِيْ الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ** ۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

اعلیٰ حضرت جواب میں لکھتے ہیں:۔

''بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار (یعنی ٹھہرنا) ہے عیسیٰؑ کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی کیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہے کہ سمندر پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے لیے چلے جانا زمین پر قرار ہونے

کے منافی نہیں۔'' (ملفوضات اعلیٰ حضرت ازمفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری صفحہ ۲۱۱ حصہ سوم)

یقیناً سمندر پر چلے جانا زمین سے نکل جانا نہیں ہوتا ہے مگر بریلوی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ زمین پر نہیں آسمان پر ۲ ہزار سال سے زندہ موجود ہیں۔اور مولوی طاہر القادری صاحب کہتے ہیں طبق محض کسی سیارے کی سطح (SOUL SURFACE) کونہیں کہتے بلکہ کسی سیارے اور اس کے گرد فضائی حدود پر مشتمل اس وسیع وعریض حلقے کو کہتے ہیں۔جس طرح ہوائی جہاز کی پرواز زمین کی سطح پرنہیں بلکہ اس سے اوپر فضا میں ہزاروں فٹ کی بلندی پر ہوتی ہے،لیکن طبق ارضی میں ہی تصور کی جاتی ہے۔

معزز قارئین! **وَلَكُمْ فِيْ الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ** ۔(سورۃ الاعراف آیت ۲۵) کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر عثمانی شاہ فہد پریس مدینہ منورہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے بھی خوب جہالت کا ثبوت دیا ہے۔فرماتے ہیں کہ یعنی عموماً تمہارا مسکن اصلی ومعتادیہ زمین ہی ہے اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین مدت کے لیے اس سے اوپر اُٹھا لیا جائے مثلاً حضرت عیسیٰؑ ،تو وہ اس آیت کے منافی نہیں۔کیا جو شخص چندروز یا چند گھنٹے کے لیے زمین سے جُدا ہو کر ہوائی جہاز میں مقیم ہو یا فرض کیجیے وہیں مَر جائے وہ **وَفِيْهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُون۔** (سورۃ الاعراف آیت ۲۶) کے خلاف ہوگا کیونکہ وہ اس وقت زمین پر نہیں ہوگا۔

معزز قارئین!جسے زمین کی تعریف ہی معلوم نہ ہو اُس کے خیالات پر تبصرہ بے معنی ہے۔ خرق عادت اور حضرت عیسیٰؑ کا کوئی ذکر اس آیت میں ہے ہی نہیں۔اس آیت میں تمام انسان مخاطب ہیں۔اگر ان کی منطق کو مان بھی لیا جائے تو کہاں چند گھنٹے کی جُدائی، کھانا پینا اور آکسیجن، روشنی وغیرہ کے ساتھ اور کہاں دو ہزار سال کا عرصہ، بناء کھائے پیئے اور ضروریات زندگی کے بغیر زندہ رہنا۔کوئی بھی کسی بھی صورت میں زمینی ماحول یعنی آکسیجن،لباس، روشنی اور خوراک کے بغیر نہ سمندر کی گہرائیوں میں زندہ رہ سکتا ہے اور نہ خلاء کی وسعتوں میں جا سکتا ہے۔

معزز قارئین ! مولوی طاہر القادری نے بغیر لگی لپٹی کے اپنے پیر ومرشد کے نظریات اور دلائل جو اجرام فلکی سے متعلق تھے اُن کے پرخچے اُڑا دیئے ہیں۔اور وہ سائنس جو مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب کے نزدیک انتہائی بُری چیز تھی اُسے نہ صرف سینے سے لگایا ہے بلکہ اُسے اسلام اور قرآن

کی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے چنانچہ مولوی طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں: (نظام شمسی کے) سیاروں کی تعداد نو ہے اور وہ سب کے سب سورج کے گرد بیضوی مدار میں گردش کر رہے ہیں۔ یہ سیارے بالترتیب یہ ہیں۔ عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، زُحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو۔ فلکی دن درحقیقت زمین کی ۳۶۰ ڈگری محوری گردش کو کہا جاتا ہے۔ جو وہ ۲۳ گھنٹے، ۵۶ منٹ ۴۰ سیکنڈ میں طے کرتی ہے۔ جب کہ شمسی دن ۲۴ گھنٹے پر محیط ہوتا ہے۔ جو زمین کی تقریباً ۳۶۱ درجے محوری گردش سے پیدا ہوتا ہے۔ زمین اپنی محوری گردش کے ساتھ ساتھ سورج کے گرد بھی گردش کر رہی ہے۔ زمین اپنے مدار میں ایک حقیقی چکر ۳۶۵ دن، ۶ گھنٹے، ۹ منٹ اور ۱۰ سیکنڈ میں پورا کرتی ہے۔ اسے فلکی سال بھی کہا جاتا ہے۔ مولوی طاہر القادری صاحب اُن نام نہاد جاہل علماء کے اس خیال کی کہ چاند کی تسخیر نہیں ہوئی ہے لکھتے ہیں:۔ جولائی ۱۹۶۹ء میں تین سائنسدان تسخیر ماہتاب کا عظیم تاریخی کارنامہ انجام دے چکے ہیں۔

(اسلام اور جدید سائنس و تخلیق کائنات از مولوی طاہر القادری)

دُمدار تارہ مولوی طاہر القادری کی تحقیق کے مطابق ۱۷۵۸ء میں ظاہر ہوا تھا اور اُن کی تحقیق کے مطابق ہر ۷۶ سال کے بعد دُمدار تارہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۱۸۳۴ء کو بانی جماعت احمدیہ کی پیدائش سے ایک سال قبل دُمدار تارے نے ظاہر ہو کر رسول اللہ کی پیشگوئی پُوری کر دی تھی۔

(تخلیق کائنات از مولوی طاہر القادری صفحہ ۵۱، ۵۹، ۶۰)

درباری ابوجھل

اکبر کے درباری کچھ ایسے بے دین واقع ہوئے تھے کہ ہمیشہ اس غریب کو نئے نئے طریقے سے کافر بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ سب نے مل کر اُس کو نبی بنایا اور ایک شخص ابوبکر بنا اور ایک عمر بنا۔ ملّا دو پیازہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جب ان کی باری آئی اور ان سے پوچھا گیا کہ مُلّا جی آپ کیا بننا چاہتے ہیں؟ تو بولے میں اس جماعت کا ابوجہل ہوں۔ میں تم سب کی تکذیب کرتا ہوں کہ تمہارا نبی بھی جھوٹا اور اس کے ساتھی بھی جھوٹے کیونکہ نبی کے واسطے اس کی بھی ضرورت ہے کہ کوئی اس کا مکذب بھی تو ہو۔ (خطبات اشرف علی تھانوی، محاسنِ اسلام از منشی عبدالرحمان خان صفحہ ۳۹۲ پبلشر فرید بکڈپو دہلی)

فتاویٰ کفر ''اعلیٰ حضرت''

سر سیّد احمد خان کو کہتے ہیں۔ ''وہ تو ایک خبیث مُرتد تھا۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۳ صفحہ ۲۲۴ ۷۰ صفحہ ۱۶۳)

وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، روافض، خوارج، نواصب، معتزلہ وغیرہم بالجملہ مرتدین، ضالین، معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف ومنکرین، یہ سخت ہالک ہیں اور ان کا پیر یقیناً شیطان۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۳۰)

روافض: آج کل کے روافض، تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں، ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوتا اولا د ولد الزنا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد اعرض ۷۰ صفحہ ۱۶۳)

وہابیہ: نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت، ان کی مسجد کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے، نماز کی طرح ان کی اذان بھی باطل ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد اعرض ۱۳۳، ۱۳۴ صفحہ ۸۱)

فتاویٰ افریقہ میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بد مذہب کُتّا ہے یا نہیں، ہاں ضرور ہے بلکہ کُتّے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کُتّا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے۔ کُتّے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب کا شدید ترین مستحق ہے۔

(تفصیلی فتاویٰ کفر پڑھنے کے لیے خاکسار کی کتاب ''علماء سوٗ'' ملاحظہ فرمائیں)

خبیث اور۔۔۔

حضرت (مولانا محمد یعقوب صاحب) نے ایک مرتبہ خود فرمایا:۔

'' یہ شیخ زادوں کی قوم بڑی ہی خبیث ہوتی ہے۔ اس پر ایک طالب علم نے عرض کیا کہ

حضرت آپ بھی تو شیخ زادے ہیں تو بے تکلف فرمایا کہ میں بھی خبیث ہوں۔''

(حیرت انگیز واقعات از محمد اسحاق ملتانی صفحہ ۵۳۰ ناشر فرید بکڈ پو دہلی)

محمد حسین صدیقی صاحب، سوانح مفتی اعظم، محدث العصر اور فقیہ العصر مفتی ولی حسن ٹونکی جسے زمرد پبلشرز نے شائع کیا ہے کے صفحہ ۹۶ پر لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا ایک تکیہ کلام تھا جو ٹونک زبان میں ''بے وقوف'' کو کہتے ہیں، یہ اردو زبان میں گالی ہے، اس لیے ہمارے لیے اسے کہنا اچھا نہیں ہے۔ حضرت مفتی صاحب تو اپنی ٹونک زبان میں بطور مذاق فرماتے کہ ''میں بھی ''۔۔۔'' ہوں اور میرے ملنے والے بھی سارے ''۔۔۔۔'' ہیں۔''

پیٹ کے دھندے

مولانا غلام غوث ہزاروی نے اعلان کیا ہے کہ مولوی محمد علی ختم نبوت والے اور مولوی منظور احمد چنیوٹی نے دعوت وارشاد کے ادارہ کے نام پر جمع کردہ رقوم کے ذریعہ جائدادیں خرید کر اپنے بچوں کے نام کر دی ہیں۔ (الجمیعۃ راولپنڈی ۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء)

شورش کاشمیری، غلام غوث ہزاروی اور ان کے معتقدین کے بارے میں کہتے ہیں:۔

''غلام غوث ہزاروی کے معتقدین جو مسجدوں میں قال اللہ اور قال الرسول بیچ کر اپنے تنورِ شکم کو گرم کرتے ہیں کہاں ہیں؟ کیا وہ اس گور کنارے بڈھے کو راہِ راست پر نہیں لا سکتے؟ وہ شخص جو سٹھیا چکا ہے اور اس طرح کے ہذیان اُگلنا اس کا توشہ آخرت ہے۔ ان حرکات پر کب تک ناز کرے گا۔''

(چٹان ۴ فروری ۱۹۷۴ء)

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک آسمان کے نیچے پیروی کی جانے والی نفسانی خواہشات سے بڑھ کر پوجا جانے والا کوئی جھوٹا خُدا نہیں۔ (المعجم الکبیر جلد ۸ صفحہ ۱۰۳، بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۱۹۲)

مفتی بددیانت یا ہزاروی جھوٹا

ہو گی نہ زاغ سے بلند پروازی   خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

مدیر چٹان لکھتے ہیں:۔

''مولانا غلام غوث ہزاروی نے ٹانک میں تقریر کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اپنے نو ماہ کے دور وزارت میں دو لاکھ دس ہزار روپے کی ناجائز اراضی حاصل کی ہے جو مولانا صدر الشہید اور مولانا زاہد کے نام پر منتقل کی گئی ہے۔ مولانا ہزاروی نے مزید الزام لگایا کہ مفتی صاحب دن کو اسمبلی کا بائیکاٹ کرتے اور رات کو وزیر اعظم سے ملاقات کرتے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ مفتی محمود نے وزیر اعظم سے استدعا کی ہے کہ انہیں وفاقی وزیر بنا دیا جائے تو وہ عبدالولی خان کی بھرپور مخالفت کریں گے'' (قارئین کرام! اگر الزامات درست ہیں تو مولانا مفتی محمود بددیانت ثابت ہوتے ہیں اگر الزامات جھوٹے ہیں تو مولوی ہزاروی صاحب کا کذب ثابت ہوتا ہے۔ دو میں سے ایک تو بہر حال جھوٹا، ظالم و فاسق ثابت ہو گیا ہے) (چٹان لاہور ۹ جون ۱۹۷۵ء)

ہمارا کفر اچھّا ہے

مدیر چٹان لکھتے ہیں کہ ''ہم مولانا ہزاروی سے درخواست کریں گے کہ از راہ کرم ہم گناہ گاروں کو علماء کی ایک ایسی فہرست مہیا کر دیں جو آپ کے نزدیک راستباز اور دیانت دار ہیں۔ فی الحال تو ہمیں آپ کی ذات کے سوا پورے ملک میں کوئی شخص ایماندار نظر نہیں آتا اور اگر اسلام کی نمائندگی آپ کرتے ہیں اور آپ ہی کے گفتار و کردار کا نام اسلام ہے تو ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ یا شیخ العصر! اسلام کو دس ہزار سلام! آپ کے اسلام سے ہمارا کفر اچھّا ہے۔''

(چٹان ۹ جون ۱۹۷۵ء صفحہ ۵)

عجب نہیں کہ رہے نیک و بد میں کچھ نہ تمیز   کہ جو بدی ہے وہ سانچے میں ڈھلتی جاتی ہے
اُڑے گی خاک تقدس کی اب سر بازار   فقیہ و شیخ میں جوتی اُچھلتی جاتی ہے

معتبر نائی

مشتاق نظامی لکھتے ہیں:۔

''واضح رہے کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کی نظر میں ''مولانا'' گنگوہی، ''مولانا'' اسماعیل، ''مولانا'' تھانوی کی حیثیت ایک معتبر نائی کی ہے جیسا کہ ایک واقع مشہور ہے۔

شہر میں کوئی حجام پہنچا ملاقات حجمان سے کر کے بولا
کہ بی بی تمہاری ہوئیں آج بیوہ میاں تم کو اس غم میں ماتم ہے زیبا
سنا جب انہوں نے بہت روئے پیٹے کہ افسوس بیوی ہوئی میری بیوہ
تو احباب نے ان کو آ کر بتایا کہ بیوہ ہوتی کیسے تم تو ہو زندہ
کہنے لگے قاصد بھی تو معتبر ہے پھر اس کو میں کس طرح سمجھوں گا جھوٹا

بالکل یہی حال علمائے دیوبند کا ہے۔ اگر کہا جائے کہ تھانوی نے یہ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کس کی بات پر عمل کرو گے تو جواب آئے گا ''ہم مولانا تھانوی پر اعتبار کر چکے ہیں'' معتبر نائی کی بات جھٹلائی نہیں جا سکتی۔'' (خون کے آنسو از مشتاق احمد نظامی صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶ ۱۹۶۱ء ناشر مکتبہ پاسبان الہ آباد)

بندر اور وهابی

مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا۔ میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے۔ مجلس میلاد پڑھ رہا تھا۔ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا۔ جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا۔ پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ ''بندر تھا وہابی نہ تھا'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری حصہ چہارم صفحہ ۴۷۸)

قارئین! نہ جانے لوگ کیوں کہتے ہیں ''بندر کیا جانے ادرک کا سواد'' حالانکہ بندر میلاد کا سواد جانتا ہے، اعلیٰ حضرت کو یوں کہنا چاہیے تھا ''وہابی کیا جانے میلاد کا سواد'' وارثانِ ابوجہل سے بہتر تو بندر ہے جو ذکرِ حبیب ﷺ کو سُنتا رہا۔ وارثانِ ابوجہل تو مساجد میں عبادت کرنے والوں کو بھی خون میں نہلا دیتے ہیں، مجالس یارسول اللہ اور رسول اللہ میں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔

بنارس کے ٹھگ

مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی لکھتے ہیں:۔

''قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ بنارس کے ٹھگ بہت مشہور ہیں یہ مولوی عبدالحق اور

اس کی پارٹی بھی ٹھگوں کا ایک گروہ ہے جس نے مسلمانانِ احناف کے جان و مال کو نہیں ان کے دین و ایمان کو بنام حدیث ٹھگ لیا ہے۔ ٹھگی کرنے کے لیے بہت خوبصورت اور دلکش سوانگ رچانا پڑتا ہے تاکہ شکار مشتبہ نہ ہو اور آرام سے اس کے جال میں پھنس جائے۔ اسی طرح مولوی عبدالحق اور اس کے جانشینوں نے حدیث کی آڑ میں بہت سے احناف کی جیب صاف کر لی اور انہیں اسلاف کرام سے ورثہ میں ملے ہوئے پیٹنٹ اسلام و ایمان سے محروم کر دیا اور اپنے خود ساختہ دین و مذہب اور اجماع اُمّت کے برخلاف موقف و مسلک کا قائل کر لیا۔ فوا اسفاہ جو بدنصیب لوگ ان کے چکمے میں آ گئے وہ ہر وقت حدیث حدیث کا لفظ سن کر پختہ ہو جائیں گے مگر انہیں علم نہیں ہوگا کہ یہ ہمیں حدیث کی آڑ میں سُنّت سے دور کر رہے ہیں۔ اور اہل حدیث کی رٹ لگا کر یہ ہمیں اہل سنّت سے نکال رہے ہیں۔''
(نام نہاد اہل حدیث یا شیعہ از مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی صفحہ ۹، ۱۰)

مشرکین مکه

مشہور تجزیہ نگار ہارون رشید صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک عشرہ ہوتا ہے، نواح لاہور میں ایک دینی جماعت کے اجتماع میں شرکت کا موقع ملا۔ صوفی عائش محمد ایسا اجلا آدمی خطیبوں میں شامل تھا۔ اتنے میں جنرل حمید گل بھی تشریف لے آئے تب ایک خطیب کو میں نے دھاڑتے سُنا کہ پاکستان کے مسلمان ''مشرکین مکہ'' سے بدتر ہیں۔ خاموشی کے ساتھ میں اُٹھا اور لاہور روانہ ہو گیا۔'' (جنگ لندن ۱۶ جون ۲۰۱۰ء)

جنّت کی سیر

سورۃ مریم کی آیات ۵۷، ۵۸ **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقاً نَّبِيّاً ۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً۔** کی تفسیر میں طاہر القادری کہتے ہیں:۔

''حضرت ادریسؑ نے اپنی زندگی میں جنّت کی سیر کرنے کی آرزو کی تھی۔ اس آرزو کے نتیجے میں آپؑ کو ملائکہ کے ذریعے اوپر اُٹھا لیا گیا، اور جنّت کی سیر کرائی گئی۔ جنّت کی سیر کرنے کے بعد ملائکہ نے عرض کیا کہ حضرت اب سیر ہو چکی ہے۔ واپس تشریف لے چلیں۔ حضرت ادریسؑ نے اللہ سے

عرض کیا کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو جنّت میں آ جاتا ہے وہ واپس نہیں جاتا۔ مجھے اب یہیں رکھ۔ تیرے قرب کی بارگاہ سے واپس نہیں جانا چاہتا۔ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے ادریس کو یہیں چھوڑ دو، ہم اس کو واپس نہیں بھیجتے۔ چنانچہ آج تک آپؑ چوتھے آسمان پر زندہ وسلامت تشریف فرما ہیں۔ شب معراج کو آپؑ سے حضورﷺ کی ملاقات بھی ہوئی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جسمانی طور پر کسی کو اُٹھالینا قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ امر ممکن ہے۔'' (فتنہ قادیانیت از مولانا طاہر القادری صفحہ ۲۰۵)

قارئین کرام! آیئے دیکھتے ہیں کہ مولوی طاہری القادری صاحب جنہیں کچھ لوگ مجدد بھی مانتے ہیں، ان کے پیرومرشد مولوی احمد رضا بریلوی جنہیں مجدد بھی کہنے والے کہتے ہیں اس ضمن میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

''آپؑ (ادریسؑ) آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ **وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً۔** ہم نے ان کو مکان پر اُٹھایا۔ آپؑ کی وجہ سے فرشتہ کی تخفیف ہونے پر فرشتہ نے ادریسؑ سے کہا ''حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں'' فرمایا ''ایک مرتبہ جنّت میں لے چلو'' عرض کی ''یہ تو میرے قبضے سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے، ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے۔'' غرض عزرائیل آئے، آپ نے ان سے فرمایا! انہوں (عزرائیل) نے عرض کیا: حضور! بغیر موت کے تو جنّت میں جانا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا ''روح قبض کرلو'' انہوں نے بحکم خُدا ایک آن کے لیے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی۔ آپؑ (ادریسؑ) نے فرمایا: ''مجھ کو دوزخ و جنّت کی سیر کراؤ'' حضرت عزرائیل دوزخ پر لائے، طبقات جہنم کھلوائے، آپؑ دیکھتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ عزرائیلؑ نے جب ہوش ہوا تو عرض کیا: آپؑ نے یہ تکلیف اپنے ہاتھوں سے اُٹھائی۔ پھر جنّت میں لے گئے، وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیلؑ نے چلنے کے واسطے عرض کیا، آپؑ نے التفات نہ فرمایا: دوبارہ پھر عرض کیا: آپؑ نے جواب نہ دیا، پھر جب عرض کیا تو فرمایا: ''اب چلنا کیسا، جنّت میں آ کر بھی کوئی واپس جاتا ہے؟'' اللہ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آ کر پہلے عزرائیلؑ سے سارا واقع سنا پھر آپ نے دریافت کیا کہ آپؑ کیوں نہیں تشریف لے جاتے؟ ارشاد فرمایا: اللہ فرماتا ہے **"کل نفس ذائقة الموت"** (ال عمران آیت ۱۸۶) پھر تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا پھر فرمایا اور لوگ جنّت سے

کبھی نہ نکالے جائیں گے۔ میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں، جہنم کی سیر کر چکا ہوں، اب میں جنّت میں آ گیا ہوں کیوں جاؤں؟ حکم ہوا ''میرا بندہ ادریسؑ سچا ہے اس کو چھوڑ دو''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ ۵۰۵ شائع کردہ مکتبہ المدینہ۔ باب المدینہ کراچی۔ پیشکش دعوت اسلامی صفحہ ۴۸۵، ۴۸۶)

مولانا احمد رضا خان بریلوی مزید لکھتے ہیں:۔

''اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف آنی (یعنی ایک پل کے لیے) ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ (وفات پا کر زندہ تو ہر نبی ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ نبی بھی وفات پا کر زندہ ہوئے اور جنّت میں ہیں تو ان کی علیحدہ خصوصیت کیا ہے؟) یہ مسئلہ قطیعہ، یقینیہ، ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے، اس کا منکر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہوگیا۔ چار انبیاء علیہم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لیے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ (مولانا شاید بھول گئے کہ وہ حضرت ادریسؑ کی موت کو بیان کر آئے ہیں) دو آسمان اور دو زمین پر ہیں۔ ادریسؑ اور عیسیٰؑ آسمان پر۔ خضرؑ والیاسؑ زمین پر ہیں، ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں، حج کرتے ہیں، ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے، سال بھر کے طعام و شراب (یعنی کھانے پینے) سے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ ۵۰۵ شائع کردہ مکتبہ المدینہ۔ باب المدینہ کراچی۔ پیشکش دعوت اسلامی)

حضرت مجدالدین فیروز آبادی نے اپنی کتاب میں درجنوں احادیث کا جعلی اور مفتری ہونا بیان کیا ہے۔ حضرت مجدالدین فیروز آبادی اپنی کتاب سفر السعادۃ کے خاتمہ میں لکھتے ہیں:۔

۱۔ ملائکہ کی پیدائش میں اور حضرت جبرائیلؑ کے پروں کے قطروں سے فرشتوں کے پیدا ہونے میں حدیث صحیح نہیں ہے۔

۲۔ خضرؑ والیاسؑ کی عمر اور اس کی درازی کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کی مشہور حدیثیں موضوع اور مفتریات سے ہیں۔

۴۔ حضرت علیؓ کے فضائل میں بجز ایک حدیث کے اور کوئی ثابت نہیں۔

۵۔حضرت معاویہؓ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

۶۔امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کی بزرگی یا بُرائی میں جس قدر حدیثیں ہیں سب موضوع اور مفتری ہیں۔(بحوالہ مقالات سرسید احمد خان از مولانا محمد سماعیل پانی پتی جلد اصفحہ ۷۹، ۸۰ ناشر احمد ندیم قاسمی ناظم مجلس ترقی ادب ،کلب روڈ لاہو۔طبع دوم دسمبر ۱۹۸۴ء مطبع مکتبہ جدید پریس)

حضرت مجد الدین فیروز آبادی نے اپنی کتاب میں درجنوں احادیث کا جعلی اور مفتری ہونا بیان کیا ہے۔

سرسیّد احمد خان لکھتے ہیں کہ ''تفسیروں اور سیر کی کتابوں میں خواہ وہ تفسیر ابن جریر ہو یا تفسیر کبیر وغیرہ خواہ وہ سیرت ابن اسحاق ہو، خواہ سیرت ابن ھشام اور خواہ وہ روضۃ الاحباب ہو یا مدارج النبوۃ وغیرہ ان میں تو اکثر ایسی لغو اور نامعتبر روائتیں اور قصے مندرج ہیں جن کا نہ بیان کرنا اُن کے بیان کرنے سے بہتر ہے۔'' (مقالات سرسید احمد خان از مولانا محمد سماعیل پانی پتی جلد اصفحہ ۳۵)

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** ۔(سورۃ ال عمران آیت ۵۶) اس آیت میں ترتیب وار چار وعدوں کا ذکر ہے: اللہ حضرت عیسیٰؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔میں تجھے وفات دوں گا، تیرے درجات بلند کروں گا، تہمتوں سے پاک کروں گا اور تیرے متّبعین کو قیامت تک نہ ماننے والوں پر غلبہ عطا کروں گا۔اس آیت میں دیکھ لیجیے رفع توفّی کے بعد ہے یعنی روح کا رفع ہے نہ کہ جسم کا۔اللہ جب رفع کرتا ہے تو قرآن میں درجات کی بلندی کے معنے کیے جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ مریم کی آیت ۵۸ میں اللہ تعالیٰ حضرت ادریسؑ کے بارے میں فرماتا ہے "**وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً**" اور ہم نے اس کا (ادریس کا) ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔دوسری جگہ سورۃ اعراف کی آیت ۱۷۷ میں بلعم باعور کے بارے میں فرماتا ہے کہ '**وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَـكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ** ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان (آیات) کے ذریعہ ضرور اُس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جُھک گیا اور اپنے ہوس کی پیروی کی۔

(کنز العمال کی جلد دو صفحہ ۲۵ میں) ہے: "**واذا تواضح العبد رفعه الله الى السماءِ السابعة**" خُدا بندے کا ساتویں آسمان پر رفع کرتا ہے۔(یہاں الیٰ بھی ہے اور آسمان بھی، لیکن جسم اُٹھائے جانے کا ذکر نہیں) پھر (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ مصر) میں ہے کہ "**ما تواضح احد لله الا رفعه الله**" کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کے سامنے گرا ہو اور پھر اللہ نے اُس کا رفع نہ کیا ہو۔(کیا ہر شخص ہی آسمان پر چلا جاتا ہے؟) سورۃ الانعام ۴ میں ہے **و هو الله فى السموت و فى الارض**۔اللہ زمین میں بھی ہے اور آسمان میں بھی۔

مولوی طاہر القادری حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ادریسؑ کے سوا ہر جگہ رفعنا کے معنی درجات کی بلندی کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔امام ابوالقاسم القشیر ی، حضرت بشیر الحافیؒ کے قول کی روایت کرتے ہیں کہ بشیر الحافیؒ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپؐ نے مجھ سے کہا: اے بشیر! **اتدری لم رفعك الله من بين اقرانك**۔ترجمہ طاہر القادری: کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے اللہ نے تیرے ہم زمانہ لوگوں میں سے تیرے درجہ کو اتنا بُلند کیوں کر دیا؟

(ماہنامہ منہاج القرآن اگست ۲۰۱۰ء خطاب طاہر القادری تعلیمات تصوف اور اصلاح احوال)

اور اردو ترجمہ حیات القلوب میں ہے۔ **إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** ۔(سورۃ ال عمران آیت ۵۶) اور **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ** ۔(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸) یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔ (اردو ترجمہ حیات القلوب جلد اصفحہ ۸۱۹)

اور مولانا ابوعدنان محمد طیّب محمد خطاب بھواردی نے **وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً**۔کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔**وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً**۔ہم نے اسے بُلند مقام پر اُٹھا لیا (حضرت ادریسؑ کو) (سورۃ مریم آیت ۵۸) مولانا کہتے ہیں کہ ''اس آیت سے مرتبت کی بُلندی مراد ہے نہ یہ کہ آسمان پر اُٹھائے جانا مراد ہے۔'' (قرآنی معلومات۔جمع وتدوین ابوعدنان محمد طیّب محمد خطاب بھواردی۔صفحہ ۵۵ ناشر مکتب توعیۃ الجالیات بالمجمعہ)

جابرؓ کی والدہ یا بہن کو عمروؓ کی شہادت پر روتے دیکھ کر رسول اللہ ؐ نے فرمایا:۔

''کیوں روتی ہے حالانکہ فرشتے برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں یہاں تک کہ (رفع) اُٹھا لیا جائے۔(یہاں غیر احمدی مترجم ''رفع'' کا ترجمہ 'اُٹھا لیا جائے' کرتے ہیں۔یاد رکھنا چاہیے اگر اس حدیث میں لوگوں کا جسم اُٹھانا یا جنازہ کا اُٹھانا مراد لیا جائے تو اس سے مردے کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور درجات کی بلندی مراد لیا جائے تو مُردے کے لیے عظیم رُوحانی مقام بن

جاتا ہے۔سنن نسائی میں ''رفع'' کا ترجمہ' جنازہ اُٹھالیا' کیا گیا ہے۔(اللہ مُردوں کے جسم یا جنازے قطعاً نہیں اُٹھاتا) (مسلم جلد۳ حدیث ۱۸۵۴)

آنحضرتؐ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :**رفعك اللّٰه یا عم** ۔اے میرے چچا اللہ آپؓ کا رفع کرے۔(کنز العمال جلد۷ صفحہ ۶۸) **من تواضع للّٰه رفعه اللّٰه** ۔جو شخص اللہ کے آگے گرجائے اللہ اس کا رفع کرتا ہے۔

التواضع لا یرید العبد الا رفعة فتواضعوا یرفعکم اللّٰه۔خاکساری انسان کو رفعت میں بڑھاتی ہے پس تم انکساری کرو اللہ تمہارا رفع کرے گا۔ (کنز العمال جلد۲ صفحہ ۲۵ حدیث ۵۹۵)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما یصیب المومن من شوکة فما فوقها الا رفعه اللّٰه بها درجة۔

مسلمان کو جب کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی کم کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم۔حدیث نمبر ۶۵۶۲۔کتاب البر والصلة والادب ۔ترجمہ: مولانا وحید الزماں)

ابن ماجہ میں دو سجدوں کے درمیان والی دُعا میں'' **ورفعنی** '' کا لفظ آتا ہے، مولوی اس کا ترجمہ کبھی یہ نہیں کرتے کہ اے اللہ! ہمیں زندہ اُٹھالے بلکہ کہتے ہیں ہمارے درجات بلند فرما۔

بڑھیچ بمقابلہ جھوجہ

مولوی احمد رضا خان بریلوی سے عرض کیا گیا۔''تھانوی کو لوگ سیّد کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا (یعنی انہیں ایسا کہنے سے نہیں روکتا) حالانکہ وہ ذات کا ''جھوجہ'' ہے۔'' جواب میں فرمایا۔''حدیث کنز العمال میں ہے جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔دوسری حدیث میں ہے۔اس پر جنت حرام ہے اور تیسری حدیث میں ہے۔اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹ شائع کردہ مکتبہ المدینہ۔باب المدینہ کراچی۔پیشکش دعوت اسلامی)

قارئین کرام! مولوی احمد رضا خاں صاحب قوم بڑھیچ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والدین

نے آپ کا نام مختار رکھا تھا مگر آپ نے بدل کر احمد رضا رکھ لیا تھا۔ان کے خاندان میں ان کے بزرگ نقی، کاظم اور دوسرے سیّدوں کے نام استعمال کرتے تھے۔اسی وجہ سے ان کے بعض معترضین انہیں شیعہ کہتے ہیں۔بعض انہیں راجپوت کہتے ہیں اور بعض پٹھان۔

مولانا اشرف علی تھانوی جھوجہ شاعر بھی تھے۔ ان کا تخلص آہ تھا۔ان کا ایک شعر ہے ؎

تمہاری کیا حقیقت تھی میاں آہ یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے

مولوی امداد مہاجر مکّی، مولانا اشرف علی تھانوی کے پیر ومرشد تھے۔

ننگا امام غائب

حافظ مولانا محمد خان صاحب فرماتے ہیں:۔

''شیعہ مذہب اسلام کے مقابل اور مخالف ایک مستقل جھوٹا اور من گھڑت مذہب ہے، اور جتنا جھوٹ اور جہالت شیعہ مذہب میں موجود ہے دُنیا میں اور کہیں بھی آپ کو نہیں ملے گا اور شیعہ مذہب کی مُستند کُتب پڑھنے کے بعد واضح ہوجاتا ہے کہ جھوٹ، جہالت، حماقت، دجل وفریب اور کفر و شرک و ضلال کی تمام اقسام کامل طور پر اس مذہب میں موجود ہیں۔اور شیعہ مذہب قبول کرنے والے لوگ انسانیت کے نام پر ایک عار وعیب ہیں، عقل وفہم میں مُشرکین عرب سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں کیونکہ مُشرکین عرب کے شرک وضلال کی حالت قرآن بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بُتوں کی عبادت کرتے تھے، مُشرکین عرب کا بُتوں کی عبادت کرنا کفر وشرک ہے لیکن عقل وفہم کے اعتبار سے شیعہ سے وہ بھی اچھے تھے کہ کم از کم وہ بُت اُن کے سامنے موجود تو ہوتے تھے جبکہ اس کے بالمقابل شیعہ لوگ ایک غائب اور معدوم چیز کی عبادت کرتے ہیں، اُس چیز کو پُوجتے اور پُکارتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور وہ ننگا امام غائب ہے، جس کے پاس شیعہ کا اصل دین موجود ہے۔شیعہ مذہب اتنا غلیظ و ناپاک ہے کہ اس کے پڑھنے کو بھی ایک صاحبِ ایمان کا دِل نہیں کرتا۔''

(ماہنامہ اہل حق شمارہ نمبر ۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ صفحہ ۴۳ مدیر ساجد خان نقشبندی جلد ۱)

جماعت اسلامی

بے نظیر بھٹو صاحبہ لکھتی ہیں:۔

''موجودہ دور میں وہابی پیسے کی خصوصی وصول کنندہ جماعت اسلامی ہی ہے۔ یہ ایک سیاسی اور سماجی (کہلاتی اسلامی ہے) تحریک ہے جس کی بنیاد مولانا مودودی نے رکھی ہے۔ زیادہ تر وہابی سرمایہ اب بھی ان سکولوں کو جاتا ہے جو جماعت اسلامی کے زیر اہتمام کام کر رہے ہیں۔ اپنے بچپن کے دور میں، میں جماعت اسلامی کو بالواسطہ طور پر امداد فراہم کرنے کی کہانیاں اکثر سنا کرتی تھی، کہ سعودی رہنما، مولانا مودودی کی کتابیں ہزاروں کی تعداد میں خریدتے، ان کی قیمت ادا کرتے اور پھر ان کتابوں کو سمندر میں پھینک دیتے۔ کیونکہ دراصل انہیں پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ پھر جنرل ضیاء الحق کے آنے کے بعد صورتحال تبدیل ہوگئی۔'' (مفاہمت (اسلام، جمہوریت اور مغرب) از بے نظیر بھٹو صفحہ ۱۹۴)

پیشانی کے داغ

مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ہمارے عوام کاشتکاروں اور بادیہ نشینوں کی عادت ہے کہ جب کسی جانور یا کتے میں ایذا رسانی کا مادہ پاتے ہیں تو اسے داغ دیتے ہیں یا اسے کسی ایسی علامت سے نمایاں کرتے ہیں جس سے خلق خُدا کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ جانور یا یہ کتا موذی ہے۔ بلاتمثیل یہاں سمجھئے کہ بفتوائے مفتی کائنات ﷺ **"هم شر الخلق و الخلقيته"** یعنی ایسے لوگ (وہابی دیوبندی) تمام انسانوں اور جانوروں و حیوانوں سے شریر ترین ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی تمام بد مذاہب میں شریر ترین لوگوں کی پیشانیوں کو داغ دیا ہے۔ پہلے جس مذہب سے تعلق رکھتا ہو لیکن جونہی وہابیت دیوبندیت میں داخلہ لے گا تو ہفتہ عشرہ گزرنے نہیں پائے گا کہ اس کی پیشانی پر سیاہ دھبہ نمایاں نظر آئے گا۔ ناظرین کو یقین ہونا چاہیے اور فقیر کی اس تحریر کے پڑھنے کے بعد خود مشاہدہ فرمائیں کہ دیوبندی وہابی بالخصوص تبلیغی جماعت کا یہ وصف اتنا ظاہر ہے کہ اب اس کے متعلق کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر ایسے بے شمار نمازی

ملیں گے جنہیں نماز پڑھتے ہوئے چالیس پچاس سال گزر گئے لیکن ان کی پیشانیاں نمائشی سجدوں کے نشان سے بے داغ ہیں اور یہاں تبلیغی جماعت کے نمازیوں کو جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہو پاتے کہ ان کی پیشانیاں داغ دار ہو جاتی ہیں۔ اب اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا تلاش کی جاتی ہے کہ یہ سجدہ نہیں کرتے پیشانیوں کو سجدوں سے داغا کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں پر اپنی نماز خوانی کی دھونس جمائیں۔''

''عالم دُنیا کے اہل سنت علماء و مشائخ اور خارجیوں، نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور اکابر لیڈروں کو کسی مجمع میں بٹھا کر کسی منصف مزاج غیر متعصب انسان سے پوچھا جائے کہ ان میں نورانی چہرے کونسے ہیں اور ظلماتی کونسے۔ اور آپ خود بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اس پارٹی کے جس فرد کو دیکھو گے تو چہروں سے خشکی اور درشتی اور غمنا کی ٹپکتی ہے اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ گویا اس کی ماں مَر گئی ہے یا کسی سے ابھی جوتے کھا کے تازہ دم بیٹھا ہے۔''

''آپ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلے جایئے۔ دیوبندی وہابی ٹولے کی تمام شاخوں کے ایک ایک فرد کی گردن اتنی موٹی پائیں گے کہ تیلی کے کولو کی لٹھ بھی دیکھ کر شرمسار ہو۔''

''رسول اللہ ﷺ کی بد دُعا سے اس پارٹی خارجی دیوبندی وہابی نجدی کو کچھ اس طرح (داڑھی) لگتی ہے جیسے سکھ اور یہودی کا چہرہ۔'' ''قدرتی طور پر ان کے (وہابی دیوبندی) ہر فرد کو داڑھی کے بال اتنے گھنے اور بے شمار نصیب ہوتے ہیں۔ دور سے دیکھو تو ایسے معلوم ہوتا ہے گویا بکری کا بچہ کسی کے منہ میں ہے۔'' پھر کہتے ہیں۔ ''ہمارے دور کے لمبے داڑھے والے، موٹی گردن والے، گنجے ملاّ، ملاّنے اور ان کے چھوٹے بڑے کھلے بندوں نبیوں کے تاجدار کل کائنات کے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی جی بھر کر گستاخیاں کریں تو ہمارے مسلمان بھائی بجائے ان سے خفا ہونے کے ہماری مذمت کرتے ہیں۔'' (وہابی دیوبندی کی نشانی مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی صفحہ ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۱۱)

مُردہ ضمیر

اکبری عہد کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ علماء سو کا تھا۔ جب اکبر کو ان کی صحبت بد میسر آئی تو وہ نا صرف علمائے حق سے متنفر ہوا بلکہ اسلام کو ہی اختلافات اور خرافات کا مجموعہ سمجھنے لگا، ان علماء نے ضمیر

کی آواز کو اس قدر مُردہ کر دیا تھا کہ وہ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے غیر شرعی فتوے دینے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ اکبر کو سجدہ کرنے کا جواز قاضی نظام بدخشی نے پیش کیا تو مُلّا عالم کابلی کو اس پر بڑی حسرت ہوئی کہ یہ فضیلت اُنہیں حاصل کیوں نہ ہوئی۔

(پروفیسر محمد اقبال مجددی روزنامہ پاکستان ۱۲ فروری ۲۰۱۰ء دینی ایڈیشن)

قادیانیت (احمدیت)

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب آف اٹک فرماتے ہیں:۔

''اُمّت کے آخری دور کے لیے وہی نظام حیات کامیاب ہو سکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں گُم ہوئے رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کے امتیازی شان سے سرفراز ہوئے مگر اس کے لیے ایک مرکز کی ضرورت ہے، جو تقریباً پانچ سو سال سے متعین نہ ہو سکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دُنیا پر پورا حکمران ہے۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کر لی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دُنیا کے جعفری حرکت میں آ جاتے ہیں۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دُنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے۔ وہ وہاں بیٹھ کے دُنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے۔ ہم **کنتم خیر اُمة** کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں۔ جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے۔ کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں؟ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کی بجائے ایک عالمی امیر ہو۔ جس اُمت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور مقتدی بن جائے، اس ایک ارب مسلمان (اب ڈیڑھ ارب) افراد کا کوئی امیر نہیں، جس کی اشد ضرورت ہے۔'' (ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴۳،۴۴)

معزز قارئین! حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ انسان کی امیدیں ہیں اور یہ اجل یعنی موت ہے۔ انسان ابھی امیدوں میں

مشغول ہوتا ہے کہ یہ لکیر یعنی موت انسان کو آ لیتی ہے۔ (صحیح بخاری باب فی الاجل حدیث نمبر ۵۹۳۸)

معزز قارئین! وہ مسلمان جن کی حسرتیں اور امیدیں رسول اللہ کے لازوال پیغام سے جُڑی ہوئی تھیں انہیں خُدا تعالیٰ نے وحدت جیسی مظبوط مالا میں پرو دیا اور خلافت کی شکل میں اس وحدت کی مالا کو ایک انمول ہیرے سے مزّین کر دیا، اور وہ جن کی حسرتیں اور امیدیں اُن کے نفس کی غلام ہیں اُن کے گلے کا ہار نفاق اور انتشار جیسی نحوستیں بنا دیں۔ دیکھ لیجیے گزشتہ ایک سو پچیس سال سے مسلمانوں کی کیا درگت بن رہی ہے؟ نام نہاد مذہبی مسخروں نے اسلام کو تماشہ بنا دیا ہے۔ اور بانی جماعت احمدیہ امام الزمان پر ایمان لانے والے، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

نشانِ عبرت

ہم خدائے بزرگ و برتر سے التجا کریں گے کہ جس جس شخص نے اپنی طاقت اور اختیارات کے گھمنڈ میں وطن عزیز اور اس کے عوام کو اس حال تک پہنچایا ہے انہیں نشانِ عبرت بنا دے۔ ہر وہ صاحب اختیار جو خُدا کی بے بس مخلوق کو ذلت و مسکنت سے دوچار کرتا ہے اس کی رسّی کھینچ لے۔

اے ربّ کعبہ! باسٹھ سالوں سے ارض پاکستان کے حرماں نصیب کسی مسیحا کی راہ تکتے تکتے اب تھک کر چُور ہو گئے ہیں۔ انہیں ایک ایسا دردمند اور صاحب بصیرت حکمران نصیب فرما دے جو تیرے خوف سے تھر تھر کانپتا ہو، جو امریکہ سے نہیں صرف تجھ سے ڈرے، تُو منصف بھی ہے اور عادل بھی، اس قوم کو عدل اور انصاف کرنے والے حکمران نصیب فرما دے۔ مالک! تُو نے کرم نہ کیا تو یہ قوم برباد ہو جائے گی اسے تباہی و بربادی سے بچا لے مالک۔ (روزنامہ اوصاف ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! یقیناً اللہ تعالیٰ منصف بھی ہے اور عادل بھی ہے، سُنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے، وہ نشانِ عبرت بھی بناتا ہے اور ذلّت و مسکنت سے دوچار بھی کرتا ہے، جہاں ظلم بڑھ جاتا ہے وہاں مسیحا بھی بھیجتا ہے۔ اگر کسی بدقسمت انسان یا قوم کو ربّ کعبہ کا انصاف اور عدل نظر نہ آئے، اُس کی آواز سُنائی نہ دے، عبرت کے نشان نظر نہ آئیں، ذلّت و مسکنت کی مار محسوس نہ ہو اور مسیحا کی آواز سنائی نہ دے اور رُوحانی صورت دکھائی نہ دے تو اس میں ربّ کعبہ کا کیا قصور؟

اہل سنّت والجماعت

مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی فرماتے ہیں:۔

''واضح ہو کہ اُمّت محمدؐیہ نام ہے اہل سنّت والجماعت کا جو مذاہب اربعہ منقسم ہے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ان چاروں کو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں اور غیر مقلد بھی ان کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ سارے مشرک ہیں تو مسلمان کیا اس شرذ منہ قلیلہ اور گروہ آوارہ کا نام ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے؟ کیا روز محشر اُمّتیوں کی ایک سوبیس صفوں میں سے اُمّت محمدؐیہ کی اسّی صفیں ان غیر مقلدوں سے بنیں گی جو تعداد میں شیعوں سے بھی کم ہیں۔ اگر ان کی صف بنائی جائے تو لاہور سے لے کر مرید کے تک ختم ہوجائے گی۔ حق یہ ہے کہ ناجی صرف اہل سنّت والجماعت ہیں جو دُنیا کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں اور واضح رہے کہ قرون اولیٰ کے اہل حدیث خود اہل سنّت میں شامل تھے موجودہ اہل حدیثوں کو اُن اہل حدیثوں سے کوئی نسبت نہیں۔'' (نام نہاد اہلحدیث یا شیعہ صفحہ ۲۹،۳۰)

معزز قارئین! یقیناً اچھے اہل سُنّت بھی ہوتے ہوں گے مگر اس دور کے اہل سُنّت کے متعلق مولوی طاہر القادری صاحب کا ارشاد ہے'' آج ہمارے سُنّی ہونے کا معنی ہی اور ہے اور وہ یہ کہ سُنی سُنائی پر چلنا۔'' (منہاج القرآن ستمبر ۲۰۱۰ء بیان مولوی طاہر القادری)

کلمہ گو کافر؟

پروفیسر حافظ غلام محمد صاحب میمن اپنی کتاب بریلویت حقائق کے آئینے میں کے صفحہ ۳۰،۳۱ پر فرماتے ہیں:۔

''مسلمانی اور ایمان کا معاملہ زیادہ تر اللہ اور بندے کے درمیان میں رہتا ہے۔ جو شخص کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور عملی طور پر مسلم معاشرے کا فرد بن کر رہتا ہے اور بنیادی عقائد میں اس کا ایسا کھلا انحراف سامنے نہیں آتا، تب تک اس کو مسلمان ہی رہنے دینا چاہیے۔ مشکوٰۃ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یعنی جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے، اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھائے، وہ مسلمان ہے۔ اور وہ

اللہ اور اس کے رسول کے عہد وامان (ذمہ داری) میں ہے۔ تو پھر جس کو اللہ نے اپنے امان میں لیا ہے، تم اس عہد کو نہ توڑو۔ (قارئین کرام! یہ مولوی قرآن حدیث کی باتیں کرتے ہیں مگر ایک دوسرے کو کلمہ گو ہونے کے باوجود کفر کے فتوے دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے یہاں تک کہ حج کے موقع پر بھی سعودی امام کے پیچھے تمام فرقے نماز نہیں پڑھتے خاص طور پر بریلوی حضرات۔ مصنف)

نمبرون

صوبہ پختون خواہ (سرحد) میں ایک زمانہ تھا کہ مہمان نوازی، بہادری اور احترام آدمیت کے حوالے سے نمبرون تھا اور اب خون ریزی، تخریب کاری، بدحالی اور جہالت کے میدانوں میں نمبر ون ہے۔ ماضی میں اسے دُنیا میں سکواش میں نمبرون صوبے کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا اور اب اسے بھرے مجموں میں انسانی سروں کے ذریعے والی بال کھیلنے سے پہچانا جاتا ہے۔ ایک اندازتو ماشاءاللہ ایسا ہے جو قیام پاکستان سے لے کر اب تک اس کا طرہ امتیاز ہے وہ ہے غربت میں نمبرون ہونے کا اعزاز۔ اس اعزاز سے اسے متحدہ مجلس عمل کے''پاکبازوں'' کی حکومت محروم کرسکی اور نہ باچا خان کے جانشینوں کو اس کی ہمت ہوئی۔ متحدہ مجلس عمل نے پانچ برسوں میں اسے بدانتظامی اور عسکریت پسندی کے میدانوں میں نمبرون بنادیا۔ اور اب اے۔ این۔ پی نے پی پی پی کو ساتھ ملا کر کرپشن میں نمبرون ہونے کا تمغہ اس کے سینے پر سجادیا ہے۔ (جنگ لندن منگل ۸ جون ۲۰۱۰ء مضمون از سلیم صافی)

بھٹو کٹھرے میں

قارئین کرام! بھٹو کو کون نہیں جانتا قائد عوام سمجھا جانے والا، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سب سے زیادہ مشہور اور طاقت ور انسان جسے ایک مقدمہ قتل میں عدالت نے مجرم قرار دیتے ہوئے پھانسی دے دی تھی۔ بھٹو نے جہاں لوگوں کو سیاسی طور پر بیدار کیا وہیں پاکستان کی ایک حقیقی پُرامن جماعت کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے کافر قرار دے دیا اور اپنے طور پر جنّت کا ٹکٹ حاصل کرلیا۔ بھٹو کے دُنیا سے گزر جانے کے تیس سال بعد بھی پی پی پی فخر کرتی ہے کہ بھٹو صاحب نے نوے سالہ مسئلہ حل کیا تھا۔

نوے سالہ مسئلہ حل کرنے والی اسمبلی کے ارکان کا کردار ضیاء حکومت کے شائع کردہ قرطاس ابیض میں دیکھا جا سکتا ہے جس میں انہیں خائن، راشی، جھوٹے، بدمعاملہ، بدعنوان، شرابی، زانی، اغواء میں ملوث، رسہ گیر، اسمگلر اور تخریب کار وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔ (قرطاس ابیض بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۵) آیئے قارئین پڑھیے ایسے شخص کی فریاد خود اُسی کی زبانی۔ کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے لاکھوں لوگوں کو کافر قرار دینے والا شخص جب خود کافر اور نام کا مسلمان کہلایا تو کیا کہتا ہے؟

''میں ایک سال سے زیادہ عرصہ سے موت کی کوٹھڑی میں بند ہوں جس کا رقبہ ۷ضرب ۱۰ فُٹ ہے۔ میں غیر ملکی افراد کے سامنے اس حقیقت کا ذکر نہیں کرنا چاہتا جو مجھ پر بیت چکی ہے میں اپنے جسم پر نشانات یا ایسی چیزیں ان لوگوں کے سامنے دکھانا پسند نہیں کروں گا۔ تاہم میں اپنی ان مجبوریوں اور جبر کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا نشانہ مجھے اپنی کوٹھڑی میں بننا پڑا۔ جیل میں مجھے سونے نہیں دیا جاتا تھا۔ پچاس پاگل قیدیوں کو میری کوٹھڑی سے ملحق بیرک میں رکھا گیا تھا جو رات بھر شور مچاتے رہتے۔ راولپنڈی میں مجھے پریشان کرنے کے لیے یہ ترکیب نکالی گئی کہ میری کوٹھڑی کی چھت پر پتھر پھینکے جاتے تھے تاکہ شور ہوتا رہے اور میں سو نہ سکوں۔ اس طرح مجھے بے پناہ ذہنی اور جسمانی اذیت پہنچائی گئی۔ اپنے ساتھ ''پلاز ما ۶۶'' (جیل کی کوٹھڑی) میں روا رکھی گئی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ جذبات سے مغلوب ہو گئے۔ آنسو ان کی آنکھوں میں تیرنے لگے۔ اگرچہ رخساروں تک نہیں پہنچے۔ بھٹو صاحب بات بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں کوئی بے بنیاد اور بے جڑ مظہر نہیں ہوں میں نے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اس کی خدمت کی ہے میرے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا گیا حالانکہ میں مجرم نہیں ہوں۔ ۱۵ اکتوبر سے مجھے موت کی کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ اور دس روز تک اسی حالت میں رکھا گیا۔

مائی لارڈ! ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکیں اور گھرکیاں صرف میرے لیے تھیں مجھے اکثر شٹ اپ، سٹ ڈاؤن، کھڑے ہو جاؤ اس آدمی کو باہر نکال دو جیسے الفاظ سے نوازا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے ساتھ بہت ہی برا رویہ اختیار کیا گیا۔ میں مجرم نہیں ہوں لیکن میرے ساتھ مجرموں سے بدتر سلوک روا رکھا گیا۔ نوے دنوں تک میں نے دھوپ دیکھی نہ روشنی۔ (نوے سالہ مسئلہ بھی تو جناب نے ہی حل کیا

تھا) مائی لارڈ! میں رحم کا نہیں انصاف کا طلب گار ہوں۔ میرے لیے راتوں رات ایک کٹہرا بنوایا گیا حالانکہ اس سے قبل انگریزی دور میں بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔

مائی لارڈ! ہائیکورٹ میں میری ہر طرح کردار کشی کی گئی۔ مجھے بڑا ملزم کہا گیا، عادی جھوٹا کہا گیا اور محض نام کا مسلمان قرار دیا گیا جس کا کردار مسلمانوں جیسا نہیں۔ مائی لارڈز خوب جانتے ہیں کہ میں محض نام کا مسلمان نہیں ہوں، میرے دور حکومت میں ختم نبوت کا ۹۰ سالہ پرانا مسئلہ حل کیا گیا۔ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ (اس فیصلے پر جمعیت علماء اسلام کے صدر مولانا زاہر قاسمی بھٹو نے اور عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور نے بھٹو کی درازی عمر کے لیے دعا کی اپیل کی اور پاکستان بھر میں ۱۳ ستمبر کو جمعہ کی نماز میں خصوصی دعائیں بھٹو کے لیے کی گئیں جو سب خُدا نے رَد کر دیں) اسلامی کانفرنس، ہلال احمر، جوئے، شراب اور ریس پر پابندی لگانے کو مسلمان ہونے کے ثبوت میں پیش کرنے کے بعد سپریم کورٹ سے سوال کرتے ہیں۔ کیا میں محض نام کا مسلمان ہوں؟ مائی لارڈ یہ کسی بھی اسلامی ریاست میں غیر معمولی بات ہے کہ ایک کلمہ گو مسلمان کو ثابت کرنا پڑے کہ وہ مسلمان ہے۔ میرے خیال میں اسلامی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا کہ ایک مسلمان صدر، مسلمان راہنما، ایک مسلمان وزیر اعظم جسے مسلمان قوم نے منتخب کیا ہو اسے یہ بتانا پڑا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔ یہ صرف جذباتی بات نہیں ہے بلکہ دردناک معاملہ ہے۔ میں آپ کی خدمت عالیہ میں ہارون الرشید کی مثال دینا چاہوں گا۔ ہارون الرشید کے دربار میں ایک مشہور مسلمان اسکالر کھڑا ہو گیا اور ہارون رشید سے کہا فرض کرو کہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اب میں اللہ کو نہیں مانتا اور اسلام پر یقین نہیں رکھتا۔ ہارون رشید نے کہا کہ میں یقین رکھتا تھا کہ تم مسلمان ہو، اب جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ تم نہیں ہو میں اسے قبول کرتا ہوں اور یہ میری سوسائٹی کی برداشت کی علامت ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا۔ ہماری سوسائٹی میں سماج کے برے لوگ جو انسانوں کو تکلیف دیتے ہیں جیسے چور، غنڈے اور بدکار۔ ان کو اس دنیا میں سزا دی جاتی ہے۔ اسی طرح خدا اور بندے کے درمیان ہونے والے معاملات کا فیصلہ بروز حساب ہوگا۔ ہمارا خدا تمام انسانوں کا خدا ہے۔''

معزز قارئین! یہ سب کہنے والا شخص جب یہ سب کہہ رہا تھا وہ بھول گیا تھا کہ اسی طرح کی

باتیں کسی اور نے بھی پارلیمنٹ میں بہت بہتر انداز میں کی تھیں مگر اس وقت وہ گردن جو پھانسی کے پھندے پر جھول کر ٹوٹ گئی تھی وہ تکبر اور خود پرستی کے شکنجے میں کسی کچھ بھی اچھا دیکھنے، سوچنے اور سمجھنے کی تمیز بھول چکی تھی۔ ہاں بھٹو وہی شخص ہے جس نے خدا اور بندے کے درمیان کے ان معاملات پر ٹانگ اڑائی تھی جن کا فیصلہ اللہ تعالیٰ بروز حساب کرے گا۔ ایک طرف پارلیمنٹ میں بیٹھے نفرت کے سوداگر احمدیوں کا تعلق اپنی دانست میں اللہ سے جدا کرنے جا رہے تھے اور دوسری طرف اس جماعت کا امام جس کا ماٹو ہے ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' اپنے مریدوں کو یہ مژدہ جانفزا سنا رہا تھا:۔

''باقی جہاں تک کسی کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال ہے یہ تو میں شروع سے کہہ رہا ہوں اس قرارداد سے بھی بہت پہلے سے یہ کہتا چلا آیا ہوں کہ جس شخص نے اپنا اسلام لاہور کی مال (روڈ) کی دوکان سے خریدا ہو، وہ تو ضائع ہو جائے گا لیکن میں اَور تم جنہیں خدا خود اپنے منہ سے کہتا ہے کہ تم (مومن) مسلمان ہو تو پھر ہمیں کیا فکر ہے۔ دنیا جو مرضی کہتی رہے تمہیں فکر ہی کوئی نہیں۔'' (خطبات ناصر جلد ۵ صفحہ ۶۴۱)

معزز قارئین! کہا جاتا ہے کہ تقدیر کسی کو بھی برے دن نہ دکھائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کی شامت اعمال ہی برے دن دکھانے کا باعث ہوتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے پاس کیا نہیں تھا۔ حکمرانی، عزت، شہرت، دولت، خوبصورتی، ذہانت، محبت کرنے والی عوام سبھی کچھ تو تھا مگر جب انسانی خواہشات کا ہجوم بے لگام ہو جائے تو وہی ہوتا ہے جو بھٹو کے ساتھ ہوا۔ وہ بھٹو جو ناز و نعم سے پلا تھا جو کانٹے کی چبھن سے بھی نا آشنا تھا اس کی گردن جلاد کی انگلی کے معمولی اشارے سے ٹوٹ کر لٹک گئی۔

مسٹر بھٹو کی تمام دہائیوں کے باوجود ۱۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو پنجاب ہائی کورٹ نے قتل کے ایک کیس میں سزائے موت سنادی اور ۶ فروری ۱۹۷۹ء کو سپریم کورٹ نے اس سزا کی توثیق کر دی اور ۳ اور ۴ اپریل کی درمیانی شب ۱۹۷۹ء کو پھانسی بھی دے دی گئی۔ باوجود مولویوں کے شور مچانے کے کہ بھٹو کو ایک سال تک پھانسی نہ دی جائے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے الہام الٰہی کی بناء پر پیشگوئی فرمائی تھی کہ جماعت کا ایک شدید مخالف ۵۲ سال کی عمر میں عبرتناک موت کا شکار ہوگا۔ چنانچہ کراچی کے اخبار ''وحدت'' نے لکھا کہ بھٹو کی سزائے موت کو ایک سال کے لیے مؤخر کر دیا جائے تاکہ قادیانی یہ نہ کہیں

کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ علماء کے خوف نے حقیقت کا روپ دھار لیا اور پیشگوئی پوری ہو گئی بھٹو ۵۲ سال کی عمر میں پھانسی پر لٹک کر رہے۔

بھٹو کو سزا سنانے والی عدالت کے چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین سے جب ایک انٹرویو میں یہ پوچھا گیا ''بعض حلقوں کا خیال ہے کہ بھٹو کو پھانسی لگانے کا سامان اس کے وکیلوں اور قانونی مشیروں نے کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ''سب سے بڑی منصف خُدا کی ذات ہے بھٹو کا فیصلہ آسمانوں پر لکھا جا چکا تھا۔'' (ماہنامہ مون ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۲)

قارئین! جس طرح کا انجام فرعون، نمرود اور ابوجہل کا ہوا اسی طرح وارثانِ فرعون، نمرود اور ابوجہل کا انجام بھی ذلّت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ ضیاء الحق بھی ہوائی حادثے میں جل مرے تھے۔

آئینہ

سعود اشعر صاحب فرماتے ہیں:۔

''ہم اقلیتوں کے تحفظ کے دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر بہانے بہانے انہیں، ان کے خاندانوں اور اُن کی جائیدادوں کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ پہلے بھٹو صاحب اور پھر ضیاء الحق ایسے قانون بنا گئے کہ اُن کا سہارا لے کر ہم سب کچھ کر سکتے ہیں سیاسی مقام بھی ہمیں کچھ نہیں کرنے دیتے۔ ووٹ لینے کے لیے ہم دہشت گرد تنظیموں کی طرف سے آنکھیں بند کیے رکھتے ہیں۔ یا یوں کہہ لیجیے ہم ان تنظیموں سے ڈرتے ہیں۔

۲۸ مئی بروز جمعہ گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں جو قتلِ عام ہوا وہ ایک دن کی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں تھا۔ سالہا سال سے نفرت کی جو مہم چلائی جا رہی ہے یہ اس کا منطقی انجام تھا۔ اور ہماری حکومتوں کا یہ حال ہے کہ جمعے کو جو ہوا اس کی اطلاع ایک سال پہلے انسانی حقوق کی تنظیم نے وزیراعلیٰ پنجاب کو دے دی تھی اور پندرہ دن پہلے وفاقی وزیر داخلہ نے بھی خبردار کیا تھا کہ احمدیوں کی عبادت گاہوں (مسجدوں) پر حملے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں لیکن کسی نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ عبادت گاہوں (مسجدوں) پر حملے ہوئے تو وہاں حفاظت کے لیے دو تین پولیس والے ہی موجود تھے۔

ہم نے ابھی تک مان کر نہیں دیا ہے کہ جنوبی پنجاب میں دہشت گردوں کے گڑھ ہیں۔ حالانکہ جمعے کے سانحے کے بعد ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے تھا۔ مگر ہم ابھی تک انکار کر رہے ہیں۔ پیر کے دن جناح اسپتال میں دہشت گردوں کے حملے سے اور بھی ثابت ہو گیا ہے کہ ان کے ٹھکانے لاہور میں ہی ہیں۔ اس ناسور کو جڑ سے کاٹ پھینکنے کے لیے کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم جسے اُمّت مسلمہ کہتے ہیں اسے تقسیم در تقسیم کیے جا رہے ہیں اور اسرائیل سے مقابلے کا دعویٰ کرتے ہیں۔" (روزنامہ جنگ لندن اتوار ۶ جون ۲۰۱۰ء)

قارئین! پنجابی طالبان ہوں یا کوئی اور طالبان ان کا ایجنڈا دہشت پیدا کرنا اور معصوم لوگوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانا ہے۔ ان کی کاروائیوں کی پشت پناہی مذہبی اور سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔

بلیاں

خبر ہے کہ اوکاڑہ کے نواحی علاقے اختر آباد کے ایک گاؤں میں کچھ غریبوں نے بھوک سے تنگ آ کر بلیاں کھانی شروع کر دی ہیں۔ خبر کے ساتھ ایک شخص کی تصویر شائع کی گئی تھی جو بلیاں پکڑ کر اپنے خاندان کو کھلاتا ہے۔ اس شخص نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ بھوک کے ہاتھوں خودکشی کرنے سے بہتر ہے کہ ہم حرام جانوروں کو پکڑ کر کھا لیں۔ (جو بلیاں کھانے کا حوصلہ نہیں رکھتے وہ خودکشیاں کر رہے ہیں) (جنگ لندن ۲۱ جون ۲۰۱۰ء حامد میر) سوئس ایجنسی فار ڈویلپمنٹ اینڈ کوآپریشن کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے ۶۔۴۸ فیصد لوگ "فوڈ ان سیکورٹی" کا شکار ہیں۔ عالمی بینک کے سربراہ رابرٹ نے یہ المناک انکشاف کیا ہے کہ روئے زمین پر روزانہ ایک ارب سے زائد انسان بھوکے سوتے ہیں۔

(عباس مہکری جنگ لندن ۶ جون ۲۰۱۰ء و ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تنگدستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے اور حسد تقدیر پر غلبہ پانے کے قریب کر دیتا ہے۔" (پاکستان میں مسلمانوں کی تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے کیونکہ مولوی اور تنگدستی کا زور بڑھتا چلا جا رہا ہے) (کنزالعمال، کتاب الزکوۃ، باب فی فضل الفقر جلد ۶ صفحہ ۲۷ حدیث ۱۶۶۷۸ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال)

قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے، مگر آرام کے ساتھ

کرپشن، حج کرپشن

ٹرانس پیرینسی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال ۲۰۰۹ء میں پاکستان ۴۲ واں کرپٹ ترین ملک تھا۔ اکتوبر ۲۰۱۰ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان ۳۴واں کرپٹ ترین ملک ہے۔

یہ وہی ٹرانس پرینسی انٹرنیشنل ہے جس نے بتایا تھا کہ پاکستان کے مذہبی عناصر کو کرپشن کے نشے میں مبتلا اُس زمانے میں کیا گیا جب امریکہ اور روس بلاک کی سرد جنگ شدت اختیار کیے ہوئے تھی۔ اور پاکستان کے مذہبی عناصر کو یہ تاثر پھیلانے کے لیے بھاری مقدار میں ڈالر فراہم کیے گئے کہ روسی اور چینی سوشلزم کی وجہ سے اسلام خطرے میں ہے۔ (بحوالہ جنگ لندن ۲۱ جون ۲۰۱۰ء)

حج کرپشن

جیو کے ایک پروگرام کے میزبان کامران خان فرماتے ہیں:۔

"حاجیوں نے حکومت کو دل کھول کر بددُعائیں دیں۔ کہیں رہائش کا انتظام نہیں تو کہیں ٹرانسپورٹ کا انتظام نہیں۔ پانی ہے تو بجلی نہیں، بجلی ہے تو پانی نہیں۔ ہزاروں حاجی آہ و بکا کرتے رہے۔ ایک حاجی کی بنائی ہوئی ویڈیو فلم سے یہ بات واضح طور پر نظر آئی کہ منیٰ میں حاجیوں کے لیے جو رہائشیں حاصل کی گئی تھیں وہاں ہر طرف بربادی ہی بربادی ہے۔ سرکاری خرچ پر حج کرنے والے ۲۵ ہزار حاجیوں کے پاس رہنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی منیٰ میں وہ کھلے آسمان تلے پڑے تھے۔ کامران خان نے کہا، ہزاروں حاجیوں نے کئی کئی گھنٹے پیدل سفر کیا۔ ایک ضعیف حاجی جو اپنی اہلیہ کے ساتھ خُدا کے دربار میں آئے تھے، ہانپتے ہوئے بتایا کہ انہیں پیدل چلتے چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں لیکن ہمارا یہاں کوئی وارث نہیں، باتھ روم میں پانی تک نہیں۔ اس صورت حال کی ذمہ داری وفاقی وزیر مذہبی امور علامہ حامد سعید کاظمی پر عائد ہوتی ہے۔ لوگوں نے سڑکوں پر نمازیں ادا کیں، وہیں راتیں گزاریں، حکومت کے خلاف شدید نعرے لگائے اور احرام کی حالت میں بددُعائیں کیں۔ اس حکومت کو اتنی بددُعائیں ملی ہیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا گیا۔ ایک نوجوان نے کہا کہ اگرچہ خودکشی حرام ہے لیکن اپنی ماں اور بہن کو روتے دیکھ کر دِل کر رہا ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔"

مسلم لیگ ن کے رہنما محمد حنیف عباسی نے کہا ہے کہ ’’سعودی سفیر نے وفاقی وزیر مذہبی امور علامہ حامد سعید کاظمی کو کرپشن کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور بالکل ٹھیک قرار دیا ہے۔فی حاجی تین ہزار سعودی ریال واپس کیے جائیں۔حج جیسے مقدّس فریضے پر کرپشن کا جو کھیل کھیلا گیا وہ قابل معافی نہیں، حج کرپشن میں مولانا حامد سعید کاظمی اور اُن سے اوپر کے تمام لوگ ذمہ دار ہیں۔‘‘ (جنگ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

سپریم کورٹ میں وفاقی وزیر مذہبی امور علامہ حامد سیّد کاظمی نے بیان دیا ہے کہ حج انتظامات میں کرپشن ہوئی ہے مگر گذرے سالوں سے کم ہوئی ہے۔چیف جسٹس چوہدری محمد افتخار نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا ’’تم کرپشن کرتے کرتے تھک جاؤ گے لیکن عدالتیں نوٹس لیتے لیتے نہیں تھکیں گی۔ آپ (علامہ حامد سیّد کاظمی) نے تو حج کو بھی نہیں چھوڑا۔‘‘ جسٹس جاوید اقبال نے وزیر مذہبی امور سے کہا ’’آپ خود کہتے ہو کہ کرپشن ہوئی ہے کیا آپ کو وزیر رہنا چاہیے؟‘‘ عدالت نے سات سو ریال فی کس، حج کے دوران سہولتیں نہ حاصل کرنے والوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔چیف جسٹس نے کہا ’’کیا حکومت کو ایماندار آدمی نہیں ملتے،صرف عدنان خواجہ اور آپ جیسے لوگوں کو کیوں لگایا گیا؟ ہم رحمان ملک سے پوچھیں گے کہ آپ کا نام ای سی ایل سے کیسے نکالا گیا؟‘‘ جب کاظمی صاحب نے کہا کہ میڈیا کردار کشی کر رہا ہے۔تو عدالت نے جواب میں کہا ’’کیا میڈیا آپ کا دشمن ہے؟ میڈیا تو سارا دن عدلیہ پر بھی پروگرام کرتا ہے۔ہم اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔اگر میڈیا غلطی کرے تو اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔کیا ڈاکٹر خالد سومرو،مولانا قاسم اور کیا سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر جھوٹ بول رہے ہیں،کیا وہ آپ کے دشمن ہیں؟ وفاقی وزیر نے جواب دیا جی ہاں! وہ میرے دشمن ہیں۔اس پر عدالت نے پوچھا ایک لاکھ ساٹھ ہزار حجاج جھوٹ بول رہے ہیں؟ منیٰ میں لوگ جا کر اپنی مغفرت کی دُعائیں مانگتے ہیں لیکن پاکستانی حاجی وہاں آپکو بددُعائیں دے رہے تھے۔‘‘ جسٹس جاوید اقبال نے کہا ’’یہ حج تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی اور وفاقی وزیر مذہبی امور کی نااہلی ہے۔‘‘ جب وفاقی وزیر نے کہا کہ میری جان کو خطرہ ہے تو چیف جسٹس نے کہا ’’اللہ حفاظت کرنے والا ہے۔جو رات قبر میں آنی ہے،وہ آئے گی۔‘‘

(جنگ ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء)

قارئین کرام! حامد سعید کاظمی روشن خیال مولوی ہیں۔عید الفطر ۲۰۱۰ء کے موقع پر سیلاب زدگان کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لیے ایک میلے پر بھی تشریف لے گئے تھے جس کے انتظامات اے آر وائی چینل نے کیے تھے۔لکّی ایرانی سرکس بھی دیکھی، بچوں کے جھولے بھی دیکھے یہاں تک کہ اپنا مبارک ہاتھ ایک نوجوان لڑکی کے ہاتھوں میں تھما دیا تا کہ وہ رنگوں سے مزّین پاکستانی جھنڈا بنا سکے۔ اس قدر روشن خیال ہیں کہ غیر محرم بے پردہ خاتون کے ہاتھ میں ہاتھ تھما دیا۔ایسے روشن خیال اور ہمدرد مولوی پر کرپشن جیسا قبیح فعل الزام ہی لگتا ہے۔مگر کاظمی صاحب کی نیک نامی کو داغدار کرنے کو ان کے ہم پیشہ مولوی حضرات بھی کسی سے پیچھے نہیں۔مولانا محمد قاسم قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کے چیئرمین، رکن قومی اسمبلی نے آگ لگنے سے پہلے بتا دیا کہ کاظمی صاحب نے گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی خدام الحجاج کے طور پر اپنے حلقے کے زیادہ تر ووٹروں کو بھیج کر بدترین سیاسی رشوت کا ایک بار پھر اعادہ کیا ہے، اور کاظمی صاحب وزارت حج میں سنگین بدعنوانیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔گزشتہ سال بھی خدام الحجاج کے بارے میں انہوں نے غلط بیانی کی تھی۔انہوں نے ایسے افراد کو حج پر نہیں بھیجا جن کے نام ویٹنگ لسٹ میں تھے،ان کی جگہ اپنے من پسند افراد کو بھجوا دیا۔ (روزنامہ اُمّت ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

وزیر مذہبی امور کو مورخہ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۰ء کو کرپشن کے الزامات کی وجہ سے حکومت نے ان کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا ہے۔تازہ خبر کے مطابق کئی ماہ سے جیل میں بند ہیں، عدالت نے ان کی درخواست ضمانت مسترد کر دی ہے۔اب ۲۰۱۷ء میں عدالت کی طرف سے سنائی گئی بارہ برس کی قید کو ختم کر کے انہیں باعزت الزام سے بری کر دیا گیا ہے۔

معزز قارئین! کچھ لوگ انہیں معصوم سمجھتے ہیں وہ یاد رکھیں جہاں گدھے ہوں وہاں دھول ضرور اُڑتی ہے۔شیرے پر مکھیاں ضرور آتی ہیں۔ہم عدالت کے فیصلہ کے متعلق اگر کہیں کہ یہ فیصلہ منحوس ہے تو عدالت رسوا ہو گی۔ ہماری قوم اپنی ذلت و رسوائی کو قبول کر لیتی ہے مگر عدالتوں کا احترام کرتی ہے۔

تباھی اور بربادی

ہمارے اجتماعی تعصّبات اور منافقتوں نے لاہور میں احمدی جماعت کے عبادت خانوں (مسجدوں) پر حملہ کر کے خود کو بے نقاب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔انٹرنیٹ پر دکھائے جانے

والے خاکوں اور بین الاقوامی سازشوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے حیرت انگیز طور پر خاموش رہے۔اسلام کے روادارانہ تاثر کو مسخ کر دیا گیا لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگ سکی۔حکومتی ردِعمل بھی بٹا ہوا تھا۔پنجاب کی صوبائی حکومت کے کسی اہم نمائندے نے اس حادثے میں زخمی ہونے والے افراد کی عیادت کو ضروری نہیں سمجھا اور نہ ہی ہلاک شدگان کے لیے کسی معاوضے کی رقم کا کوئی حکومتی اعلان کیا گیا۔(۲۸مئی ۲۰۱۰ء بروز جمعہ ہونے والے حملوں کی ذمہ داری تحریک طالبان پنجاب نے قبول کی تھی) ہم دوسروں کے دشمن ہیں، ہراُس شخص کے دشمن ہیں جو ہم جیسا نہیں ہے۔احمدیوں کو پہلی بار نشانہ نہیں بنایا گیا ۱۹۵۳ء میں بھی اس فرقے کے لوگوں کو ہدف بنایا گیا تھا،۱۹۷۴ء میں ہم نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا۔لیکن ہماری نفرتوں کی تلاش کا یہ سلسلہ اس کے باوجود جاری رہا (۱۹۸۴ء میں ضیاءالحق نے جس کے دورِحکومت کو سیاہ دور کہا جاتا ہے ایک آرڈیننس کے ذریعے تمام شعائر اسلام پر عمل احمدیوں سے چھین لیا۔اسلام علیکم کہنے پر بھی تین سال قید بامشقت اور جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے)

کچھ سُنّی ملاؤں نے اپنے ہی گروہ میں فرقے تلاش کر کے انہیں ''دیوبندی'' اور ''بریلوی'' کا نام دے دیا ہے۔یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کو مارنے مرنے پر تُلے رہتے ہیں۔یہی حال اہل حدیث اور وہابی کہلانے والوں میں ہے۔شیعہ بھی ہیں اور بھی کئی ہیں جن کی بابت مجھے معلوم نہیں۔

ایک قوم کی حیثیت سے ہم تباہی اور بربادی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔اگر ہم نے ابھی اور فوری طور پر اس کا کوئی علاج تلاش نہ کیا تو سامنے ایک عظیم ترین المیے کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔

(جنگ لندن ۵جون ۲۰۱۰)

پشتون خواہ ملی عوامی پارٹی کے سربراہ اور بزرگ سیاستدان محمود خان اچکزئی نے کہا ہے:۔

پاکستان میں اسلام کی بات ہوتی ہے لیکن اسلام نام کی چیز دوربین میں بھی نظر نہیں آتی۔

(روزنامہ عوام بدھ ۳۰جون ۲۰۱۰ء)

صوفی محمد صاحب فرماتے ہیں:۔

''پاکستان میں علماء کرام کی بیویاں پارلیمنٹ کی ممبران ہیں اور یہ شاید جمہوریت میں تو جائز ہو لیکن اسلام میں کسی طور بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔'' مزید فرماتے ہیں۔''پاکستان میں علماء کرام

اسلامی نظام کے نفاذ میں مخلص نہیں اگر یہ مخلص ہوتے تو اس ملک میں کب کا اسلام نافذ ہو چکا ہوتا۔''

(اسلامی نظام: علماء مخلص نہیں ہیں از رفعت اللہ اورکزئی جمعرات ۳۰اپریل ۲۰۰۹ء بی بی سی اردو ڈاٹ کام پشاور)

چرچل کی پیشگوئی

ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہا ہے:۔

''چرچل نے کہا تھا'' طاقت، بے ایمان، بدمعاش، لالچی اور مجرموں کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔برصغیر کے تمام لیڈر نہایت نچلے وصف و کردار کے ہوں گے، یہ گھاس پھونس کے بنے ہوں گے اور ان میں اخلاقی قوت کا فقدان ہوگا۔ان کی زبان میٹھی ہوگی مگر دل عیار ہوں گے۔یہ آپس میں اقتدار حاصل کرنے کے لیے لڑتے جھگڑتے رہیں گے اور برصغیر اسی سیاسی دنگل میں تباہ ہو جائے گا۔''

(ڈاکٹر عبدالقدیر جنگ ۲۱جون ۲۰۱۰ء)

دیکھ لیجیے اس دور میں عیّار مذہبی اور سیاسی لیڈر کتنے نچلے وصف و کردار کے ہیں۔محدث لاہور اکتوبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ مسلم حکمران امریکہ کی چوکھٹ پر سجدہ کرنے میں مصروف ہیں۔مسلم عوام پریشان ہیں۔علماء سو نے انہیں وہابی، بریلوی، شیعہ، سُنّی، حنفی، دیوبندی کے مسائل میں جکڑ دیا ہے۔اس تفرقہ اور انتشار کی بدولت اُمّت کئی حصوں اور کئی خطوں میں بٹ گئی۔

اللہ امت مسلمہ کو ہدایت دے۔آمین

اپیل برائے دیوبندی، بریلوی

سردار عبدالقیوم صاحب سابق صدر آزاد کشمیر کہتے ہیں:۔

''آپس میں تکفیر کا سلسلہ بند کر دیں۔اگر قادیانیوں جیسا سلوک ہم آپس میں بھی ایک دوسرے سے کریں، بریلوی دیوبندی جھگڑے کریں۔تو میں ادب سے عرض کروں گا علمائے کرام سے کہ اگر بریلوی، دیوبندی ایک دوسرے کے جنازے میں نہیں جاتے اور قادیانیوں کے جنازے میں بھی نہیں جاتے تو پھر فرق کیا ہے''۔پھر مزید کہتے ہیں:۔

''میں نے ایسی جگہ بھی دیکھی ہیں کہ یہ فلاں کی مسجد ہے اس میں فلاں نہیں آسکتا، فلاں آئے

تو مسجد کو ڈھو ڈالو۔ اگر یہ بات ہے تو پھر قادیانیوں کو کیا کہتے ہو، چھوڑو اس مسئلے کو۔۔۔۔ اسلام کے بنیادی اصولوں کے متعلق تو علماء لوگوں کو کچھ نہیں بتاتے اختلافی مسائل پر خوب تقریریں کرتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ نماز میں نہ کوئی رکوع ٹھیک کرتا ہے نہ سجدہ"۔ (لولاک لائل پور ۲۶ فروری ۱۹۷۴ء)

حجازِ مقدس اور نجدی

مولوی احمد رضا خان کہتے ہیں:۔

"جب یہ معلوم ہولیا تو ہم کہتے ہیں اور بجزم ویقین کہتے ہیں کہ آج جب کہ حجاز مقدس میں ابن مسعود منحوس ونامسطور ومطرود ومردود اور اُس کے ہمراہیاں نامحسود کا نخس ممدوہی اور حسبِ بیان سائل فاضل ودیگر کثیر حضرات حجاج وافاضل امان مفقود ہے، فرضیت ساقط ہے یا ادا غیر لازم ہے کہ اللہ عزوجل نے حج اسی پر فرض فرمایا ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور یہاں سرے سے استطاعت ہی نہیں۔ (شرائط حج بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں) تو یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر اشرار لئام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا۔ آخر میں لکھا ہے ابھی نجدی قبضہ کو بہت برسیں نہ ہوئیں۔

"خدا نجدیوں کو جلد دفع فرمائے" جس سے کھلتا ہے کہ انہوں نے ہر برس بعض حجاج کو قتل کیا یا اکثر برسوں میں۔" (تنویر الحجة لم یحجوز اللتو الحجته ءازمولوی احمد رضا خاں صفحہ ۱۳)

وھابی (نجدی)

بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا تھا:۔

"سُنّی اسلام میں اسلامی سُنّی شریعت کے چار مکاتب فکر ہیں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ سُنّی فرقے کے بیچ سے ایک اور فرقہ نکل کر اُبھر رہا ہے (چکا ہے) جنہیں وہابی کہا جاتا ہے جو موجودہ دور میں سعودی عرب میں غالب اکثریت اور قوت رکھتا ہے۔ اس کے بانی محمد بن عبدالوہاب حنبلی مسلک کے پیرو تھے۔ سعودی بادشاہت، خاندانِ سعود پر مشتمل ہے اور وہابیت سلطنت کا سرکاری مذہب ہے۔ وہابیوں نے غیر وہابی مسلمانوں کی قبریں مسمار کرادیں، اُنھوں نے باجماعت نماز کو لازمی قرار دے دیا۔

وہابی عام طور پر شیعہ مسلمانوں کے خلاف ہیں ۱۸۰۲ء میں وہاں افواج نے عراق میں کربلا پر قبضہ کرلیا اور اپنے ہتھے چڑھنے والے ہر معلوم شیعہ مرد، عورت اور بچے کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ وہابیت ایک سخت گیر اور کٹر مسلک ہے۔ یہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے چند فرقوں کو بھی مرتد قرار دیتا ہے۔ بعض وہابیوں کا کہنا ہے کہ شیعوں کو قتل کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔"

(اسلام، جمہوریت اور مذہب از بے نظیر بھٹو صفحہ ۵۱)

ضیاء الحق اور اسلام

جب ضیاء الحق نے اسلامی نظام لانے کا اعلان فرمایا کرنل رفیع الدین فرماتے ہیں اس اعلان کے دوسرے یا تیسرے روز جب میں بھٹو صاحب سے سیکورٹی وارڈ میں ملا تو کہنے لگے کرنل رفیع تمہارا جنرل کونسا "اسلام" اس ملک میں رائج کرے گا۔ یہ "اسلام" کارخانے داروں کا ہوگا یا مولویوں کا یا عوام کے کسی حصے کا۔ کیونکہ مولوی کسی اور چیز پر تو متفق ہوسکتے ہیں لیکن "اسلام" پر کبھی بھی ایک رائے قائم نہیں کرسکتے۔ پھر کہنے لگے یہ ایک بڑا دھوکہ ہے۔ جو ہمارے سادہ لوح عوام کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ جنرل ضیا کبھی بھی اس اعلان پر عمل نہیں کرے گا۔ (بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن از کرنل رفیع الدین صفحہ ۶۶)

ڈان کراچی ۷ مئی ۱۹۸۴ء میں ولی خان صاحب فرماتے ہیں "پاکستان کی فوجی حکومت اپنی مضبوطی کے لیے "اسلام" کا غلط استعمال کررہی ہے۔" دی ٹائمز لندن ۳۱ مئی ۱۹۸۴ء لکھتا ہے "ضیاء اپنے آپ کو "اسلام" کے ہیرو کے طور پر پیش کررہا ہے لیکن وہ اسلام کے ایک فرقے کے خلاف نفرت پیدا کررہا ہے۔" نیوز ویک نیویارک ۱۶ جولائی ۱۹۸۴ء لکھتا ہے "صدر پاکستان (ضیاءالحق) کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ" (غالباً ڈر کی وجہ سے جھوٹا اور منافق نہیں کہا) زاہدہ حنا صاحبہ روزنامہ ایکسپریس پاکستان ۲ جون ۲۰۱۰ء میں فرماتی ہیں۔ "سچ یہ ہے کہ انتہا پسندی کا جو بیج ہمارے یہاں ۱۹۴۹ء، ۱۹۷۴ء اور اس کے بعد ضیاء الحق کے زمانے سے اب تک بویا گیا وہ برگ وبار لے آیا ہے۔ یہ وہ آدم خور پودے ہیں جو کافر اور مسلمان میں تمیز نہیں کرتے، سب ہی کا خون چوس لیتے ہیں۔ آج ہم ہی نہیں پاکستان اس کے نشانے پر ہے۔"

معزز قارئین! آج پاکستان کے گلی کوچوں میں جو خون بہہ رہا ہے اس کی وجہ ضیاء الحق کی منافقانہ اور فرقہ پرست سوچ تھی۔ اس آمر کی ہلاکت کے تقریباً ۲۳ سال بعد پاکستان کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ اس کا کوئی گوشہ بھی محفوظ نہیں۔ نفرت کی آگ نے پاکستانیوں کو بے حال کر دیا ہے بقول شاعر ؎

اس شہر میں اب گھر سے نکلنا ہوا مشکل ملنا نہیں، رستہ بھی بدلنا ہوا مشکل

عالمی خلافت

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کہتے ہیں:۔

''مصطفیٰ کمال پاشا نے اس وقت صیہونیت کے ایجنٹ کا کردار ادا کیا ۱۹۲۴ء سے لے کر اب ۱۹۹۴ء تک ستر برس بیت گئے ہیں لیکن پوری دُنیا میں خلافت کے ادارے کا برائے نام بھی وجود نہیں۔ اُمّت مسلمہ کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔'' ''اب جب بھی خلافت قائم ہو گی تو یہ دُنیا کے کسی ایک خطے پر محدود نہیں ہو گی بلکہ عالمی خلافت ہو گی۔''

(خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۳۸، ۳۹)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے ایک مضمون میں کہتے ہیں:۔

''وہ جماعت جو نبوت کی بنیاد پر قائم ہو، اس سے زیادہ مضبوط جماعت کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں سچی نبوت تو درکنار جھوٹی نبوت بھی تنظیم کی بڑی بنیاد ہے۔ اندازہ کیجیے، مرزا غلام احمد صاحب (بانی جماعت احمدیہ) کی جھوٹی نبوت کی بنیاد پر جو جماعت احمدیہ چل رہی ہے وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی، اور ان کا لاہوری فرقہ، جس نے غلام احمد کو نبی نہیں مانا، وہ منتشر ہو کر ختم ہو گیا۔ تو مضبوط ترین جماعت جو دُنیا میں بن سکتی ہے، وہ نبوت کے دعویٰ کی بنیاد پر بن سکتی ہے۔''

(ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور ۳۱ مئی تا ۶ جون ۲۰۱۱ء۔ مضمون جماعت سازی کی مسنون بنیاد از ڈاکٹر اسرار احمد۔ صفحہ ۷)

ایک اور کتاب میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:۔

''سچی نبوت کی عظمت و قوت کیا ہو گی، اس کا تو شاید ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جھوٹی نبوت میں اتنی طاقت ہے کہ قادیانی جماعت کا نظم آج تک قائم ہے۔ اس لیے کہ جس نے بھی کسی کو نبی مان لیا اس کو تو اس کی اطاعت کرنی ہی ہے وہ اس سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں تب مانوں گا جب آپ مجھے اپنا حکم

سمجھا دو گے۔''

(خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۲۱۰ شائع کردہ مکتبہ خدام القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۶ء)

معزز قارئین! گویا جھوٹی نبوت بھی مظبوط ترین الٰہی جماعت بنا سکتی ہے۔ بانی جماعت احمدیہ کی نبوت جناب اسرار صاحب کی نظر میں جھوٹی نبوت ہے۔ یہ بھی تو بتا دیتے کیا جھوٹی نبوت کو کبھی پہلے بھی پھل پھول لگے ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نہیں میں ہے۔ جھوٹی نبوت کبھی بھی ایک سو پچیس سال بعد بھی تنظیمی صلاحیت برقرار نہیں رکھ سکتی۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ الحاقہ میں فرماتا ہے کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۔لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۔ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا، تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔

عجیب بات ہے کہ بانی جماعت احمدیہ اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں ہزاروں الہامات، رویا، کشوف بیان کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عزت پر عزت دیے جا رہا ہے اور مخالفین پر قہر کی بجلیاں گراتا ہے۔ اگر بانی جماعت احمدیہ جھوٹ پر ہوتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اور رگ جان کاٹ ڈالتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید کی ٹھنڈی ہوائیں آج ایک سو پچیس سال بعد بھی جماعت احمدیہ میں شامل مومنین کے دلوں کو مخمور اور مسرور کر رہی ہیں۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے غضب کی آندھیاں سبھی کو جکڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ آفتوں سے بچانے والی ڈھال صرف اور صرف خلافت احمدیہ کے پاس ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف لاہوری جماعت ہی منتشر نہیں ہوئی ہے بلکہ تمام مذہبی جماعتیں انتشار کا شکار ہیں اور نیک فطرت لوگ خُدا کی قائم کردہ جماعت کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ مخالفین کا گھڑا ایک دن لازماً خالی ہونے والا ہے۔ جناب اسرار احمد صاحب جس عالمی خلافت کا انتظار کرتے ہوئے جان سے گزر گئے وہ گزشتہ سو سال سے زیادہ عرصے سے مومنین کے لیے بہار جاوداں بنی ہوئی ہے۔ اور جو اس سے محروم ہیں اُن کی حالت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہی کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہے۔

فانا امنا بك و صدقنك کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں:۔

’’ہمارے افلاس، بدنصیبی اور بدبختی کا یہ عالم ہے کہ کسی بھی مذہبی جماعت نے اس بنیاد پر جماعت سازی کی ضرورت محسوس نہیں کی یہ اس حدیث (انصار کی طرف سے حضرت سعدؓ نے جواب دیا تھا **فانا امنا بك و صدقنك**) کی انتہا درجے کی ناقدری ہے۔ چھوٹی چھوٹی حدیثوں کی بنیاد پر دوسروں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے کہ تم نے رفع الیدین نہیں کیا، تم نے آمین بالجہر کہہ دیا، لہٰذا ہماری مسجد سے نکل جاؤ، مگر اس حدیث کی طرف کسی نے نظر نہ کی۔‘‘

(ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور ۳۱ مئی تا ۶ جون ۲۰۱۱ء ۔مضمون جماعت سازی کی مسنون بنیاد از ڈاکٹر اسرار احمد۔ صفحہ ۸)

جناب ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کا میثاق جولائی ۲۰۱۱ء صفحہ ۵۴ میں چھپنے والا ایک مضمون جو مندرجہ بالا مضمون کا تسلسل معلوم ہوتا ہے، پیش خدمت ہے:۔

’’خلافت کے قیام کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے کوشش کی جائے۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے، نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کوشش کی وجہ سے ہم کم از کم جاہلیت کی موت سے بچ سکیں گے۔ حضرت عمر بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من مات و لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة**۔ جو کوئی ایسی حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو، تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ پھر مسلم کی حدیث میں ہے: **انما الامام خبة یقاتل من ورائه وینقی به**۔ خلیفہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ آج یہ ڈھال نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر دشمنوں کی چوطرفہ یلغار ہے اور مسلمان جتنا بے بس آج ہے کبھی نہیں تھا۔ لیکن امید کی کرن رسول اللہ ﷺ کی وہ تفصیلی حدیث ہے جو مسند احمد میں موجود ہے اور جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ **ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة**۔ یعنی پھر بالآخر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی! انشاء اللہ۔‘‘

معزز قارئین! اسے کہتے ہیں خیالی پلاؤ پکانا۔ ڈاکٹر صاحب اصل کام کوشش کرنا نہیں ہے بلکہ فراست کی آنکھ سے دیکھنا ہے۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی اور دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خلافت کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب خلافت انسانی کوشش سے قائم نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا قائم ہونا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر اللہ کی قائم کردہ

خلافت کا انکار کیا جائے تو جاہلیت کی موت یقینی ہے، تمام کوششیں اور تدبیریں ناکامی کا منہ دیکھیں گی۔ اور ہم گزشتہ ایک سو پچیس سال سے ایسا ہی ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

کلمہ گو مُشرک

ابوالحسن مُبشّر احمد صاحب کہتے ہیں:۔

’’اہل اسلام نے قادیانیوں کو بالا جماع کافر قرار دیا، حالانکہ قادیانی توحید وسُنّت کے بھی اقراری ہیں اور نماز، روزہ وغیرہ کے بھی عامل ہیں بلکہ وہ کلمہ **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** بھی پڑھتے ہیں، ان کے لیے بھی کافر کی اصطلاح کی بجائے فاسق و فاجر کی اصطلاح مان لی جاتی لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ توحید و رسالت کے اقرار کے باوجود اُنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا ظلّی اور بروزی نبی مانا، اس طرح اسے مسیح موعود اور مہدی کے نام سے متصف کیا تو اُمّت مُسلمہ نے اُنہیں کافر قرار دیا۔ لاہوری مرزائیوں کو بھی جو مجدد مانتے ہیں، کافر ہی قرار دیا۔ جب ایسا شخص جو توحید و رسالت کے اقرار اور نماز، روزہ کے عمل کے باوجود کسی دوسرے کو مرتبہ رسالت پر فائز کر دیتا ہے، تو وہ کافر قرار دیا جاتا ہے، تو جو شخص انبیاء و اولیاء، ملائکہ، جنّوں اور سورج و چاند وغیرہ کو ربّ العالمین کے مرتبہ پر فائز کر دیتا ہے اور تمام انہی اختیارات کو اللہ کی مخلوق میں عملاً مان رہا ہو تو اُسے مُشرک کیوں نہ کہا جائے؟‘‘

(کلمہ گو مُشرک از ابوالحسن مُبشّر احمد صفحہ ۱۲۵)

نوٹ میں لکھتے ہیں کہ فرق صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہہ دیا لیکن آج کل کے شرک کرنے والے لوگ (مسلمان) معبود کو معبود کہنے کے لیے تیار نہیں۔

شرک کیا ھے؟

جناب جاوید احمد غامدی کہتے ہیں:۔

’’یہ شرک کیا ہے؟ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے تو قرآن اپنی اصطلاح میں اُسے شرک سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خُدا کی ذات سے یا خُدا کو اس کی ذات سے سمجھا جائے یا خلق میں یا مخلوقات کی تدبیر امد دمیں کسی کا کوئی حصہ مانا جائے اور اس طرح کسی نہ کسی درجے میں

اُسے خُدا کا ہمسر بنا دیا جائے۔ پہلی صورت کی مثال سیدنا مسیحؑ، سیدہ مریم اور فرشتوں کے بارے میں عیسائیوں اور مُشرکین عرب کے عقائد ہیں۔ اور صوفیوں کا عقیدہ وحدت الوجود بھی اسی قبیل سے ہے۔

دوسری صورت کی مثال ہندوؤں میں برہما، وشنو، شیو اور مسلمانوں میں غوث، قطب، ابدال، داتا اور غریب نواز جیسی ہستیوں کا عقیدہ ہے۔ ارواح خبیثہ، نجوم، کواکب اور شیاطین کے تصرفات پر ایمان کو بھی اس ذیل میں سمجھنا چاہیے۔ ان ہستیوں سے استمداد پر مبنی تعویز، گنڈوں میں بھی یہی نجاست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کی جھاڑ پھونک، گنڈے اور میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کے تعویز، سب شرک ہیں۔'' (میزان از غامدی صفحہ ۲۰۶، ۲۰۸ (حدیث ابوداؤد ۳۸۸۳)

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

''مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ، فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عُرس، صندل، چڑھاوے، نشانِ علم، تعزیے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی ہے۔

دوسری طرف بغیر کسی علمی ثبوت کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور، کشف، کرامت، خوارق، اختیارات وتصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیت کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔ تیسری استمداد رُوحانی اور کتاب فیض وغیرہ کے خوشنما پردوں اور وہ تمام معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہیں ان بزرگوں سے متعلق ہوگئے۔'' (تجدید واحیائے دین از مودودی صفحہ ۱۹، ۲۰)

احمدی اور کلمہ طیّبہ

اصغر علی گھرال ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کہتے ہیں:۔

''اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے زبردستی کافروں کو کلمہ پڑھوایا۔ البتہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے نہیں ملتی۔'' (اسلام یا مُلّاازم صفحہ ۱۴۶)

''ربوہ میں تقریباً ۵۰ ہزار احمدی بستے ہیں۔ اور ان تمام پر کلمہ پڑھنے کے جرم میں مقدمہ قائم

کیا گیا ہے۔'' (نوائے وقت ۲۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

''ایک وہ زمانہ تھا جب مسلمان کلمہ طیبہ کی تبلیغ اور صوم وصلوٰۃ کے قیام کے لیے دُنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے اور ایک دن یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی صدق دل سے بھی کلمہ طیبہ پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا کیونکہ اس کے لیے کلمہ طیبہ پڑھنے پر پابندی ہے بلکہ ایسا کرنا تعزیری جُرم بھی ہے۔''

(آمریت کے سائے از حسین شاہ صاحب صفحہ ۳۸۴)

''تاج محمد بھٹی صاحب ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت کوئٹہ نے عدالت میں یہ بیان دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا اذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جواب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔''

(بحوالہ جدید علم کلام کے عالمی تاثرات از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ ۲۷)

چنیوٹ میں قادیانیوں کی عبادت گاہ (مسجد) سے کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات صاف کرائی گئی ہیں۔ (نوائے وقت ۳۰ فروری ۱۹۸۵ء)

سٹی مجسٹریٹ سمندری چوہدری شیر محمد سلیم نے پولیس سٹی چوکی سمندری کے انچارج غلام علی کے ہمراہ سمندری میں مرزائیوں (احمدیوں) کی عبادت گاہ (مسجد) کا معائنہ کیا اور عبادت گاہ (مسجد) کے اندرونی حصہ پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ پر سفیدی کرا دی۔ تحریک ختم نبوت کے صدر مولانا ضیاالرحمان فاروقی بھی موجود تھے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

''جس چراغ کو اللہ روشن کرے اسے بجھانے کے لیے جو پھونکیں مارے گا اس کی داڑھی جل جائے گی''

کلمہ طیّبہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے سلطان باہوؒ لکھتے ہیں:۔

جنّت کی کنجی **لااله الا الله** اور نجات کا ذریعہ **لااله الا الله** ہے۔۔۔کلمہ طیّبہ پڑھنے والا پانچ باتوں کا محتاج ہے۔ ا۔ جو آدمی کلمہ طیّب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ ۲۔ جو آدمی کلمہ طیّب کی تصدیق نہیں کرتا وہ منافق ہے۔ ۳۔ جسے کلمہ طیّب کی حُرمّت کا لحاظ نہیں وہ فاسق ہے۔ ۴۔ جو کلمہ طیّب کے ذکر سے حلاوّت نہیں پاتا وہ ریاکار ہے۔ ۵۔ جو کلمہ طیّب کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے۔

جان لے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے کلمہ طیّب کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے اپنی قدرت سے کام و زبان کے بغیر خود ہی کلمہ پڑھا اور کلمہ طیّب کی محبت سے حضور ﷺ کی روح کو پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کی محبت سے قرآن کو نازل فرمایا پس کلام اللہ کی اصل بنیاد کلمہ طیّب ہے، ہر کتاب و ہر کلام کلمہ طیّب کی شرح ہے۔ کلمہ طیّب اللہ کی رحمت ہے، کلمہ طیّب برکت ہے، کلمہ طیّب ایمان ہے۔ اگر جان کنی کے وقت کلمہ طیّب پڑھ لیا جائے تو شیطان کے شَر سے بچنے کا حصار بن جاتا ہے۔ کلمہ آتش و دوزخ سے نجات کی ڈھال ہے۔ کلمہ طیّب کا اقرار پاکیزہ عمل ہے جو بہشت میں پہنچاتا ہے۔ ہر علم کلمہ طیّب کی طے میں ہے۔ (محک الفقر کلاں از حضرت سلطان باھوؒ صفحہ ۶، ۴۷، ۴۸)

اگر کوئی شخص عمر بھر روزے رکھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، حج کرتا ہے، اور شب و روز عبادات سے افضل ترین عبادت تلاوتِ قرآن کریم میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے کلمہ طیّبہ کا اقرار نہیں کرتا تو وہ ہرگز مسلمان نہیں، اس کی کوئی عبادت قبول نہیں کہ اس کی ہر ایک عبادت ایک کافر کا استدراج ہے۔

تمام اذکار میں سب سے افضل ذکر کلمہ طیّب **لااله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** کا ذکر ہے۔

سب سے افضل ذکر کلمہ طیّب **لا اله الااللّٰه محمد رسول اللّٰه** کا ذکر ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے ۱۔ جو شخص نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے مدّ کھینچ کر **لااله الا اللّٰه محمدؐ رسول اللّٰه** کا ذکر کرتا ہے اس پر آتش دوزخ حرام ہے۔ ۲۔ جو شخص کلمہ طیّب کا ذکر کرتا ہے اُس کا ٹھکانہ جنّت ہے۔ ۳۔ کلمہ طیّبہ **لا اله الا اللّٰه محمدؐ رسول اللّٰه** کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں جب انسان کہتا ہے **لا اله الا اللّٰه محمدؐ رسول اللّٰه** تو کلمہ طیّب کا ہر حرف اُس کے ہر گھنٹے کے گناہوں کو جلا کر اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جلا کر ختم کرتی ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے ۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کلمہ طیّب میری پناہ گاہ ہے جو کوئی اس پناہ گاہ میں آ جاتا ہے وہ میرے غضب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ۲ جو شخص ایک ہی نِشست میں چالیس بار **لااله الا اللّٰه محمدؐ رسول اللّٰه** پڑھ لیتا ہے اُس کے ستّر سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت سُلطان باھوؒ فرماتے ہیں اور اس کی وجہ یہ کہ ابتداء و انتہا کا تمام علم دین میں رکھ دیا گیا ہے اور دین کلمہ طیّب میں ہے، تمام کتابیں کلمہ طیّب کی شرح ہیں۔ مزید فرماتے ہیں جو شخص زندگی

میں سو بار **لا اله الا اللّٰه محمدرسول اللّٰه** پڑھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتوں اندام پر آتش دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ بندہ جب کلمہ طیّب کا ذکر کرتا ہے تو کلمہ طیّب جا کر عرش الٰہی کے ستون کو ہلاتا ہے، بارگاہ الٰہی سے فرمان ہوتا ہے "اے ستون تھم جا" ستون عرض کرتا ہے "الٰہی! جب تک تُو ذاکر کلمہ طیّب کو بخش نہیں دیتا میں کس طرح تھم سکتا ہوں؟" فرمان ہوتا ہے "میں نے اُسے بخش دیا۔ کلمہ طیّب بہشت کی چابی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "کلمہ طیّب پڑھنے والے تو کثیر ہیں مگر اخلاص سے کلمہ طیّب پڑھنے والے بہت قلیل ہیں۔ جس نے کلمہ طیّب **لا اله الا اللّٰه محمدرسول اللّٰه** پڑھ لیا وہ بلا حساب و بلا عذاب جنّت میں داخل ہو گیا۔ دوسری جگہ فرمایا وہ زانی ہو یا چور ہو۔" آپ ﷺ کا ارشاد ہے "اقرار زبان سے کرو تصدیق دِل سے کرو۔ (عین الفقر از حضرت سلطان باھوؒ صفحہ ۱۱۴، ۱۳۹، ۱۴۱ باب ہفتم)

جمیعت علماء اسلام کے رہنما اور خیبر پختون اسمبلی کے رکن مفتی کفایت اللہ نے کہا ہے کہ کلمہ کی بنیاد پر بننے والے ملک میں سب سے زیادہ مظلوم کلمہ اور قرآن مجید ہے۔ حقیقی تبدیلی قرآن مجید کے ذریعے ہی آئے گی، پاکستان میں اسلامی انقلاب کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (روزنامہ اُمّت کراچی ۲۶ جنوری ۲۰۱۲ء)

قارئین کرام! یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی مسلمان اپنی زندگیوں میں انقلاب لا سکتے ہیں لیکن جب نام نہاد مسلمان خاص طور پر نام نہاد مولوی حضرات کلمہ اور قرآن پر خود ساختہ تفسیرات کے نام پر ظلم کر رہے ہوں، احمدی مساجد کی جبینوں پر لکھے کلمہ پر گندگی کا لیپ کر رہے ہوں، قرآن مجید کی آیات کو ہتھوڑیوں کی مدد سے مساجد کی دیواروں سے اکھاڑ رہے ہوں اور قرآنی آیات کی تلاوت کرنا جرم قرار دے دیں، کلمہ طیّبہ کو سینوں سے نوچ رہے ہوں تو ایسے بدبخت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ملک میں کلمہ اور قرآن سب سے زیادہ مظلوم ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ مظلوموں کی آہیں خاص طور پر اُن کی آہیں جو کلمہ اور قرآن سے پیار کے جرم میں مظلوم ہوتے ہیں عرش خُدا کو ہلا دیتی ہیں جس کے نتیجے میں ظالم قومیں یا جماعتیں قہر الٰہی کا شکار بن جاتی ہیں۔ یقیناً وہ سب دُشمن نیست و نابود ہو جائیں گے جنہوں نے کلمہ اور قرآن کی بے حرمتی کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کلمہ اور قرآن کو سینے سے لگانے والوں کو ستایا ہے۔ انشاء اللہ۔ یہ بھی طے ہے کہ کلمہ اور قرآن کی عظمت کبھی ختم نہیں ہو سکتی اور نہ ان کو حرز جاں بنانے والوں کو شیطانی قوتیں اپنا مطیع کر سکتی ہیں۔ کلمہ کی قدر، قدردان ہی جانتے

ہیں۔کلمہ کوسفیدی اور گندگی سے مٹانے والے اس کی قدر کیا جانیں؟ کہاوت ہے ''قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری'' موتی کی قدر یا بادشاہ بتا سکتا ہے یا جوہری۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب مسئلہ خلافت میں لکھتے ہیں:۔

''دُنیا کی کون سی بڑائی اور عظمت ہے جو کلمہ **لاالہ الااللہ** سے بڑھ کر خُدا کی نظروں میں عزّت رکھتی ہو۔اور کون سی محبوبیت ہے جو اس کلمہ عزیز کے اقرار کرنے والے کو اللہ کے حضور نہیں مل جاتی! پس جس بد بخت کا احساس ایمانی یہاں تک مسخ ہو جائے کہ باوجود دعوئے اسلام مسلمانوں کا خون بہانے لگے، وہ یقیناً مسلمانوں کا خون نہیں بہاتا بلکہ اللہ کے کلمہ توحید کو ذلیل وخوار کرتا اور اس کی عزّت و جلال کو بٹہ لگانا چاہتا ہے۔''

(مسئلہ خلافت از مولانا ابوالکلام آزاد۔صفحہ ۸۵ شائع کردہ مکتبہ جمال حسن مارکیٹ۔اردو بازار لاہور۔مطبع اصغر پریس)

خباثت و لعنت کمیٹی

تقسیم ہندوستان سے پہلے قاضی عبدالمجید نے سیرت کمیٹی کے نام سے ایک مرکزی انجمن بنائی تھی جس کا واحد مقصد حضورﷺ کی سیرت پاک کی تحریر وتقریر کے ذریعے اشاعت کرنا تھا۔مولوی حشمت علی (بریلوی) اپنی کتاب ''راز سیرت کمیٹی'' میں لکھتے ہیں کہ ''سیرت کمیٹی درحقیقت ''خباثت کمیٹی'' اور حسبِ فرمان شریعت مطہرہ ''ضلالت کمیٹی'' اور بہ حکمِ قرآن ''لعنت کمیٹی'' اور بہ لحاظ نتیجہ ''ردت کمیٹی'' اور عندالتحقیق اپنے چہیتے ماں باپ ''خلافت کمیٹی'' و ''ندوہ'' کی ''لاڈلی بیٹی'' ہے۔جس سیرت کمیٹی کا سنگ بنیاد کفر وارتداد اور دہریت والحاد، کفار ومشرکین، منافقین ومُرتدین کے ساتھ گھال میل اور اتحاد ہے، اس کی تمام تر کارروائیاں مخالف شریعت ومنافی اسلام ہی ہوں گی۔''

(راز سیرت کمیٹی از مولوی حشمت علی صفحہ ۲ مطبوعہ سلطانی پریس بمبئی بحوالہ رضا خانی کفر سازیاں)

مسلم لیگ کی بیٹی

تحریک خاکسار کے متعلق بریلوی جماعت کے مولوی ابوالطاہر محمد طیّب دانا پوری اپنی کتاب ''قہر القادر علی الکفار اللیاڈر'' کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

خاکسار ومجاہد والی تحریک کی ابھی تک سیرابی نہیں ہوئی (اسے پانی نہیں ملا) اس لیے اب اس کو دوسری کروٹ لٹاتا ہوں اور برق بار خارا شگاف (پتھر میں سوراخ کر دینے والے) قلم کو جولانی (اُچھلنے) کا حکم دیتا ہوں۔فاقولی وعلی الخاکساریۃ بنت الیگیۃ اصول: میں یہ کہتا ہوں اور مسلم لیگ کی بیٹی تحریک خاکسار پر چڑھتا ہوں۔

(بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۲۰۹)

قائد اعظم اور مولوی

مورخ پاکستان ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی فرماتے ہیں:۔

''کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ جناح مسلمانوں کا سب سے پہلا ''سیکولر'' لیڈر تھا جس نے ہماری سیاست کو پیشہ ور مولویوں کے پنجے سے نجات دلائی اور ہم کو کانسٹی ٹیوشن، فیڈریشن، وحدانی طرز حکومت، قانون، آئین، پارلیمنٹری جمہوریت اور اکثریت واقلیت کے مسائل پر دورِ حاضرہ کے جدید تقاضوں سے غور کرنا سکھایا۔سرسیّد مرحوم بھی ''سیکولر'' لیڈر تھے لیکن جب ان پر مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگا کر اُنہیں واجب القتل قرار دے دیا تو اُس غریب کو اپنی جان بچانے اور مولویوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے انہی کے ہتھیار استعمال کرنا پڑے۔جناح کفر کے فتووں سے بے نیاز ہی نہیں بالاتر تھا۔وہ اور ہی قسم کی مٹی کا بنا ہوا انسان تھا۔اُس نے مولویوں کے اکھاڑے میں اُترنے سے انکار کیا۔اس کے برعکس مولویوں کو اپنے اکھاڑے میں اُترنے پر مجبور کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے پیشہ ور مولوی جن میں بڑے بڑے تھانوی، بڑے بڑے بدایونی، بڑے بڑے عثمانی، بڑے بڑے ندوی اور بڑے بڑے مدنی شامل تھے اس کا بال بیکا نہ کر سکے۔کفر کا فتویٰ تو کیا لگتا انجام کار دُنیا نے دیکھ لیا کہ بڑے بڑے حاملانِ شرع متین، بڑے بڑے مدعیانِ زہد وورع، بڑے بڑے اہل جُبہ وعمامہ اور بڑے بڑے زبدۃ العارفین اور قدوۃ السالکین کو گردن جُھکا کر جناح کے پیچھے چلنا پڑا۔''

(ہماری قومی جدوجہد ۱۹۳۸ء از ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صفحہ ۷۱،۷۲)

ملّت فروش مولوی

قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا ہے کہ:۔

’’ہم نے نام نہاد مولاناؤں کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا ہے جو دوسروں کی انگیختہ پر قوم کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔‘‘ (اگر آج قائداعظم سیاستدانوں کے کندھوں پر مُلّا کو سوار دیکھ لیں تو اپنے الفاظ واپس لے لیں اور قوم سے معافی مانگیں گے)

(سیرت محمد علی جناح صفحہ ۲۰۲ شائع کردہ مکتبہ لیگ بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۳)

مسلم لیگ کے لیڈر راجہ محمود آباد گجراتی اخبار ’’انصاف‘‘ ۳ جنوری ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں کہ ’’آج مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ ہمارے مولوی اور مولانا کہلانے والے ہم کو ملیامیٹ کر رہے ہیں۔ انہوں نے مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں۔‘‘

محترمہ زاہدہ حنا صاحبہ فرماتی ہیں:۔

’’مسلم لیگ کے رسالے ’’مسلم لیگ اور کانفرنس‘‘ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ علماء سو نے افغانستان کو برباد کیا، تُرکی کو برباد کر ڈالا، ایران کو کمزور بنا دیا، عرب کو غلام بنا دیا۔ اب مسلمان بیدار ہو رہے ہیں۔ تُرکی میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اور ایران میں اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی نے علماء سو کو پھانسی کے تختہ دار پر لٹکوا دیا۔ اگر ہندوستان کے مولویوں نے اپنے رویہ کی اصلاح نہ کی تو وہ وقت قریب ہے کہ ان ملّت فروش مولویوں کا وہ حشر ہوگا جو تُرکی اور ایران میں ہو چکا ہے۔ مسلم لیگ نیک اور خُدا پرست مولویوں کی بہت عزت کرتی ہے۔ اور ان کی حامی ہے۔‘‘

(مسلم لیگ اور کانگریس صفحہ ۱۱ شائع کردہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ پیلی بھٹ یوپی بریلی الیکٹرک پریس بریلی بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء مضمون زاہدہ حنا)

قضائے عمری

مولانا عبدالحیی لکھنوی نے لکھا ہے:۔

قضا عمری کی بدعت خراسان کے علاقہ اور اس کے اطراف میں اور یمن کے بعض شہروں کے علاوہ برصغیر پاک و ہند وغیرہ میں بھی رائج ہے۔ کچھ لوگ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو قضا کی نیّت سے پانچ نمازیں با جماعت اذان و اقامت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور چار رکعت فرض تمام قضا نمازوں کی نیّت سے پڑھتے ہیں۔ کچھ لوگ نفل کی نیّت سے جماعت کے ساتھ لوگوں کو بلا کر ان الفاظ سے نیّت

کرتے ہیں کہ میں اپنے ذمہ سے بوجھ کم کرنے اور اپنی زندگی میں تمام فوت شدہ نمازوں کے کفارہ کے طور پر چار رکعت نفل نماز پڑھتا ہوں۔ ان میں سے کچھ لوگ ترنم کے انداز میں کچھ پڑھنے کا اضافہ کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ چار رکعات صرف ان کی ہی نہیں بلکہ ان کے آباء اجداد کی فوت شدہ نمازوں کا بھی کفارہ بن جاتی ہیں۔ (مولانا عبدالحیی لکھنوی کے رسالہ ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ المبارک بحوالہ مروجہ قضا عمری بدعت ہے از مولانا حافظ عبدالقدوس مدرس مدرسہ تصرۃ العلوم ناشر عمرا کادمی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:۔

’’جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لیے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف (سورۃ فاتحہ) کے تین بار سبحان اللہ کہے، اگر ایک بار بھی کہہ دے گا تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحاتِ رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی پڑھ لینا کافی ہے۔ تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اللھم صل اللہ سیدنا محمد والہ، وتروں میں بجائے دعائے قنوت ربّ اغفرلی کہنا کافی ہے۔ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔‘‘ (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد اعرض ۸۱ صفحہ ۱۲۶)

تھیٹر اور سرکس

محمد فاروق قادری صاحب (بریلوی) لکھتے ہیں:۔

’’اگر علماء دیوبند کی متنازعہ گستاخانہ عبارات آسمان سے اترا ہوا صحیفہ نہیں ہیں کہ ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو ہماری خانقاہوں پر جو خرافات اعتقادی اور عملی طور پر رواج پا گئی ہیں وہ بھی طریقت کا حصہ نہیں ہیں، کیا یہ ناچ، بھنگڑے، جھومر، تھیٹر، بے قاعدہ قوالی اور راگ کی مجلسیں، قدآدم کے برابر اونچی قبریں، قبروں پر کروڑوں روپے کا ضیاع، قبروں کے سجدے، طواف مخلوق خُدا کو اللہ کی بجائے اپنے سامنے جھکانے کا کاربے خیر آخر کس قاعدے قانون کا نتیجہ ہے؟

مجھے معلوم ہے کہ میری اس تحریر سے بعض جبینوں پر شکن پڑیں گے مگر میں بانگ دہل کہنا چاہتا ہوں کہ سنّیت کا ٹھیکیدار کوئی نہ بنے۔ میں یہاں پر یہ بات نہیں چھپانا چاہتا کہ دنیائے سنّیت میں

شترمرغ پالیسی نہیں چلے گی۔ خُدا کے لیے ہمیں کوئی بتائے کہ اہل سنّت کے اس صدی کے کتنے مجدد ہیں، کتنے امام ہیں، کتنے مقتداء ہیں جس کی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے اسی کے مطابق اپنی زنبیل سے وہ اپنے ممدوح کو القاب دے دیتا ہے **کل حزب بما لدیھم فرحون** کا منظر ہے۔

گزشتہ سال راقم السطور ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا جو صاحب علم اور انتہائی لائق شخصیت کے مالک تھے ان کے سامنے ایک درخواست رکھی تھی جو انہوں نے میری طرف بڑھا دی اس میں ایک معروف خانقاہ کے سجادہ نشین کی طرف سے گزارش کی گئی تھی کہ عرس کے موقع پر تھیٹر اور سرکس کی اجازت دی جائے اور لطف یہ کہ یہ درخواست لے کر سجادہ نشین صاحب خود ڈپٹی کمشنر کے دفتر آئے تھے۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

ہر واعظ، مولوی اور عالم پیری مریدی کے چکر میں پڑا ہوا ہے جو بھی فوت ہوتا ہے اس کے مقبرے، آستانے اور عرس شروع ہو جاتے ہیں۔ مریدین و معتقدین کو یہ زہر انڈیلا جاتا ہے کہ بس جو بھی ہیں، ہمارے حضرت ہیں؟ ان کے خلاف جو سوچتا ہے، عمل کرتا ہے یا بات کرتا ہے وہ بے دین اور گمراہ ہے۔ یہاں ایسے ایسے لوگ بھی بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں اور کئی نام نہاد علماء کو ہم نے ان کے پاؤں پر سر رگڑتے دیکھا ہے جنہوں نے زندگی میں ایک نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی، کبھی جمعہ نہیں پڑھا، عیدین کی نماز میں شامل نہیں ہوئے، فرض ہونے کے باوجود حج کی سعادت سے محروم ہیں۔ آخر یہ کیسی طریقت ہے یہ تصوف اور روحانیت کی کون سی قسم ہے؟ اگر ہم غلطی پر ہیں تو کوئی ہمیں سمجھائے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تصوف و طریقت اور رسوم و آداب سے متعلق اہل سنّت کے ہاں بے شمار کوتاہیاں اور خامیاں ہیں، خوش عقیدگی بت پرستی کو چھو رہی ہے ہمارے ذکر اذکار، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کی جہد و کاوش اپنے ہی دوستوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔''

(مضمون از محمد فاروق قادری تنظیمی و تحریکی مجلّہ انوار رضا جوہر آباد صفحہ ۴۵ تاجدار بریلی نمبر ۲۰۰۳ء)

خواهشات کی تکمیل (اشتهارات)

عامل کہلانے والا پرویز بنگالی کہتا ہے:۔

''وہ خواتین و حضرات جو مختلف عاملوں کے شکار ہیں اور تمام تر کوششوں کے باوجود اپنی خواہشات کی تکمیل نہیں دیکھ سکے انہیں دعوتِ عامل ہے کہ وہ میرے فن سے فائدہ اُٹھائیں۔ آنکھوں دیکھا ہمزاد و مئوکلات کا بولنا عامل کی پہچان، کالے علم کی کایا پلٹ کے ماہر، ہر کام ڈھائی سیکنڈ، ڈھائی منٹ، ڈھائی گھنٹے اور ڈھائی دن میں سو فیصد گارنٹی۔ مثلاً من پسند کی شادی، محبوب کو تابع کرنا، شوہر کو راہِ راست پر لانا، گھریلو ناچاقی اور جو تعویز آپ کے اوپر چلے ہوئے ہوں وہ پانی آنکھوں سے نکلتا دیکھیں۔ جو کہوں گا کر کے دکھاؤں گا انشاء اللہ گارنٹی سے تین یوم میں، ہر کام گارنٹی سے۔ فون پر اپنی امی کا نام بتائیں، حال ہم بتائیں گے۔ زیور بھی ہو، جہیز بھی ہو مگر پسند کا محبوب نہ ہو تو سب بیکار ہے۔''

(پرویز بنگالی روزنامہ نیا اخبار لاہور ۲۵ اپریل ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! مندرجہ بالا اشتہار بطور مثال بیان کیا ہے، اس طرح کے اشتہارات تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ بے شعور لوگ ان چالاک دھوکہ بازوں کے شکنجے میں آتے ہیں۔ لوگ یہ نہیں سوچتے اگر یہ کسی قابل ہوتے تو کسی ایک آدھ عامل کے ذریعے اپنی زندگیاں سنوار لیتے۔ مگر نہیں، لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں، اُن کی جیبیں صاف کر کے اپنے گھروں کا چولہا جلاتے ہیں۔ ان نامعقول لوگوں کو نام نہاد علماء اور پولیس وغیرہ کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نجومی کے پاس آیا، اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اُس کی نماز قبول نہ ہو گی۔ (صحیح مسلم جلد ۴ حدیث ۲۲۳۰)

روزنامہ اُمّت کراچی ۴ جنوری ۲۰۱۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

''شہر میں جعلی عاملوں کی جانب سے مختلف مسائل کے حل کے لیے آنے والی خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے اور بلیک میل کرنے کے واقعات بڑھنے پر شہر میں جعلی عاملوں کو قتل کرنے کی وارداتیں شروع ہو چکی ہیں، پچھلے ایک ماہ کے دوران ایسے ۵ ''صاحب کرامات'' کو ٹھکانے لگایا جا چکا ہے۔ کراچی میں تین ہزار سے زائد عامل کام کر رہے ہیں یہ پوشیدہ بیماریوں کے علاج اور جادو ٹونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ اولاد نہ ہونے اور اور دیگر مسائل کا شکار ہونے والی خواتین سے بھاری رقوم اینٹھتے ہیں اور بعض خواتین کے ساتھ جنّ اُتارنے کے نام پر نامناسب سلوک بھی کیا جاتا ہے۔ عجب خان اور

انار خان نے گرفتاری کے بعد پولیس کو بتایا کہ انہوں نے درجنوں عورتوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا اور بہت سی خواتین کو بلیک میل بھی کیا۔ بدقماش جعلی عاملوں نے جان بچانے کے لیے محافظ رکھے ہوئے ہیں۔''

معزز قارئین! ہم سب کا فرض ہے ایسے گھٹیا لوگوں سے عام مسلمانوں کو بچائیں۔

جشن دیوبند کی نحوست

قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند بھی دیو بند سے بے دخلی کے باعث اسی کشمکش میں دُنیا سے چل بسے جو جشن دیو بند کی نحوست وشامت کے باعث خانہ جنگی کی صورت میں پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ آخری وقت ان کا جنازہ بھی دارالعلوم میں سے نہ گزرنے دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ۲۱ اگست ۱۹۸۳ء)

معزز قارئین! مولانا غلام اللہ کا انجام بھی دردناک بیان کیا گیا ہے۔ تقریر کرتے ہوئے دل کا دورہ پڑا تڑپ تڑپ کر جان دی۔'' جگہ جگہ لوگوں نے مولانا (غلام خاں) کی میّت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔۔۔ حتیٰ کہ جب مولانا کی میّت لحد میں اُتاری جانے لگی تو طبّی وجوہ کی بناء پر اُس وقت بھی خواہش مند سوگواروں کو مولانا کی میّت کا آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔

(نوائے وقت لاہور۔ راولپنڈی ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء) (بحوالہ جشن عید میلادالنبی ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہل حدیث وجشن دیو بند کا جواز کیوں؟ صفحہ ۳۱،۳۰)

''اپنا سہاگ واپس لیجئے''

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:۔

''حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمتہ اللہ علیہ مشہور مجاذیب میں سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ مَیں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا۔ بادشاہ، قاضی واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دُعا کے لیے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں دُعا کے قابل نہیں ہوں؟ جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزری۔ ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر فرمایا'' مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے'' یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔

(موسیٰ سہاگ) ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے، ادھر سے قاضی شہر جامع مسجد کو جاتے تھے آئے، انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلیے، اس پر انکار ومقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتار کر مسجد ہو لیے۔ خطبہ سنا اور جب نماز قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا'' اللہ اکبر! میرا خاوند حیّ لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں'' اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔

اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا، کہ اب تک بالیاں، کڑے جوشن پہنتے ہیں، یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیقی اور ان کا مقلد زندیق۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ مرتبہ۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری جلد ۲ صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹۔ عرض ۴۴۔)

نوٹ: مکتبہ المدینہ کراچی سے شائع ہونے والے ملفوظات سے یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے۔ یہ نئے ملفوظات دعوت اسلامی کراچی نے شائع کیے ہیں۔

پیارے قارئین اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **ولم تکن له صاحبة** ''اس کی کوئی بیوی نہیں'' یہ خود ساختہ اللہ کی بیوی سرخ لباس اور زیور پہنتی تھی۔ نماز نہ پڑھتی تھی۔ اعلیٰ حضرت ایسے لوگوں کو جانتے تھے اور عقیدت بھی رکھتے تھے۔ ایک دوسری جگہ مولوی احمد رضا خان صاحب ملفوظات حصہ دوم کے صفحہ ۲۹۷ پر فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے بکثرت احادیث صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے۔' (صحیح البخاری)

قبر کے طاق میں درود

اللھم صل و سلم و بارک علیه و علی المولیٰ الھمام امام اھل سنه مجدد ملته رسول الله وارث علوم رسول الله سیّد نا اعلیٰ حضرت الشیخ عبدالمصطفیٰ رضی الله عنه۔

مولوی حشمت علی بریلوی نے اپنے مریدوں کو جب شجرہ طریقت عطا کیا تو وصیت فرمائی کہ

قبر میں طاق بنا کر اس میں یہ درود شریف رکھ دو۔منکر نکیر دیکھ کر واپس چلے جائیں گے اور سوال بھی نہ کریں گے۔(کتاب شجرہ طریقت میں بہت سے لوگوں کے نام کے درود موجود ہیں)

(شجرہ طریقت از مولوی حشمت علی بریلوی)

ایم ایم اے

عرفان صدیقی صاحب اپنے مضمون نقش خیال میں فرماتے ہیں:۔

''یہ جُملہ غالباً سلیم صافی نے ہی کہا تھا کہ ایم ایم اے بننے میں سب سے زیادہ نقصان اسلام کا ہے۔ذو معنی جملہ ہے۔مروجہ اسلوب کی عام اور دنیادار سیاست کرنے والے لیڈر عوام کی توقعات پر پورا نہ اتریں تو سیاست دانوں کا دامن داغدار ہوتا ہے یا سیاست بدنام ہوتی ہے۔جب صاحبانِ جُبہ ودستار، خوش الحانی سے تلاوت کرتے، سپاہ اسلام کی ترجمانی کرتے سفید یا سیاہ پرچم لہراتے اور ہاتھوں میں قرآن مجید تھامے خلق خُدا کو ایک نُورانی صبح کی نوید دے کر ووٹ مانگتے اور اقتدار کی سنہری مسندوں پر بیٹھ کر محمد عربی ﷺ اور خلفاء راشدہ کے اسوہ حسنہ بھول کر عمومی سیاست کے بدزیب موج میلے کا رزق ہو جاتے ہیں تو اُن کی عبائیں ہی داغدار نہیں ہوتیں ناموس دینِ مصطفیٰ پہ بھی آنچ آتی ہے اور اسلامی نظام کے حوالے سے لوگوں کے خواب بھی کرچیاں ہو جاتے ہیں۔(قارئین کرام! ایم ایم اے نے بھی یہ کچھ کیا تھا جب صوبہ سرحد میں حکومت ملی تو ان کی یہ فتح قطعاً اسلام کی پیشانی کا جھومر نہیں بنی یہ لوگ بھی سیاسی بسنت میں اقتدار کی پتنگیں لوٹنے والے بن گئے اور اسلام کو ٹاھنگا کے طور پر استعمال کیا)

(ایم ایم اے) یہ وہ قبیلہ تھا جس نے افغانستان پر امریکی جارحیت کو انتخابی موضوع بنا کر اور طالبان کی خون آلودہ قمیصیں لہراتے ہوئے انتخاب لڑا۔انہوں نے اپنے انتخابی نشان کو اللہ کی کتاب قرار دے کر اللہ کے نظام کے قیام کا وعدہ کیا۔پھر کیا ہوا؟ اتنی بات ہر ایک پہ آشکارا ہے کہ ایم ایم اے کی حکومت کوئی امتیاز نہ پاسکی۔وہ ساری علتیں یہاں بھی تھیں جو باقی تین صوبوں یا مرکز میں تھیں۔اور تو اور سینٹ کے انتخابات میں ایم ایم اے کے پارسا بھی منڈی کا مال بن گئے اور بلدیاتی انتخابات میں صالحین نے بھی ووٹوں کی خرید کے لیے بولیاں لگادیں۔ (جنگ لندن ۱۸ جون ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! ایم ایم اے کی حکومت میں واران ٹیرر جاری رہی۔امریکی ان کے صوبے سے گرفتاریاں کرتے رہے، گو امریکہ گو کا نعرہ دم توڑ گیا، مشرف کی سترہویں ترمیم کو ووٹ دے کر گو مشرف گو کی بجائے مشرف مشرف کرنے لگے، ایل ایف او کو آئینی ہار پہنا کر مقدس دستاویز بنا دیا اور لوگوں کے یقین اور اعتماد کی دھجیاں اڑا دیں۔یہی وجہ ہے ۲۰۰۸ء کہ الیکشن سے پہلے ہی ایم ایم اے کے اجزائے ترکیبی بکھر چکے تھے۔معزز قارئین! شنید ہے کہ ایم ایم اے دوبارہ بننے جا رہی ہے۔اس موقع پر داغؔ کا ایک شعر ان کی ملاقاتوں پر یاد آرہا ہے۔شعر پیش خدمت ہے۔

مہندی ملنے کے بہانے ہیں عبث یوں کہیے   آج اغیار سے پیمان کیے بیٹھے ہیں

اہل حدیث اور فوٹو

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کا دن یوم قرارداد پاکستان کی مناسبت سے تو یادگار تھا ہی مگر اس دن غیر مقلد وہابیوں کی ''جمعیت اہلحدیث'' کے جلسہ لاہور میں بم کے زبردست دھماکہ سے وہابیوں کے لیڈر احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمان یزدانی سمیت دس وہابیوں کی نہایت عبرتناک ہلاکت اور سو کے قریب زخمی ہونے والوں کی یاد میں وہابیوں کی احتجاجی تحریک کے باعث بھی ۲۳ مارچ دوہری یادگار بن گیا ہے۔(قارئین کرام! اگر بم دھماکوں میں مرنا عبرت ناک ہلاکت ہے تو سمجھ نہیں آتا یہ جو روزانہ بم دھماکوں میں بریلوی، دیوبندی اور شیعہ وغیرہ ہلاک ہوتے ہیں، کیا ان لوگوں کی ہلاکت بھی عبرت ناک ہوتی ہے؟ نہ جانے کیوں لاشیں گرانے اور اُٹھانے والے عبرت حاصل نہیں کرتے؟) انکا خاص ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان کے مقررہ موقع پر جلسہ کرنا ہی سراسر بدعت تھا۔اور اس جلسہ میں نا صرف فوٹو سازی وکیمرہ بازی ہو رہی تھی۔بلکہ باقاعدہ وڈیو فلم بھی بنوائی جا رہی تھی۔(جسے اب بھی وہابی موقع بموقع مختلف مقامات پر دکھاتے اور دیکھ کر روتے ہیں۔مضمون نگار) جو سراسر حرام و بدعت فعل تھا۔اور اس شدید بدعت کا ارتکاب کرتے ہوئے وہابی مولوی بم کے دھماکہ سے موت کی آغوش میں پہنچ گئے۔یاد رہے فوٹو صرف بدعت و گناہ نہیں بلکہ علماء اہل حدیث نے اسے شرک تک قرار دیا ہے ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے مفتی اعظم سعودی عرب عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ بدیں الفاظ شائع کیا ہے ''فوٹو بنانا اور اس کی

پسندیدگی باعثِ لعنت ہے۔۔۔اس فعل بد اور کفار ومشرکین کے کردار ناہنجار میں سر مو فرق نہیں۔ وہ (فوٹو باز) ازسرِ نوشرک کا دروازہ کھول رہا ہے اور کفر کے ذرائع ووسائل کو رواج دے رہا ہے۔۔جس طرح کسی جرم کا کرنا حرام ہے۔بعینہ اس کا حکم دینا یا اس پر رضامندی بھی حرام ہے اور جو کوئی باوجود قدرت انکار اور اظہارِ بیزاری کے گناہ دیکھ کر خاموش رہتا ہے تو وہ گناہ کے مرتکب کے حکم میں ہے۔الاعتصام ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۷۸ء اور مئی ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ بڑی بڑی بدعتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کی تصویر بنائی جائے۔علماء اہل حدیث و دیوبند کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ''تصویر بنانے والے کو پیغمبر کے قاتل کا سا گناہ ہے تو وہ یزید وشمر سے بھی بدتر ہے'' پھر فرماتے ہیں۔''تصویر بنانے والا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں انکی مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔بڑا بے ادب ہے۔''

(تقویۃ الایمان)(جشن عید میلاد النبی ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہل حدیث وجشن دیوبند کا جواز کیوں؟ صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳)

معزز قارئین! مولوی لوگوں کے تمام فرقے ہی فوٹو کو کفر قرار دیتے تھے۔یہاں تک کہ قائد اعظم کی فوٹو والے کرنسی نوٹ کی جیب میں موجودگی نماز کو فاسد کر دیتی تھی۔ٹیلی ویژن کا دیکھنا بھی حرام تھا بلکہ مولویوں کی تحریک پر لوگوں نے اپنے ٹیلی ویژن بھی گھر سے باہر پھینک دیے تھے۔مگر آج مولوی کا نظریہ بدل چکا ہے۔اب مولوی لوگوں نے اس حرام کو اپنا لیا ہے، اپنے ٹیلی ویژن اسٹیشن بنا لیے ہیں، اب لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے پروگرام دیکھو اور چندے بھی دو، یہ کاروبار بہت منفعت بخش ثابت ہو رہا ہے۔مولوی لوگ ہمیشہ نئی ایجادات کو پہلے کافر اور حرام قرار دیتے ہیں بعد میں رنگ بدل لیتے ہیں اور حرام کو حلال قرار دے دیتے ہیں۔اروندتی رائے نے صحیح کہا تھا کہ ''ٹڈے کو سنو جو تبدیلی سے قبل ہی اپنا رنگ بدل لیتا ہے۔''

قارئین کرام! منّو بھائی جنگ لاہور ۵ نومبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں:۔

اسلام آباد کی تیس مساجد میں بیک وقت منظور ہونے والی ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ تمام سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں سے ہر قسم کی تصویریں، فوٹو گراف اور مصوری کے نمونے اتار پھینکے جائیں۔جن تصویروں کو اُتار پھینکنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، ان میں قائداعظم کی تصویریں بھی شامل

ہیں۔قرارداد میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ کرنسی نوٹوں سے بھی قائداعظم کی تصویر کو غائب کر دیا جائے۔ مسلمان چونکہ بُت پرستی کے خلاف ہیں، اس لیے نماز پڑھتے وقت ان کی جیبوں میں ایسے نوٹ نہیں ہونے چاہییں، جن پر انسانی تصویریں چھپی ہوں۔''

قارئین! کوئی مولوی سے یہ نہیں پوچھتا کہ تصویر والا نوٹ نماز کو خراب کر دیتا ہے، کیا باقی شرکیہ حرکات جائز ہیں مثلاً خوشامد کرنا، سفارش کرنا، رشوت لینا، چوری کرنا، قتل کرنا، بچوں سے اور عورتوں پر ظلم کرنا، خودکش دھماکوں کی تربیت دینا، فرقہ واریت کرنا، مسجدوں میں نمازیوں کو ہلاک کرنا، دھوکہ دینا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، چغلی کرنا اور قول وفعل میں تضاد وغیرہ کیا نماز کو فاسد نہیں کرتے؟

جناب محمد اشرف ظفر صاحب اپنی کتاب مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں میں صفحہ ۱۶۸ پر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

کاش ہمارے یہ علماء دین انسانی تصویروں کو ختم کرانے کے اس علاج کی بجائے مذہبی فرقہ بندی کے دیوہیکل بُت کو ختم کرنے کا کوئی علاج بتا سکتے جس نے مسجد کی عظمت اور تقدس کو پامال کر رکھا ہے اور اس کے باعث یہ ملّت اسلامیہ ڈیڑھ ہزار سال سے اپنی عظمت رفتہ کی گم کردہ شان وشوکت اور یکجہتی کی قوّت سے محروم چلی آ رہی ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ حضرات جنہوں نے خود مساجد کی پیشانیوں کو فرقہ بندی کے ''سنہری'' حروف سے مزّین کر رکھا ہو، وہ اس کا علاج کیا تجویز کریں گے؟

بے روح معاشرہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جَو ز جَو

مولانا روم: ترجمہ:''اعمال کے جو اثرات مترتب ہوتے ہیں اُن سے غافل نہ رہنا۔گندم کا بیج ڈالو گے تو گندم ہی اُگے گی۔اور جَو بوؤ گے تو جَو ہی اُگیں گے۔''

معزز قارئین! جناب محمد حنیف رامے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اُس حکومت کا حصہ تھے جن کی من مایناں دیکھ کر شیطان بھی شرماتا ہوگا۔ پھر ان کی جماعت کا سربراہ خُدا کے غضب کا نشانہ بنا۔ غالبًا جناب حنیف رامے صاحب اپنے آقاؤں سے فارغ ہوئے ہیں تو انہیں بے روح معاشرہ بھی دکھائی

دینے لگ گیا ہے۔فرماتے ہیں:۔

’’ہم ایک بے روح معاشرے میں جی رہے ہیں۔ یہاں خُدا کا نام تو بہت لیا جاتا ہے لیکن اسے زندہ محسوس نہیں کیا جاتا۔ اگر ہم خدا کو زندہ محسوس کرتے تو ہمارے چہروں پر نور ہوتا، پیشانیاں چمک رہی ہوتیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں (نعوذ باللہ) خدا مَر چکا ہے اور ہم اسے دفنا چکے ہیں۔ ہم نے خود خُدا کو یہ کہہ دیا ہے کہ تُو پیچھے ہٹ جا اور ہمیں دُنیا کا مزہ چکھ لینے دے۔ ہمیں یہ کھیل کھیل لینے دے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج ایک بے خُدا معاشرے میں زندہ ہیں۔ ہم نے منافقت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ کیا ہم نے یہ ملک اس لیے بنایا تھا کہ رشوت کا بازار گرم کریں، خُدا کی آیات فروخت کریں اور جہالت کی سطح کو کبھی ختم نہ ہونے دیں۔‘‘ (مساوات لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۷۴ء)

معزز قارئین! خدا کا شکر ہے کہ بھٹو پارٹی کے ایک رکن نے سچائی کا بول بالا کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے کہ ہمارے معاشرے کا رویہ مشرکانہ ہے اور ہم منافقت کا کھیل کھیلتے ہیں۔ مولانا لوگوں کو بھی چاہیے کہ ذاتی انا کو چھوڑ کر سیدھے راستہ کی طرف لوگوں کی راہنمائی کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام بھٹکے ہوئے دلوں کو سچائی کا نُور عطا فرمائے اور زندہ خُدا کی محبت نصیب کرے آمین۔ یقیناً خُدا آج بھی زندہ ہے بدقسمت ہے وہ دل جسے اپنے خُدا کی خبر نہ ہو۔ معزز قارئین! پنڈت میلا رام وفاؔ کا ایک شعر پیش ہے۔

خُدا کے نام پر دست و گریباں ہیں خُدا والے
بہت ہے جس قدر ذکر خُدا خوفِ خُدا کم ہے

ابوجہل کون؟

مولانا مفتی محمود نے کہا کہ ’’ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے موجودہ حکومت کو بدلنا ہو گا۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے کی اس تقریر کا حوالہ دیا جس میں مسٹر رامے نے اپوزیشن لیڈروں کو ابوجہل کہا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ابوجہل تو مکّہ میں حکمرانی کرتا رہا اور پیغمبر اسلام حزبِ اختلاف کا کردار ادا کر رہے تھے۔ یہ فیصلہ عوام کریں کہ اپوزیشن راہنما ابوجہل کا کردار ادا کر رہے ہیں یا رامے صاحب ابوجہل کے جانشین ہیں۔‘‘ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ نومبر ۱۹۷۴ء)

واہ مولانا مفتی محمود واہ! گویا احمدیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ مولوی لوگوں نے ابوجہلوں سے کروایا۔ اور اس بے ہودہ فیصلے کے لیے ابوجہلوں کے پاؤں پکڑتے رہے۔ یقیناً ابوجہلوں کے فیصلے کو مولوی تو قبول کر سکتے ہیں احمدی مسلمان ہرگز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت ہے کہ ہر اُمّت میں ایک فرعون ہوتا ہے۔ اس اُمّت کا فرعون ابوجہل تھا۔ (سبل الھدی جلد ۴ صفحہ ۷۷ مطبوعہ قاہرہ مصر بحوالہ ابوجہل کی موت)

ولی تراش

شیخ نظام الدین عمری جس شخص پر نظر فرماتے ایک ہی لمحہ میں صاحب مشہود ہو جاتا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ولی تراش نام رکھ دیا تھا۔ انہیں علوم کیمیا پر بھی دسترس حاصل تھی۔ (تاریخ مشائخ چشت از زکریا صفحہ ۲۱۵)

بُت تراش جس طرح سینکڑوں بُت بنا سکتا ہے اسی طرح ولی تراش بھی ہزاروں ولی تراش سکتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ بُت تراش کو بُت مکمل کرنے تک وقت چاہیے ہوتا ہے مگر ولی تراش ایک نظر ڈال کر فقط ایک لمحے میں ولی بنا سکتا ہے۔ دیکھا قارئین کرام بُت بنانا مشکل ہے ولی بنانا آسان)

کالے گلاب

عاطف علیم صاحب لکھتے ہیں۔

’’تم میں سے ہر ایک کو وہی سوچ اپنانا ہو گی جو میری سوچ ہے۔ تمہارا زاویہ نظر وہی ہونا چاہیے جو میرا ہے، تمہارا عقیدہ وہی ہونا چاہیے جو میرا عقیدہ ہے۔۔۔ اس اندازِ فکر کو دوام بخشنے کے لیے ہم نے اپنی نرسریوں میں ذوق وشوق سے مذہبی منافرت، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے کالے گلابوں کی فصل پروان چڑھائی اور شہر سے نیکی اور رواداری کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔‘‘

(روزنامہ ایکسپریس پاکستان ۱ جون ۲۰۱۰ء)

مودودی اور پان

نعیم صدیقی صاحب کہتے ہیں:۔

''حج سے واپسی پر دریافت کیا گیا کہ کیا پان اس لمبے سفر میں ملتا رہا؟ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص انتظام یہ کیا کہ مفتی محمد شفیع صاحب کو ہم سفر بنایا۔ ان کے ساتھ پان کا ذخیرہ تھا اور وہ اسے دیر تک محفوظ رکھنے کا کوئی خاص طریقہ جانتے تھے، چنانچہ پان ملتا رہا۔ کوئی چار دن کا فاقہ کیا ہوگا کہ مکّہ پہنچ گئے اور مکّہ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ضمانت ہے کہ یہاں رزق ضرور ملے گا۔ ایک صاحب نے پوچھا ''کیا مولانا! پان بھی رزق کی تعریف میں آتا ہے؟''۔۔۔ اجی واہ، تو کیا روٹی اور سالن ہی کا نام رزق ہے۔ مودودی صاحب خندہ آمیز انداز سے فرمانے لگے اصل رزق تو پان ہے۔''

(المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۸۱ مکتبہ الھدیٰ فوارہ مارکیٹ، الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار لاہور)

نعیم صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گفتگو ماہر القادری صاحب نے یوں روایت کی ہے:۔

''ایک بار پان کا ذکر چل نکلا۔ میں نے مولانا (مودودی) سے کہا کہ ''آپ تو بڑے شوق سے مزہ لے لے کر تمباکو کھاتے ہیں۔'' مولانا نے فرمایا کہ ''میں بھی پہلے تمباکو نہیں کھاتا تھا۔ ایک بار کسی صاحب نے تمباکو کا پان کھلا دیا اور اس پان کو کھا کر مُجھے گھمائی آئی، بس اُسی گھمائی کے بعد مُجھے تمباکو کھانے کی عادت پڑ گئی۔''

(المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۸۱ مکتبہ الھدیٰ فوارہ مارکیٹ، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار لاہور)

۱۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جیل جانے سے قبل فرمایا ''ڈبیہ بٹوہ کہاں ہے؟ آخری پان کھا لیا جائے'' پوچھا کہ آخری کیوں؟ ہنستے ہوئے فرمانے لگے ''بس اب طلاق دے رہا ہوں''۔ جب میں نے یہ پوچھا کہ کیا جیل کے بعد بھی یہ طلاق جاری رہے گی؟ تو فرمایا ''نہیں یہ طلاق رجعی ہے، مغلظ نہیں''۔

نعیم صدیقی صاحب کہتے ہیں۔ ''مولانا کی رائے میں پان کی ترکیب وترتیب الہامی ہے۔''

نعیم صدیقی صاحب کہتے ہیں۔

''مجھے سگریٹ کی عادت تھی، مولانا کے ساتھ دیر تک کام کرتا تھا۔ سگریٹ کی طلب ہونے پر زردہ کے چند ریزے مُنہ میں رکھ لیتا۔ آگاہ ہونے پر مولانا نے فرمایا کہ جس نے تمباکو نوشی کرنا ہو کر لیا کرے، اس میں کیا حرج ہے؟ جب سے اب تک مولانا ہمارے سامنے پان کھاتے ہیں اور ہم اُن کے سامنے سگریٹ پیتے ہیں۔''

معزز قارئین! مودودی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ''اسلامی نظام حکومت کبھی آیا تو گاڑیوں کے ڈبوں میں اُگالدان ضرور لگیں گے۔''

(المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۸۲، ۸۳ مکتبہ الھدیٰ فوارہ مارکیٹ، الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار لاہور)

مولوی احمد رضا خان حُقّہ پیتے تھے۔ بہاری کے صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت روزے میں افطار صرف پان سے کرتے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مہمانوں کی تواضع حُقّہ اور پان سے کی جاتی تھی۔ ملفوظات جلد دوم کے صفحہ ۲۵۱ پر اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔ ''کھانے پر بسم اللہ کا خصوصی اہتمام کرتا ہوں، یہاں تک کہ پان منہ میں ڈالا تو بسم اللہ اور چھالیہ ڈالی تو بسم اللہ، البتہ حُقّہ پیتے وقت نہیں پڑھتا، تاکہ خبیث شیطان اس میں شریک ہو تو اس کا کلیجہ جلے، عمر بھر کا پیاسا، پھر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔''

(بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں از غلام محمد میمن صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

اور مولانا شاہ احمد نورانی پان کے شوقین تھے، مولانا کے لب پان کے رنگ سے رنگین رہا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؔ بھی ذوق شوق سے حُقّے کا اہتمام کرتے تھے۔ موصوف کبوتر باز بھی تھے۔۔ مولانا ابوالکلام آزاد بھی حُقّہ اور سگریٹ پیتے تھے۔ مفتی اعظم، محدث العصر اور فقیہ العصر وغیرہ وغیرہ مفتی ولی حسن ٹونکی کو بھی پان کھانے کی عادت تھی جس کی وجہ سے آپ کے کپڑوں پر عموماً پان کے نشان رہتے تھے۔

(سوانح مفتی ولی حسن تو ٹونکی صفحہ ۱۹۱ از محمد حسین صدیقی۔ زمرد پبلشرز)

سانپ اور بندر

نذیر ناجی صاحب داتا دربار پر حملہ کو طبل جنگ کے مترادف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ہم بے لباس ہونے کا خطرہ بھول کر اُترے ہوئے کپڑوں کے داغ دھبے دھونے میں لگے ہیں مستقبل کو فراموش کر کے، ماضی کی زینت وآرائش پر زور دے رہے ہیں۔ گھاس میں چھپے سانپوں سے نظر ہٹا کر، بندروں کی طرح ایک دوسرے کی جوئیں نکال رہے ہیں۔ میں بار بار کہتا ہوں جب تک سیاست واقتدار کے کھیل سے، ملائیت کو نہیں نکالا جائے گا، ہمارا یہی حشر ہوتا رہے گا بلکہ اس سے بھی برا ہوگا۔ حکومت اور علماء کے درمیان مذاکرات سے کوئی نتیجہ نکلنا معجزے سے کم نہیں ہوگا، کیونکہ بیشتر علماء

اندر ہی اندر اس بات پر خوش ہیں کہ دہشت گردی نے ان کی اہمیت بڑھا دی ہے۔حکومت ہر وار کے بعد،ان کی ناز برداریوں پر مجبور ہے۔وہ اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو اپنے مستقبل کی طاقت تصور کر رہے ہیں۔کُھل کر دہشت گردوں کی مذمت نہیں کرتے۔ ہر بیان اور ہر مشترکہ ردّعمل میں وہ درمیانہ موقف اختیار کرتے ہیں۔'' (جنگ لندن ۷ جولائی ۲۰۱۰ء)

باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

دیوبندی مشین گن

علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ایڈیٹر پاسبان الہ آباد فرماتے ہیں:۔

'' دیوبند چہار دیواری میں۔ بری طرح تکفیر بازی کا بازار گرم ہے۔ یہ تو حضرات دیوبند کا ایک پسندیدہ ومحبوب ترین مشغلہ ہے کہ جب ذرا سی فرصت ملی تکفیر کی مشین گن کو چالو کر دیا اور پھر نہ دیکھا آؤ نہ دیکھا تاؤ زد پر جو بھی آ تا گیا ٹھوکتے گئے۔جس طرح بچھّو ڈنک مارنے میں اپنی فطرت سے مجبور ہے ایسے ہی علماء دیوبند مسلمانوں کو کافر،مشرک اور بدعتی بنانے میں اپنی فطرت وجبلّت سے مجبور ہیں۔

علماء دیوبند کی کافر گری کا یہ عالم ہے کہ رافضی،خارجی،ناصبی،معتزلی،قادیانی،جماعت اسلامی پر کفر وگمراہی کا فتویٰ دینے کے ساتھ ساتھ خود بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی تک کو کافر،ملحد،زندیق اور نہ جانے کیا کیا کہہ ڈالا ہے۔اب ان سے کوئی پوچھے کہ اس دُنیا میں ان کے علاوہ کوئی مسلمان ہے بھی یا نہیں؟''

خون کے آنسو جلد ا صفحہ ۱۷۶،۱۷۸،۲۴۵ مکتبہ نبویہ میلا رام روڈ لاہور

احمدی ہیں شیعہ نہیں

محمد حنیف صاحب لکھتے ہیں:۔

''ستّر کی دہائی میں ہم نے نئے کافر تیار کرنے کا جو کامیاب تجربہ کیا تھا وہ وہیں نہیں رکا اسّی اور نوّے کی دہائی میں کئی مسجدوں سے نعرے اٹھے۔کافر کافر،شیعہ کافر اور ملک کے طول وعرض میں شیعہ ڈاکٹر،استاد،وکیل،تاجر اور دانشور چُن چُن کر اتنی بے دردی سے قتل کیے گئے کہ احمدی بھی کہہ اُٹھے ہوں

گے کہ شکر ہے،ہم کافر ہیں شیعہ نہیں۔اس کے بعد سے کافر پیدا کرنے کا کاروبار اتنا پھیل چکا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے ہر شہری کے لیے دوا ور ایسے مسلمان موجود ہیں جو اسے کافر سمجھتے ہیں،فوج پہلے طالبان کو مومنین سمجھتی تھی اب کافر سمجھتی ہے یا شاید ہمیں یہی بتاتی ہے۔پنجاب کی حکومت پنجابی بولنے والے طالبان کو مسلمان سمجھتی ہے،پشتو بولنے والوں کو کافر،یاالٰہی یہ ملک ہے یا کافر بنانے کی فیکٹری۔''

(کافر فیکٹری از محمد حنیف بی بی سی اردو ڈاٹ کام کراچی،۲۹ مئی ۲۰۱۰ء)

بھٹو بھی کافر

جناب مولانا کوثر نیازی وزیر امور مذہبی نے حیدر آباد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''جو جماعتیں اور افراد قائداعظم کے خلاف کفر کے فتوے دیتے تھے اب وہی جماعتیں اور افراد بالکل اسی انداز میں وزیراعظم بھٹو کے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔ان کی حالت یہ ہے کہ متحدہ محاذ کے جلسوں کے دوران اگر نماز کا وقت آ جاتا ہے تو مفتی محمود اور شاہ احمد نورانی الگ الگ نمازوں کی امامت کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایک ساتھ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے انہوں نے متحدہ محاذ کو اجتماع ضدین قرار دیا۔یہ لوگ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے عائد کرتے رہتے ہیں۔'' (امروز لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۵ء)

کربلا کے بعد کربلا

''وزیر قانون نے کہا کہ قائد عوام (ذوالفقار علی بھٹو) نے قادیانیوں کا نوّے سالہ پرانا مسئلہ اپنی سیاسی بصیرت سے حل کیا ہے یہ اُن کا بڑا کارنامہ ہے کہ تاریخ اسلام میں معرکہ کربلا کے بعد یہ سب سے اہم واقع ہے۔قائد عوام نے یہ مسئلہ مولانا مودودی،مولانا مفتی محمود یا پاکستانی ہندو ولی خان کے دباؤ کے تحت حل نہیں کیا۔ یہ لوگ تو نہیں چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ حل ہوتا۔تاکہ یہ لوگ اسے ہماری حکومت کے خلاف ایک سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کرسکیں۔'' (نوائے وقت لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۷۴ء)

صوبائی وزیر پارلیمانی امور سردار صغیر احمد نے کہا ہے کہ'' پیپلز پارٹی نے ختم نبوت کا مسئلہ خوش اسلوبی سے حل کیا ہے۔اس مسئلہ کا حل سانحہ کربلا کے بعد سب سے بڑا اسلامی تاریخی واقعہ ہے۔قادیانی مسئلہ حل کر کے وزیراعظم بھٹو نے اپوزیشن لیڈروں کی سیاست ڈھیر کر کے رکھ دی ہے۔

(روزنامہ امروز ۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء)

معزز قارئین! کربلا میں یزید نے اپنی دانست میں ایک مسئلہ ہی حل کیا تھا۔ نواسہ رسول ﷺ اوران کے ساتھیوں کا پاک خون بہا کر اُس نے اپنے من پسند نتائج اخذ کرنے کی کوشش تھی۔ مگر وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ سچائی کا کبھی بھی گلا نہیں گھونٹا جا سکتا۔ آج بھی حضرت امام حسینؓ امام الشہداء کو حق اور سچ کا امام کہا جاتا ہے، قیامت تک جب بھی حق اور باطل کے معرکے کا ذکر آئے گا حضرت امام حسینؓ کا نام عزت واحترام سے لیا جائے گا اور یزید پلید اوراس کی پارلیمنٹ پر قیامت تک لعنت ملامت ہوتی رہے گی۔ یقینی طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں ہونے والی کاروائی اور فیصلہ تاریخ کا بہت بڑا فیصلہ ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے معرکہ کربلا میں جس طرح ہمارے پیارے امام حسینؓ نے بظاہر ہونے والے ظلم کے باوجود فتح حاصل کی تھی اُسی طرح جماعت احمدیہ بھی اپنے امام کی قیادت میں فتح وظفر کے موتی آج تک چن رہی ہے اور چنتی چلی جائے گی۔ اور بدنام زمانہ پارلیمنٹ اوراس کا سربراہ ہمیشہ ذلت اور رسوائی سے یاد کیا جائے گا جس طرح یزید اوراس کے ساتھی ذلّت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ یاد کیجیے اُس پارلیمنٹ کے فیصلے کو بھی جب مکّہ کے رؤساء نے ہمارے حبیب آقا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں محصور کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور تین سال تک آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو محصور ہونا پڑا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس فیصلے نے اسلام کو یا اس مذہب کو ماننے والوں کو ختم کر دیا؟ کیا کفار مکہ کے فیصلے نے اُن کے اقتدار کو بچا لیا؟ اُس فیصلے کے وقت سچائی کے مسافر کتنی تعداد میں تھے اور کفار مکہ کی طاقت اور تعداد کیا تھی؟ کیا طاقت اور کثرت کے فیصلے نے مسلمانوں کو نابود کر دیا؟ یقینی طور پر ہر اُس شخص کا جواب نہیں میں ہوگا جس کی آنکھوں میں تعصب کی پٹی نہ ہو اور جس کا دل سچائی سے محبت رکھتا ہے۔ یقیناً عصر حاضر میں بھی پارلیمنٹ کا فیصلہ یا طاقت وکثرت سچائی کا گلا نہیں دبا سکتے، ایسی تمام کوششوں کا نتیجہ وہی ہوگا جو آج سے پندرہ سو سال پہلے ہوا تھا یعنی سچ کے مقابلے میں جھوٹ کی موت۔ پندرہ سو سال پہلے بھی خُدا سچ کے ساتھ تھا آئندہ بھی خُدا ہمیشہ سچ کا ساتھ دے گا۔ جب بھی سچوں کو کربلا کا سامنا کرنے پڑے گا، خُدا اُن کے ساتھ ہوگا، اور اُن سچوں کے لبوں پر یہ ترانہ ہوگا۔

زمین جب بھی ہوئی کربلا ہمارے لیے | تو آسمان سے اُترا خُدا ہمارے لیے

اُنہیں غرور کہ رکھتے ہیں طاقت وکثرت | ہمیں یہ ناز بہت ہے خُدا ہمارے لیے

تمہارے نام پہ جس آگ میں جلائے گئے | وہ آگ پھول ہے وہ کیمیا ہمارے لیے

ماہنامہ طلوع اسلام کے مدیر ے ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے فیصلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

''اس مسئلہ کے متعلق حکومت نے کہا ہے کہ اسے ''عوام کے مطالبہ'' کے مطابق حل کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ یہ اسلام کا تقاضہ تھا۔'' (نومبر ۱۹۷۴ء ماہنامہ طلوع اسلام)

معزز قارئین! سرداران مکّہ جن کا سربراہ ابوجہل تھا، نے بھی اپنی سرداری بچانے کے لیے عوام کا نام لیا تھا، حالانکہ جانتے تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جماعت سچی ہے اوراس جماعت کا پیغام عوام کو نئی زندگی عطا کرنے والا ہے اور جانتے تھے اس پیغام کی بدولت عوام رُوحانی اور دُنیاوی طور پر خوشحال ہو جائیں گے۔ مخالفین جماعت احمدیہ بھی جانتے ہیں کہ اس جماعت میں داخل ہونے والے یقیناً رُوحانی اور دُنیاوی طور پر خوشحال ہو جائیں گے۔ مگر عین سرداران مکہ کی طرح ان کی مخالفت کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی سرداریاں قائم رہیں، اسی وجہ سے یہ اسلام کے نام پر دکانداری کرنے والے، لوگوں کو متنفر کرنے کے لیے جماعت احمدیہ پر وہی جھوٹے الزامات لگاتے ہیں جو تمام انبیاء کرام پر ان کے مخالفین لگایا کرتے تھے۔

جشن استقبال

مولانا یوسف لدھیانوی صاحب اپنی کتاب معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب میں لکھتے ہیں:۔

''یوں تو ہجرت نبوی ﷺ کو چودہ صدیاں ہو چکی ہیں لیکن جشن استقبال کا جوش وخروش پندرہویں صدی کے استقبال کے سلسلے میں دیکھنے میں آیا، وہ گزشتہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہاں نہیں ملتا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ بعض شاعروں نے اپنے غلط دعووں کی ترویج واشاعت کے لیے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہے۔ نزول عیسیٰؑ اور دوسری علامات قیامت اسی صدی میں پوری ہوں گی۔ بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگ اس پروپیگنڈے سے متاثر بھی ہوئے ان تمام ہوائی دعووں کا غلط ہونا ثابت ہوا اس لیے قدرتی طور پر پندرہویں صدی کا آغاز پر جوش وخروش کا اظہار بھی

زیادہ کیا گیا۔'' (معاشرتی بگاڑ کا سدِ باب از مولانا یوسف لدھیانوی صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

معزز قارئین! گویا حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی کا ان کے خیال میں نہ آنا خوشی کا باعث بلکہ جشن منانے کا سبب بن گیا۔ مولانا یوسف لدھیانوی صاحب اسی طرح کی اوٹ پٹانگ باتوں سے اپنی قدر و قیمت بڑھانے کی کوشش کرتے رہتے تھے تاکہ اُن کی دکان چلتی رہے۔

احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی مسیح اور امام مہدی والی تمام پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ شاعروں کے علاوہ بہت سے بزرگانِ اُمّت اور مولوی لوگ شدّت سے آنے والے امام کے منتظر تھے اور سمجھتے تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ کی عُمر تقریباً ایک سو پچیس سال ہو چکی ہے اور احمدی مسلمان تمام دُنیا میں کروڑوں کی تعداد میں اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کی تعداد اور طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مخالفین جماعت احمدیہ کا انتظار مایوسی میں بدل رہا ہے۔

کوئی مَر جائے یا ہو جان بلب — اپنے مطلب سے ہے انہیں مطلب

امام مہدی کا کیا بنے گا؟

محمد سیّد بھٹی صاحب ہفتہ وار جریدہ الاصلاح لاہور ۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء میں لکھتے ہیں:۔

''مکرمی ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ الاصلاح! ایک بل کے ذریعہ جو قومی اسمبلی کی منظوری کے بعد آئین کا جزو بنا دیا گیا ہے۔ مسئلہ ختم نبوت حل کر دیا گیا ہے اس بل کی رو سے: اب ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، ہر وہ شخص جو کسی کی نبوت کو مانتا ہے یا کسی ریفارمر کے آنے پر ایمان رکھتا ہے آئین کی رو سے مسلمان نہیں کہلا سکے گا۔ اس بل کی رو سے مسلمانوں کی اُس غالب اکثریت کا کیا بنے گا جو امام مہدی کے نزول کی نا صرف قائل ہے بلکہ امام مہدیؑ کو نہ ماننے پر کفر کا فتویٰ تک صادر کر دیا جاتا ہے اور امام مہدیؑ کے متعلق اس بل کی رو سے کیا کہا جانا چاہیے؟ کیا وہ ریفارمر کے زمرے میں نہیں آتے میرے نزدیک تو حکومت وقت نے یہ بل پاس کرا کر مسلمانوں کی غالب اکثریت کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ میں علمائے کرام سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ اب امام مہدی کا کیا بنے گا؟''

قارئین کرام! پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ویزہ فارم وغیرہ وغیرہ میں ایک حلفیہ بیان پر دستخط کرنے ہوتے ہیں اس حلفیہ بیان کے الفاظ مندرجہ بالا ہوتے ہیں، اس حلفیہ بیان پر ممبران جماعت احمدیہ موٹی سی لائن لگا کر اس حلف سے انکار کرتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ تمام سرکاری مسلمان کسی بھی نبی بشمول امام مہدی، عیسیٰ ابن مریم کی نہ صرف نبوت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں بلکہ کسی ریفارمر پر ایمان لانے کو کفر سمجھتے ہیں۔ ایسے کسی بھی نبی یا ریفارمر کے نزول سے پہلے اسے کافر مانتے ہیں۔ مولویوں نے نہ جانے مسلمانوں کی آنکھوں پر کس قسم کی کالی پٹی چڑھا دی ہے کہ وہ ایک طرف مولویوں کے ایک اجماع کو مانتے ہیں اور پھر اس اجماع کے خلاف اجماع کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں جیسے جو اُمّت محمدؐیہ میں آنے والے مسیح ابن مریم کو نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں اور دوسری طرف اس اجماع اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کو جو نبی مانے وہ بھی کافر ہے۔ مندرجہ ذیل تحریر پڑھنے کے بعد سیّد احمد بھٹی اور ان جیسے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کی صداقت پر یقین رکھنے والے سر نہ پیٹیں تو کیا کریں گے؟ مندرجہ بالا تحریر میں امام مہدی و مسیح موعودؑ کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو کافر کہا گیا ہے تو مندرجہ ذیل تحریر میں امام مہدیؑ کی آمد کو ہی جھٹلا دیا گیا ہے۔

''مولانا'' جاوید احمد غامدی

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن — جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا؟

جدید روشن خیال ''مولانا'' جاوید احمد غامدی صاحب فرماتے ہیں:۔

''ظہورِ مہدی اور مسیح کے آسمان سے نزول کو بھی قیامت کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہورِ مہدیؑ کی علامتیں محدثانہ تنقید کے معیار پر پوری نہیں اُترتیں۔ ان میں کچھ ضعیف اور موضوع ہیں۔ اس میں شُبہ نہیں کہ بعض روایتوں میں جو سند کے لحاظ سے قابل قبول ہیں، ایک خاص خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے، لیکن وسعت نظر سے غور کیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا مصداق سیدنا عمر بن عبدالعزیز تھے جو خیر القرون کے آخر پر خلیفہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشگوئی اُن کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہے، اس لیے کسی مہدی موعود کے انتظار

کی ضرورت نہیں۔نزول مسیح کی روائتوں کواگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہےلیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محل نظر ہیں۔

ایک جلیل القدر پیغمبر کے زندہ آسمان سے نازل ہو جانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔لیکن موقع بیان کے باوجوداس واقعے کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین کسی جگہ مذکورنہیں ہے۔سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸ میں مسیح علیہ السلام کا اللہ سے مکالمہ،اس میں دیکھ لیجیے مسیحؑ اگرایک مرتبہ زمین میں آچکے ہیں تو یہ آخری جملہ کسی طرح موزوں نہیں ہے،اس کے بعدتوانہیں کہنا چاہیے کہ میں ان کی گمراہی کواچھی طرح جانتا ہوں اورابھی کچھ دیر پہلے انہیں اس پر متنبہ کر کے آیا ہوں۔

سورۃ العمران کی ایک آیت (آیت ۵۵) میں قرآن نے مسیح کے بارے میں قیامت تک کا لائحہ عمل بیان فرمایا ہے۔ یہ موقع تھا کہ قیامت تک کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بیان کررہے تھے جواُن کے اوراُن کے پیروؤں کے ساتھ ہونے والی ہیں تو یہ بھی بیان کردیتے کہ قیامت سے پہلے میں ایک مرتبہ پھر تجھے دُنیا میں بھیجنے والا ہوں مگراللہ نے ایسانہیں کیا،سیدنا مسیح نے آنا ہےتو یہ خاموشی کیوں؟اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔'' (میزان از جاوید احمد غامدی صفحہ ۱۷۷،۱۷۸)

قارئین کرام!غامدی صاحب دلیل کے طور پرسورۃ النحل کی آیت ۳۲ بھی پیش کرتے ہیں۔

الَّذِیۡنَ تَتَوَفَّاهُمُ الۡمَلآئِکَةُ طَیِّبِیۡنَ یَقُولُونَ سَلامٌ عَلَیۡکُمُ ادۡخُلُواۡ الۡجَنَّةَ بِمَا کُنتُمۡ تَعۡمَلُون ۔ یعنی جن لوگوں کی روحیں فرشتے پاکیزگی کی حالت میں قبض کرتے ہیں،ان کووہ کہتے ہیں،تم پرسلامتی ہو،جاؤجنّت میں اپنے اعمال کے صلے میں۔

غامدی صاحب کی یہ بات تو درست ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جنہیں مولوی لوگ کہتے ہیں کہ دو ہزار سال سے زائد عرصے سے آسمان پرزندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے زندہ اتریں گے اوراُمّت محمدیہؐ کی تربیت واصلاح فرمائیں گے،قطعاًایسے نبی کی آمد متوقع نہیں ہے۔سورۃ المائدہ کی آیت ۱۱۸ میں ہونے والے مکالمے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پاچکے ہیں۔جس قدر غامدی صاحب کی یہ بات ہرلحاظ سے تحسین کے قابل ہے وہیں ان کا دوسرا نتیجہ انتہائی بھونڈا ہے اور مضحکہ خیز ہے کہ قرآن اورحدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام مہدی مسیح موعودؑ نام کی کوئی شخصیت آنے

والی ہے۔سورۃ الجمعہ کی آیت ۴ **وَآخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوا بِهِمۡ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ**۔ غامدی صاحب کے خیال کوتہس نہس کرنے کے لیےکافی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ آخری زمانے میں اپنا آنا بتارہے ہیں۔پھراس کی تشریح بھی آپؐ نے فرمادی کہ وہ جس کا آنا میرا آنا ہوگا وہ حضرت سلمان فارسیؓ کی نسل سے ہوگا،ایمان اگرثریا ستارے پربھی چلا جائے تو وہ لے آئے گا۔اسی طرح بہت سی آیات قرآنی اوراحادیث مقدسہ میں ایک ایسے نبی کا آنا بیان ہوا ہے جوآخری دور میں قیامت سے پہلے اُمّت مسلمہ کی اصلاح کے لیے نازل ہوگا۔بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی جس کا آنا قرآن اور احادیث مقدسہ سے ثابت ہے،وہ میں ہوں۔

''علامہ'' اقبالؔ اور امام مھدی

معزز قارئین! شاید جناب غامدی نے اپنے خیالات کا اظہار ڈاکٹر اقبالؔ کے نظریات کو سامنے رکھ کرپیش کیا ہے۔امام مہدی،مسیحیت اورمجددیت سے متعلق اقبالؔ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:۔

مکتوب الیہ (چوہدری محمداحسن) کے بڑے بھائی حافظ محمدحسن صاحب جن کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے ہے ۔انہوں اپنے چھوٹے بھائی کوبھی اس جماعت میں شمولیت کی دعوت دی ۔ اورسلسلہ کا تبلیغی لٹریچر بہم پہنچایا۔جس کے مطالعہ کے بعد مکتوب الیہ نے ڈاکٹر اقبال مرحوم سے بعض مسائل کا حل چاہااوراس جماعت سے متعلق علامہ مرحوم کی رائے دریافت فرمائی۔(اس کے جواب میں ڈاکٹرصاحب نے مندرجہ ذیل خط تحریرفرمایا)

''لاہورے اپریل ۱۹۳۲ء جناب من السلام علیکم''

''میں آپ کے بھائی صاحب سے بخوبی واقف ہوں وہ نہایت نیک نفس آدمی ہیں۔ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ کوکسی عالم سے یہ سوالات کرنے چاہیئں جوآپ نے مجھ سے کیے ہیں۔میں زیادہ سے زیادہ آپ کوصرف اپنا عقیدہ بتا سکتا ہوں اوربس۔میرے نزدیک مہدی،مسیحیت اورمجددیت کے متعلق جواحادیث ہیں وہ ایرانی اورعجمی تخلیات کا نتیجہ ہیں۔عربی تخلیات اورقرآن کی صحیح سپرٹ سے ان کوکوئی سروکارنہیں۔۔۔۔

باقی رہی تحریک احمدیت، سومیرے نزدیک لاہور کی جماعت میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو میں غیرت مند مسلمان جانتا ہوں اوران کی اشاعت اسلام کی مساعی میں ان کا ہمدرد ہوں۔کسی جماعت میں شریک ہونا یا نہ ہونا انسان کی ذاتی افتادِطبع پر بہت کچھ انحصار رکھتا ہے۔تحریک میں شامل ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ آپ کوخود کرنا چاہیے۔۔۔ہاں اشاعت اسلام کا جوش جوان کی جماعت کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے قابل قدر ہے۔''

(مکتوب نمبر ۳۶۷ بنام چوہدری محمد احسن۔۔اقبال نامہ مجموعہ مکاتیب اقبال صفحہ ۵۵۷ مرتبہ شیخ عطااللہ، ناشر محمد اشرف لاہور ۱۹۵۱ء)

شاید انہیں خیالات کی بناء پر سرفضل حسین صاحب کو کہنا پڑا۔''اقبال اور بعض دیگر مسلمان لیڈر اپنے سیاسی اغراض کے حصول کی خاطر مسلمانوں میں مذہبی فرقہ پرستی کو ہوا دے رہے ہیں۔''مزید فرماتے ہیں:۔''اقبال مسلمانوں کے اتحاد اور یک جہتی کو اندر سے توڑنے کی کوشش کررہے ہیں۔''

(سرفضل حسین (اورنگ زیب بھی کہا جاتا ہے) کے انگریزی خطوط مرتبہ وحید احمد صاحب صفحہ ۶۹۵)

معزز قارئین! ڈاکٹر محمد اقبالؔ ایک طرف تو امام مہدی مہدی، مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں اُنہیں ایرانی اور عجمی تخلیات کا نتیجہ فرماتے ہیں، اور دوسری جگہ اُن مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے جنہیں امام مہدی کی ضرورت نہیں فرماتے ہیں۔''مجھے یقین ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ بھی دوبارہ زندہ ہوکر اس ملک میں اسلام کی تعلیم دیں تو غالباً اس ملک کے لوگ اپنی موجودہ کیفیت اور اثرات کے ہوتے ہوئے ''حقائق اسلامیہ'' نہ سمجھ سکیں۔''(اقبالؔ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان اسلام سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے بھی حقائق اسلامیہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔مولوی سمجھتا ہے ایسے بگڑے مسلمانوں کوٹھیک کرلیں گے۔اور بدقسمت مسلمان سمجھتے ہیں کہ ہماری کمزوریاں یہ مولوی دور کردیں گے)

(مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین صفحہ ۳۷ شائع کردہ اقبال اکادمی)

جسٹس ریٹائرڈ عطااللہ سجاد کارکن روزنامہ احسان فرماتے ہیں:۔

''میری ملاقات ڈاکٹر اقبالؔ سے اکتوبر ۱۹۳۵ء کو احسان اخبار کے چیف ایڈیٹر مولانا مرتضٰی احمد خان میکش کے ہمراہ جاوید منزل میں ہوئی۔انہوں نے (ڈاکٹر محمد اقبالؔ) فرمایا: کہ اسلام کی قوت شکوہ ملک و دین کا امتزاج ہے اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو مذہبی اور سیاسی

طور اسلام کی سربلندی کا باعث بنیں گے لیکن یہ کہنا کہ ایک خاص زمانے میں ایک خاص شخص ظاہر ہوکر تجدید دین اور شوکت اسلام کا اہتمام کرے گا،ملت اسلامیہ کو عمل سے غافل کرنے پر منتج ہوگا۔اس موقع پرانہوں نے اپنا یہ مشہور شعر پڑھا۔

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار　　　وہی مہدی وہی آخر زمانی

پھر فرمایا''یہ کہنا کہ کوئی مہدی یا نبی ایک خاص زمانے میں ظاہر ہوکر دین کو تکمیل کی آخری منزل تک پہنچائے گا،حضور ﷺ کی ختم المرسلینی کے تصور سے دور لے جاتا ہے''۔

(نوائے وقت لاہور، راولپنڈی ۲۱ اپریل ۱۹۹۹ء مضمون اقبال سے ملاقات از جسٹس (ر) عطااللہ سجاد)

جب اقبالؔ مسلمانوں کی دردناک حالت کو دیکھتے ہیں اور مولویوں کی کارستانیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں تو اقبالؔ اپنے پیش کردہ خیالات کو جھٹک کر یہ کہنے پر مجبور نظر آتے ہیں ۔

لا پھر اِک بار وہی بادہ و جام اے ساقی　　　ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام ساقی

شراب کہن پھر پلا ساقیا　　　وہی جام گردش میں لا ساقیا

قارئین کرام! سمجھ نہیں آتا کہ اقبالؔ جیسے شاعر کی، کس بات کا یقین کریں یوں دکھائی دیتا ہے کہ اقبالؔ کو خود اپنے نظریات پر بھی ثابت قدم رہنا گوارا نہ تھا۔قارئین ملاحظہ فرمائیے مندرجہ ذیل دو اشعار بانگِ درا صفحہ ۱۶۵ سے پیش خدمت ہیں ۔

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور　　　ہے ابھی باقی مگر شانِ جمالی کا ظہور

مندرجہ بالا شعر میں مہدی آخرزمانی کی آمد کا انتظار ہے۔

یہ انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے　　　مینارِ دل پر اپنے، خُدا کا نزول دیکھ

قارئین کرام! اس شعر میں مہدی کے نزول سے انکار ہے جسے اللہ تعالیٰ انسانوں کے دِلوں کے زنگ صاف کرنے اور دِلوں کو اپنے نزول کے قابل بنانے کے لیے مبعوث کرے گا۔کوئی دکھائے تو سہی کہ مولویوں اوران کے نام نہاد چیلوں کے دِل اس قابل ہیں کہ ان پر خُدا کا نزول ہو سکے۔

(باقیات اقبال صفحہ ۴۵۱ ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۶۶ء)

جناب ڈاکٹر محمد اقبالؔ مسلمانوں کی کرتوتوں اور خباثتوں کی طرف نظر کرتے ہیں تو بے چین

ہوہو جاتے ہیں اور بے قراری اور بے چینی میں خود کو ضربِ کلیم میں یہ کہنے پر مجبور پاتے ہیں۔

دُنیا کو ہے اُس مہدیء برحق کی ضرورت — ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

اے وہ کہ تُو مہدی کے تصور سے ہے بےزار — نومیدہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

اے سوار اشہب دوراں بیا — اے فروغ دیدہء امکاں بیا

اے شہسوار زمانہ جلد تشریف لائیے اور اے دُنیا کی آنکھوں کی رونق جلد ظاہر ہو۔

بانگِ درا کے صفحہ ۱۶۵ اور ۳۳۴ پر بیان کردہ مندرجہ ذیل اقبالؒ کے اشعار میں آنے والے امام الزماں سے متعلق نظریات کے نقوش نمایاں ہیں۔

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور — ہے ابھی باقی مگر شانِ جمالی کا ظہور

کُھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام — چشمِ مُسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ یَنسِلُون

رسول اللہ ﷺ کی شانِ جلالی کا ظہور ہو چکا ہے اب رسول اللہ ﷺ کی شانِ جمالی کے ظہور کا ذکر ہے۔ مولوی کہتا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتے مگر یہاں اس شعر میں اقبالؒ آخری زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے شانِ جمالی میں ظہور کا ذکر فرما رہے ہیں۔ دوسرے شعر میں رسول اللہ ﷺ کی آخری زمانہ سے متعلق پیشگوئی کا ذکر ہے جو کہ پوری قوت سے پوری ہو چکی ہے۔ اگلے اشعار میں یاجوج و ماجوج کے زمانے میں آنے والے مہدی جس کی نگہ زلزلہء عالم افکار اور اس کے ساتھی شیروں کا ذکر ہے۔

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی

اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لَا تَخَف

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا

سُنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

مسلمان، عیسائی اور یہودی

مولانا عاصم عمر صاحب اپنی کتاب تیسری جنگ عظیم اور دجّال میں لکھتے ہیں:۔

''غرض جو پیشگوئیاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں یہودی ان کو

دجّال کے لیے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں عیسائیوں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمان Anti Crist یعنی مسیح مخالف ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسلمان اور عیسائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے منتظر ہیں (آئین پاکستان نے انہیں اور ان کو ماننے والوں کو ان کی آمد سے پہلے ہی کافر قرار دے دیا ہے) جبکہ یہودی جس کا انتظار کر رہے ہیں وہ دجّال ہے جس کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ اس لیے عیسائی برادری کو موجودہ صورت حال میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیے نہ کہ یہودیوں کا۔ کیونکہ یہودی ان کے پرانے دُشمن ہیں۔''

(تیسری جنگ عظیم اور دجّال ناشر الحجرۃ پبلیکیشن کراچی طبع ششم اپریل ۲۰۰۷ء)

معزز قارئین! مولانا عاصم عمر صاحب کی یہ بات درست نہیں ہے کہ یہودی مسیح کا انتظار نہیں کر رہے ہیں۔ یقیناً وہ بھی مسیح کا انتظار کر رہے ہیں مگر مسیح کے آنے سے پہلے وہ حضرت الیاسؑ جو یہودی عقیدے کے مطابق زندہ آسمان پر چلے گئے تھے کے منتظر ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح کے آنے سے پہلے حضرت الیاسؑ رتھ پر سوار آسمان سے نازل ہوں گے۔ اس غلط عقیدے نے یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے دیا حالانکہ اس عقیدے کو ردّ کرتے ہوئے آپؑ نے یہودیوں سے کہا تھا کہ جس نے مجھ سے پہلے آنا تھا وہ حضرت یحییٰؑ ہیں۔ پھر اس بدعقیدے کی نحوست نے یہودیوں کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے سے محروم کر دیا۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق یہودی اور مسلمان یوں دکھائی دینے لگے ہیں جیسے پاؤں کی دو جوتیاں۔ اس دور میں یہودیوں کی طرح مسلمانوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاسؑ کی طرح گزشتہ تقریباً دو ہزار سال سے جسد خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ اس غلط عقیدہ کو نہ چھوڑنے والے متکبر مسلمان بھی، یہودیوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے ولے امام مہدی و مسیح موعود پر ایمان لانے سے محروم رہ جائیں گے۔

ننگے ناچ

مبلغ اسلام مولانا نور محمد مظاہری بریلوی فرقہ کی پردہ دری کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ہندوستان پر انگریزوں کے تسلّط وحکومت کے بعد عیسائی مشنریوں، دریدہ دہن پادریوں کے ناروا حملوں، غلیظ الزاموں کے پروپیگنڈہ کا زور وشور، اسلام و ہادیء اسلام حضور ﷺ کے خلاف بہت زیاد بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ یہ مُنہ زور پادری ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل کر اپنی ناپاک تحریروں، دِل آزار تقریروں سے آپؐ اور آپؐ کی ازواج مطہرات کی ’’مقدس ناموس‘‘ پر سخت سے سخت حملے کرتے تھے۔ پادری اپنی ناپاک حرکتوں، دِل آزار طریقوں میں بڑے ہی بے باک اور بے خوف تھے، گلی کوچوں، راستوں وگزرگاہوں کے کنارے کھڑے ہوکر علی الاعلان ناموسِ رسول پر حملے کرتے تھے اور آپؐ کی شانِ اقدس میں اس انداز سے گستاخیاں کرتے تھے کہ دِل وجگر زخمی ہوجاتے تھے۔ اپنے سوالات کی جواب دہی کے لیے چیلنج پر چیلنج اور مقابلہ ومناظرے کی دعوت دیتے۔ چونکہ عام مسلمانوں کے پاس ان بدزبان عیسائیوں کے مقابلے کے لیے نہ کوئی تحریری سامان تھا نہ مادی تاب وطاقت، اس لیے یہ بیچارے اس بھیانک منظر کو دیکھتے تو ہاتھ مَل کر مسوس کر رہ جاتے، لیکن افسوس صد افسوس کہ عشقِ رسول کا دَم بھرنے والا اور یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانے والا، اسلام کا واحد ٹھیکیدار، یہ رضا خانی گروہ اور اس کے تمام سرغنے اور علم بردار اپنی دونوں آنکھوں سے عیسائیت کے اس ’’ننگے ناچ‘‘ کو دیکھ دیکھ کر لُطف اندوز ہورہے تھے۔ لیکن بے کسی اور بے حِسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے ’’عمامہ بندسروں‘‘ میں جُوں تک نہ رینگی، چہ جائیکہ یہ اپنی سیف زبان ونیزہء قلم کو حرکت میں لاکر مقابلے کے لیے میدان میں اُتر آتے۔ البتہ اس بھیانک دور میں بھی یہ رضا خانی حضرات بہ دستور قبروں کی مجاوری اور اس کی آمدنیوں کے اُتار چڑھاؤ اور عُرسوں ومیلوں میں ’’شمع محفل‘‘ بن کر دولت کے سمیٹنے میں مصروف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک رضا خانیوں کے ’’اعلیٰ حضرت‘‘ ہوں یا ’’مظہر اعلیٰ حضرت‘‘، محدث اعظم ہوں یا حجتہ الاسلام، صدر اعظم ہوں یا مُفتی اعظم کسی کی بھی ان مُنہ زور پادریوں اور دریدہ دہن عیسائیوں کے رَدّ واستیصال، تردید وتکذیب میں نہ کوئی مستقل تحریر ہے نہ تقریر، نہ مناظرہ ہے نہ مقابلہ، نہ سیف زبان حرکت میں آئی نہ نیزۂ قلم۔ غرض یہ کہ اس تکفیری فرقے کے کسی بھی ’’حضرت‘‘ کو خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، دُبلے ہوں یا موٹے عیسائیت کے مقابلے میں حضور اقدس ﷺ کی عزّت وحُرمّت کی حفاظت وحمایت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ اس فرقے کا مُحبّت رسول کے پُرزور دعوے اور پُرشور

نعرے کے باوجود ناموس رسول کی حفاظتی خدمت سے محروم ہونا صاف بتلا رہا ہے کہ یہ سب کچھ رسول ﷺ کی محبت وعظمت کے نام پر ایک پُرفریب کھیل ہے جو محض اپنی شکم پروری کے لیے کھیلا جارہا ہے۔‘‘

(رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۷۵، ۷۶ ناشر تحفظِ نظریات دیوبند اکادمی کراچی اشاعت مئی ۲۰۰۹ء)

پیر زادے اور سجادہ نشین

جناب وکیل انجم صاحب اپنی کتاب ’’سیاست کے فرعون‘‘ میں لکھتے ہیں:۔

’’یہ خانقاہ نشین جو کچھ سمیٹے بیٹھے ہیں، وہ تمام تر انگریز پرستی اور انگریز نوازی کی یادگار ہے۔ آخر ان پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کی ذمے داریوں کو کس اصل کی بناء پر جائز تسلیم کیا جاسکتا ہے جنہوں نے جنرل ڈائر کے قتل عام پر خاموشی اختیار کرلی۔ سر مائیکل اوراوڈوائیر کو سپاس نامہ پیش کیا۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی فتح کی دعائیں مانگیں۔ شاہ جارج کو ظّل اللہ کہا۔ مسلمان سپاہیوں کو ترکوں کے سامنے لڑائی کے لیے پیش کردیا۔ پنجاب کے مشائخ، علماء اور سجادہ نشینوں کی طرف سے پیش کردہ دعانامہ بطور ایڈریس پر ذرا غور کریں۔

حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان وعلماء و متعلقین شرفائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب اور عجز وانکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دِل جوئی ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھردی ہے، ہم خاکساران باوفا کے اظہار دِل کو توجہ سے سماعت فرماکر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔ (قارئین کرام یہ ایک طویل ایڈریس ہے اس لیے ایک اور اقتباس پیش خدمت ہے)

ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں، اگر ہمیں عمرِ خضر بھی نصیب ہوتو بھی ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے، ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئے اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں، خون ریزیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں، اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دُور انگریزی عمل آیا — بجا آیا بہ استحقاق آیا بر محل آیا

یہ دُعا نامہ بطور ایڈریس پنجاب کے علماء، مشائخین اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے ۱۹۱۹ء میں اپنے دستخطوں سے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل اوڈوائر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔''

(سیاست کے فرعون از وکیل انجم صفحہ ۲۳،۲۵ ناشر فیروز سنز لاہور)

وهی هے !!!یعنی طاعون

مولوی احمد رضا خان کہتے ہیں۔ ''جاڑا، طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی و یک چشمی، برص، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی ﷺ کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے، جس پر میرا ایمان ہے۔''

(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۳۷۷)

مولوی صاحب (مولوی احمد رضا خان) ایک دعوت میں تشریف لے گئے جہاں گائے کے گوشت کے کباب اور پوریاں پیش کی گئیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں ''وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ منہ اور حلق بالکل بند ہوگیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا، اسی پر اکتفا کرتا، بالکل بات نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قراءت سرّ یہ بھی میسر نہ تھی جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا ''بخار'' بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے ''گلٹیں''۔ میرے منجھلے بھائی (حسن رضا خان) مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا ''یہ وہی ہے! وہی ہے! وہی ہے! یعنی ''طاعون'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۶۸۔۶۹)

صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہوجایا کرتا تھا اور بوجہ حدّت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ مزید فرماتے ہیں اس زمانہ میں دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ دبتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد صاف ہوگئی۔ دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی۔ صفحہ ۹۹ پر میاں صاحب سوال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''میں بالقصد ایک بات آپ سے گوش گزار کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے مسہلات (یعنی پیچش) ہورہے ہیں۔ (عام طور پر یہ مرض وبائی ہوتا ہے) (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۶۸۔۶۹۔۷۰)

فرماتے ہیں ''جدہ پہنچتے ہی مجھے فوراً ''بخار'' ہوگیا اور میری ''عادت'' ہے کہ ''بخار میں سردی''

بہت محسوس ہوتی ہے۔'' اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید (یعنی انتہائی سخت وطویل) دورہ بخار کا رہ چکا تھا۔ دوبارہ مسہل (پیچش) ہوئے۔ اُس زمانے میں معاذ اللہ درد قولنج (یعنی بڑی انتڑی کا درد) کے دورے ہوا کرتے تھے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۱۲۵،۱۲۶،۲۰۰)

قارئین کرام مولوی صاحب (ان کو ماننے والے انہیں مجدد بھی کہتے ہیں) کو جاڑا، طاعون اور وبائی امراض ہوئے جو ان کی تحریرات سے ثابت ہیں۔

رہا کھل کے زاہد کا زہدِ ریائی — بنائی بہت بات پر بن نہ آئی
بُرائی ہے رندوں میں بھی شیخ! لیکن — کہاں یہ بُرائی کہاں وہ بُرائی

ضیاء الحق کے رُوحانی باپ

بے نظیر بھٹو صاحبہ فرماتی ہیں:۔

''۲۰۰۱ء کے حملوں کے بعد ہر بڑا مطلوبہ دہشت گرد، مودودی کی جماعت کے کسی نہ کسی رکن کے گھر سے گرفتار کیا گیا۔'' مزید فرماتی ہیں۔ ''خالد شیخ محمد (مطلوبہ ماسٹر مائنڈ) جماعت اسلامی کے ایک حامی (سپورٹر) کے گھر سے گرفتار کیا گیا۔'' مزید فرماتی ہیں۔ جماعت اسلامی کے رہنما مولانا مودودی، آمر ضیاء الحق کے رُوحانی باپ تھے۔ سعودی مذہبی رہنماؤں سے ان کا تعلق بڑا گہرا تھا۔ افغانستان پر سوویت یونین کے حملے کے بعد، ضیاء الحق نے افغان مجاہدین کے لیے پیسہ اکٹھا کرنے اور ان کے لیے جنگ جو بھرتی کرنے کے کام میں (مولانا مودودی) نے مدد کی۔ (یعنی رُوحانی باپ نے اپنے رُوحانی بیٹے کو اپنے ناجائز مقاصد پورے کرنے کے لیے استعمال کیا)

(مفاہمت (اسلام، جمہوریت اور مغرب) از بے نظیر صفحہ ۶۸،۶۹،۲۰۵)

امیر شریعت اور شیطان

عطاء اللہ شاہ بخاری جنہیں امیر شریعت بھی کہا جاتا ہے نے شیطان لعین کی حضرت آدمؑ کے مقابل ''جرأت'' کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا: ''شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا حضرت آدمؑ کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا۔ ابدی لعنت کو قبول کرلیا مگر منافقت نہ کی'' (ماہنامہ تبصرہ امیر شریعت نمبر صفحہ ۴۰)

معزز قارئین! شیطان کی جرأت نے ہی تو اسے ذلیل اور رُسوا کر دیا ہے، قیامت تک شیطان اوراس کے چیلےلعنتیں سمیٹتے رہیں گے۔نام نہاد اسلامی جماعتیں جوگل کھلا رہی ہیں اسے دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ کس بیج کی پیداوار ہیں۔شیطان کے چیلوں کی خباشتیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ان کا جدّ امجد یقیناً ابدی لعنت کا مستحق ہے۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عصر حاضر میں نام نہاد مولوی بھی خباثتوں سے دل بہلاتے ہیں اور اپنے ان افعال خبیثہ کو بہانگ دہل بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم منافق نہیں ہیں۔قارئین کرام! حضرت عیسیٰ علیہ السلام متی باب ۷ آیت ۱۶ میں فرماتے ہیں:۔

’’اُن کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔کیا کانٹے دار جھاڑیوں سے کبھی انگور توڑے گئے ہیں۔اور کیا اونٹ کٹاروں سے کبھی انجیریں بھی لی گئی ہیں۔اسی طرح اچھا درخت اچھے پھل لاتا ہے اور برا درخت برے پھل لاتا ہے۔اچھا درخت برا پھل نہیں لا سکتا۔‘‘

عورت کی سربراہی

معزز قارئین! ضیاء الحق کے دور میں مولوی طاہر القادری خوب موج میں تھے اور آمریت کے منحوس سائے میں عورت کی حکمرانی کو ناجائز قرار دیتے رہے۔مگر جب بے نظیر کی حکومت قائم ہوگئی تو اس کا حصہ بن گئے اور گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلتے ہوئے عورت کی حکمرانی کو جائز قرار دے دیا۔ضیاء الحق کے دور میں سوال کیا گیا: کیا عورت کو قائد بنایا جا سکتا ہے؟ طاہر القادری: از روئے شریعت جائز نہیں۔سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مس بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم بننے کے مخالف ہیں۔مولوی طاہر القادری: خالی بے نظیر ہی نہیں حضورﷺ کی حدیث کی رو سے کوئی عورت بھی سربراہ نہیں بن سکتی۔ جب یہ پوچھا گیا کہ مودودی نے فاطمہ جناح کی حمایت کیوں کی تھی؟ کہا: انہوں نے غلط حمایت کی تھی۔ پوچھا گیا تو آپ عورت کے سیاسی قائد ہونے پر بھی معترض ہیں۔ جواب میں کہا کہ ایک عورت عورتوں کی قیادت کر سکتی ہے مگر سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔سوال کیا گیا کہ فرض کریں کہ بے نظیر وزیر اعظم بن جائیں، اس صورت میں آپ مخالفت کس طرح کریں گے؟ فرمایا: یہ وقت طے کرے گا۔ میں شرعاً عورت کے سربراہ ہونے کے غلط اقدام پر مخالفت ضرور کروں گا۔ (روزنامہ جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

مولوی طاہر القادری مزید کہتے ہیں:۔

’’حدیث پاک میں حضورﷺ نے اُس قوم کی تباہی کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے امور اپنی ولایت امارت عورت کے سپرد کی۔کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کو سونپ دیے۔اب اس میں استثناء کی کوئی صورت نہیں رہی۔ایسی بات میری سمجھ میں تو نہیں آ سکتی کہ ملک کے سارے مرد بالکل نااہل ہوگئے ہیں اور سربراہی ناگریز ہو عورت کے لیے۔

جب سوء اتفاق سے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو سربراہ مملکت بن گئیں۔تو پھر اپنی روائتی ابن الوقتی، تقیہ بازی، دوغلہ پالیسی، بدعہدی اور حکومت کی خوشنودی کے تحت پروفیسر صاحب کا لہجہ بدل گیا۔فرمایا: وہ عورت کے سربراہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کریں گے کیونکہ اس معاملہ کا تعلق مذہب سے زیادہ سیاست سے ہے۔اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق میں توازن ہے۔مذہبی جماعتوں کے قائدین نے عوام کو اب عورت کی حکمرانی جیسے مسئلہ پر لگا دیا ہے۔رسالہ چٹان ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو فرمایا کہ علماء عورت کی سربراہی کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ چاہیے کہ اسے تسلیم کریں۔ (جنگ لاہور ۱۴، ۱۹ ستمبر ۱۹۸۹ء بحوالہ خطرہ کی گھنٹی صفحہ ۲۱، ۲۲ از مولانا محمد صادق)

معزز قارئین! طاہر القادری ٹھنڈے ٹھار کینیڈا کے وسیع وعریض محل نما رہائش گاہ میں بیٹھ کر رنگ برنگی کتابیں لکھ رہے ہیں۔ ہم عصر مولویوں کے فتووں سے بھی جی بہلا رہے ہیں۔امام مہدی کا لاکھوں برس بعد آنا جیسے فضول فتوے دے رہے ہیں۔

مجدد

سر سیّد احمد خان کو بھی مجدد کہا جاتا ہے۔ان کے انتقال کے بعد اُسی سال یعنی ۱۸۹۸ء میں ہی اُن کے بعض مضامین کا جو مجموعہ مولانا محمد امام الدین گجراتی اور مولوی احمد بابا مخدومی نے مرتب کیا اُس کے سرورق پر سر سیّد احمد خان کا نام اس طرح لکھا ہوا ہے ’’مُلک کے جانثار، مسلمانوں کے عملی غم خوار، مصلح وریفارمر، مجتہد ومجدد، پیشوائے ملّت، امام وقت، اسلام کے عاشق صادق، قوم پر اپنا تن من دھن قربان کر دینے والے، جواد الدولہ، عارف جنگ آنر ایبل ڈاکٹر سر سیّد احمد خاں صاحب بہادر

کے۔سی۔ایس۔آئی۔ایل۔ایل۔ڈی۔ایف۔آر۔ایس بانیءمدرسۃ العلوم علی گڑھ۔

(مقالات سرسیّد احمد خان از مولانا اسماعیل پانی پتی جلد اول صفحہ ۲۹۲)

معزز قارئین! چودھویں صدی ہجری کے نام نہاد دو مجددین مولوی احمد رضا خان بریلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی مجددیت کے کارنامے دیوبندی اور بریلوی گروہ کے کردار سے خوب واضح ہو جاتے ہیں۔مذہبی انتشار کی بنیادی وجہ اس دور میں ان دو مجددین کے پیروکار ہیں۔آیئے آپ کو پندرہویں صدی ہجری کے دو مجددوں سے بھی متعارف کرادیتے ہیں۔ایک ہیں دعوت اسلامی کے امیر مولانا محمد الیاس عطار قادری، رضوی، ضیائی جنہیں مجدد دین وملّت کہا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ آپ نے چودھویں صدی کے تین سال تین ماہ اور پانچ دن پائے جبکہ پندرہویں صدی کا چھبیسواں سال جاری ہے۔جناب مجدد صاحب کو دُعاؤں سے نوازنے والے حضرات میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی جنہیں غزالی دوراں کہا جاتا ہے، علامہ ارشد قادری، علامہ محمد فیض احمد اویسی (یہ دونوں مولوی رنگ برنگی چھوٹی چھوٹی کتابوں کے مصنف ہیں۔یہ کتابیں مذہبی نفرت کو ہوا دینے والی ہیں) کے علاوہ بہت سے بناسپتی مولوی شامل ہیں۔(دوسرے مجدد کا ذکر اگلے صفحات میں کیا گیا ہے) (چالیس سوالات وجوابات صفحہ ۱۷)

اسلام کے دشمن گروہ

''دہشت گرد تنظیم، تنظیم رافضیت کے عقائد کی ترویج کی تحریک نام نہاد ''سُنّی تحریک''۔روسی اور برطانوی استعمار کی ایجنٹ پارٹی ''جمعیت علمائے اسلام''۔شرک وبدعات کے فروغ کی بین الاقوامی سازش مولوی الیاس قادری کی ''طوطا پارٹی دعوت (غیر) اسلامی''۔ڈاکٹر طاہر القادری بریلوی کی ''منہاج القرآن''۔ان تمام شیطانی گروہوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

(صاعقہ آسمانی برفرقہ رضاخانی شائع کردہ مجلس شوریٰ اہل حق صفحہ ۱۸)

مسیحا، مجدد اور تجدیدی تحریک

مندرجہ بالا تحریر میں ایک ''شیطانی گروہ'' منہاج القرآن کا ذکر ہوا ہے۔قارئین کرام اس گروہ کے بانی طاہر القادری صاحب کو ان کے چاہنے والے کیا سمجھتے ہیں پڑھیے۔محمد عمر ریاض عباسی

صاحب فرماتے ہیں۔''یہ شخصیت ڈاکٹر طاہر القادری کی ہے جو بلا شبہ، بلا مبالغہ اور بلا شک وشبہ اس وقت عالم اسلام کا حقیقی ''مسیحا'' ہیں۔

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی ناظم اعلیٰ ٹی۔ایم۔کیو کہتے ہیں۔اس ربّ ذوالجلال نے ۱۹ فروری ۱۹۵۱ء کو امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص وہ ''مسیحا'' عطا کیا جس کی ہر سانس عشق رسالت مآب سے سرشار تھی۔'' پھر مزید فرماتے ہیں۔''تجدید دین ایک مذہبی فریضہ ہے اور یہ سعادت ہر صدی میں ایک شخصیت کو نصیب ہوتی ہے۔قائد محترم (طاہر القادری) بجا طور پر اس صدی کے مجدد ہیں۔جبکہ ان کی تحریک اس صدی کی تجدیدی تحریک ہے۔مجدد کو یہ خاص اعزاز حاصل ہوتا ہے کہ اسے بارگاہ نبوت سے براہ راست فیض حاصل ہوتا ہے۔قائد محترم کو بھی مجدد ہونے کی حیثیت سے خصوصی فیضان نبوت حاصل ہے۔جب کہ آپ اخلاق کے حوالے سے بھی بارگاہ رسالت مآب سے فیض یافتہ ہیں۔'' (اللہ پہلے تمام مجددین سے باتیں کرتا تھا، مگر ان تمام نام نہاد مجددین سے نہیں) (ماہنامہ دختران اسلام مارچ ۲۰۰۵ء)

قارئین کرام! آپ انٹرنیٹ پر مجدد صاحب کا رقص دیکھ سکتے ہیں اس کے علاوہ قوالی سنتے ہوئے ان کے سر پر روپے لٹاتے تماشبین بھی دیکھ سکتے ہیں۔مجدد کے جھوٹ ان کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔اب دیکھیں کہ منہاج القرآن والے کچھ دوسرے لوگوں کو کس طرح مجدد قرار دیتے ہیں۔

پیر امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ بھی انیسویں اور بیسویں صدی (عیسوی) کے مجدد تھے۔ آپ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ سے مشابہ تھے۔ (منہاج القرآن مئی ۲۰۰۱ء از محمد فرید نقشبندی)

پیر محمد کرم شاہ کو بھی طاہر القادری نے عصرِ حاضر کا مجدد قرار دیا ہے چنانچہ آپ کے رسم چہلم پر طاہر القادری نے کہا' پیر محمد کرم عصر حاضر کے مجدد اور مجتہد تھے'۔معزز قارئین! اس مجدد نے ادبی سرقہ کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ کے اشعار اپنے رسالہ میں شائع کیے تھے۔

(اخبار آزاد لاہور ۱۹ مئی ۱۹۹۸ء۔نوائے وقت ۱۸ مئی ۱۹۹۸ء)

مولانا یوسف لدھیانوی نام نہاد مجددین ومسیحاؤں کی نقاب کشائی کچھ یوں کرتے ہیں:۔

''ایک طرف اسلام کا ڈھول شدّت سے پیٹا جا رہا ہے دوسری طرف فی ہزار نوسو ننانوے ۹۹۹ آدمی کلمہ اور نماز جیسے اسلام کے بنیادی ارکان سے محروم ہیں۔فواحش ومنکرات کا طوفان بڑھ رہا ہے

اور بدعات والحاد کی تاریکیاں زیادہ گہری ہوتی جارہی ہیں۔ جو لوگ صحیح ایمان کی نعمت سے بھی محروم ہیں انہیں مجدد اسلام کے خطاب دیے جارہے ہیں۔" (معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب از مولانا یوسف لدھیانوی صفحہ ۱۵۰)

روز وہ ایک زخم لگا دیتے ہیں   اب مسیحاؤں سے مرہم نہیں ملتا کوئی

غامدی صاحب مولوی طاہر القادری کے علم وفن کا پول کچھ یوں کھولتے ہیں:۔

"منہاج القرآن نے ان کے (طاہر القادری کے) بارے میں ثابت کر دیا ہے کہ اُن کے "مطالعہ" اور "علم وفن" کا سارا کمال یہی ہے کہ جہاں تہاں سے کوئی واہی عبارت لے کر اُسے کچھ آب ورنگ کے ساتھ اُن سادہ لوح معتقدین کے سامنے پیش کر دیا جائے، جو بے چارے نہیں جانتے کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے اور کہاں سے کہہ رہا ہے اور صرف یہی جانتے ہیں کہ یہ وہ مامور من اللہ ہستی ہیں جنہیں حضرت محمد ﷺ نے اس زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔۔۔۔ وائے افسوس کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بزعم خود اس زمانے میں ہم مسلمانوں کی راہنمائی کے منصب پر فائز ہوئے ہیں۔" اب کسے راہنما کرے کوئی" (برہان از جاوید احمد غامدی ۲۸۳)

مولوی طاہر القادری کے بارے میں جناب غامدی صاحب کے خیالات سورۃ جمعہ کی آیت چھ کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَاراً**۔ اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات کی ذمہ داری ڈالی گئی پھر اسے (جیسا کہ حق تھا) اُنہوں نے اُٹھائے نہ رکھا، گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔

طاہر القادری کا الزام

مولانا طاہر القادری صاحب نے کہا ہے:۔

کہ دہشت گردی کے خاتمے میں پارلیمنٹ ناکام ہو چکی ہے جبکہ دہشت گردی کو شرعی تحفظ دینے والے علماء کی بھی کمی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا پارلیمنٹ سب سے بڑی مجرم ہے، وہ اپنی ناکامی کا اعلان کرے۔ ان کا کہنا تھا کہ سیاسی قیادت، کرپشن اور دہشت گردی ختم نہیں کر سکی، تمام ارکان قومی و صوبائی اسمبلی دہشت گردی کے اڈوں کے بارے میں جانتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لندن ۴ جولائی ۲۰۱۰ء)

منہاج القرآن کی ایجاد

جاوید احمد غامدی صاحب مولوی طاہر القادری کی کلاس لیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے جب ٹیلی ویژن کھولا تو اس سورہ (سورۃ الضحیٰ) کی آیت **وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ** کی آیت زیر بحث تھی۔ اُنھوں نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا۔ "اے محبوب اُس نے تجھے پالیا تو تیرے ذریعہ سے گمراہوں کو ہدایت بخشی۔" میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی شخص جو عربی سے شد بد واقفیت بھی رکھتا ہو، اس آیت کا یہ ترجمہ نہیں کر سکتا۔ اس زبان کی کوئی نئی قسم اگر "منہاج القرآن" میں ایجاد کر لی گئی ہے یا پروفیسر صاحب پر آسمان سے براہِ راست "الہام" ہوئی ہے تو یہ دوسری بات ہے، لیکن وہ عربی زبان جس سے ہم واقف ہیں، جس میں قرآن نازل ہوا ہے، جس میں افصح العرب والعجم نے اپنا پیغام بنی آدم تک پہنچایا، جس میں زہیر، امراؤالقیس اور لبید واعشیٰ نے شاعری کی ہے، جس کے قواعد سیبویہ، فرا، زمخشری اور ابن ہشام جیسے علماءے عربیت نے ترتیب دیے ہیں، اس کے بارے میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اُس میں اِس ترجمے کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انھوں نے ضالا کا تعلق وجد سے منقطع کیا ہے، اسے ھدیٰ کا مفعول مقدم قرار دیا ہے، ضالا کی، تنکیر اور وحدت، دونوں کو نظر انداز کیا ہے۔ یہ سب کچھ، حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان اور اس کے اسالیب سے واقف کوئی شخص ہرگز نہیں کر سکتا۔ پروفیسر صاحب اگر نہیں ماننا چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی کبھی جویائے راہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی راہ دکھائی تو وہ اپنے اس نقطہ نظر پر قائم رہیں۔ لیکن اُن کا یہ نُقطہ نظر نصوص قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لیے "اے محبوب" کا طرز تخاطب بھی معلوم نہیں، کس طرح گوارا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں آپ ﷺ سے **النبی، الرسول، المزمل اور المدثر** جیسے الفاظ سے بات کرتا ہے۔ "اے محبوب" کا اسلوب کس قدر فروتر اور غیر ثقہ ہے۔" (تفصیل کے لیے کتاب برہان دیکھیں)

(برہان از جاوید احمد غامدی صفحہ ۲۷۵ ناشر المورد۔ طابع۔ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور۔ طبع ہفتم دسمبر ۲۰۰۹ء)

معزز قارئین! وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ 'کا ترجمہ مختلف مترجمین نے یوں کیا ہے۔

مولوی طاہر القادری صاحب: ''اے محبوب اُس نے تجھے پالیا تو تیرے ذریعہ سے گمراہوں کو ہدایت بخشی۔''

جاوید احمد غامدی صاحب: ''اے پیغمبر، کیا تیرے پروردگار نے تجھے جویائے راہ پایا تو راہ نہ دکھائی؟

مولوی احمد رضا خان بریلوی: ''تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔''

مولانا مودودی صاحب: ''اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی''

قارئین کرام! قرآن مجید کا ہزاروں مترجمین نے ترجمہ کیا ہے۔ سب کا ترجمہ جدا جدا۔ بعض لوگوں نے تو اپنے فرقے کے عقائد کے مطابق ترجمے کیے ہیں اور بعض نے علمیت بگھارنے کے لیے۔ آج اُسی صاحبِ بصیرت کا ترجمہ صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے جسے خُدا تعالیٰ کی راہنمائی میسر ہو۔ ایسے شخص تک پہنچنے کے لیے صرف دُعا ہی بہترین تدبیر ہے۔ ہزاروں پتھروں میں سے ہیرا نکالنے کے لیے محنت تو کرنا ہوگی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو انمول ہیرا پہچاننے کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے سورۃ الضحیٰ کی آیت ۸ کا مندرجہ ذیل ترجمہ فرمایا ہے۔

اور تجھے تلاش میں سرگرداں (نہیں) پایا، پس ہدایت دی۔

آپؒ تفسیری نوٹ میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ''ضالا'' کا لفظ گمراہی کے معنوں میں نہیں آیا بلکہ یہ معنی رکھتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں گویا اپنے وجود سے کھویا گیا۔

غامدی کا فہمِ قرآن

جاوید احمد غامدی صاحب حضرت عیسیٰؑ کے اُٹھائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حضرت مسیح (علیہ السلام) کو یہود نے صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تو فرشتوں نے اُن کی روح ہی قبض نہیں کی، اُن کا جسم بھی اٹھا کر لے گئے کہ مبادا یہ سرپھری قوم اس کی توہین کرے۔''

(ماہنامہ اشراق جولائی ۱۹۹۴ء صفحہ ۳۲)

مولانا جاوید احمد غامدی دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

''سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ میں قرآن مجید سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اِن کی روح قبض کی گئی تھی (تمام انسانوں کی روح ہی قبض کی جاتی ہے) اور اس کے فوراً بعد اِن کا جسدِ مبارک اُٹھا لیا گیا تھا کہ یہود اس کی بے حُرمتی نہ کریں۔ (قرآن سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ انسانوں کے جسم آسمان پر لے جائے جاتے ہیں) یہ میرے نزدیک ان کے منصب رسالت کا ناگریز تقاضہ تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اسے اسی طرح بیان کیا "انی متوفيك و رافعك الى" اس میں دیکھ لیجئے ''توفی'' وفات کے لیے اور ''رفع'' اس کے بعد، رفع جسم کے لیے بالکل صریح ہے۔'' (جب ''ورفعنی'' نماز میں پڑھتے ہیں تو کیا نمازی آسمان پر اُٹھا لیے جاتے ہیں؟)

(ماہنامہ اشراق اپریل ۱۹۹۵ء صفحہ ۴۵)

معزز قارئین! اگر غامدی صاحب کے نزدیک یہ منصب رسالت کا ناگریز تقاضہ تھا تو اُن نبیوں کے لیے کیوں منصب رسالت کا ناگریز تقاضہ نہیں تھا جنہیں قرآن کے مطابق قتل کر دیا گیا؟ جناب غامدی صاحب ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کو کفار مکّہ نے کیا کیا دُکھ نہیں دیئے، تین سال تک محصور رہے، ماریں کھائیں، سر پر خاک ڈالی گئی اور قتل کے منصوبے بنائے گئے ہر موقع پر خُدا تعالیٰ آپؐ کے ساتھ تھا مگر مشکل ترین حالات میں بھی آپؐ کو آسمان پر نہیں لے گیا بلکہ اسی دُنیا میں مدد فرمائی۔ حضرت عیسیٰؑ کی کیا نعوذ باللہ اللہ حفاظت فرمانے سے عاجز تھا یا یہودیوں کی طاقت اللہ سے بڑھ کر تھی؟

بجھی آگ عشق کی اندھیر ہے ‏ ‏ ‏ مسلمان نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا" (المائدہ آیت ۱۱۱) ترجمہ: جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم! اپنے اوپر میری نعمت کو یاد کر اور اپنی والدہ پر، جب میں نے روح القدس سے تیری تائید کی، تُو لوگوں سے پنگوڑھے میں اور ادھیڑ عمر میں بھی باتیں کرتا تھا۔

معزز قارئین! مولویوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کا ادھیڑ عمر ہونا پچھے دو ہزار سال سے زیادہ

عرصہ سے باقی ہے۔اور قرآن کہتا ہے کہ تُو پنگوڑھے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرتا ''تھا''۔تینتیس سال کہولت کی عمر ہوتی ہے گویا مولویوں کے نظریہ کے مطابق بھی عیسیٰؑ نے تین سال کہولت کا زمانہ پایا تھا۔

جاوید احمد غامدی لکھتے ہیں:۔

''نبی انسان ہی ہوتے ہیں، چنانچہ وہ بالکل اُسی طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے،سوتے، جاگتے،شادی بیاہ کرتے، پیدا ہوتے اور موت کا مزا چکھ کر دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں، جس طرح تمام انسان ہوتے ہیں۔خلقت کے لحاظ سے اُن میں اور عام انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔'' (عیسیٰؑ بھی عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے،سوتے، جاگتے تھے اور دوسرے تمام انسانوں کی طرح وفات پا گئے ہیں، یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر کھائے پیے دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ ہیں اور یا اُن کی لاش آسمان پر اُٹھائی گئی) (میزان از جاوید احمد غامدی۔ناشر المورد۔طابع۔شرکت پرنٹنگ پریس لاہور۔طبع پنجم دسمبر ۲۰۰۹ء۔صفحہ ۱۳۵)

بیویوں کو طلاق

ہم خُدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ،حضرت مظلوم شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مکی، حضرت قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی کامل اولیاء میں سے تھے اور یہ ہمارے سروں کے تاج ہیں اور ان حضرات کی جن عبارات پر آپ نے اعتراض کیا تھا وہ عین قرآن وسُنت کے مطابق ہیں۔اگر ہم جھوٹ بولیں تو ہماری بیویوں کو طلاق۔ (صاعقہ آسمانی برفرقہ رضا خانی شائع کردہ مجلس شوریٰ اہل حق صفحہ ۱۹)

جنرل رانی

''جنرل اختر ملک (احمدی جنرل) کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کر دیتے مگر ایوب خان تو اپنے چہیتے جنرل یحییٰ خان کو ہیرو بنانا چاہتے تھے۔کرنل رفیع الدین کہتے ہیں ۱۹۶۵ء کی جنگ کے اس تذکرے کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی۔کہنے لگے جنرل اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا، وہ ایک اعلیٰ درجے کا

سالار تھا، وہ بڑا بہادر اور بڑا دل گردے کا مالک تھا، وہ فن سپاہ گری کو خوب سمجھتا تھا۔اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا۔پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگے ''باقی سب تو جنرل رانی ہیں''۔

(بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن از کرنل رفیع الدین سیکورٹی سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی جیل صفحہ ۶۶)

عقیدہ

رافضیوں کا وہ فرقہ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ دُنیا کی پیدائش کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سونپ رکھا ہے لہٰذا دُنیا اور اس کی مخلوقات سب کی سب آپ ﷺ کی پیدا کردہ ہیں۔اس فرقے کے بعض لوگوں کا حضرت علیؓ کے بارے میں یہی نظریہ ہے اور بعض حضور ﷺ اور حضرت علیؓ دونوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۴۸ بحوالہ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۵۹)

منگھو پیر بابا کی جوئیں

کراچی کے علاقے منگھو پیر میں تین روزہ شیدی میلہ جاری ہے،عقیدت مندوں کی بڑی تعداد منگھو پیر بابا کے مزار پر حاضری کا سلسلہ جاری ہے۔منگھو پیر بابا کے عرس کی تین روزہ تقریبات کے دوران میلہ لگایا جاتا ہے۔عقیدت مندوں کی بڑی تعداد کراچی سمیت اندرون ملک سے مزار پر حاضری دے رہی ہے اور منتیں چڑھا رہی ہے۔مزار پر حاضری دینے والے لوگ اپنی منتیں پوری ہونے پر مزار کے احاطے میں موجود مگرمچھوں کو گوشت کھلاتے ہیں اور سندور لگاتے ہیں۔مزار پر موجود مگرمچھوں کے حوالے سے عقیدت مندوں کا کہنا ہے کہ یہ منگھو پیر بابا کے سر کی جوئیں ہیں اسی لیے عقیدت مندان کو گوشت کھلاتے ہیں اور منگھو پیر بابا سے عقیدت کا اقرار کرتے ہیں۔لوگ مزار کے احاطے میں موجود قدرتی گرم پانی کے چشمہ سے نہاتے ہیں۔روایت ہے کہ اس پانی سے نہانے سے جلد کی بیماریوں سے شفا ہوتی ہے۔عرس کی تین روزہ تقریبات کے دوران لوگ چادریں ڈالتے ہیں اور دھمال ڈالتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ محمد بن قاسم کی سندھ آمد کے بعد سے شیدی میلہ ہر سال انہیں دنوں میں لگتا ہے۔اس میلے کے آرگنائزر غلام اکبر شیدی فرماتے ہیں ہمارے بزرگ محمد بن قاسم کے ساتھ یہاں آئے تھے اور پھر یہیں بس گئے، ہم لوگ حضرت بلال حبشیؓ کی نسل سے ہیں۔مزید فرماتے ہیں

ہمارے پیر منگھو بابا نے سات سو سال قبل حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ قارئین شیدی حضرات کہتے ہیں بیعت کے بعد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے ایک قمیض عطا کی تھی جسے وصول کرتے وقت کچھ جوئیں اس قمیض سے نیچے گریں جو اب مگر مچھ بن چکی ہیں۔ شیدی لوگوں کے چار قبیلے ہیں کھارادر شیدی، لاسی شیدی، حیدر آبادی شیدی اور بیلہ را شیدی کمیونٹی۔ باری باری یہ قبیلے رسومات ادا کرتے ہیں۔ جس کی باری ہوتی ہے اس قبیلے کی سات لڑکیاں گیہوں سے روٹی تیار کر کے اس میں دیسی گھی اور شکر ملا کر چوری بناتی ہیں۔ جسے مگرمچھوں کو سندور لگا کر کھلاتی ہیں۔ شیدی لوگ ڈھول کی تھاپ پر خوب رقص کرتے ہیں۔ مگرمچھوں کی تعداد سو سے زیادہ ہو چکی ہے۔ (جنگ لندن ۱۶ جون ۲۰۱۰ء)

حضرت ابن عربیؒ نے سچ کہا ہے:۔ جہالت دین کی ضد ہے۔ (ابن عربیؒ فتوحات مکیہ اردو ترجمہ صفحہ ۱۶۵)

نجدیت کا پودا

انگریزوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ تحریک نجدیت کا پودا (یعنی اہل حدیث جسے وہابی تحریک یا تحریک نجدّیت بھی کہتے ہیں) ہندوستان میں کاشت کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے ہی پروان چڑھایا۔ (طوفان ۷ نومبر ۱۹۶۲ء از ایڈیٹر صاحب)

پیر پرستی

منڈی بہاؤالدین کے گرد و نواح میں جعلی پیروں اور عاملوں نے ڈیرے ڈال لیے۔ ان جعلی پیروں نے اپنی تشہیر کے لیے کمیشن پر خواتین رکھی ہوئی ہیں جو کہ ملحقہ محلّہ جات کے گھروں میں جا کر سادہ لوح خواتین کو بہلا پھسلا کر ان ڈیروں پر آنے کی دعوت دیتی ہیں۔ (روزنامہ دھرتی یکم جولائی ۲۰۱۰ء)

شاہ فیصل کالونی کراچی میں مرید بہن رفیقہ پیرانی اور بھائی پیر شریف نے ۲۸ سال قبل قبرستان میں دفن اپنے پیر مبارک علی شاہ کا جسد خاکی قبر سے نکال کر اپنے گھر رکھا ہوا تھا۔ دونوں نے بتایا کہ پیر مبارک ان کے خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ میرے جسد خاکی کو قبرستان سے نکال کر میرے گھر میں لے آؤ۔ (اس مکان پر بہن بھائی کا ناجائز قبضہ ہے)، جس پر ہم نے یہ کام کیا۔ ان دونوں کو

محلّہ والوں نے خوب مارا پیٹا۔ پولیس نے ڈھانچہ (ڈھانچے کے سامنے روٹی پڑی تھی اور اگربتی جل رہی تھی) قبضہ میں لے کر ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ (روزنامہ اُمّت یکم جولائی ۲۰۱۱ء)

مبشر لقمان نے اپنے ایک پروگرام میں ایک پیر کے متعلق بتایا کہ اُس نے تین سو عورتوں کو حاملہ کر دیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ایسے جعلی پیر پاکستان میں ہر جگہ موجود ہیں اور ان کا شکار بننے والی عورتوں کی بھی بڑی تعداد موجود ہے۔ اس پروگرام کی ویڈیو یوٹیوب پر موجود ہے۔

گوجرانوالہ میں نام نہاد پیر نے جاہلیت کی انتہا کرتے ہوئے ۲ سالہ بچے کو گدّی نشین بنانے کی غرض سے اسے تولیدی صلاحیت سے محروم کر دیا۔ بچے کی ماں کی جانب سے کاروائی سے انکار پر پولیس نے اپنی مدعیت میں مقدمہ درج کر کے پیر اور اس کے بھائی کو گرفتار کرلیا۔ سبزی فروش منیر کی بیوی نے آٹھ بچے مُردہ پیدا ہونے کے بعد مغل پورہ کے رہائشی نام نہاد سائیں حیدر علی کی ''دُعا'' سے پیدا ہونے والے بچے صابر علی کو بیمار پڑنے پر پیر کے سپرد کر دیا تھا۔ (روزنامہ اُمّت کراچی ۱۲ ستمبر ۲۰۱۱ء)

ایک باباجی میں یہ کمال تھا کہ جو بات منہ سے نکالتے وہی ہو جاتی۔ راجہ نے اس سے پوچھا کہ ''مہاراج (پیر صاحب) آپ کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا''؟ اس نے جواب دیا ''میں بارہ برس سے اپنا پاخانہ و پیشاب کھاتا پیتا ہوں اس کی بدولت میری زبان میں یہ تاثیر ہے کہ ایک فقیر کو بادشاہ یا راجہ کہہ دوں، تو فوراً ہو جائے'' راجہ نے کہا: ''پھر آپ کو کیا؟ بادشاہ بنا تو دوسرا، راجہ ہوا تو اور تمہاری قسمت میں تو وہی پاخانہ، پیشاب۔'' (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۴۹، بحوالہ رضا خانی مذہب صفحہ ۱۳۲)

نام نہاد مولویوں کی دُعائیں دوسروں کو شاید فائدہ دیتی ہوں مگر ان کی اپنی حالت بتاتی ہے کہ ان کی دُعائیں اپنے لیے بہر حال قبول نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بندر اور خنزیر بن جانے والے مولویوں کی نحوست سے بچنا چاہیے۔ قسمت کا حال بتانے والے تمام اقسام کے نجومی بھی دراصل پیٹ کے پجاری ہوتے ہیں کہ دوسروں کی قسمت کا اچھا یا بُرا حال بتاتے ہیں مگر ان کی اپنی قسمت ہمیشہ بُری ہی ہوتی ہے اسی لیے تو دوسروں کی قسمت کا حال بتا کر اپنی قسمت بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ معزز قارئین! جس کی اپنی قسمت پھوٹی ہو وہ کسی کے نصیب کیا بنائے یا بتائے گا؟)

سردار کی بڑھک

معزز قارئین! سردار عبدالقیوم سابق صدر آزاد کشمیر بظاہر ایک سیاسی لیڈر ہیں لیکن ذائقہ بدلنے کے لیے کبھی کبھی مُلّائیت کو بھی گلے کا ہار بنا لیتے ہیں تا کہ یہ نہ ہو سب کافر اور کفر کے نعرے لگا رہے ہوں اور سردار صاحب محروم رہ جائیں چنانچہ اس کارِ خیر کو سرانجام دینے کے لیے چنیوٹ جہاں مولوی لوگ تحفظ ختم نبوت کے نام پر روزی روٹی کے چکر میں جمع ہوتے ہیں پہنچے۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۳ء کو ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا ''ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کو متحد کر کے انگریزوں کے لگائے ہوئے اس پودے کو سکھا دیں۔۔ صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ اگر مرزائی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے یا انہوں نے حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو میں اعلان کرتا ہوں کہ فرقہ مرزائیہ کے مرکز ربوہ کو نیست و نابود کر دیا جائے گا'' (جناب پاکستان بننے سے پہلے پاکستان کی آزادی کے خلاف تھے)

(ہفت روزہ لولاک لائل پور (فیصل آباد) ۱۸ جنوری ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۷)

معزز قارئین! سردار صاحب مفروضے کو بنیاد بنا کر ربوہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور احمدی ربوہ سے نکل کر ان کے گھروں میں آ کر تبلیغ کر رہے ہیں اور مولویوں نے اپنی بے بسی کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ قارئین فیصلہ کریں کہ آج ایم۔ٹی۔اے نے تمام اسلامی چینلوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں کسی مولوی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی ہے بلکہ انصاف کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو شجرِ احمدیہ دن بدن پھیلتا اور پھلتا جا رہا ہے۔ البتہ سردار صاحب اور ان جیسے احمقوں کی جنت میں رہنے والے دن بدن دُنیاوی، رُوحانی اور سردار صاحب تو جسمانی لحاظ سے بھی لاغر اور کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ ان بیچاروں پر رحم کرے اور عقل دے آمین۔

''چٹان'' سردار صاحب کی پردہ دری کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''ہمارا بڑا المیہ یہ ہے کہ سردار عبدالقیوم اصل کشمیر سے (اور اسلام سے بھی) بالکل ناواقف ہیں۔ انہوں نے اس علاقے کو کبھی زندگی بھر دیکھا بھی نہیں۔۔ یہ ضلع پونچھ کے ایک چھوٹے سے قصبہ کے رہنے والے ہیں اور اگست ۱۹۴۸ء تک انگریز کی فوج میں حوالدار کلرک کی حیثیت سے خدمات انجام

دیتے رہے ہیں۔۔ سردار صاحب کو جب بھٹو حکومت کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ پاکستان کے اپوزیشن لیڈروں سے جا ملتے ہیں۔ مرزائی اُمّت (احمدیہ جماعت) کے خلاف اپنی نام نہاد اسمبلی سے قرارداد پاس کراتے ہیں۔ جب یہ خطرہ ٹلتا نظر آتا ہے تو پھر مرزائیوں کے خلاف اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد ایک سفارش بن جاتی ہے اور ردی کی ٹوکری کی نذر کی جاتی ہے۔'' (چٹان ۲۱ جنوری ۱۹۷۴ء صفحہ ۲۸، ۲۹)

فرقہ پرست علماء

فروعی اختلافات اور مذہبی گروہ بندی نے پاکستان میں جو گل کھلائے ہیں وہی کچھ کم نہیں تھے۔ کہ اب بیرونی ممالک میں بھی بریلوی اور دیوبندی حضرات دست و گریباں ہو کر مذہب اسلام کے لئے تضحیک کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ انگلستان میں جنوبی یارک شائر کے دو شہروں میں ان دونوں گروہوں کے درمیان تصادم کی خبریں آئی ہیں۔ اس تصادم میں 14 افراد زخمی ہوئے۔ اور انھیں ہسپتال داخل کروانا پڑا۔ انتہا یہ ہے کہ بعض فرقہ پرست علماء انگلستان جا کر باقاعدہ مورچہ بندی کرتے اور اپنے اپنے مسلک تبلیغ کے ساتھ ساتھ مخالفین کو طعن و تشنیع سے نوازنے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ حضرات تبلیغ کے نام پر بیرونی دورے کرتے ہیں۔ لیکن وہاں جا کر مسلمانوں کے درمیان تفریق و انتشار کے بیج بوتے **اور اسلام کو دوسروں کی نگاہوں میں رُسوا کرتے ہیں** اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے شہر روتھرم کی مسجد کو حکومت نے محض اسلئے تالا لگا دیا تھا۔ کہ اندیشہ نقص امن کے تحت ایسا کرنا ناگریز ہو گیا تھا۔ (جنگ لاہور اداریہ ۲ جون ۱۹۸۵ء بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۳۹)

قارئین کرام! اتفاق میں برکت ہے۔۔۔ یہ بات جانور بھی جانتے ہیں مگر فرقہ پرست مولویوں کو معلوم نہیں ہے۔ پرندے اور جانور بھی مل کر رہتے ہیں۔ جنگلی کتے شیر کو بھگا دیتے ہیں۔ جنگلی بھینسے اور لکڑ بھگے یا دوسرے کمزور جانور مل کر شیر اور تیندوے جیسے درندوں کو مار بھگاتے ہیں۔

مکتوب لندن: ہر سال پاکستان کے کچھ نام نہاد علماء یہاں آ کر مسلمانوں میں افتراق اور انتشار کا باعث بنتے ہیں اور یہاں کتاب و سنّت کی تبلیغ و اشاعت کی بجائے فتویٰ بازی کے ذریعے مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں اور مختلف قسم کی بدعات اور خرافات پھیلا کر دین کو بطور کاروبار استعمال کر

رہے ہیں۔ان پیشہ ور مولویوں نے یہاں کی فضا اس قدر خراب کی ہوئی ہے کہ عام مسلمانوں کے لیے بعض مساجد میں مسنون طریقے سے نماز پڑھنا بھی مشکل کر دیا گیا ہے۔گزشتہ دنوں پاکستان سے دو بزرگ احمد شاہ نورانی اور عبدالستار نیازی جو وہاں بلند پایہ سیاستدان اور لیڈر ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں انہوں نے یہاں تک کہا کہ ''وہابیوں کو مسجدوں سے نکال کر ان پر قبضہ کرلو'' اس کے بعد برمنگھم شہر میں جہاں مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے ایک مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اور مسجد کمیٹی میں ہر طبقہ کے ارکان تھے مگر جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی تو ایک گروہ نے اپنی اکثریت اور جہالت کے بل بوتے پر کچھ لوگوں کو یہ کہہ کر نکال دیا کہ یہ ''وہابی'' ہیں۔ (الاعتصام ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۰)

اسی طرح کی ایک خبر روزنامہ نوائے وقت ۱۱ جولائی ۲۰۰۷ء کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی۔

''امریکہ میں دو مولویوں میں رنجش ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ایک کے ہاتھ میں دوسرے کی داڑھی تھی کہ پولیس آن پہنچی، ان دونوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ مسلمانوں کی بدنامی ہوئی جبکہ مولوی صاحبان نے عدالت میں کہا کہ پولیس کے اہلکاروں نے جوتیوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر مسجد کی بے عزتی کی ہے۔''

ڈاکٹر ذاکر نائیک

مولانا ابواسامہ ظفر القادری بکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ڈاکٹر ذاکر نائیک جو کہ عوام الناس میں بہت بڑے عالم اور محقق بنے بیٹھے ہیں ان کا ایک بیان بھی ایسا موجود نہیں جس میں انہوں نے کوئی ایک مکمل حدیث بھی مکمل عربی متن وسند کے ساتھ پڑھی ہو۔کیا ایسا شخص اسلام کا بہت بڑا محقق اور فاضل کہلا سکتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کہتے ہیں ''قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں لکھی ہے کہ تبلیغی جماعت والے جنّت میں جائیں گے یا آئی آر ایف والے جنّت میں جائیں گے بلکہ جنّت میں وہ جائیں گے جو مسلمان ہیں۔''

جیسے یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ صرف مسلمان ہی جنّت میں جائیں گے تو اسی طرح ہر فرقہ کا بھی اپنے حق پر ہونا تسلیم کرنا ضروری بات ہے کیونکہ جب تک وہ خود کو اہل حق (اہل سُنّت) نہ مانے گا وہ کس طرح اس فرقے یا جماعت سے تعلق رکھے گا۔''

(ڈاکٹر ذاکر نائیک پر ایک نظر از مولانا ابواسامہ ظفر القادری شائع کردہ مکتبہ فیضان سُنّت راولپنڈی)

قیامت بالائے قیامت

مولانا یوسف لدھیانوی اپنی کتاب ''معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب'' کے صفحہ ۱۳۲ پر لکھتے ہیں:۔

''ایک قیامت بالائے قیامت یہ بھی برپا ہے کہ سیرت نبویﷺ پر بڑے شاندار جلوس نکالے جاتے ہیں، اور نعرہ تکبیر کی آوازیں بلند ہوتی ہیں جس کے آگے مساجد کی اذانیں پست ہو جاتی ہیں، اور مسجدیں خالی رہتی ہیں اور سڑکوں پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے، جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارک کی شبیہ بنائی جاتی ہیں، اور جاہل عورتیں اور مرد اِن پر نذرانے پیش کرتے ہیں، اِن جاہلانہ رسموں کا نہ صرف یہ کہ دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ساری باتیں لہو ولعب کا ذریعہ بنانے کے مترادف ہے۔روزانہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ہر طرح کے خلاف شرع پروگرام پر عمل ہو رہا ہے اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ بڑے جذبہ تقدّس کے ساتھ نوجوان عورتیں اور برہنہ سَر، غیر شرعی لباس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرمﷺ کی نعت، نہایت ترنّم اور خوشگوئی کے ساتھ سامعین کے سامنے بے حجاب پیش کرتی ہیں۔''

معزز قارئین! مولانا یوسف لدھیانوی اور ان جیسے مولویوں نے عوام الناس کو سوائے فرقہ واریت کی تعلیم کے دیا کیا ہے کہ اپنی نالائقی پر شکوہ کریں۔ بیان کردہ جاہلانہ رسموں کو بڑھاوا دینے والے بھی مولوی ہیں کہ ان حرکات سے اُن کے پیٹ کا دھندا چلتا ہے۔

ریوڑ کی بکریاں

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کے وہ اقوال جو ایک دوسرے کے خلاف ہوں قابل توجہ نہیں، انھیں تسلیم مت کرو۔ یہ لوگ (نام نہاد علماء) اسطرح ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں جس طرح ریوڑ کی بکریاں ایک دوسرے کے سینگ مارتی ہیں۔ (احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل صفحہ ۹۹)

قرآن اور انجیل

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''جہاں کہیں سیرتِ موسوی کا مصنف کہتا ہے کہ خدا نے موسیٰ سے یہ فرمایا، یا موسیٰ نے کہا کہ خداوند تمہارا خدا یہ کہتا ہے، وہاں سے تورات کا ایک جز شروع ہوتا ہے اور جہاں پھر سیرت کی تقریر شروع ہو جاتی ہے، وہاں وہ جز ختم ہو جاتا ہے۔۔۔۔قرآن انہیں منتشر اجزاء کو ''تورات'' کہتا ہے اور انہیں کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان اجزاء کو جمع کر کے جب قرآن سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے، تو بجز اس کے کہ بعض بعض مقامات پر جزوی احکام میں اختلاف ہے، اصولی تعلیمات میں دونوں کتابوں کے درمیان سرِ موفرق نہیں پایا جاتا۔ آج بھی ایک ناظر صریح طور پر محسوس کر سکتا ہے کہ یہ دونوں چشمے ایک ہی منبع سے نکلے ہوئے ہیں۔

جہاں سیرت کا مصنف کہتا ہے کہ مسیح نے یہ فرمایا یا لوگوں کو یہ تعلیم دی، صرف وہی مقامات اصل انجیل کے اجزاء ہیں۔ قرآن انہیں اجزاء کے مجموعے کو ''انجیل'' کہتا ہے، اور انہیں کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ آج اگر کوئی شخص ان بکھرے ہوئے اجزاء کو مرتب کر کے قرآن سے اِن کا مقابلہ کر کے دیکھے، تو وہ دونوں میں بہت ہی کم فرق پائے گا اور جو تھوڑا بہت فرق محسوس ہوگا، وہ بھی غیر متعصّبانہ غور وفکر (تامّل) کے بعد بآسانی حل کیا جا سکے گا۔ (گویا انجیل اور قرآن کی تعلیمات ایک جیسی ہیں۔ یہ وہی عقیدہ ہے جسے یہودی اور عیسائی بیان کرتے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات نعوذ باللہ انجیل سے لی گئی ہیں)

(تفہیم القرآن جلد ۳۔ از مودودی صفحہ ۲۳۲ تفسیر ال عمران)

حواری کا لفظ قریب قریب وہی معنی رکھتا ہے جو ہمارے ہاں انصار کا مفہوم ہے۔ بائیبل میں حواریوں کی بجائے ''شاگردوں'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعض مقامات پر انہیں ''رسول'' بھی کہا گیا ہے۔ مگر رسول اس معنی میں ہیں کہ مسیح علیہ السلام ان کو تبلیغ کے لیے بھیجتے تھے۔

(تفہیم القرآن جلد ۳۔ از مودودی صفحہ ۲۵۶ تفسیر ال عمران)

توفّی کے اصل معنی لینے اور وصول کرنے کے ہیں ''روح قبض کرنا'' اس لفظ کا مجازی

استعمال ہے نہ کہ اصل لغوی معنی۔ یہاں یہ لفظ انگریزی لفظ To Recall کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یعنی کسی عہدہ دار کو اس کے منصب سے واپس بُلا لینا۔''

(تفہیم القرآن جلد ۳۔ از مودودی صفحہ ۲۵۷ تفسیر ال عمران)

معزز قارئین! قرآن کی تعلیمات کے مطابق خُدا تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو اُس کے عہدہ نبوّت پر فائز کرنے کے بعد منصب نبوّت سے نہیں ہٹایا بلکہ ہر نبی کو ایک مشن دیا اور اُسے مکمل کرنے میں بھر پور مدد فراہم کی۔ خُدا تعالیٰ کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتا۔ اگر مودودی صاحب کی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ غلطی کر سکتا ہے اور نبیوں کے دُشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا دوسرے لفظوں میں اپنی مخلوق کی بدخصلتوں اور خباثتوں سے اپنے نبی کو نہیں بچا سکتا۔ حضرت عیسیٰؑ کے معاملے میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپؑ اپنے مشن میں مکمل طور پر ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ بھی آپؑ کو کامیاب نہ کروا سکا۔ مودودی صاحب جو نبی صرف ایک قوم یہودی کے سامنے عاجز تھا وہ دوبارہ آ کر تمام مذاہب اور تمام قوموں کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے پاک اور برگزیدہ نبی تھے آپؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپے گئے فرض کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے پورا فرما کر وفات پا گئے تھے۔

''خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں'' (تفہیم القرآن از مودودی صفحہ ۲۵۷ تفسیر ال عمران)

مقام انبیاء اور بریلوی

مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی کہتے ہیں:۔

''دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ امتحان میں وہی لوگ دوبارہ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لیے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔''

(جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت از مولوی نظام الدین بریلوی جلد ۱ صفحہ ۵۵ سوال نمبر ۱۲)

معزز قارئین! اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے؟ نہ جانے انبیاء کی توہین کی تعریف مولوی لوگوں نے کیا کر رکھی ہے؟ یاد رہے ناکامیاب وہی ہوتا ہے جو کام چور ہوتا ہے۔ نالائق لوگ ہی فیل ہوتے ہیں اور جو ایک بار فیل ہوتا ہے احتمال ہوتا ہے کہ دوبارہ امتحان دینے پر دوبارہ فیل ہو جائے۔۔ ڈرپوک وہی

ہوتا ہے جو خُدا پر یقین نہ رکھے۔مولوی صاحب ہی بتائیں کیا حضرت عیسیٰؑ میں یہی خصوصیات تھیں؟ قرآن کی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ خُدا تعالیٰ کے سچے، پاک اور برگزیدہ نبی تھے۔تمام قسم کی کامیابیوں نے آپؑ کے قدم چومے۔بھرپور زندگی گزاری۔جس مشن کواللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا اسے اپنے اللہ کی مدد سے پورا فرمایا۔ایک قول کے مطابق ایک سوبیس سال زندہ رہ کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔مولوی صاحب کی ہرزہ سرائیاں انہیں کومبارک ہوں)

حافظ ظہیر احمد الاسنادی جو بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور مولوی طاہر القادری کے ساتھی ہیں فرماتے ہیں کہ مختلف انبیاء ورُسل علیھم السلام جو جو مقصد بعثت لے کر مبعوث ہوئے اس میں کامیاب وکامران لوٹے۔ (ماہنامہ دُختران اسلام فروری ۲۰۱۱ء مضمون طاہر القادری اور خدمتِ حدیث از حافظ ظہیر احمد الاسنادی)

قارئین کرام! کچھ مزید انبیاء کی توہین ملاحظہ فرمائیں۔

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰؑ ہے زندہ کررہا مُردے خرام احمد رضا خاں

فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے احمد رضا خان مردوں کو اپنی ٹھوکروں سے زندہ کررہے ہیں۔ (مداح اعلی حضرت صفحہ ۲۵ بحوالہ اہل سُنّت واہل بدعت کی پہچان)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری میں ظاہراً کافروں کے ہم شکل تھے۔

(قارئین کرام! خود ہی تبصرہ فرمائیں)(فیصلہ بشریت صفحہ ۱۱۱ از مولوی امام بخش بریلوی بحوالہ اہل سُنّت واہل بدعت کی پہچان)

جورو اور امّاں ایک

مولانا ابوالطاہر محمد طیّب دانا پوری بریلوی، علماء دیوبند کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور امّاں دونوں ایک۔تمہارا باپ اور بیٹا ایک۔گوبر اور حلوہ دونوں ایک۔فیرنی اور پاخانہ دونوں ایک۔تمہارا مُنہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک۔تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضاء اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک۔حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ۔شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔''

(تجانب اہل سنت صفحہ ۴۲۸ بحوالہ پڑھتا جا شرماتا جا از حافظ عبدالرشید مانچسٹر صفحہ ۲۵)

(سمجھ نہیں آتا اس قسم کی تحریریں لکھنا اسلام کو کیا فائدہ پہنچاتا ہے اور یہ نام نہاد مولوی اس کے بدلے میں کونسی رُوحانی ترقیاں حاصل کرتے ہیں ہاں ایک بات ہے شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔)

مذھبی یتیم

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی قبلہ صحابہ کرامؓ کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور اتم ہیں۔ (وصایا شریف صفحہ ۲۳ مطبع نوری کتب خانہ)

دیوبندی مولوی سعید احمد قادری لکھتے ہیں۔''حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی سے عورتوں کو اپنا عضوِ مخصوص دکھانا شروع کردیا۔اب آپ ذرا سوچیں کہ ایسے شخص کو زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم قرار دیا جاسکتا ہے؟''

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔''خدا شاہد ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی بیچارے مذہبی یتیم قرآن پاک کا صحیح معنوں میں ترجمہ بھی نہیں جانتے تھے چہ جائیکہ رموز اور نکات جمع کرتے۔نیز اعلیٰ حضرت نے جو ترجمہ کنز الایمان کی شکل میں کیا ہے عرب ممالک میں اس کی اشاعت پر پابندی ہے۔کیونکہ وہ ترجمہ اول تا آخر اصول تفسیر اور عربی لغت کے سراسر خلاف ہے۔یعنی کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی مرضی اور عقل کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔اس نے کسی ایک جگہ بھی مفسرین کرام کے اصول کے مطابق ترجمہ نہیں کیا ہر آیت کا ترجمہ کرتے وقت آئمہ تفسیر کی مخالفت کی۔اصول کو پس پشت ڈال کر ترجمہ بالرائے کیا حالانکہ تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ترجمہ وتفسیر بالرائے کفر ہے۔'' (اہل سنّت واہل بدعت کی پہچان از سعید احمد قادری)

مولوی احمد رضا خان صاحب خود فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

نورانی کا نورانی...

فیصل آباد میں ایک جلسہ میں نورانی کا تعارف سٹیج سیکرٹری غلام رسول غازی نے یوں کروایا۔

"(مولانا) شاہ احمد نورانی اپنے عظیم باپ کے عظیم فرزند ہیں اور میں یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ (مولانا) شاہ احمد نورانی صدیقی کا نورانی چہرہ دیکھنا موجودہ دور میں حضور پُر نورؐ کی زیارت کرنے کے برابر ہے۔" (ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء بحوالہ آئینہ بریلویت)

اس بیان کے بعد لعن طعن پر ایک وضاحتی بیان سٹیج سیکرٹری غلام رسول غازی کی طرف سے آیا جس میں مندرجہ بالا الفاظ سے انکار کرتے ہوئے اپنے اصلی الفاظ تحریر فرمائے جو یہ ہیں **"موجودہ دور میں نورانی صاحب کا چہرہ دیکھنا کفارہ گناہاں ہے"** یہ وضاحتی تحریر 'عذر گناہ بدتر از گناہ' کا پورا پورا مصداق ہے۔ اس پر ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ کے نمائندہ محمد حمید شاہد نے بریلوی پارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا:

"اگر کوئی شک ہے تو میری دعوت ہے کہ وہ آئے تحقیق کرے جلسے کا ایک ایک سامع گواہی دے گا، پھر بھی یقین نہ آئے تو ٹیپوں کو چلا کر سُن لیجئے جوان گستاخانہ کلمات کو اپنے اندر محفوظ کر رہی تھیں۔ اگر میرے تحریر کردہ الفاظ غلط ثابت ہوں تو میں عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے کو تیار ہوں۔ مارشل لاء کے ضابطے مجھ پر لگا دیجیے اور جو من میں آئے سزا دیجیے۔ لیکن اگر یہ سب کچھ صحیح ثابت ہو تو آگے بڑھ کر ان کی زبانوں کو بھی لگام دیجیے جو جذبات میں آ کر عقل و شعور سے عاری ہو جاتے ہیں۔" (ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء بحوالہ آئینہ بریلویت)

خون کا حساب

یو کے اسلامک مشن ویسٹ لندن کے صدر سکندر زیدی فرماتے ہیں کہ فرقہ بندی ایک لعنت ہے اور اُمّت کے لیے زہر قاتل ہے اور آج پاکستان اور عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے اور نام نہاد خودکش دھماکوں کے ذریعے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے، یہ سب ان فرقہ پرست جماعتوں کی بوئی ہوئی فصل ہے، جس کو اب معصوم اور بے گناہ غریب مسلمان کاٹ رہے ہیں اور اس کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں کے اندر ہیں، اور اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے، ان کو قیامت کے دن اس خون کا حساب دینا ہوگا۔ (کیا نورانی پارٹی فرقہ پرست جماعت نہیں؟) (جنگ لندن ۱۱ دسمبر ۲۰۱۰ء)

آخری نمونہ

معزز قارئین! ختم نبوت کے عنوان سے ایک باب خاکسار کی کتاب "علماءِ سوء" میں شامل ہے جس میں تفصیل سے ختم نبوت کی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ مولوی لوگ اپنی عام بول چال اور تقاریر میں ختم نبوت کے معنی کچھ اور کرتے ہیں اور جب جماعت احمدیہ ختم نبوت کے وہی معنی کرتی ہے تو اُسے کافر گردانتے ہیں۔ "مثال کے طور پر پچھلے دنوں پروفیسر مولانا شاہ فرید الحق وفات پا گئے تو پروفیسر مولانا منیب الرحمان چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان نے فرمایا کہ مولانا شاہ فرید الحق سیاست میں ہمارے اکابر کی اقدار اور وضع داری کا آخری نمونہ تھے۔" (روزنامہ جنگ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۱ء) یعنی مولانا خاتم الوضع داری و اقدار تھے۔ مولویوں کی طرف سے کیے گئے ایک معنی کی رو سے اب کوئی بھی اعلیٰ اقدار اور وضع داری کا نمونہ دُنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا یعنی مولانا کے ساتھ ہی اعلیٰ اخلاق کا ایک وصف بھی قبر میں اُتار دیا گیا۔ اور دوسرے معنی کی رو سے جو صحیح بھی ہے یہ کہا جائے گا کہ مولانا اعلیٰ اقدار اور وضع داری کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ اب اس معنی کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ اب جو بھی وضع داری کا نمونہ دُنیا میں آئے گا وہ مولانا سے بہرحال کم تر ہوگا۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا مقام اعلیٰ ترین ہے کوئی بھی آپ ﷺ کے اس مقام کو نہیں چھین سکتا ہاں آپ ﷺ کی لائی ہوئی لازوال شریعت اور اسوہ رسول اللہ ﷺ کو حرزِ جاں بنا کر رُوحانی مراتب کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اب ہر قسم کی رُوحانی ترقی صرف رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ہے۔ کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا ہاں رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں غیر شرعی نبی کا آنا اس اُمّت کا مقدّر رہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایک ایسے نبی کا آنا ضروری ہے جو رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو۔

قادیانی کو دو سال قید

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خُدا کا اس زمانے میں

''اذان دینے پر قادیانی (مسعود بٹ) کو دو سال قید سنا دی گئی۔ ایک تحریری درخواست پر مقامی پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا تھا۔ تفصیل اس جُرم کی یہ ہے کہ قادیانی نوجوان نے بآوازِ بلند کہا تھا کہ 'اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے' 'میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' 'میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'۔ 'میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' 'میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'۔ 'نماز کی طرف آؤ'۔ 'بھلائی کی طرف آؤ'۔ 'اللہ سب سے بڑا ہے'۔ 'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'۔''

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ جون ۱۹۸۷ء)

مولانا تاج محمد صاحب بھٹی ناظمِ اعلیٰ تحفّظ ختم نبوّت کوئٹہ نے مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ کی عدالت میں ۲۱ دسمبر ۱۹۵۸ء کو بیان دیتے ہوئے یہ حیرت انگیز اعتراف کیا کہ 'یہ درست ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا، اذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اُس کے ساتھ مُشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔'' نوائے وقت ۲۱ دسمبر ۱۹۸۹ء صفحہ اول پر یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ ''ربوہ کے پچاس ہزار احمدیوں کے خلاف ''کلمہ طیّبہ'' کے جُرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ سی مقدمہ درج کر دیا گیا۔''

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں' خالص پتھر کبھی شیشہ نہیں ہوسکتا۔ خواہ کتنی ہی جلا دیتے جاؤ۔ اور اگر شیشہ مکدّر ہو جائے تو چونکہ جلا اس کی ذات میں ہے اس وجہ سے وہ رونی جلا دینے سے مجلیٰ ہو جائے گا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ پتھر کی ذات میں ظلمت و تاریکی ہے، اور شیشہ کی ذات میں جلا و روشنی۔ بنا بریں بوجہ اصلیت پتھر کسی جلا سے مجلّا نہیں ہوگا اور شیشہ ادنیٰ جلا دینے سے جلا پا جائے گا''۔ (یہ بد ذات فرقہ مولویاں بھی وہ کمبخت پتھر ہے جو کبھی بھی مجلیٰ انہیں ہوسکتا کہ پتھر کی ذات میں ظلمت و تاریکی ہے)

(کشف المعجوب صفحہ ۳۷)

ہتھکڑی

ایک وقت وہ تھا کہ ہم قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو اگلے دن جیل یا ہتھکڑی ہمارا مقدّر تھیں۔ اور آج حالات یہ ہیں کہ اگر قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں تو ہتھکڑی اور جیل اُن کا مقدّر رہیں۔ (احمدی کل بھی صحیح اور مظلوم تھے آج بھی معصوم اور مظلوم ہیں۔ آپ کل اور آج بھی خود کو مسلمان کہنے والوں کو کافر کہہ کر خُدا سے اپنی رسوائی کا سامان خود مانگنے والے ہیں۔ کسی کو کافر کہنے کے جرم میں جیل جانا کوئی مردانگی والی بات نہیں ہے۔ ذرا سوچیے۔ کلمہ پڑھنے کے خوبصورت جُرم میں جیل جانا اصل مردانگی ہے۔)

(خطبات حق نواز جھنگوی درِ دل صفحہ ۹۸)

ہر کسی کی تربیت کرتی ہے گو قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دامِ قفس سے بہرہ مند

بڑا وہابی بھاگ گیا

ابوالکلام آزاد صاحب فرماتے ہیں:۔

''مجھے اپنے بچپن کی پرانی سے پرانی مسموعات جو یاد آتی ہیں، ان میں وہابیت کا ذکر موجود پاتا ہوں۔ شب و روز اس کا چرچا گھر میں بھی رہتا تھا اور باہر بھی۔ والد مرحوم کے جو خدام اور مرید تھے، وہ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور یہ قدرتی تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں میرا تخّیل یہ تھا کہ وہابی کوئی خاص طرح کی ایک بڑی مکروہ اور قابل نفرت مخلوق ہے۔ میں اپنے ذہن میں اس کا تصور یوں کرتا تھا کہ ایک قبیح صورت انسان جس کا آدھا چہرہ کالا ہے اور پیشانی پر بہت بڑا گھٹا ہے۔ یہ اس لیے کہ حافظ صاحب کی زبانی سنتے تھے۔ کہ دل کے کفر اور بُغض رسول کی وجہ سے وہابیوں کا آدھا مُنہ کالا ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پیشانی پر ایک بہت بڑا گھٹا بنا لیتے ہیں۔ ہمارے دیوان خانے میں اس بارے میں خاص مصطلحات اور اسماء تھے۔ دُنیا کی ہر مکروہ اور خبیث چیز اسی لقب (وہابی) سے پکاری جاتی تھی۔ مثلاً حافظ جی کہتے تھے شب کو اس قدر وہابی تھے کہ نیند نہ آئی یعنی مچھر بہت تھے۔ دیوان خانے

میں کتابوں کے صندوق پڑے تھے، ان کے نیچے **وہابی** چلے جاتے تھے اور پیندے میں سوراخ کر دیتے تھے یعنی چوہے۔ چنانچہ بڑی جدوجہد کے ساتھ **'وہابیوں'** کو پکڑا جاتا تھا۔ اور ہم لوگ یوں حساب کرتے تھے۔ آج **دو وہابی** مارے گئے ایک بہت **بڑا 'وہابی'** بھاگ گیا۔

نہ معلوم کون غریب تھا۔ لیکن بڑا ہی بدصورت آدمی تھا۔ ایک آنکھ سے کانا دوسری میں بھی جالا، چہرے پر شدید فالج گرا تھا۔ ایک طرف سے لب ٹیڑھے تھے، رنگ بالکل سیاہ۔ رستے میں ہم کبھی کبھی حافظ صاحب کے ساتھ سڑک پر جاتے تو اس غریب کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتے ''دیکھو، وہ خبیث وہابی کھڑا ہے!'' مجھ پر اس کی خوفناک صورت کا واقعی بڑا ہی دہشت انگیز اثر پڑتا۔ مجھے یاد ہے، کئی مرتبہ میں نے نیند میں ایسے ہی خوفناک ''وہابی'' کو دیکھا اور ڈر کے (مارے) رونے لگا۔''

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی۔ صفحہ ۳۶۱۔۳۶۰۔ حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی۔ بار اول ۱۹۵۸ء۔ مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس دہلی)

(وہابیوں) پر خُدا کی مار

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ کی جلد ۶ کے صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں:۔

''جیسے اب وہابیہ اعدائے دین کا حال ہے۔ ان پر (وہابیوں پر) خُدا کی مار ہو۔ ان کے وصف کو ایک حدیث بس ہے جو دارقطنی اور ابوحاتم نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ترجمہ: گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتّے ہیں۔ کُتّا اور وہ بھی بدترین خلائق یعنی دوزخیوں کے۔ جن کو فرمایا ترجمہ: وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں، کُتّے سے بدتر، سؤر سے بدتر، سؤر کے لیے اگر کوئی کُتّا فرض کیا جائے تو ایسے لوگ سؤر سے بھی بُروں کے کُتّے ہیں۔'' (مطالعہ کے لیے فتاویٰ رضویہ کی ۳۰ جلدیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں)

جواب: رسول اللہؐ کے دُشمنو! (بریلوی) مولانا اسماعیل شہید، مولانا اشرف علی تھانوی پر الزام لگاتے وقت تمہیں اپنے گھر کی خبر نہیں تھی؟ سچ ہے تمہیں اِن بزرگوں کی پھٹکار پڑ گئی، اب تمہارے ہوش بھی قائم نہیں رہے۔ (بریلوی علماؤں کا ایمان از مولانا محمد ضیاء القاسمی صفحہ ۲۶ ناشر مکتبہ سواد اعظم اہل سنت والجماعت لاہور)

صدقہ مقدس بچھڑوں کا

چوں مے بینی نابینا و چاہ است ‏ ‏ اگر خاموش باشی گناہ است

''جب تُو دیکھے کہ کوئی نابینا کنواں نہیں دیکھ سکتا اور اس کی جانب جا رہا ہے۔ اگر تُو خاموش رہے تو یہ گناہ ہے''

جناب حسن نثار صاحب مندرجہ بالا نصیحت پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قوم کو صدقہ دینا ہوگا، مختلف مصائب، اذیتوں، عذابوں اور بلاؤں میں گھری ہوئی قوم کو اجتماعی صدقہ دینا ہوگا اور صدقہ کے لیے بیش قیمت، صحت مند، خوب پلے ہوئے وی وی آئی پی قسم کے بکروں، چھتروں، دنبوں، مینڈھوں، بیلوں اور مقدس قسم کے بچھڑوں کی قربانی دینا ہوگی ورنہ بلاؤں کی یلغار نہ صرف جاری رہے گی بلکہ اس کی وحشت اور شدت میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ (جنگ لندن ۳۰ جولائی ۲۰۱۰ء مضمون از حسن نثار)

نبی کو چاہیں خُدا کر دکھائیں ‏ ‏ اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ‏ ‏ شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے ‏ ‏ نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مسلمان رنڈیاں اور مسلمان زانی

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''بازاروں میں جائیے ''مسلمان رنڈیاں'' آپ کو کوٹھوں پر بیٹھی نظر آئیں گی اور مسلمان ''زانی'' گشت لگاتے ملیں گے۔ جیل خانوں کا معائنہ کیجیئے ''مسلمان چوروں''، ''مسلمان ڈاکوؤں'' اور ''مسلمان بدمعاشوں'' سے آپ کا تعارف ہوگا۔ دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگائیے۔ رشوت خوری، جھوٹی شہادت، جعل سازی، فریب، ظلم اور ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ ''مسلمان'' کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے۔ سوسائٹی میں پھریئے۔ کہیں آپ کی ملاقات ''مسلمان شرابیوں'' سے ہوگی، کہیں آپ کی ملاقات ''مسلمان قمار بازوں'' سے ہوگی۔ ''مسلمان سازندوں'' اور ''مسلمان گویوں'' اور ''مسلمان بھانڈوں'' سے آپ دوچار ہوں گے۔ بھلا غور تو کیجیئے، یہ لفظ مسلمان کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے، مسلمان اور زانی، مسلمان اور شرابی، مسلمان اور قمار باز، مسلمان اور رشوت خور! اگر وہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے، وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر

مسلمان کے وجود کی دُنیا میں حاجت ہی کیا ہے۔'' مودودی مزید فرماتے ہیں۔'' آپ اس نام نہاد مُسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا مسلمان نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کرسکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، گدھے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک ''چڑیا'' ہے۔''

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش از مولانا مودودی حصہ سوم صفحہ ۲۸، ۲۹، ۴۴ طبع ہفتم)

کِرم سرگیں درمیان آں حَدث — دَر جہاں نُقلے نداند جُز خبث

جُز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ شد — نجاست مَر دُ راا چشم و چراغ

ترجمہ: گوبر کا کیڑا اس نجاست میں دُنیا میں سوائے نجاست کے کوئی خوراک نہیں جانتا ہے۔ کوانجاست کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے، نجاست ہی اس کا چشم و چراغ ہے۔ (مثنوی روم دفتر پنجم صفحہ ۴۲)

مہندی اور دھمال

حضرت لعل شہباز قلندر کے ۷۵۸ ویں عرس کی سالانہ تین روزہ تقریبات میں شرکت کے لیے ملک بھر سے زائرین اور عقیدت مند بڑی تعداد میں مزار پر حاضری دے رہے ہیں اور دھمال ڈال رہے ہیں۔ عرس کے پہلے روز ساڑھے تین سو مہندی اور دھمال کے جلوس نکالے گئے۔ (عرس کی آخری رات حضرت لعل شہباز قلندر کی مہندی کی تقریب منعقد کر کے میلے کا اختتام کیا جاتا ہے)

(جنگ لندن ۳۱ جولائی ۲۰۱۰ء)

علامہ سعید احمد کاظمی صاحب کی کتاب الحق المبین کے صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ نماز صرف اُس شخص کے پیچھے جائز ہے جو عُرس وغیرہ کرتا ہو اور جوان چیزوں کا مخالف ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

(بحوالہ بریلویت)

قائد اعظم کا جواب

جب علماء حضرات نے قائد اعظم سے کہا کہ آپ نماز کے وقت پنڈال میں باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا کریں۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔

''نماز کی اہمیت سے مجھے انکار نہیں لیکن آپ کی تجویز میں مجھے ایک خطرہ نظر آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ نماز باجماعت میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے۔ اگر میں خود امامت کے لئے کھڑا ہو جاؤں تو شاید یہ تمام حاضرین میرے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ لیکن میں اپنے آپ کو اسکا اہل نہیں سمجھتا۔ اسکے بعد سوال یہ پیدا ہوگا امام کسے بنایا جائے۔ اگر امام دیوبندی ہوگا تو بریلوی حضرات اسکے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیں گے۔ اور یہی صورت بریلوی کی بجائے دوسرے امام کے پیچھے پڑھنے میں پیدا ہوگی۔ لہٰذا اس صورت حال میں یہ ہوگا کہ ایک پنڈال میں مختلف جماعتیں کھڑی ہو جائیں گی۔ اس سے غیر مسلموں کے سامنے اُمتِ مسلماں کے اختلاف نمایاں ہو جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ جو قوم ایک امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتی وہ ایک متفقہ علیہ اسلامی ریاست کیسے قائم کرے گی۔ اس وقت تو آپ مجھے معاف فرمائیں آئندہ دیکھا جائے گا۔'' (تعمیر پاکستان و علماء بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں از احمد شرف ظفر ۷۵)

مولویوں کا مطالبہ

متحدہ تحریک ختم نبوت پاکستان کی مرکزی رابطہ کمیٹی نے برطانیہ میں پاکستانی کمشنر واجد شمس الحسن اور پریس کونسلر سیدہ سلطانہ رضوی کو عہدوں سے ہٹا کر وطن واپس لانے اور قادیانیوں کو مسلمان کہنے پر ان کے خلاف مقدمات درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ برطانوی اخبار کے مطابق لندن میں پاکستانی سفیر واجد شمس الحسن نے گزشتہ دنوں حکومت پاکستان کے ایما پر لندن میں میں قادیانی سربراہ (خلیفہ وقت) مرزا مسرور احمد (صاحب) سے ملاقات کی تھی۔ عبدالطیف نے کہا کہ ہائی کمشنر کی طرف سے قادیانیوں کو مسلمان کہنے سے نہ صرف آئین کی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے بلکہ پوری دُنیا کے مسلمانوں کے جذبات بھی بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام، مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب، جماعت اسلامی، اہل سنت والجماعت پنجاب، مجلس احرار اسلام پاکستان، تنظیم اسلامی، اور انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے لیڈروں نے اس امر پر تشویش ظاہر کی ہے کہ برطانیہ میں مقیم پاکستانی سفارت کار حکومت کی ہدایت پر قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے دُنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے عقیدے اور جذبات کی توہین کر رہے ہیں۔ (روزنامہ اُمّت کراچی ۱۵ جون ۲۰۱۰ء)

مندرجہ بالا تنظیموں کے مولویوں کے نام اس مضمون میں خودساختہ دلچسپ القابات میں لپٹے ہوئے موجود ہیں۔ان لوگوں کے عجیب بے ہودہ قسم کے جذبات ہیں کسی مسلمان کے غم میں شریک ہونے اور تعزیت کرنے پر بھی مجروح ہو جاتے ہیں۔اگر ایسے بیمار اور معذور لوگ کسی جزیرے پر بسیرا کرلیں،تو دوسرے عام انسانوں پر ان کا احسان ہوگا جو مل جل کر ایک دوسرے کی خوشی وغم میں شامل ہو کر خُدا کا پیار پانا چاہتے ہیں۔یہ عجیب بیمار سوچ کی مخلوق ہے جو اپنے دِل کی گندگی کو ڈیڑھ ارب لوگوں سے منسوب کر دیتی ہے،اور یہ ثابت کرنے کی گھٹیا کوشش کرتی ہے کہ وہ ڈیڑھ ارب لوگوں کی نمائندہ یا امام ہے،حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی محلے میں رہنے والے دو مولوی ایک دوسرے کو کافر ہی قرار نہیں دیتے بلکہ واجب القتل قرار دیتے ہیں۔اور ان کی حمائت کرنے والے نام نہاد مسلمان ان مولویوں کی بے ہودہ اور غیر اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جسے کرتے ہوئے شیطان بھی شرما جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے ناہنجاروں کو ہدایت دے۔آمین۔

اسلامی انتہا پسندی

عراق اور افغانستان پر اتحادی افواج کے حملے کے نتیجے میں ۳۷ لاکھ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئیں اور لاکھوں بچے یتیم اور کئی لاکھ افراد معذور ہو گئے۔(روزنامہ اُمت ۱۳ جون ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو ہلاک کرنے والے بھی ان ہلاکتوں کو اسلامی انتہا پسندی کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔دہشت گردی کے عفریت سے بچنے کے لیے اب نوجوانوں کے مسجد میں داخلے کو روکا جارہا ہے کہ مسجدوں میں نوجوانوں کے ذہنوں کو گرم کیا جاتا ہے۔سمجھا جارہا ہے کہ نوجوانوں کے ذہنوں کو دہشت گردی کے لیے مسجد میں تیار کیا جاتا ہے۔ایک خبر ملاحظہ فرمائیں۔

’’وسطی ایشیائی ممالک میں اسلامی انتہا پسندی کے خطرے پر قابو پانے کے لیے تاجکستان میں نوجوانوں کے مسجد میں عبادت کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔پارلیمنٹ سے منظور شدہ بل صدر امام علی رحمانوف کے دستخط سے قانون بن گیا ہے۔‘‘ (روزنامہ اُمت ۴ اگست ۲۰۱۱ء)

مولوی اور حوریں

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد احمد علی اعظمی (المتوفی ۱۳۷۶ ہجری) فرماتے ہیں:۔

’’اگر حور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے مخلوق فتنہ میں پڑ جائے اور اگر اپنا دوپٹہ ظاہر کرے تو اُس کی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ۔اور جنّتی سب ایک دل ہونگے،ان کے آپس میں کوئی اختلاف و بغض نہ ہوگا۔ان میں ہر ایک کو حور عین میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستر ستر جوڑے پہنے ہوں گی،پھر بھی ان لباسوں اور اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز دکھائی دے گا جیسے سفید شیشے میں شراب سُرخ دکھائی دیتی ہے،مرد جب اس کے پاس جائے گا،اُسے ہر بار کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت (حور) کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔جنّت کی عورت سات سمندروں میں تھر کے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں۔جب کوئی بندہ جنّت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی میں دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی۔‘‘ پھر فرمایا:’’ادنیٰ جنّتی کے لیے ۸۰ ہزار خادم اور ۷۲ بیبیاں ہونگی۔‘‘

(بہار شریعت جلد ا۔صفحہ۔۷۹ تا ۸۲)

جنتیوں کو جنت میں ایک سے ایک لذیذ کھانے ملیں گے جو چاہیں گے وہ کھانا فوراً حاضر ہو جائے گا،اگر کسی پرندے کو دیکھ کر اُس کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو وہ اسی وقت بُھنا ہوا اُن کے پاس آجائے گا۔کم سے کم ہر ایک شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے،خادموں میں ہر ایک کے ہاتھ میں چاندی اور دوسرے ہاتھ میں سونے کے پیالے ہوں گے اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی،جتنا کھانا کھاتے جائیں گے لذّت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوتی جائیگی،ہر نوالے میں ستّر مزے ہوں گے،ہر مزہ دوسرے سے ممتاز ہوگا،اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہوگی تو کوزے فوراً ہاتھ میں آ جائیں گے،ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی،دودھ یا شراب اور شہد ہوگا،پینے کے بعد جہاں سے آئے تھے خود بخود وہاں چلے جائیں گے۔وہاں نجاست،گندگی،پیشاب وغیرہ،تھوک،رینٹھ،کان کا میل،بدن کا میل اصلاً نہ ہونگے اور ڈکار و پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔ (بہار شریعت جلد ا صفحہ ۸۱،۸۲)

جو کریں گے بھریں گے خود واعظ — تم کو میری خطا سے کیا مطلب
جن کے معبود حور و غلماں ہیں — اُن کو زاہد خُدا سے کیا مطلب
(حالیؔ)

گر جہاں باغے پُر از نعمت شد — قسم موش و مار ہم خاکے بُود

ترجمہ: گر دُنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے، چوہے اور سانپ کا حصہ پھر بھی مٹی ہے۔
(مثنوی روم دفتر پنجم صفحہ ۴۲)

قارئین کرام! مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہیں اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے سنی ہیں۔ پس تم اپنے آپ کو ان سے اور ان کو اپنے آپ سے بچائے رکھو، کہ وہ تم کو گمراہی اور فتنہ میں ڈال دیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں:۔

جس جگہ خُدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنّت اور طوبےٰ دونوں موجود ہوتے ہیں۔

جنّت کی بھاریں

جنّتیوں کے لباس نہ پرانے ہوں گے نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔ جنّت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنّت میں موت نہیں۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا اہل جنّت اور ان کے سرسبز و شاداب پُر رونق چہروں پر غور کیجیے کہ انہیں خوشبودار بند مہر والا مشروب پلایا جاتا ہے، موتیوں کے خیمے میں سُرخ یاقوت کے منبروں پر بیٹھے، تازہ سفید کھجوریں سامنے رکھی ہوئی ہیں، انتہائی سبز فرش بچھے ہیں، مسندوں پر تکیہ لگائے ہیں، جو نہروں کے کنارے بچھائے گئے ہیں، شراب طہور اور شہد حاضر ہیں، غلام اور نوکر حاضر ہیں، خوبصورت حوریں موجود ہیں، گویا یاقوت اور مرجان کی بنی ہوئی ہیں جن کو کبھی کسی انسان اور جنّ نے نہیں چھوا، باغات کے درجات میں چل رہی ہیں جب ان میں سے کوئی ایک چلنے پر مائل ہوگی تو ستّر ہزار بہشتی بچے اس کے لباس اُٹھائے ہوئے ہوں گے جن پر سفید ریشم کا لباس ہوگا کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں، سب کے سر پر تاج ہیں، اُن پر موتی اور مرجان جڑے ہیں، خوبصورت کاجل لگی آنکھیں، معطر اور بڑھاپے و دکھ سے محفوظ، خیموں میں بند اور وہ خیمے یاقوت کے محلات میں ہیں، جو

جنّت کے باغوں کے درمیان میں، پاک دل و پاک نظر عورتیں ہیں، پھر ان جنّتی مردوں اور حوروں کے سامنے پیالے اور برتن پیش کیے جاتے ہیں۔ پینے والوں کے لیے لذیذ سفید شراب ہوگی۔ پھر فرماتے ہیں۔ جنّت کی سرزمین چاندی کی ہوگی اور اس کے کنکر مرجان کے ہوں گے اور مشک کی مٹی ہوگی، اس کے پودے زعفران کے ہوں گے، پھولوں کی خوشبو والا پانی بادلوں سے برسے گا، کافور کے ٹیلے ہوں گے، چاندی کے پیالے حاضر ہوں گے جن پر موتی، یاقوت اور مرجان کا جڑاؤ ہوگا۔

جنّت میں موتیوں کا ایک محل ہے جس میں سُرخ یاقوت سے بنے ہوئے ستّر مکان ہیں، ہر مکان میں سبز زمرد یعنی قیمتی سبز پتھر کے ۷۰ کمرے ہیں، ہر کمرے میں ستّر تخت ہیں، ہر تخت پر ہر رنگ کے ستّر بچھونے ہیں، ہر بچھونے پر ایک عورت ہے، ہر کمرے میں ستّر دسترخوان ہیں، ہر دسترخوان پر ہر انواع واقسام کے ستّر کھانے ہیں، ہر کمرے میں ستّر خادم، خادمائیں ہیں۔ مومن کو اتنی طاقت عطا کی جائے گی کہ وہ ایک دن میں ان سب سے جماع کر سکے گا۔

(اسلامی جنّت کی تیاری۔ صفحہ ۲۲ اور ۲۸۔ دعوت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کی پیشکش۔ شائع کردہ۔ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی۔ اشاعت جنوری ۲۰۰۸ء)

گُل برستے ہیں کہ پتھر، سبھی کھُل جائے گا — جانِ جاں کوچہء دلدار میں آؤ تو سہی

حُوریں کفار کی لڑکیاں

مولانا مودودی صاحب سے درس قرآن وحدیث کے بعد پوچھا گیا کہ کفار کی لڑکیاں جو کم سِنی میں وفات پا گئی ہوں انہیں جنّت میں کیا بنایا جائے گا، تو آپ نے جواب دیا۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ میرا خیال ہے کہ جنّت میں جو حُوریں ہوں گی وہ یہی کفّار کی لڑکیاں ہوں گی۔ تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۸۷ مزید فرماتے ہیں۔ ''یہ حُوریں، بیویوں کے علاوہ ہوں گی۔ بیویاں جنّتی مردوں کے ساتھ محلّات میں رہیں گی لیکن جب وہ پکنک منانے کے لیے باہر جائیں گے تو ان کی سیرگاہوں میں جگہ جگہ خیمے لگے ہوں گے جن میں حُوریں ان کے لیے لُطف ولذّت کا سامان فراہم کریں گی۔'' (تفہیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۳۵)

مشہور شاعر نواب مرزا خان داغؔ کا ایک شعر تصرف کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ اس شعر

کے دوسرے مصرعہ کا شروع اس طرح سے ہے ''یہ بُتانِ ہند ہیں زاہدو'' اسے ''یہ مولویانِ ہند ہیں دوستو'' کیا گیا ہے۔

وہ تو حوریانِ بہشت ہیں، کہ ہر فقیر سے شاد ہوں

یہ مولویانِ ہند ہیں دوستو، یہ حریص ہوتے ہیں زر سے خوش

جنّت میں عیش ھی عیش

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:۔

''دیو بند میں ایک بنگالی طالب علم تھا، وہ صبیح تو نہیں تھا، یعنی اس میں صباحت تو نہیں تھی، گورا چٹّا تو نہیں تھا لیکن ملاحت غضب کی تھی۔ اس طالب علم کو جنّات کے بادشاہ نے اُٹھوالیا اور اس سے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی تو اس طالب علم نے کہا کہ ہمارے فقہ میں غیر جنس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جنّوں کے بادشاہ نے مایوس ہو کر اس کو دیو بند واپس پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ ملاحت اور چیز ہے اور صباحت اور چیز ہے۔ تو مسلمان عورتیں ملاحت میں حوروں سے زیادہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا نُور اُن کے چہروں پہ ڈال دے گا۔ لیکن حوریں بھی کم نہیں ہوں گی، ان کا ناک نقشہ بھی عظیم الشان ہوگا، لیکن مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ جنّت میں مزے ہی مزے اور عیش ہی عیش ہو گا۔۔ بس چند روز صبر کر لیجئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تو بہت حسین ہوں، میری بیوی اتنی حسین نہیں ہے، اس لیے خوشیوں کی چنگ بجانے کا میری زندگی میں موقع نہیں، تو صبر کرو، اللہ کی مرضی پر راضی رہو، چند دن صبر کرو، اپنے مجاہدات کی وجہ سے وہ حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔''

(ارشادات درد دل برزمین افریقہ از مولانا شاہ حکیم محمد اختر صفحہ ۲۵۹)

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں مَر جائیں گے — مَر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

مُرتد کی سزا قتل

مولانا مودودی صاحب کہتے ہیں کہ ''مسلمان آبادی کو نوٹس دے دیا جائے کہ جو لوگ اسلام سے اعتقاداً منحرف ہو چکے ہیں اور منحرف ہی رہنا چاہتے ہیں وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے

اندر اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظام اجتماعی سے باہر نکل جائیں۔ اس مُدّت کے بعد ان سب لوگوں کو جو مسلمانوں کی نسل سے پیدا ہوئے، مسلمان سمجھا جائے گا۔ تمام قوانین اسلامی ان پر نافذ کیے جائیں گے۔ فرائض وواجبات دینی کے التزام پر انہیں مجبور کیا جائے گا۔ اور پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد انتہائی کوشش کی جائے کہ جس قدر مسلمان زادوں اور مسلمان زادیوں کو کُفر کی گود میں جانے سے بچایا جا سکتا ہے بچایا جائے۔ پھر جو کسی طرح نہ بچائے جا سکیں انہیں دِل پر پتھر رکھ کر ہمیشہ کے لیے سوسائٹی سے کاٹ پھینکا جائے اور اس عمل تطہیر کے بعد اسلامی سوسائٹی کی نئی زندگی کا آغاز صرف ایسے مسلمانوں سے کیا جائے جو اسلام پر راضی ہوں۔''

(مُرتد کی سزا از مودودی ۸۰،۸۱)

مودودی صاحب اگر یہ بھی بتا دیتے کہ نوٹس کون دے گا؟ اگر شیعہ یا بریلوی نوٹس دیں گے تو کیا جماعت اسلامی والے بریلوی یا شیعہ مذہب اختیار کر لیں گے یا غیر مسلم کہلانا پسند کریں گے؟

یاروں میں نہ پایا جب کوئی عیب و گناہ — کافر کہا واعظ نے انہیں اور گمراہ

جھوٹے کو نہیں ملتی شہادت جس وقت — لاتا ہے خدا کو اپنے دعویٰ پر گواہ

مسخ شدہ مذہب

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

''دوسرا بنیادی نقص اس مسخ شدہ مذہب (فقہ حنفی) میں یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو منجمد شاستر بنا رکھا ہے۔''

(ترجمان القرآن محرم ۱۳۶۰ ہجری صفحہ ۸۶)

قارئین کرام! یہ وہی فقہ حنفی ہے جس کے نفاذ کے لئے علماء سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں پاکستان میں حنفی فقہ کو ملکی قانون قرار دیا جائے۔ (نوائے وقت لاہور ۱۲ جولائی ۱۹۸۶ء) اسی طرح مولانا عبدالستار نیازی روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ یکم نومبر ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں۔ ''ملک میں فقہ حنفی کے سوا کسی فقہ کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اور خود مودودی صاحب کی طرف سے یہ اعلان سامنے آ چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کیوں کہ ملک کی اکثریت فقہ حنفی کی

پیرو ہے۔اسلئے اس فقہ کومملکت قانون کی حیثیت سے نافذ کر دیا جائے۔اور اسکی اطاعت ہر فرقے پر لازم ہو۔ پاکستان میں سیکولر اسلام شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔(مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر)

مودودی کافر ھے

مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم نے مولانا مودودی مرحوم کے ایک بیان پر حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔''کہ مودودی صاحب کوفتویٰ دینے کا حق حاصل نہیں۔فتویٰ دینے کا حق مجھے ہے۔میں اب تک پندرہ ہزار فتوے دے چکا ہوں جو مجلّد کتابوں میں موجود ہیں۔میں آج اس پریس کانفرنس میں فتویٰ دیتا ہوں کہ مودودی گمراہ، کافر اور خارج از اسلام ہے۔اس سے اور اسکی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اِسکی جماعت سے تعلق رکھنا کُفر وضلالت ہے۔وہ امریکہ کا اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ ہے۔اب وہ موت کے آخری کنارے پہنچ چکا ہے۔اور اب اسے کوئی طاقت نہیں بچاسکتی۔اس کا جنازہ نکل کر رہے گا۔''
(روزنامہ زندگی لاہور مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء مذہبی اور سیاسی فرقہ بندیاں صفحہ ۲۷)

آرزوؤں کا ہجوم اور یہ ڈھلتی ہوئی عمر
سانس اکھڑتی ہے نہ زنجیر ہوس ٹوٹتی ہے

معزز قارئین! ان دونوں بوڑھوں کی زنجیر ہوس مَر کر ہی ٹوٹی۔عمر رسیدہ ہونے کے باوجود لچھن وہی پرانے ہی رہے۔ساری زندگی مودودی کی خواہش رہی کہ وہ رُوحانی اور سیاسی طور پر نمبر ایک ہوجائیں اور مفتی محمود بھی یہی خواہش رکھتے تھے۔دونوں مذہبی بوڑھوں نے کبھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔میری معلومات کے مطابق آرزوؤں کے سراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے یہ دونوں حضرات بوڑھے ہوگئے اور پھر مَر گئے۔

سرسری تم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا

اصلاح طلب پیشہ

جماعت اسلامی کے بانی سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:۔
''اسلامی قانون کے اجراء کی خاطر۔۔اولین اصلاح طلب پیشہ وکالت کا ہے جو موجودہ

عدالتی نظام کی بدترین خرابیوں میں سے ایک بلکہ سب سے بدتر چیز ہے۔اخلاقی اعتبار سے اس کے جواز میں ایک حرف نہیں کہا جاسکتا۔عملی حیثیت سے عدالتی کام کی کوئی ضرورت ایسی نہیں جو اس کی بجائے کسی دوسرے مناسب طریقے سے پوری نہ کی جاسکتی ہو اور اسلام کے مزاج سے یہ پیشہ قانون بازی اس قدر بُعد رکھتا ہے کہ۔۔''جب تک یہ پیشہ جاری ہے ہماری عدالتوں میں اسلامی قانون اپنی صحیح سپرٹ سے جاری ہی نہیں ہوسکتا''۔۔بلکہ اگر کہیں خدائی قانون کے ساتھ وہ بازی گری کی گئی جو انسانی قانون کے ساتھ روز کی جارہی ہے تو عجب نہیں کہ۔۔''ہم انصاف کے ساتھ ایمان بھی کھوبیٹھیں''۔لہٰذا ایہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشہ کو بتدریج ختم کر دیا جائے۔''مزید فرماتے ہیں۔''اسلام اس پیشہء وکالت کو کسی طرح برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔اس کے نظام میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ یہ اس کے مزاج اور اُس کی روح اور اس کی روایات کے بالکل خلاف ہے۔''(ترجمان القرآن جلد نمبر ۳۱ عدد ۳ بحوالہ لاہور ۱۸ اپریل ۱۹۸۹ء) مولانا مودودی نے یہ بھی کہا ہے:۔''اس کافرانہ نظام میں وکیلوں کا رزق حرام ہے۔''(ترجمان القرآن از مودودی صفحہ ۸۳ جنوری فروری ۱۹۴۴ء) اور یہ بھی کہا ہے کہ''(وکالت) قانون الٰہی کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔اس کے مقابلہ میں اگر کسی دوسرے پیشہ میں کچھ حرام کی آمیزش ہو بھی تو بہر حال وہ بغاوت سے تو کم درجہ کا ہی گناہ ہے۔۔۔۔یہ وکیلانہ بغاوت حرام ہے۔''
(رسائل ومسائل از مولانا مودودی۔جلد ا صفحہ ۸۷)

نظام اسلام اور مولوی

''۲۵ اگست ۱۹۷۷ء کی شام متحدہ محاذ (قومی اتحاد) کے بڑے بڑے لیڈر جب افطاری کرنے لگے تو اسلامی اخوّت اور نظامِ اسلام کے قیام کے دعوے داروں کے درمیان ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔یہ لیڈر جب افطاری کر چکے تو نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔اور لوگ وہاں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مولانا مفتی محمود صاحب اور نوابزادہ نصراللہ خان دس بارہ آدمیوں کو لے کر ایک طرف چل پڑے اور ان نمازیوں کی امامت مفتی محمود صاحب نے کی جب کہ مولانا نورانی صاحب اور میاں طفیل محمد دوسری طرف کھڑے ہوگئے۔یہاں شاہ احمد نورانی صاحب نے جماعت کروائی اور تحریک

استقلال کے میاں محمود علی قصوری نے بھی نورانی صاحب کے ساتھ نماز پڑھی۔'' (یہ سب کچھ چوہدری ظہور الٰہی صاحب مرحوم کی رہائش گاہ واقع مین گلبرگ لاہور پر رونما ہوا۔) (روزنامہ مساوات ۲۶ اگست ۱۹۷۷ء)

جب روزنامہ جنگ لاہور کے پلیٹ فارم پر جنگ فورم کے تحت ''اتحاد ملّت کیسے قائم ہوسکتا ہے۔'' کے موضوع پر اظہار خیال کرنے کے لئے مختلف علماء تشریف لائے۔ اگلے روز جنگ لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۸۵ء کے سرورق پر جو خبر شائع ہوئی وہ یہ تھی۔ جنگ فورم میں اتحاد اُمّت مسلمہ کے موضوع پر طویل اور فکر انگیز تقریروں کے بعد مختلف مکاتب فکر کے علماء نے اکٹھے نماز پڑھنے سے انکار کردیا۔

جو حقیقت ہے ہمیں معلوم ہے ہے کوئی خادم کوئی مخدوم ہے

کالعدم تنظیمیں

پنجاب حکومت نے ۲۲ کالعدم تنظیموں کو رمضان کے دوران زکوٰۃ، فطرانہ اور اسی قسم کا چندہ اکٹھا کرنے پر پابندی عائد کردی ہے۔ پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے فطرانے، زکوٰۃ کے حصول کے لیے لگائے گئے کیمپ ختم کردیے جائیں۔ ان تنظیموں میں لشکر جھنگوی، جماعۃ الدعوۃ، سپاہ محمد، لشکر طیّبہ، جیش محمد، سپاہ صحابہ، تحریک جعفریہ، تحریک نفاذ شریعت محمدی، تحریک ملت اسلامیہ، تحریک خدام الاسلام، اسلامی تحریک پاکستان، حزب التحریر، جمیعت الانصار، جمیعت الفرقان، خیر الناس انٹرنیشنل ٹرسٹ، اسلامی اسٹوڈینٹس موومنٹ پاکستان، تحریک طالبان، بلوچستان ری پبلکن آرمی، بلوچستان لبریشن فرنٹ، لشکر بلوچستان، لبریشن یونائیٹڈ فرنٹ بلوچستان اور بلوچستان مسلح دفاعی تنظیم شامل ہیں۔ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ان تنظیموں کے کارکنوں کے ساتھ ساتھ، عطیات دینے والوں کے خلاف بھی کاروائی کی جائے۔ سرگرم کارکنوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ (یہ تمام تنظیمیں اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرتی ہیں اور تمام چھینا جھپٹی اسلام ہی کے نام پر کی جاتی ہے) (اُمّت ۱۳ اگست ۲۰۱۱ء)

ان تمام کالعدم تنظیموں کی پُشت پناہی سیاسی اور مذہبی جماعتیں کرتی ہیں۔ ان تنظیموں پر دہشت گردی، لوٹ مار اور قتل و غارت کے الزامات بھی ہیں۔

مفتی محمود کی پریشانی

مولانا مفتی محمود فرماتے ہیں ''اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی اور اس پر بحث کے لئے پوری اسمبلی کو کمیٹی کی شکل دے دی گئی۔ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ مرزائیوں کی دونوں جماعتیں خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی ان کو اسمبلی میں لایا جائے اور ان کا موٴقف سنا جائے۔۔۔ جب اسمبلی میں مرزا ناصر (حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ) آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس بڑی پگڑی، طرّہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب آنحضورﷺ کا نام لیتا تھا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا اور تم اُسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو؟''۔ (ہفت روزہ لولاک لائلپور ۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۸،۱۷)

مولوی کوثر نیازی کی شرارت

مولوی کوثر نیازی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ پی۔ این۔ اے کے تقادات کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کی غرض سے میں نے ایک جلسہ عام میں چیلنج دیا کہ اگر یہ لوگ نظام مصطفٰی کے نفاذ میں اتنے ہی مخلص ہیں اور اس کا اتحاد بھی خلوص نیت پر مبنی ہے۔ تو مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کے پیچھے نماز ادا کر کے دکھائیں اور پھر اس کی قضا بھی ادا نہ کریں۔ (یہ وار بہت سود مند ثابت ہوا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی امامت میں نماز پڑھنا گناہ جانتے تھے۔) (اور لائن کٹ گئی از مولانا کوثر نیازی صفحہ ۴۰)

مولانا کوثر نیازی جانتے تھے کہ یہ نورانی اور مفتی محمود ہیں، محمود و ایاز نہیں۔ اب یہ مولوی خود عمل نہیں کرتے بس لوگوں کو یہ شعر سناتے ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مساجد میں فتنہ فساد

ملک میں اس وقت فرقہ وارانہ فسادات پیدا کرنے کے لیے چند مذہبی علماء بہت سرگرم عمل ہیں۔ چند مساجد میں ایسے علماء ایسی تقریریں کر رہے ہیں جن سے محلّوں کی فضا بہت مکدر ہوتی جا رہی

ہے۔ مذہب کی آڑ لے کر مسجد جیسے مقدس مقام میں دوسرے فرقوں کے خلاف نمازیوں میں اشتعال پیدا کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں مساجد میں لڑائیاں ہوتی ہیں اور قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ایسے علماء اُمّت مذہب کی آڑ میں ملک میں بے اتفاقی قتل و غارت اور خانہ جنگی کو ہوا دے رہے ہیں۔ مساجد میں فتنہ وفساد سے ملک کی عزت پر دھبہ پڑتا ہے۔لوگ پہلے ہی دین سے دور ہیں اور پھر ایسے واقعات سے لوگوں کو مزید متنفر کیا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ لڑائی جھگڑا ہونے سے پہلے ہی ایسے علماء پر پابندی عائد کی جائے جو جہاں بھی جاتے ہیں لڑائی فساد ہی کراتے ہیں۔ (جنگ لاہور ۲۳ جولائی ۱۹۸۴ء)

قارئین کرام! یادر ہے یہ ضیاء الحق کے دور کی باتیں ہیں جب اسلام کا نام نہاد ٹھیکیدار خباثت اور نفرت کی کالی فصلیں بو رہا تھا۔ پاکستانی قوم آج اس فصل کو جتنا کاٹتی ہے پہلے سے بڑھ کر بڑے بڑے کالے پودے کالے ناگ کی صورت میں پھن پھلا کر ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔آج کل ہم دہشت گردی کے مارے ہوئے ہیں۔علماء کہتے ہیں زلزلہ اور سیلاب وغیرہ سے ہماری ہلاکت عذاب الٰہی نہیں ہے کیونکہ مسلمان پر عذاب نہیں آتا۔ عذاب الٰہی نبی کی آمد سے منسلک ہے نبی کے انکار کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔اور نبی کا آنا بند کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**۔ ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لیے ایک رسول نہ بھیج دیں۔اور یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اتنی مار پڑ رہی کہیں اس کی وجہ انکارِ رسول ہی نہ ہو۔

مولویت برطانیہ میں

لندن (نمائندہ جنگ) آج پولیس نے دو جگہوں سے ۱۵ پاکستانیوں کو گرفتار کر لیا ان پر مقامی مسجد میں ہونے والے فرقہ وارانہ جھگڑوں میں ملوّث ہونے کا الزام ہے۔نیل فورڈ میں بارہ افراد کو گرفتار کر لیا گیا جہاں فرقہ وارانہ جھگڑے میں چار افراد زخمی ہوئے اور پولیس کو مداخلت کرنا پڑی جبکہ الیگزینڈرا روڈ کی مسجد میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان خونریز تصادم کے بعد پولیس نے تین افراد کو گرفتار کر لیا۔ یہاں بارہ افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ (جنگ ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء)

معزز قارئین! حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

''مسجدیں ذکر اذکار کرنے کی جگہیں ہیں چاہیے کہ ان میں کسی کو ذکر کرنے سے منع نہ کرے اگر کوئی منع کرے تو وہ ظالم ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا**۔یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو مسجدوں میں ذکر الٰہی سے منع کرے۔ جہاں کہ اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اور اس کو خراب کرنے کی کوشش کرے۔''

(تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۱۸)

قارئین کرام! مولوی نا صرف ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دوسرے کے فرقوں کی مساجد میں بھی نہیں جاتے۔اگر کوئی عام مسلمان مخالف فرقے کی مسجد میں چلا جائے تو بعض دفعہ مسجد کو پاک کرنے کے لیے دھویا جاتا ہے۔مندر، گرجا اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں تو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں، اسی لیے پاکستان میں آئے دن ان عبادت خانوں کو تباہ کرنا اور جلانا عام سی بات ہے۔ یادر ہے غیر مسلم اور مسلمان ان فسادی لوگوں کے ہاتھوں جانیں بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قران کریم کی سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۱۵ میں فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُوْلَـئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَآئِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے کی ممانعت کر دی اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ان کے لیے دُنیا میں بھی ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۵)

مسجد کی بولی

وارسسٹر کی مسجد کی ملکیت پر دو فریقوں کا جھگڑا اندوہناک ہے تین برس کے فساد کے بعد حکومت نے مسجد پر تالا ڈال دیا ہے کیونکہ مقامی مسلمان لیڈران کے وکلاء اور پولیس کی یہ متفقہ رائے ہے کہ دو متحارب فرقے ایک مسجد میں گذارہ نہیں کر سکتے چنانچہ متعلقہ چیریٹی کمشنروں سے درخواست کی

گئی ہے کہ وہ مسجد کی قیمت لگائیں وہ ایک فرقے سے کہیں کہ وہ دوسرے کا حصہ خرید لے۔دلِ مسلم اس افسوس ناک صورت حالات پر شرم سے پانی پانی ہے۔مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اور اللہ کسی فرقے کا حامی نہیں وہ ربّ العالمین ہے اس کے حضور میں سب برابر ہیں اللہ کے گھر کو بازار میں رکھنا اور اس کی قیمت لگانا، خریدنا اور بیچنا کسی بھی فرقے کے لیے روا نہیں۔مگر مسلمان خُدا پرستی کو چھوڑ کر فرقہ پرستی کے شکار ہو گئے اور عملی زندگی میں ضعف اسلام کی بڑی وجہ یہی ہے، انگلستان ایک غیر ملک ہے مسلمانوں کو کم از کم یہاں اسلام کو تماشہ بنانے سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔مسجد محض ایک عبادت گاہ ہی کا مقام نہیں رکھتی مسلمانوں کا ایک تہذیبی مرکز بھی ہوتی ہے یہ جھگڑے چکانے کی جگہ ہے نہ آپس کی سر پھٹول کی، مگر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فرقوں کے امام صاحبان روح اسلام سے بہرہ ور نہیں اور اسلام کے نام پر نفاق بین المسلمین کو ہوا دیتے ہیں کیونکہ امامت کا تعلق ان کی روٹی اور روزگار سے ہے۔مادہ پرستی کی اس سے بڑی مثال ملنا مشکل ہے مگر فرقہ پرستی کا رجحان کچھ انگلستان ہی سے مخصوص نہیں پاکستان میں بھی رسول اللہ کانفرنس اور یا رسول اللہ کانفرنس میں بھی ایک دوسرے کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں اور تصاویر اخبارات کے دفتروں میں موجود ہیں۔دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث اور اہل سنّت ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے عام مسلمانوں کو مذہبی جھگڑوں سے کوئی واسطہ نہیں مگر اکابرین اور علماء کرام زخم تازہ رکھتے ہیں۔اسلام جو خُدا اور رسول کے نام پر ملّت کی وحدت کی ضمانت تھا انہوں نے انتشار اور اختلاف کا باعث بنا ڈالا اور فرقے اور فقہے برسرِ پیکار ہو گئے۔وارسسٹر کی مسجد کا جھگڑا پاکستان میں فرقہ پرستی کے عروج کی علامت ہے اب اس پر عیسائی چیریٹی کمشنر قاضی ہیں تو مسلمان کس کو منہ دکھائیں گے۔ (جنگ لاہور ۱۵ اپریل ۱۹۸۵ء)

بریلوی اور دیوبندی حضرات

فروعی اختلافات اور مذہبی گروہ بندی نے پاکستان میں جو گل کھلائے ہیں وہ ہی کچھ کم نہیں تھے کہ اب بیرونی ممالک میں بھی بریلوی اور دیوبندی حضرات دست و گریباں ہو کر مذہب اسلام کے لیے تضحیک کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔انگلستان میں جنوبی یارک شائر کے دو شہروں میں ان دونوں گروہوں

کے درمیان تصادم کی خبریں آئی ہیں اس تصادم میں چودہ افراد زخمی ہوئے۔بعض کو شدید چوٹیں آئیں اور انہیں اسپتال میں داخل کرانا پڑا۔انتہا یہ ہے کہ بعض فرقہ پرست علماء انگلستان جا کر باقاعدہ مورچہ بندی کرتے اور اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ کے ساتھ مخالفین کو طعن تشنیع سے نوازنے میں مصروف رہتے ہیں۔ (جنگ لاہور ۲ جون ۱۹۸۵ء)

اتحاد کے دشمن

گوجرانوالہ (نمائندہ جنگ) وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت غلام دستگیر خان نے کہا ہے کہ انہیں لندن، مانچسٹر، برمنگھم، پیرس، جنیوا اور مکہ مکرمہ میں پاکستانی اجتماعات سے خطاب کرنے اور ان سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔وہاں انہوں نے لوگوں کے دلوں میں اپنے وطن کی بے پناہ محبت کا جذبہ پایا۔بعض مقامات پر پاکستانیوں نے ان عناصر کی پر زور مذمّت کی جو اسلام دشمن پاکستان دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں انہوں نے کہا کہ لندن میں بعض پاکستانی مذہبی علماء نے جو فرقہ بندی پیدا کی ہے اس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کو شدید نقصان پہنچا ہے اور وہ لوگ اس صورتحال سے سخت پریشان ہیں۔بیرون ملک پاکستانیوں نے حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان سے جو علماء تبلیغی مشن کے سلسلہ میں برطانیہ آتے ہیں ان پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ یہ علماء کرام یہاں لوگوں کو متحد کرنے کی بجائے ان میں فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔(کاش ان فرقہ پرست مولویوں کی برطانیہ آمد روک دی جاتی تو برطانیہ میں رہنے والے مسلمان امن کے گیت گا رہے ہوتے۔ ان مولویوں کی نحوست نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے) (جنگ لاہور ۳ جولائی ۱۹۸۴ء)

معزز قارئین! حکومت پاکستان اتحاد و یکجہتی کے دُشمن نام نہاد علماء کرام کے بیرون ملک جانے پر پابندی نہیں لگا سکی ہے، مگر فکر کی کوئی بات نہیں اب یہ کارنامہ برطانوی حکومت سرانجام دے رہی ہے۔مولوی لوگ جس طرح مسلمان ملکوں میں ناپسندیدہ ہیں، اسی طرح اجلے کپڑے پہننے کے باوجود ان آوارگان اُمّت کو مغربی ممالک بھی بدترین مخلوق خیال کرتے ہیں۔

برطانوی وزیر داخلہ تھریسا نے مشہور مُلّا ذاکر نائیک جو بھارت سے تعلق رکھتے ہیں کے

برطانیہ میں داخلے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ ۲۰۰۶ء میں ایک ویب سائیٹ پر ڈاکٹر ذاکر نائیک کے اشتعال انگیز بیانات کی وجہ سے انہیں برطانیہ داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس ویب پر ذاکر نائیک نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ ''میں اسامہ بن لادن کو نہیں جانتا، نہ ہی کبھی اسامہ سے ملا ہوں اور نہ ہی یہ جانتا ہوں کہ وہ کیا کر رہا ہے لیکن اگر وہ اسلام دشمنوں کے خلاف لڑ رہا ہے، اگر وہ دہشتگردوں کے لیے دہشت ہے اور اگر وہ سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ کے لیے خوف کا باعث ہے تو میں اس کی حمایت میں ہوں اور اس طرح ہر مسلمان کو دہشت گرد ہونا چاہیے۔'' (جنگ لندن جون ۲۰۱۰ء)

قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی پر بھی برطانیہ داخلے پر پابندی ہے۔ گزشتہ دنوں قاضی صاحب کے برطانیہ داخلے پر پابندی کے خلاف برطانوی مسلم تنظیموں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فیصلہ غیر دانشمندانہ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ انصار برنی نے مولانا فضل الرحمان کے برطانیہ داخلے پر پابندی کا مطالبہ برطانوی حکومت سے کر رکھا ہے۔
(روزنامہ اُمّت ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی کے برطانیہ داخلے پر پابندی۔ حکومت نے ان کی برطانیہ میں موجودگی کو برطانوی عوام کے لیے ناسازگار اور قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیا ہے۔
(جنگ یکم ستمبر ۲۰۰۱ء)

مفتی جمیل کو برطانیہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا کیونکہ ان کی سرگرمیاں برطانوی عوام کے مفاد کے خلاف تھیں۔ انہیں ہیتھرو ائیرپورٹ سے ہی ملک بدر کر دیا گیا۔ (جنگ ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱ء)

تین عیدیں

مسلمانوں کی عالمی سطح پر جو جگ ہنسائی ہو رہی ہے اُس کی وجہ مولویوں کا پیدا کردہ نفاق اور انتشار ہے۔ مولوی جو فساد کا دوسرا نام ہیں مسلمانوں کو اتحاد کی راہ پر چلانے کی بجائے انتشار جیسی نحوست کی طرف گامزن کیے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ اور یورپ بھر میں دو عیدیں منانا عام سی بات ہے مگر ۲۰۱۱ء میں تین عیدیں منائی گئیں جس کی وجہ سے عید الفطر جیسا مقدس تہوار مولویوں کے نفاق کی نظر ہو گیا۔ پاکستان میں بھی ۲۰۰۶ء سے تین عیدوں کا رواج عام ہو گیا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں صوبہ خیبر

پختونخواہ میں مولویوں کی حکومت تھی۔ عید الاضحیٰ ہفتہ کے روز سعودی عرب کے حساب کے مطابق افغان مہاجرین اور ان کے پاکستانی ملازمین نے منائی۔ اتوار کے روز صوبائی حکومت نے عید منائی جبکہ سوموار یکم جنوری ۲۰۰۶ء کو وفاقی حکومت کی طرف سے عید منائی گئی۔ یہ تین عیدیں اُس صوبہ میں منائی گئیں جہاں ایم ایم اے یعنی مولویوں کی بادشاہت تھی۔ عام عوام کا مزاج بھی بڑا عجیب ہے تمام اسلامی تعلیمات کو اپنے مولوی کی نظر سے دیکھتے ہیں حالانکہ مولوی نے اسلام کو سستی شہرت اور پیٹ کی آگ بجھانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے اگر وہ دُنیا و آخرت میں عزت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مولوی سے پیچھا چھڑائیں، قرآن کریم، سُنّت اور حدیث سے اسلام سیکھیں۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ صراط مستقیم عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

خوف کی سوغات

علامہ مسعود صاحب فرماتے ہیں۔ ''دعا ہے اللہ کرے بابری مسجد کو ویران کرنے والے مشرک، مسجد اقصیٰ کو گرانے کا عزم رکھنے والے یہودی، اندلس کی مساجد کو ویران کرنے والے نصاریٰ اور ماوراء النہر کی مساجد کو ویران کرنے والے بھی ویسے انجام سے دوچار ہوں اور مسلمانوں کو توفیق ملے کہ وہ جہاد کے ذریعہ مساجد کی حفاظت کا انتظام کریں اور مساجد گرانے والوں کو خوف کی سوغات دیں۔'' (فتح الجوّاد فی معارف آیات الجہاد از مولانا مسعود اظہر صاحب جلد ا صفحہ ۱۶، ۱۷ مکتبہ عرفان لاہور)

معزز قارئین! یہ جو آئے دن آوارگانِ اُمّت پاکستان میں مندروں اور گرجوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، غیر مسلم بھی دامن پھیلا کر یہی کہتے ہوں گے جو علامہ صاحب کہہ رہے ہیں۔ پاکستانی مولویوں سے خُدا ناراض لگتا ہے اسی لیے ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو فائدے کی بجائے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ امریکہ بھی ناراض ہے کہ مولوی لوگ بہت شرارتی ہیں اس لیے انہیں سزا ملنی ضروری ہے۔ کُشتی میں وہ کامیاب ہوتا ہے جو اس فن کا ماہر ہو۔ جو داؤ پیچ نہیں جانتا وہ مار کھانے کے بعد بس بددُعا دے سکتا ہے، جیت بہر حال اُس کا مقدّر نہیں ہوتی۔ اب مولوی نہ اچھے مبلغ ہیں کہ میڈیا کا مقابلہ کر سکیں اور نہ طاقت ور ہیں کہ ہاتھ پاؤں توڑ دیں۔ بس دوسروں کو بددُعا دے سکتے ہیں یا

احتجاج۔ ویسے بھی مولوی کو رُوحانیت اور اسلامی وقار سے کیا دلچسپی کیونکہ ان کے مقاصد ہی کچھ اور ہیں، اسی لیے شاید غالبؔ نے مولوی ہی کے لیے کہا تھا ؎

میرا اپنا جُدا معاملہ ہے   اور کے لین دین سے کیا کام

ہمارے آقا حضرت محمدﷺ کائنات کے سب سے بڑے مبلغ تھے اور طاقت ور اتنے تھے کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑ دیتے تھے۔ آیئے برکت کے لیے رسول اللہﷺ کے باغِ سیرت کی بہار دل نواز سے دلوں کو مسرور کریں۔ سیرت حضرت محمدﷺ کے ان گنت دلربا رنگوں میں سے صرف دو دلکش رنگ پیش خدمت ہیں۔

عرب کے مشہور پہلوان رکانہ کو جب رسول اللہﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ اے محمدﷺ! اگر آپ مجھ سے کُشتی لڑ کر مجھے پچھاڑ دیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ حضورﷺ تیار ہو گئے اور اُس سے کُشتی لڑ کر اس کو پچھاڑ دیا۔ دوبارہ رکانہ کے دعوت دینے پر دوبارہ کُشتی لڑی اور اسے اس زور سے زمین پر پٹک دیا کہ وہ دیر تک اُٹھ نہ سکا اور حیران ہو کر کہنے لگا اے محمدﷺ! خُدا کی قسم آپﷺ کی عجیب شان ہے کہ آج تک عرب کا کوئی پہلوان میری پیٹھ زمین پر نہیں لگا سکا مگر آپﷺ نے دم زدن میں مجھے دو مرتبہ زمین پر پچھاڑ دیا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ رکانہ فوراً ہی مسلمان ہو گیا اور بعض نے لکھا ہے کہ رکانہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔

(زرقانی جلد۴ صفحہ۲۹۱ بحوالہ سیرت مصطفیٰﷺ از شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی صفحہ۶۲۱۔ شائع کردہ فیضان مدینہ کراچی)

اسی رکانہ کا بیٹا یزید بن رکانہ بھی مانا ہوا پہلوان تھا یہ تین سو بکریاں لے کر بارگاہ نبوّت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدﷺ! آپﷺ مجھ سے کُشتی لڑیئے۔ آپﷺ نے فرمایا اگر تمہیں پچھاڑ دیا کتنی بکریاں مجھے انعام دو گے اُس نے کہا سو بکریاں۔ آپﷺ نے ہاتھ ملاتے ہی زمین پر پٹک دیا۔ یزید بن رکانہ نے وعدہ کے مطابق سو بکریاں دے دیں۔ دوسری دفعہ چیلنج کرنے پر پھر یزید بن رکانہ کو پچھاڑ دیا اور اُس نے سو بکریاں دے دیں اسی طرح تیسری بار بھی نتیجہ حسب سابق تھا۔ اس پر یزید بن رکانہ کہنے لگا اے محمدﷺ! سارا عرب گواہ ہے کہ آج تک کوئی پہلوان مجھ پر غالب نہیں آ سکا، مگر آپﷺ نے تین بار جس طرح مجھے کُشتی میں پچھاڑا ہے اس سے میرا دل مان گیا کہ یقیناً آپﷺ خُدا کے نبی

ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپﷺ اُس کے مسلمان ہونے پر بے حد خوش ہوئے اور اس کی تین سو بکریاں واپس کر دیں۔

(زرقانی جلد۴ صفحہ۲۹۲ بحوالہ سیرت مصطفیٰﷺ از شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی صفحہ۶۲۲، ۶۲۳۔ شائع کردہ فیضان مدینہ کراچی)

بیقرار (بیکار) اسلامی تنظیمیں

نئی دہلی کا ماہنامہ لکھتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ پاکستان میں بے شمار اسلامی جماعتیں اور اسلامی تنظیمیں ہیں مگر غالباً کوئی ایک جماعت یا تنظیم ایسی نہیں ہے جس کے پروگرام میں یہاں کے غیر مسلموں تک اسلام پہنچانا شامل ہو۔ پاکستان میں ہندو اور عیسائی قابلِ لحاظ تعداد میں آباد ہیں مگر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے تو انہوں نے بے پناہ ہنگامے کیے مگر غیر مسلموں کو اسلام کی رحمت میں داخل کرنے کے لیے کوئی بھی قابلِ ذکر کوشش اب تک پاکستان میں وجود نہ آسکی حالانکہ اس ملک میں عیسائی زبردست تبلیغی کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی حال ساری دُنیا کے مسلمانوں کا ہے۔ وہ لوگوں کو جہنّم میں ڈالنے کے لیے تو بہت بے قرار ہیں مگر لوگوں کو جنّت میں پہنچانے کے لیے ان کے اندر کوئی تڑپ نہیں پائی جاتی۔ (ماہنامہ الرسالہ (اسلامی مرکز کا ترجمان) جولائی ۱۹۸۵ء ص ۳۸)

غدّارِ پاکستان؟

سابق صدر پاکستان پرویز مشرف نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر کردار سے عاری شخص ہیں۔

معزز قارئین! جناب ڈاکٹر صاحب نے ٹیلی ویژن پر آ کر بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے جرموں کا اقرار کیا تھا اور پوری قوم سے معافی مانگی تھی۔ انہوں نے ایٹمی پروگرام سے متعلق راز دوسرے ممالک کو مہیا کرنے جیسا قبیح جُرم کیا تھا۔ اعتراف جرم کے بعد حکومت نے انہیں کئی برس نظر بند رکھا۔ عام ملاقاتوں پر بھی پابندی رہی۔ حال ہی میں انہیں مشروط قسم کی رہائی نصیب ہوئی ہے۔ آزاد ہوتے ہی اپنے اقرار جرم سے مُکر رہے ہیں بلکہ مُکر گئے ہیں۔ (جنگ لندن ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! اس بیان کے بعد ڈاکٹر صاحب نے جنرل صاحب کو اپنے کردار کے عین مطابق کو سنے دیئے ہیں اور فرمایا ہے۔ مشرف نے مجھ سے اعتراف جرم کرا کے ملک کے خلاف عالمی سطح

پر ایف آئی آر کٹوا دی۔ چوہدری شجاعت اور میر ظفر اللہ جمالی کے کہنے پر میں نے اعتراف جرم کیا تھا۔ گویا مذکورہ حضرات ڈاکٹر صاحب کے خُدا ہیں وہ جو کہیں گے آپ کریں گے۔ کل کلاں وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں ڈوب مرو۔ ہم بزبان شاعر صرف یہ کہیں گے۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

عبدالقادر حسن لکھتے ہیں:۔

اس ملک میں اور اس قوم پر یہ وقت بھی آنا تھا کہ اس کے دارلحکومت میں محافظ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف جلوس نکالا جائے اور جسارتیں یہاں تک بڑھیں کہ اُن کی قبر بھی بنائی جائے۔ (جنگ لاہور ۱۴ اگست ۱۹۹۶ء) ڈاکٹر عبدلقدیر کا مزار بنایا گیا تھا۔ سڑک کے درمیان ان کی قبر بنائی گئی۔ ان کا پتلا جلایا گیا اور ان کے خلاف بے ہودہ نعرے لگائے گئے۔ (روزنامہ خبریں ۱۲ اگست ۱۹۹۶ء بحوالہ غدّار پاکستان از محمد متین خالد)

ڈاکٹر عبدالقدیر کو ایک تمغہ ملا تھا جس کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ''یہ تمغہ میری پوری عمر کی کمائی ہے۔ (جسے متین صاحب ہیرو قرار دے رہے ہیں یہ اُس کی حیثیت ہے، اُس کا ایسا حال ہونا تعجب کی بات نہیں ہے۔) (غدّار پاکستان از محمد متین خالد صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۴۳)

(مولوی) محمد متین خالد صاحب جو تنظیم عالمی تحفظ نبوت کے چندوں سے، جسے عام مسلمان انہیں اسلام کی خدمت کے لیے دیتے ہیں، بے ہودہ قسم کی کتابیں شائع کروا کر عام مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ''غدّار پاکستان'' بھی ایک ایسی ہی کتاب ہے جس میں متین صاحب نے پہلے مسلمان پاکستانی نوبل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو غدّار وطن ثابت کرنے کی گھٹیا اور خبیث کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں متین صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو یہودی ایجنٹ اور اسلام کا دُشمن کہا ہے اور ڈاکٹر عبدالقدیر کو ہیرو بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ متین صاحب کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے کم عقلی سے اپنی کتاب میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو حالات و واقعات کے تناظر میں نہ صرف پاکستان کا بلکہ عالم اسلام کا عظیم ہیرو ہی ثابت کیا ہے۔ جہاں متین صاحب نے اپنی کتاب میں یہ فرمایا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو صرف ایک تمغہ ملا، ان کے خلاف جلوس نکالے گئے، ان کی سڑک کے درمیان قبر

بنائی گئی، ان کا مزار بنایا گیا، ان کے خلاف بے ہودہ نعرے لگائے گئے اور ان کا پُتلا جلایا گیا وہیں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

حکومت پاکستان نے مختلف مواقع پر انہیں (ڈاکٹر عبدالسلام) ستارہ پاکستان، پرائیڈ آف پرفارمنس، تمغہ وایوارڈ حسن کارکردگی اور پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز شان امتیاز عطا کیے۔ ایٹمی توانائی کمیشن کی طرف سے خصوصی نشان دیا گیا۔ پاکستان لیگ نے گولڈ میڈل دیا اور ان کی وفات پر گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی لائبریری کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کر دیا۔ ضیاء الحق نے انہیں ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری دی۔ بھٹو، بےنظیر، ضیاء الحق، صدر ایوب اور، نواز شریف اور پرویز مشرف نے زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ سلام کی ستّرویں سالگرہ حکومتی سرپرستی میں منائی گئی۔ انہیں ہمیشہ سرکاری پروٹوکول دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات پر شائع ہونے والے کالم اور مضامین کو اکٹھا کر کے ''النداء'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

ہر صوبے کا گورنر، وزیر اعلیٰ اور میئر وغیرہ ان کے اعزاز میں اسقبالیہ اور ضیافت کا انتظام کرتے۔ اٹامک انرجی کمیشن، پنجاب یونیورسٹی، ملتان یونیورسٹی، پشاور یونیورسٹی، قائد اعظم یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، یونیورسٹی گرانٹ کمیشن، گورنمنٹ کالج لاہور، مختلف بڑے شہروں کی کارپوریشنوں اور دیگر غیر سیاسی تنظیموں نے ہمیشہ ان کے اعزاز میں تقریبات منعقد کیں، اعزازی ایوارڈ دیے اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ پنجاب یونیورسٹی اور اسلام آباد یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگریاں دیں۔ پنجاب یونیورسٹی ہر سال ایک طالب علم کو ڈاکٹر عبدالسلام ایوارڈ دیتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر عبدالسلام نے ہمیشہ اسلام اور پاکستان کی مخالفت کی۔ ((صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

معزز قارئین! غدّار پاکستان میں یہ بھی لکھا ہے کہ عالم اسلام کے لیڈروں نے بھی ہمیشہ انہیں خراج تحسین پیش کیا یہاں تک کہ اسلامی سائنس فاؤنڈیشن جس کے سربراہ ڈاکٹر عبدالسلام تھے نے نومبر ۱۹۷۹ء میں جدّہ سعودی عرب میں کانفرنس منعقد کی جس میں عالم اسلام کے لیڈر شریک ہوئے اور چھ ملین ڈالر کے عطیات اسلامی سائنس فاؤنڈیشن کو دیے۔

معزز قارئین! حسن نثار صاحب نے ایک پروگرام میں فرمایا ہے کہ گزشتہ پانچ سو برس میں

عالم اسلام میں صرف ایک عالمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام پیدا ہوا۔ جب ان کی توجہ ڈاکٹر عبدالقدیر کی جانب کروائی گئی تو حسن نثار نے کہا کہ وہ ایک چور ہیں، چور ان معنوں میں کہ ایٹمی ٹیکنالوجی اس نے ایجاد نہیں کی بلکہ سو سال پہلے ایجاد ہو چکی ہے دوسروں کی ٹیکنالوجی چرا کر کوئی چیز بنانا کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔ یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر کو ہیرو کہتے ہو کیا اُس نے اکیلے بم بنایا ہے ایک مکان بنانے کے لیے ڈھیروں لوگ درکار ہوتے ہیں اسی طرح ایٹم بم بنانے کے لیے بھی بہت سے لوگ کام کرتے ہیں۔

معزز قارئین! ڈاکٹر عبدالسلام صاحب عجیب غدّار پاکستان اور عالم اسلام کے دُشمن تھے جنہیں پاکستان کے تمام سربراہان نے نا صرف زبردست خراج تحسین پیش کیا بلکہ پاکستان کے تمام سول اعزازات اور ایوارڈز سے نوازا، تقریباً تمام عظیم تعلیمی اداروں نے نا صرف آپ کو اعزازی ڈگریوں سے نوازا بلکہ بعض شعبوں کو آپ کے نام منسوب کر دیا، عالم اسلام کے لیڈروں نے نا صرف آپ کی عظمت کے ترانے گائے بلکہ ان کی عالمی سائنس فاؤنڈیشن کو چھ ملین ڈالر بھی دیے۔

حقیقت یہ ہے کہ بغض اور حسد وہ بیماری ہے جو دوسرے کو تو نقصان نہیں پہنچاتی لیکن اس بیماری کا شکار اپنی لگائی آگ میں خود ہی جلتا رہتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ عزّت دینا چاہے اسے کوئی نام نہاد دانشور اور نام نہاد عالم چھین نہیں سکتا۔ جہاں پاکستان میں محمد متین خالد جیسے چند سستی شہرت حاصل کرنے والے نا انصاف دانشور موجود ہیں وہیں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو علم کے قدردان ہیں اور ڈاکٹر عبدالسلام کو پاکستان اور عالم اسلام کا نامور سپوت مانتے ہیں۔ ایسے ہیرو جو ڈاکٹر عبدالقدیر کے نام سے جانے جاتے ہیں اُن کا انجام قطعاً حقیقی ہیرو جیسا نہیں ہوتا۔ متین خالد جیسے جھوٹے، نام نہاد علماء اور دانشور بھی جبہ و دستار کو بیساکھی بنانے کے باوجود عزّت سے پیدل رہتے ہیں۔

عامر لیاقت کی گستاخیاں

ذاتی طور پر ہم ڈاکٹر عامر لیاقت حسین (میزبان عالم آن لائن جیو ٹی وی) کے سلمان رشدی اور قادیانیت کے خلاف اقدامات کو سراہتے ہیں لیکن ہم صحابہ کرامؓ کے خلاف اُس کے ایسے نازیبا الفاظ کی مذمّت میں صرف اُس کا معافی مانگ لینا کافی نہیں سمجھتے اور میڈیا سے درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ

کے لیے عامر لیاقت کو کسی بھی قسم کے مذہبی پروگرام کی میزبانی نہ کرنے دی جائے۔ (اے مولویوں کے گروہ! تم مولوی لیاقت کی خباثتوں کو سراہتے رہو۔ تم جو مرضی کر لو نام نہاد مولوی لیاقت کو میڈیا بھی سراہتا رہے گا۔ کہ میڈیا کو بھی پیٹ بھرنا ہے اور تم کو بھی پیٹ کی آگ بجھانی ہے۔ مولوی لیاقت کو شہرت چاہیے اور تم بھی واہ واہ کے طلب گار ہو۔ قارئین! ایسے دُنیا پرستوں کو دیکھ کر یقین مانئے شیطان کی شیطانیاں معمولی دکھائی دیتی ہیں) (ٹیم پی کے کالمز ڈاٹ کام ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

قارئین کرام! ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے اپنے پروگرام عالم آن لائن میں بدحال قسم کے مولوی بلا کر اُن سے پوچھا تھا کہ کیا قادیانی مرتد ہیں؟ اگر ہیں تو ان کی سزا کیا ہے؟ جس کے جواب میں ان بدنصیب مولویوں نے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ جس کے نتیجہ میں آوارگانِ اُمّت نے ایک احمدی ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی کو شہید کر دیا اور احمدیوں پر حملوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجہ میں کئی احمدی شہید اور زخمی کر دیے گئے۔ قارئین کرام! اگر عامر لیاقت اور بدحال ظالم مولویوں کو کڑی سزا مل گئی ہوتی تو عامر لیاقت جیسا مذہبی اداکار کبھی بھی صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی نہ کرتا۔ قارئین ملاحظہ فرمائیے احمدیوں کے خون سے لتھڑی زبان کس طرح صحابہ کرام کی شان میں تھرکتی رہی۔ جیو کے ایک پروگرام میں عامر لیاقت نے کہا ”کیوں اُٹھاتے نہیں نبی کا جنازہ، کہاں مَر گے بیٹیاں دینے والے (یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوسفیانؓ)“ پھر بدبخت نے یہ بھی کہا ”ابوطالب کے ایمان کے لیے ابوسفیان کی طرح اظہار ضروری نہیں تھا اور ابوسفیان کے ایمان کو عبداللہ بن ابی سلول (منافق) سے مشابہ قرار دیا۔“ اس پروگرام میں حضرت موسیٰ اشعری اور حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں بھی گستاخیاں کی گئی ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

لوم الخفاش لا یضر الشّمس و عواء الکلب لایظلم البدر

”چمگادڑوں کا ملامت کرنا سورج کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔ اور کتوں کا بھونکنا سورج کو بے نور نہیں کر دیتا۔“

اللہ معاف کرے

جامعہ بنوریہ العالمیہ کے استاد الحدیث مولانا محمد امین قاتلانہ حملے میں پانچ گولیاں لگنے سے انتقال کر گئے۔ آپ کا تعلق ساہیوال سے تھا۔ وہ کالعدم سپاہ صحابہ کراچی کے سابق صدر اور سنّی ایکشن کمیٹی کے سابق ممبر تھے۔ جامع مسجد نور کے خطیب بھی تھے۔ مولانا جامع مسجد نور میں گزشتہ دنوں ہونے والے جھگڑے کے بعد گرفتار ہو گئے تھے اور جیل چلے گئے تھے۔ مولانا، رمضان سے قبل جیل سے رہا ہوئے تھے اور بیرون ملک چلے گئے تھے۔ چند روز قبل ہی واپس آئے تھے۔ (جنگ لندن ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

کشفِ رازِ نجدیّت

اعلیٰ حضرت مولانا حسن میاں بریلوی فرماتے ہیں:۔

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری — کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر — مٹ گیا دین، ملی خاک میں عزّت تیری
تیرے نزدیک ہوا کذب الٰہی ممکن — تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمّت تیری
بلکہ کذّاب کیا تُو نے تو اقرار وقوع — اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری
عِلم شیطان کا ہوا عِلم نبی سے زائد! — پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورّت تیری
ہے کبھی بوم کی حلّت تو کبھی زاغ حلال — جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادّت تیری

(وہابی مذہب کی حقیقت از محمد ضیاء اللہ قادری، قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

بڑی بُرائی

ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سیکرٹری فرماتے ہیں:۔

''شاہ فیصل (سعودی عرب کا بادشاہ) کو پاکستان اور عالمِ عرب خوامخواہ اہمیت دے رہے ہیں۔ یہ نجدی، وہابی ہیں، جو قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اس کی حکومت کا تختہ اُلٹ جانا چاہیے، یا اسے ختم کر کے کسی دوسرے اچھے عرب کو لانا چاہیے۔''

(روزنامہ ملّت لندن ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء بحوالہ دھماکہ از ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم ۲۳)

قارئین کرام! شاہ فیصل مرحوم قادیانیوں (احمدی مسلمانوں) کے دشمن رہے، احمدی مسلمانوں کو حج جیسے اسلامی فرض سے روکنے کا سبب بھی بنے۔ حیف صد حیف! شاہ فیصل صاحب جسے بُرائی سمجھتے تھے، انہیں اُن کی زندگی میں ہی مولوی حضرات نے بڑی بُرائی قرار دے دیا۔ شاہ فیصل کو ریاض میں انکے گھر میں انکے بھتیجے شاہزادہ فیصل بن مساعد نے بروز منگل ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ کو گولیوں کا نشانہ بنا کر قتل کر ڈالا تھا۔

وھابی کی جورو

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا کہ ایک عورت سُنّیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سُنّی حنفی ہے، اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

اللہ بھی حق بات کرنے اور اس کے بارے میں مثال دینے سے نہیں شرماتا۔ **ان اللّٰہ لا یستحیی من الحق**۔ اور ہمارے لیے بھی یہ مثال دینا بُرا نہیں: کہ جو عورت کسی بد مذہب کی جورو بنی، وہ ایسی ہے، جیسے کُتّے کے تصرف میں آئی۔ کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کُتّے کے نیچے بچھے۔۔۔؟ باقی اتنا معلوم کرنا رہا، کہ بد مذہب (وہابی) کُتّا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے، بلکہ کُتّے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب کا شدید مستحق ہے۔ (ازالتہ العار صفحہ ۲۲ دلیل ۶ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں)

آپ ﷺ نے فرمایا ''جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرو۔''

موبائل فون کا نشّہ

جناب عطاالحق قاسمی لکھتے ہیں:۔

''مجھے اکثر اس مضمون کی ایک ایس ایم ایس وصول ہوتی ہے ''برادران اسلام! میں ایک اسپتال میں بستر مرگ پر پڑا ہوں میرا اس دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ آپ کو خُدا اور اُس کے رسول کا واسطہ ہے، مجھے دس روپے کا بیلنس بھیج دیں۔'' چنانچہ میں ہر بار اس کے نمبر پر فون کرتا ہوں لیکن ''بستر مرگ'' سے دس روپے کا بیلنس مانگنے والا وہ شخص فون ہی نہیں اُٹھاتا۔ شاید اسطرح کے لوگ قناعت پسند ہوتے

ہیں۔شنید ہے کہ بیلنس کی بھیک اب خواتین بھی مانگنے لگی ہیں۔ حالانکہ وہ جانتی ہیں کہ آوارہ قسم کے لونڈے بعد میں اس بیلنس کو ''بیلنس'' کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں اِن دنوں ایک ایس ایم ایس زوروں پر ہے کہ فون پر یا عام میل ملاقات کے دوران ایک دوسرے کو ''ہیلو'' نہ کہیں کیونکہ یہ ''ہیلو'' دراصل ''Hell'' یعنی دوزخ سے نکلا ہے۔ اس نُکتہ آفرین پر لاحول کے علاوہ اور کیا پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ شراب، چرس، افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں کے علاوہ موبائل فون کے نشے کے خلاف مہم چلائی جائے کہ یہ نشہ بھی اب قوم کو اس کی قدروں سے دور اور بداخلاقی کے نزدیک لانے کا باعث بن رہا ہے۔''

(عطاالحق قاسمی جنگ یکم نومبر ۲۰۱۰ء)

ہر کوئی بنا ہے اپنے خیال میں — اک عالم، جسے افلاطون کہتے ہیں
پل میں بدل دیتا ہے مزاج انسان — اک پُرزہ ، جسے فون کہتے ہیں

بیٹیوں کو طلاقیں ہوں

جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے عورت اور عائلی قوانین کے موضوع پر ''جنگ فورم'' کے دوران تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میرے نزدیک مرد ایک عورت پر قناعت نہیں کر سکتا، کیونکہ مرد میں جنسی تقاضہ مسلسل جاری رہتا ہے جبکہ عورتوں میں ایسا نہیں ہے۔ اُن میں یہ تقاضہ محدود ہے، اگر ایک شخص کی ایسی ضروریات پوری نہیں ہوتیں تو جائز راستہ بند کرنے سے ناجائز راستہ اختیار کرے گا، اگر ایسا ہوا تو پھر معاشرہ خراب ہوگا۔'' ڈاکٹر صاحب کے اس بیان پر مسز غلام جیلانی نے کہا ''ہمارے معاشرے میں اسّی فیصد مَرد دوسری شادیاں برداشت کر سکتے ہیں؟'' ڈاکٹر صاحب نے کہا ''اگر مالی طور پر برداشت نہیں کر سکتا تو کرے گا کیوں؟ جو برداشت کر سکتے ہیں وہ اب بھی کر رہے ہیں۔'' مسز غلام جیلانی نے کہا ''اسّی فیصد مَرد دوسری شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے، اپنی یہ جسمانی ضرورت کیسے پوری کریں گے؟'' فرمایا: ''وہ اپنا میعارِ زندگی بہتر کرے گا، اور اگر عورت تیار ہوگی تو شادی کرے گا۔'' اس باہمی نوک جھونک کے دوران کچھ باریش حضرات نے نعرہ تکبیر بلند کیا تو خواتین نے انہیں ان

الفاظ میں جواب دینے شروع کیے ''اللہ کرے تمہاری بیٹیوں کو طلاقیں ہوں، ان پر سوکنیں پڑیں اور اُن کے گھر اُجڑیں۔ تم کو یتیم بچوں کی حفاظت کرنے کو کہا گیا تم نے انہیں گھر میں ڈال لیا، یہ سارے قوانین اس لیے بنوا رہے ہو کہ تمہاری ہوس پوری ہوتی رہے۔'' اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا ''اگر مستقبل میں زیادہ مولوی پارلیمنٹ میں آگئے تو آپ کہاں جائیں گی؟''

(جنگ لاہور ۲۲ فروری ۱۹۸۶ء کے علاوہ تفصیل کے لیے دیکھیں جمعہ میگزین فروری ۱۹۸۶ء بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر)

معزز قارئین! ڈاکٹر اسرارالحق صاحب یہ بھی فرما چکے ہیں کہ عورت کی شھادت نصف ہے اس لیے اس کا ووٹ بھی آدھا ہے۔ لہٰذا مُلکی معاملات میں اسے کسی قسم کی رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اسلامی مما لک میں عورت کی سربراہی اسلام کی تعلیمات اور رُوح کے منافی ہے۔ گو اس بارے میں قرآن مجید میں واضح الفاظ میں ہدایات نہیں ہیں لیکن حدیث میں وضاحت کے ساتھ اس مسئلے کے بارے میں ہدایت موجود ہے۔ وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جو عورت کو اپنا سربراہ بنائے۔ مصنّف مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں جناب محمد اشرف ظفر صاحب فرماتے ہیں ''یاد رہے کہ قرآن حکیم میں واضح طور پر موجود ہے کہ جس سوسائٹی کا ممبر مَرد بن سکتا ہے اس سوسائٹی کی عورت بھی ممبر بن سکتی ہے۔''

مولوی کی خدمات

معروف کالم نگار جناب نذیر ناجی کہتے ہیں:۔

(جیسا کہ) دیگر مذاہب میں ہوتا ہے، کہیں پادری، کہیں پنڈت، کہیں پروہت، ہر مذہب میں پیشہ وروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہم نے بھی دیکھا دیکھی اس طرح کے طور طریقے اختیا کر لیے۔ اقبالؔ نے اس صورتحال کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے ۔

یہ اُمّت خرافات میں کھو گئی — حقیقت روایات میں کھو گئی

جب مذہب کو بطور پیشہ اختیار کر لیا جائے تو پھر آمدنی کو محفوظ اور مسلسل برقرار رکھنے کے لیے

کئی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ان میں سب سے پہلا طریقہ دین کو عام آدمی کے لیے مشکل تر بنا کے اسے یقین دلایا جاتا ہے کہ دینی فرائض پورے کرنا، اس کے بس میں نہیں۔اسے بہر طور مولوی کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی۔دین کی تشریح اور تفہیم کے لیے چاروں آئمہ نے جو تشریحات کیں، درحقیقت وہ فہم دین کو آسان بنانے کے لیے ہیں۔کسی بھی امام نے یہ نیک کام، فرقہ بندی یا کفرسازی کے لیے نہیں کیا تھا لیکن جیسے جیسے مذہب کو پیشہ بنانے کا عمل آگے بڑھا۔فقہی تشریحات کو ایک دوسرے کی ضد قرار دینے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ایک دوسرے کو کافر کہا جانے لگا۔ہمارے ملک میں فرقہ واریت کے تحت مسجدیں علیحدہ کر لی گئیں۔اب ہر فرقہ اپنی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے۔حد یہ کہ دوسری فقہ سے تعلق رکھنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاتی۔ مجھے یاد ہے کہ پی این اے کی تحریک کے دوران جسے نفاذ اسلام کی تحریک کہا جاتا تھا۔قیادت کے اجلاسوں کے دوران جب نماز کا وقفہ آتا تو ہمارے ''علمائے کرام'' علیحدہ علیحدہ جماعتیں کھڑی کرتے اور اپنے اپنے مسلک والوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے۔ہم لوگ حیران ہوا کرتے تھے کہ جو لوگ نماز میں متحد نہیں، وہ قوم کو کیسے متحد کریں گے؟ اسی بنا پر ریاستیں مذہبی معاملات میں ملوث نہیں ہوتیں۔جو ہوتی ہیں، ان کا حال ہمارے جیسا ہو جاتا ہے۔

ابھی عوام نے ملاؤں کو حکومت بنانے کا موقع نہیں دیا۔اگر کبھی ایسا ہوا تو آئندہ سب حکومتوں کا بننا اور ٹوٹنا فقہی اختلافات کی وجہ سے ہوا کرے گا۔اور جو بھی حکومت پر فائز ہوگیا۔وہ دوسرے تمام فرقوں کو کافر قرار دے کر سزاؤں کا مستحق ٹھہرائے گا۔خُدا کا شکر ہے کہ ابھی ان لوگوں کی حکومت نہیں آئی۔

ہمارے نبی ﷺ نے تو مسجد نبوی میں یہودیوں کو عبادت کی اجازت دے دی تھی۔خُدا جانے یہ کون لوگ ہیں جو دوسروں کو اپنی جگہ پر بھی عبادت کرنے پر، مارنے چلے جاتے ہیں اور سینکڑوں کا خون بہنے پر جب کوئی قومی لیڈر، ہم وطنی کے رشتے سے بھائی کہہ کر ان کا دکھ بانٹنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کے خلاف کفرسازی کا کارخانہ حرکت میں آجاتا ہے۔اگر ہم نے مذہب کو ذریعہ روزگار اور ذریعہ معاش بنانے والوں کے مقاصد کو نہ سمجھا تو یہ ہمارے ہاتھوں ایک دوسرے کو قتل کراتے ہوئے، وطن عزیز کو مقتل بنا دیں گے اور ''ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں''۔ (جنگ لندن ۱۳ جون ۲۰۱۰ء مضمون از نذیر ناجی)

نام نہاد پاسبان ختم نبوت

ورلڈ پاسبان ختم نبوت کے سربراہ ممتاز اعوان نے مجلس شوریٰ کی مشاورت سے چاروں مسالک کو نمائندگی دیتے ہوئے دیوبندی قاری الطاف الرحمان گوندل، بریلوی مسلک سے مفتی سیّد عاشق حسین رضوی، اہل حدیث مسلک سے ہشام الٰہی ظہیر اور ملت جعفریہ سے علامہ سیّد غضنفر علی کو متحدہ ورلڈ پاسبان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی نائب صدور مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ (جنگ لندن ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹)

ایک راون سے لڑے تھے رام اور دی تھی شکست
آج تو ہم ہیں ہزاروں راونوں کے درمیان

قارئین کرام! گرتو یہ نام نہاد پاسبان ختم نبوت سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی سمجھنے کیوجہ سے ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب ہوئی ہے تو یقیناً اس کا جواب یہی ہونا چاہیے کہ قطعاً نہیں۔ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے جماعت احمدیہ کی ترقی ہی دیکھی ہے اور اس جماعت کے بڑھتے قدم روکنے کی کوشش کرنے والے مولویوں کو احمدیوں کی بربادی کی حسرت لیے اس دُنیا سے ناکامی کی سیاہی چہرے پر سجائے رخصت ہوتے دیکھا ہے۔قارئین کرام! مندرجہ بالا چاروں مسالک کے مولوی ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں اور عقائد کے معاملے میں اس قدر پُرتشدد ہیں کہ ایک دوسرے کو ہلاک کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ان دنوں تو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ایک دوسرے کے جلسوں میں اور مسجدوں میں نمازیوں پر بم پھینکنا بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ورلڈ پاسبان ختم نبوت اور اس سے ملتی جُلتی تنظیمیں کھانے پینے کے لیے بنائی جاتی ہیں لوگوں کو بے وقوف بنا کر چندے اکٹھے کر کے آپس میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ دُنیا ایک بیمارستان ہے اور لوگ اس میں دیوانوں کی مانند ہیں اور دیوانوں کے لیے بیمارستان میں قید زنجیر ہوتی ہے۔اگر دُنیا اپنی تمام دِلچسپیوں کے ساتھ مجھے دے دی جائے اور اس پر کسی محاسبہ کا اندیشہ بھی نہ ہو تب بھی میں ایسا ہی ناپاک سمجھوں گا جیسے تم مُردار کو سمجھتے ہو۔ اور حضرت سُلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء نے اور تمام اولیاء نے دُنیا کو ترک کیا ہے اور اس سے

بیزاری ظاہر کی ہے۔ پھر جو شخص ان کی خلاف ورزی کرے وہ کیونکر مُسلمان ہوسکتا ہے؟ اور معزز قارئین! مولوی لوگ ان باتوں پر عمل کرنا گناہ سمجھتے ہیں بس لوگوں کو دُنیا سے متنفر کرتے ہیں اور خود دُنیا سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: **لانامن غير الدجال اخوف عليكم من الدجال فقيل: وما ذلك ؟فقال:من الائمة الضالين۔** (مسند احمد)

”میں تم پر دجال کی نسبت غیر دجال سے زیادہ خائف ہوں، عرض کیا گیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: گمراہ اماموں سے زیادہ ڈرتا ہوں۔“ (احیاء العلوم از امام غزالی صفحہ ۱۲۱) تحفظ ختم نبوت اور اس جیسی دوسری تنظیموں کی مدد کرنا اور ان حصہ بننا ایسے ہی ہے جیسے جناب نسیم لکھنوی نے کہا ہے ؎

جانا یہ زُلف کف میں لینی ہے سانپ کے منہ میں اُنگلی دینی

احرار اور تحفظ ختم نبوت

بھاگ ان بردہ فروشوں سے، کہاں کے بھائی
بیچ ہی دیویں جو یوسف سا برادر ہووے

جناب محمد یعقوب صاحب طاہر کی مندرجہ ذیل تحریر سے تحریکِ تحفظ ختم نبوّت کے حقیقی خدوخال کا باآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

”احرار کے چند متوسلین قضیہ شہید گنج میں سکھوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے کٹے رہے۔۔ اسی طرح تحریک پاکستان میں بھی یہ حضرات ہندو کانگرسیوں سے ملے رہے اور ملّت مسلمہ کے ساتھ اس لیے شامل نہ ہوئے کہ ان کے قائد اُس وقت محمد علی جناح مرحوم تھے۔ تحریک پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کی وجہ سے بھی مجلس احرار کے اکابرین پاکستان بن جانے کے بعد ایک عرصہ تک اپنی ہی ندامت میں گم رہے۔ بقول شورش کاشمیری یہ لوگ چونکہ اپنی فطرت کے لحاظ سے شورش پسند اور ہلڑ باز گروہ ہیں اس لیے انہوں نے قادیانیوں کی مخالفت کے جذبات کو دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی آگ کی طرح پورے مغربی پاکستان میں پھیلا دیا۔ انہوں نے سابقہ روایات کا بھرپور مظاہرہ کیا۔۔ انہوں نے دولتانہ صاحب سے بھی ساز باز کر کے روپے بٹورے، پبلک

سے بھی لاکھوں روپیہ بطور چندہ وصول کیا اور ہلڑ بازی بھی دل کھول کر کی اور اس حد تک کہ پورا ملک ہی آگ اور خون کے دریا میں تیر گیا۔

جی ہاں یہ وہ دن تھا جب جماعت اسلامی پورے ملک میں اسلامی دستور کے مطالبہ کی مہم چلا رہی تھی۔ اور تمام ملک اس مطالبہ پر مجتمع ہو چکا تھا۔ انہوں نے بیچ میں انٹی قادیانی تحریک لا کر کھڑی کر دی۔ جب کراچی میں ان سے کہا گیا کہ پورا ملک اسلامی دستور کے مطالبہ پر متفق ہے لہٰذا قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ بھی اسی اسلامی دستور کے مطالبے میں ایک نویں شق بڑھا کر شامل کر دو تو مولوی محمد علی جالندھری نے تنک کر فرمایا تھا کہ واہ اس طرح تو سہرا جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے سر بندھ جائے گا ہم کہاں جائیں گے۔ مولانا مودودی کا بیان ہے کہ ان کا یہ جواب سن کر میں حیران رہ گیا کہ یہ لوگ ملکی، قومی اور دینی معاملات میں محض سہرے باندھنے کے لیے ہر کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے سہرے باندھنے ہی کے لیے پورے ملک کو تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا۔ انٹی قادیان تحریک ناکام ہوگئی اور ملک کے ہزاروں اسلام پسند جیالے نوجوان اپنی ہی ملٹری کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔“ (تحریک اسلامی اور اس کے مخالفین صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۰ ناشر مکتبہ محمدیہ۔ چاہ ٹوٹیاں والا۔ گرجاکھا گوجرانوالا طبع اوّل ۱۹۶۹ء)

مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ختم نبوّت کی تحریک اُٹھوائی ہی اس غرض کے لیے گئی تھی کہ مطالبہ نظامِ اسلامی کو روکا جائے۔ عین وقت پر ہنگامہ برپا کر دیا گیا۔
(جماعت اسلامی کے ۲۹ سال صفحہ ۶۱ شعبہ نشر و اشاعت جماعت اسلامی طبع اول ستمبر ۱۹۷۰)

گدھے اور کتّے

”غصّے اور نفرت یا ہمیں مرعوبیت کے موردِ الزام گرداننے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجیے کہ ”تحفظ ختم نبوّت“ کے علمبرداروں نے اس منظّم جماعت (احمدیہ جماعت) کی بیخ کنی کے لیے جو پروگرام تجویز کیا تھا اس کے کتنے عناصر ایسے ہیں جو اس قسم کی جماعت (الٰہی جماعت) کا استیصال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا ایسی تحریک کو اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ ختم کیا جاسکتا ہے؟ کیا ایسے منظّم ادارے کو خواہ وہ سو فیصدی بددیانتی پر قائم ہو گدھے اور کتّے کے جلوس نکالنے سے

ناکام بنایا جاسکتا ہے؟ کیا یورپ و ایشیا میں ایک پلان کے تحت کام کرنے والے باطل کو کہاوتوں کی پھبتیوں اور استہزاء کے قہقہوں سے دربدر کیا جاسکتا ہے۔خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے،کام کا جواب نعروں سے، مسلسل جدوجہد کا توڑ اشتعال انگیزی سے، علمی سطح پر مساعی کو ناکام بنانے کا داعیہ صرف پھبتیوں، بے ہودہ جلوسوں اور ناکارہ ہنگاموں سے پورا نہیں ہوسکتا۔۔ ہنگامہ خیزی کا نتیجہ وہی برآمد ہوگا جس پر مرزا صاحب کا الہام **"انی مھین من ارادا اھانتك"** صادق آئے گا۔ (ہفت روزہ المنیر ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء)

روپڑی کے جھوٹے حیلے

ایک غیر مقلد وہابی عبدالرشید کا مضمون ''حافظ عبداللہ روپڑی جواب دیں'' میں لکھتے ہیں۔''حافظ حمید اللہ صاحب سوداگرو ہی نائب سیکرٹری کانفرنس اہل حدیث کو بھڑا دے کر جو رقم تین ہزار کی آپ ہڑپ کر گئے ہیں۔اُس کی آپ کو کونسی ضرورت تھی؟ کیا کہہ کر آپ نے لی؟ اور کیا اُس میں سے ایک پائی بھی آپ نے کہیں خرچ کی اور اُن کے تقاضے پر بھی آپ نے اتنا گوارا نہ فرمایا کہ اس رقم کا اقبال کر کے کم از کم ایک تحریر ہی اُنہیں لکھ دیتے۔کیا یہ آپ کی نیک نیتی تھی؟

حضرت میاں صاحب سے جو رقمیں جھوٹے حیلوں سے آپ ہمیشہ اینٹھتے رہے کیا اُن کا حساب آپ دیں گے؟ خصوصاً آخری مرتبہ چھ سو کی رقم مسجد کے بہانے سے آپ نے لی۔کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ وہ آپ نے کہاں خرچ کی اور اسی قسم کی اور رقمیں جو ہم وقتاً فوقتاً درج کریں گے اور آپ سے جواب مانگیں گے کیا آپ اُن کے جواب کے لیے تیار ہیں؟ (اخبار محمدی ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۷) اسی اخبار محمدی کی ۱۵ اپریل اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء کی اشاعتوں میں لکھا ہے کہ ''یہ بزرگ (عبداللہ روپڑی) صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ جھوٹ از خود گھڑتے ہیں۔تہمت خود ہی تراشتے ہیں۔پس جماعت متنبہ رہے۔ اور لکھا ہے کہ ''یہ بداخلاق، بدزبان، بے لگام ہیں۔'' (بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۱۷)

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ منافق جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ بخاری، کتاب الایمان علامۃ المنافق جلد ا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے اچھے ہیں۔ (بخاری و مسلم باب مدء الخلق)

شکم پرست مولوی

عبدالستار خان فاضل جامعہ سلفیہ لکھتے ہیں:''افسوس یہ ہے کہ آج شکم پرست مولوی ورزشِ دہن و کام، کی خاطر دین فروشی کر کے عید میلاد النبی منانے کے جواز کا ہی نہیں بلکہ شرکین مجلس کے لیے کارِ ثواب کا فتویٰ دے رہے ہیں۔'' (معزز قارئین! سلطان باہو شکم پرست مولویوں کے متعلق فرماتے ہیں'' اول غم ٹکڑے دا میٹھے وت ربّ نال چا ملا ہو'') (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۷۵ء)

مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:۔

یہ اُن کے موٹے پن کی طرف اشارہ ہے یعنی خارجیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور نجدیوں کی پارٹیوں کے اکثر افراد پیٹ پرستی کی وجہ سے موٹے ہوں گے۔اب دیکھ لیں کہ جہاں ان کا اجتماع ہوتا ہے اگر ان کے چہروں پر ذوالخویصرہ والی داڑھی نہ ہوتی تو عوام دیکھ کر یقین کرتے کہ یہ موٹے پاکستانی پہلوان ہیں۔ان کی نماز روزہ کی پابندی پر بڑے بڑے نیک نمازی رشک کریں گے۔اس کا مشاہدہ تو ہم سب کر رہے ہیں کہ ان کے نماز روزہ اسی طرح ان کے جملہ اعمال صالحہ کی پابندی اتنی بلندی پر ہے کہ دیکھنے سننے والے الٹا ہم اہل سنت کو ڈانٹتے ہیں کہ تم ان فرشتہ خصلت (دیوبندی، وہابیوں، نجدیوں، مودودیوں) سے تعصب کرتے ہو۔ہم عوام بیچاروں کو کس طرح سمجھائیں کہ عزیزو! ان بگلوں کو ہم جانتے ہیں۔تم ان کی خضری صورتوں کو دیکھ رہے ہو اور ہم ان کے گندے عقائد کا رونا روتے ہیں لیکن ہم غریبوں کی کوئی سنتا نہیں۔

بگلہ عموماً جھیلوں، بڑی ندی نالوں پر نہایت عاجزانہ، منکسرانہ شکل بنا کر جھیل وغیرہ کے کنارے کھڑا ہو جاتا ہے۔چھوٹی مچھلیاں بڑی مچھلیوں کو کہتی ہیں کہ نانیو! مبارک ہو! کہ ہمارے علاقہ میں حضرت خضر تشریف لائے ہیں۔بڑی مچھلیاں کہتی ہیں خبردار! بچ کے رہنا اس کی شکل وصورت پر مت بھولنا۔ان کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تمہاری خیر نہیں۔جو بیچاری اپنے بڑوں کا کہنا نہیں مانتی وہ جونہی اس بگلے کے قریب جاتی ہے وہ ایک جھٹکے سے اس کا کام تمام کر ڈالتا ہے۔ایسے ہی ہمارے عوام اگر ہمارا کہنا نہیں مانتے وہ ان کے دامِ تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔جس سے آج نہیں کل قیامت میں اپنی قسمت پہ

روئیں گے۔“ (وہابی دیوبندی کی نشانی از مفتی فیض احمد اویسی صفحہ ۹۷، ۹۸)

وھابی کا علاج جُوتا

ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔”وہ (آزاد کے والد) ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ وہابیوں کا علاج تمہیں معلوم نہیں۔تم لوگ بحث کرنے لگتے ہو۔اِن کا علاج جوتا ہے۔یہ کہتے ہوئے گو بد بخت حریف سامنے موجود نہ ہو لیکن وہ اپنے جوتے کی طرف ہاتھ اس طرح لے جاتے تھے۔گویا اُتار کر ایک اسلحہ جہاد کی طرح استعمال میں لانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔اُنہوں نے یہ اسلحہ بار ہا استعمال بھی کیا تھا۔ایک مثنوی بھی کبھی کبھی شوق میں آ کر پڑھتے تھے۔جو بڑی فصیح و بلیغ تھی۔اُن کا ایک شعر ہے۔

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو !! تڑا تڑ جوتیاں تُم ان کو مارو !!

تڑا تڑ کے لفظ پر بہت زور دیتے تھے۔گویا اس شعر میں جس عمل کی تلقین کی گئی ہے اس کی ساری سپرٹ اسی لفظ میں مضمر ہے۔“ (آزاد کی کہانی صفحہ ۳۶۰ سطر ۱۲ تا ۱۹)

مولوی، پلاٹ اور پرمٹ

اہل سُنّت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا ہے کہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک کراچی میں ہمارے کارکنوں اور قائدین کی ٹارگٹ کلنگ میں ملوّث لوگوں کی نشاندہی بھی کریں۔ملک میں ہونے والے ہر دہشت گرد حملے کا الزام سپاہ صحابہ پر لگانے والے وزیر داخلہ غور کریں تو ہمارے کارکنوں کے قاتل ان کے دائیں بائیں سے ہی مل جائیں گے۔انہوں نے کہا پنجاب اور دوسرے صوبوں میں دہشت گردی کے اکا دکا واقعات پر آپریشن کا واویلا کر کے کروڑوں روپے کے پلاٹ اور پرمٹ حاصل کرنے والے مُلّاؤں کو روزانہ کراچی میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کیوں نظر نہیں آتی ؟امریکی ڈالروں اور برطانوی پونڈوں کی چمک سے متاثر ہو کر دودھ پینے والے مُلّاں امریکی ڈرون حملوں کے خلاف لانگ مارچ اور اعلان جنگ نہ کر کے اپنی نوکری حلال کر رہے ہیں۔انہوں نے حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک بھر میں بزرگان دین کے مزارات اور قبرستانوں

کو جرائم کی پناہ گاہیں بنانے والوں کے خلاف بھی گرینڈ اپریشن کر کے امن وامان کو بحال کیا جائے۔

(جنگ لندن ۱۶ ستمبر ۲۰۱۰ء)

دیکھا قارئین کرام یہ مولوی لوگ ٹارگٹ کلنگ میں بھی ملوث ہیں۔ڈالر، پونڈ اور پلاٹ پرمٹ بھی کماتے ہیں۔مغربی ممالک کے خلاف شور بھی مچاتے ہیں۔مزار اور قبرستان ان کی پناہ گاہیں بھی ہیں اور ٹارگٹ بھی ہیں۔غالبؔ نے کیا خوب کہا تھا کہ

شرم رُسوائی سے، جا چھُپنا نقابِ خاک میں ختم ہے اُلفت کی، تُجھ پر، پردہ داری، ہائے ہائے!

خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مِل گئی اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے!

دین فروش مولوی

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے فیصلہ (احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت دینے کا فیصلہ) کا سہرا بھٹو کے سر باندھنے والے (دیو بندی) علماء دین کے متعلق شاہ احمد نورانی کہتے ہیں: دراصل یہ خوشامدیوں کا ٹولہ ہے جو اپنے مادی مفادات کی خاطر ہر دور میں چڑھتے سورج کی پوجا کرتا ہے۔اس کی ساری سوچ اس لیے وقف ہوتی ہے کہ کب اور کس طرح انہیں کوئی موقع ملے اور یہ دُم ہلاتے ہوئے اور زبان چاٹتے ہوئے خوشامد کے لیے پہنچ جاویں تا کہ سرکاری نظرِ کرم ہو جائے۔ (ترجمان اہل سنّت کراچی نومبر ۱۹۷۴ء)

مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں:۔

”بدقسمتی سے بعض عناصر نے مساجد کو سیاسی دشنام طرازی کے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔انہوں نے کہا سیاست اسلام میں منع نہیں ہے لیکن ایسے عناصر کی سیاست کو اسلامی سیاست کا نام نہیں دیا جا سکتا۔“ (نوائے وقت لاہور ۲۳ مئی ۱۹۷۵ء)

معزز قارئین! مولانا رومؒ کی مندرجہ ذیل نصیحت ہر وقت پیش نظر رکھنے سے انسان بُرائیوں (نام نہاد مولویوں) سے بچ سکتا ہے۔

تا توانی دور شو از یار بد یار بد بدتر بود از مار بد

”جہاں تک ہو سکے بُرے دوست سے دور رہ کیونکہ بُرا دوست بُرے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے۔“

ثمرِ رحمت اور ثمرِ لعنت

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں:۔

’’جسے اللہ پسند فرماتا ہے اسے عوام پسند نہیں کرتے۔اور جسے اپنا وجود پسند آیا، اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا‘‘ جیسے شیطان کہ اسے لوگوں نے پسند کیا اور ملائکہ نے بھی قبول کیا۔اور خود اس نے اپنے آپ کو اچھا سمجھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اسے پسند نہیں کیا تو لوگوں کا اور فرشتوں کا پسند کرنا اس کے لیے ثمرِ لعنت بن گیا۔اور آدم علیہ السلام کو اول ملائکہ نے پسند نہیں کیا اور صاف کہہ دیا۔ترجمہ یعنے کیا ایسے وجود کو دُنیا میں موجود فرما رہا ہے۔ جو فساد کرے۔اور خود آدمؑ نے اپنے وجود کو پسند نہ کیا اور عرض کر دیا۔ترجمہ آیت: یعنی ’’اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔‘‘ (سورۃ الاعراف آیت ۲۴) تو اللہ تعالیٰ کا پسند فرمانا آدمؑ کے لیے ثمرِ رحمت لایا۔حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ سے جبرائیل نے عرض کیا اور جبرائیل سے ربّ العزت نے فرمایا: ترجمہ میرے دوست میری قبا کے اندر ہیں۔انہیں میرے اور میرے دوستوں کے سواء کوئی نہیں جانتا۔‘‘ (کشف المحجوب صفحہ ۱۶۳،۱۶۴)

عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں

لا پھر اِک بار وہی بادہ و جام اے ساقی　　ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام ساقی

حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد پر جہاں عام مسلمان ایمان رکھتے ہیں، وہاں احمدی بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔آپ یہ سن کر شدید حیران ہوں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ خود احمدی بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں حتی کہ ان کے مذہب کی عمارت ہی اس ایمان پر استوار ہوتی ہے۔ایمان عام مسلمان اور احمدی دونوں رکھتے ہیں۔فرق صرف حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کے طریق میں ہے۔عام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ بجسد عنصری یعنی اپنے جسم کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے۔احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم کے ساتھ آسمان سے نازل نہیں ہوں گے وہ اپنے مثیل کی شکل میں آئیں گے اور وہ مثیل مرزا غلام احمد ہیں۔‘‘ (کیا عام مسلمان حضرت

عیسیٰؑ کی آمد ثانی کا عقیدہ رکھ کر ختم نبوّت کے منکر اور کافر قرار نہیں پاتے) (طلوع اسلام لاہور اگست ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۴)

الحاج حافظ شاہ محمد امداد اللہ تھانوی فرماتے ہیں:۔

زمانِ ظہور مہدی بہت سخت خطرناک ہے۔اکثر لوگ مخالف ہوں گے۔وہ خود امام مستقل ہوں گے۔تقلید حنفی، شافعی کی اس وقت نہ رہے گی۔اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کریں گے۔اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان سلامت رکھے۔! (شمائم الامدادیہ۔ترجمہ اردو نغماتِ مکیہ مطبوعہ لکھنوء صفحہ ۱۲۱)

غضب کے آثار

مولانا محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں:۔

’’آہ! یہ اُمّت جس کے سَر پر ’’خیرِ اُمّت‘‘ کا تاج رکھا گیا تھا آج اپنی جگہ طعمہء اغیار بنی ہوئی ہے۔اس کی حالت اُس گلّے کی سی ہے جس کو بھیڑیئے چیر پھاڑ رہے ہوں لیکن اُس کا کوئی گلّہ بان اور پاسبان نہ ہو۔اُمّت کے حق میں دُعا کریں کہ اُمّت پِس رہی ہے، اعدائے اسلام اس کی تکہ بوٹی کر رہے ہیں، درندوں کی فوج درفوج اس کو چیرنے، پھاڑنے اور نوچنے میں مصروف ہے۔‘‘

مولانا یوسف بنوری نے اپنی وفات سے چھ مہینے پہلے اپریل ۱۹۷۷ء میں فرمایا۔

’’اب کچھ ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ شاید حق تعالیٰ اس قوم سے ناراض ہے اور اُس کے غضب کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں اور شدید خطرہ ہو گیا ہے کہ اس کا حشر بھی اُن برباد شدہ ملکوں جیسا نہ ہو۔‘‘ (معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب از مولانا یوسف لدھیانوی صفحہ ۲۶۲، ۲۳۱)

مولانا صاحب اغیار کو اپنی بربادیوں کا ذمہ دار قرار دے کر دُعا کی درخواست کر رہے ہیں اور اقبالؔ ان مولانا لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔

مجھ کو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی　　اس دور کے مُلّا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

پاکستان کو تو چھوڑیئے اینٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظروں میں اس قدر ذلیل اور رُسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹی ہیں اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اُڑائی ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے لوگ تو کرلیں گے خود علماء حضرات ہرگز نہ کریں گے۔حق کا ناحق سودا ان کے سر پر ہمیشہ سوار رہا ہے۔انہوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کرڈالی ہیں مگر یہ مان کر نہیں دیا کہ ان کی تکفیر بازی، ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے۔لاہور میں جو تحقیقاتی کمیشن علماء کرام سے شہادتیں لے رہا ہے اس نے نا صرف علماء کے وقار ہی کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب کرڈالا ہے۔شہادت دینے گئے تھے اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں اور بتا یہ آئے کہ خیریت سے وہ خود بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے ہیں اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس ہی میں ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں! مثلاً مولانا محمد علی کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے بعض سوالات کے جواب میں فرمایا کہ

''ابتداء اسلام ہی سے علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں۔مسلمانوں نے جبر و قدر کے مسئلہ پر ایک دوسرے کو کافر لکھا ہے۔معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں۔علماء نے امام ابن تیمیہ اور عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے۔علماء نے دیو بندی علماء کی بھی تکفیر کی ہے۔ (نوائے وقت ۲۳،۲۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام ہی اس زمین پر پہلے فرد بشر ہیں اور اس جہاں کی اصل بنیاد ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اُترے تھے۔یہ وہ روایت ہے جسکے خلاف علماء اسلام نے کچھ نہیں کہا۔حضرت آدم علیہ السلام تھوڑی دیر سونے کے بعد جاگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سرہانے ایک عورت کو پیدا فرمادیا تھا۔جوان کے لیے سکون کا باعث ہوسکے جس کا نام حوا تھا۔یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ایک زندہ ہستی سے پیدا ہوئیں آپ ہر زندہ انسان کی ماں ہیں۔ (ازواج الانبیاء جلد ا)

اس کے بعد اہل ہنود کے مذہب کا ذکر ہونے لگا آپ (حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب) نے فرمایا کہ ہنود کا مذہب قدیم اور کہنہ ہے اور ہر مذہب اس کے بعد وجود میں آیا ہے۔کیونکہ یہ مذہب حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ (مقابیس المجالس صفحہ ۲۶۳)

ایک خوبصورت شعر جو قادر کی دو قدرتوں کی شان بیان کرتا ہے پیش خدمت ہے

قادر کی پہلی قدرت نے ہر وحشی کو انسان کیا　　　قادر کی دوسری قدرت نے ہر پت جھڑ کو گل بار کیا

مودودی کا اسلام

زکوٰۃ کے بغیر روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہے۔نماز نہ پڑھ کر اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی یہ مسلمان رہتے ہیں مگر قرآن صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے،قرآن کی رو سے **کلمہ کا اقرار بے معنی** ہے،اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ (خطبات مودودی صفحہ ۱۲۷،۲۳۲،۳۱۸)

تاہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس صفحہ ۳۱۲)

نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰؑ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوگیا تھا۔انبیاء علیہ السلام رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔ (رسائل وسائل صفحہ ۳۱ مطبوعہ باردوم صفحہ ۳۱)

اور بیمار بھی ہوتے تھے،آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہوتے تھے اور انہیں سزا بھی دی جاتی تھی۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۱۵۸ مئی ۱۹۵۵ء)

تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدّد کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔قریب تھا کہ اس منصب پر فائز ہوتے مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ (تجدید واحیائے دین صفحہ ۴۹)

حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ (تفہیمات صفحہ ۳۰۹ جلد ا، بحوالہ آئینہ مودودی صفحہ ۲،۳)

عمامہ اور لُنگی

میں (اشرف علی تھانوی) تفسیر بیان القرآن لکھتا ہوں اور اس وجہ سے مجھے بہت مطالعہ کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے میرا دماغ گرم رہتا ہے۔اس لیے مجھے عمامہ پہننے کا تحمل نہیں ہوتا۔پھر اس شخص (سوال کرنے والے) سے اشرف علی تھانوی نے پوچھا تم لُنگی کیوں نہیں پہنتے جبکہ لُنگی بھی تو سُنّت

ہے؟ وہ کہنے لگا لنگی کھُل جاتی ہے اور میں ننگا ہو جاتا ہوں۔اس پر مولوی صاحب نے فرمایا مجھے بھی گرمی لگتی ہے اس لیے عمامہ نہیں باندھتا تو اُس نے کہا اللہ کرے آپ کی گرمی اور بڑھ جائے۔حضرت نے اس کو جواباً کہا کہ اللہ کرے تم اور ننگے ہو جاؤ۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں:۔

''میں دُنیا کے مسلمانوں سے کم تر اور بدتر ہوں فی الحال اور ساری دُنیا کے جانوروں اور کافروں سے بدتر ہوں۔'' مزید فرماتے ہیں۔''ہم تو رات کو حلوہ پیٹ میں امپورٹ کرتے ہیں اور صبح لیٹرین میں ایکسپورٹ کرتے ہیں یعنی کھانے پینے اور درآمد برآمد کے لیے اپنے پیٹ کو ایک دفتر سمجھ رکھا ہے۔دُنیا سے مزے وہ لوگ لے گئے جنھوں نے اللہ کو خوب یاد کیا۔

(بحوالہ علماء کرام کی عظمت از شیخ حکیم اختر صفحہ ۱۴، ۲۲، ۴۷)

چالیس سال

حضرت آدمؑ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت عزرائیل حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا کہ ابھی میری عُمر چالیس سال رہتی ہے۔حضرت عزرائیل نے عرض کی کہ وہ تو آپؑ نے حضرت داوٗدؑ کو دے دی تھی۔آدمؑ نے انکار کر دیا۔(نعوذ باللہ۔حضرت عزرائیل نے جھوٹ بولا اگر فرشتہ سچا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے غلط بیانی کی۔جھوٹ نہ نبی بولتے ہیں اور نہ فرشتے۔اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے۔مصنف) لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چالیس سال بھی عطا کر دیے اور وہ جو اُنھوں نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو عطا کیے وہ بھی اُن سے واپس نہیں لیے۔(اس شرح سے حضرت آدم علیہ السلام یقینی طور پر جھوٹے ثابت ہوتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے بدلے میں انعام عطا فرما دیا۔نعوذ باللہ) (طویل العمر لوگ از انیس احمد نوری صفحہ ۶)

چالیس من کا گھنٹہ

انیس احمد نوری صاحب فرماتے ہیں:۔

''صدر ضیاء الحق کا بَرما میں بودھوں کے دو ہزار سال پُرانے بُت خانے میں جا کر خواہش و

مَنّت و مُراد کی تکمیل کے لیے چالیس من وزنی گھنٹہ تین بار بجانے اور وفد کے ارکان وزراء سے بھی حُکم دے کر بجوانے۔۔۔اور سونے کے بُت پر پھول چڑھانے اور پھر اُسی سونے کے بُت پر سونا بھینٹ چڑھانے جیسے شرک و کُفر سے نبی ﷺ کی شان پاک میں گُستاخی کا کُفر بدرجہا بدتر ہے۔''

نذر مَنّت کر کے شِرک بتا کر اپنا کہا ٹھکراتے یہ ہیں
چالیس مَن مَنّت کا گھنٹہ مندر جا کر بجاتے یہ ہیں
ہار ہی کیا ہے ، سونا تک بھی بُت کو بھینٹ چڑھاتے یہ ہیں
ہر مومن پر ، ہر مُسلم پر شرک کا فتویٰ لگاتے یہ ہیں

(جنگ لاہور ے مئی ۱۹۸۵ء قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی از انیس احمد نوری صفحہ ۲۵ شائع کردہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ضیاء الحق، کافرومشرک

انیس احمد نوری صاحب کہتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا نہ کرے گا۔مثلاً تمام ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھانا، پھر زندہ کرنا۔۔روز قیامت حساب۔۔اور کافر اور مُشرک کو جہنم میں ہمیشہ رکھنے کا اللہ ربّ العزّت نے بار بار ارشاد فرمایا۔قضاءِ مبرم پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔گویا ضیاء الحق (سابق ڈکٹیٹر پاکستان) جیسے ''مذکورہ'' شرکیہ افعال والے کے حق میں۔۔اگر تمام مخلوق بھی مغفرت کی دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے عہد و پیمان کو ہرگز نہیں توڑے گا۔۔اور دوزخ سے نجات۔۔۔عذاب میں تخفیف کے فیصلے میں عظیم فرق ہے۔ایسے (ضیاء الحق) کافر، مُشرک کو شہید کہہ کر اللہ تعالیٰ کے اصولوں کا مذاق اُڑانا۔۔۔ اللہ واحد و قہار کے غضب کو دعوت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ عذاب الٰہی کو یہ شہادت کہتے ہیں۔

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا بھر میں دیکھے ہیں بہت
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو۔نوریہ سُنّی بیاض از انیس احمد نوری۔مکتبہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر۔نور مدینہ نیٹ)

قارئین! یاد کیجیے کہ ایک وقت تھا کہ ضیاء الحق جو بقول نوری صاحب کافر اور مشرک تھے اپنے دور حکومت میں اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے، جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے کے لیے اس آمر

نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ یہ وہی بد بخت ہے جس نے احمدیوں کے سینوں سے کلمہ طیبہ نوچنے اور احمدی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے تحت پاکستان میں احمدیوں کو شعائر اسلام کو اپنانے پر پابندی ہے۔ اسلام علیکم کہنے پر تین سال قید ہوسکتی ہے اور کلمہ طیبہ پڑھنے پر سزائے موت ہوسکتی ہے۔ نوری صاحب نے انہیں کافر و مشرک کہا ہے اگر ایسے کافر اور مشرک کے بنائے ہوئے اسلامی قوانین کو بھی ناجائز قرار دیتے تو کچھ بات تھی۔ ورنہ یہی کہا جائے گا کہ بُرائی کے پودوں کو نوری صاحب نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور بُرائی کو کافر اور مشرک قرار دے دیا ہے۔ ضیاء الحق کے بعد آنے والی حکومتیں ضیاء پر لعنتیں تو بھیجتی ہیں مگر اُس کے لعنتی کاموں کو عین اسلام سمجھتی ہیں۔

پچاس ہزار بیوہ عورتیں

یونیسیف کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کابل کی پچاس ہزار بیوہ عورتوں میں سے پینسٹھ فیصد اپنی زندگی کو موت سے ابتر سمجھتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ انہیں زندگی کے اس عذاب سے خودکشی ہی نجات دلا سکتی ہے۔ اقوام متحدہ کے عورتوں کی فلاح کے متعلق فنڈ UNITED NATION DEVELPMENT FUND FOR WOMEN کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت افغانستان میں نوّے فیصد خواتین گھریلو تشدد و پامالی کا شکار ہیں۔ (ماہنامہ غازی کراچی مئی ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! کاش مسلمان کہلانے والی خواتین کو بھی اسلام کے شیریں پھلوں کا رس پینا نصیب ہوتا۔ اسلام پر قابض نام نہاد مولوی نے عورتوں کو ایک لونڈی سے بھی کم حیثیت دی ہوئی ہے۔ نہ انہیں علم حاصل کرنے کی اجازت ہے اور نہ ان کی تربیت کے لیے کوئی ادارہ موجود ہے۔ افغانستان کے بارے میں مولوی کہتے ہیں کہ اس ملک میں رہنے والے لوگوں میں اسلام کی اصل روح موجود ہے مگر حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ افغانستان انتہائی بدقسمت ملک ہے جہاں عورت کی ہر حیثیت میں ایک باندی سے زیادہ وقعت نہیں ہے۔ اسلام نے عورت کو ماں، بیوی، بیٹی، بہن اور بہو کے روپ میں انتہائی مقدس قرار دیا ہے اور اسلامی شریعت نے ان کے حقوق متعین کیے ہیں۔ کسی کو اُن کے جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں ہے۔ بدقسمتی سے اسلام کی حسین ترین تعلیمات پر نام نہاد مولویوں نے خودغرضی اور

نفسانیت کے غلاف ڈال دیے ہیں۔ خُدا کرے لوگوں کو وہ شعور حاصل ہو جائے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو مولوی کی آنکھ سے دیکھنے کی بجائے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اسلام کا مطالعہ کریں۔ راہنمائی کے لیے اُن لوگوں سے رابطہ فرمائیں جن کی راہنمائی اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ افغانی عوام کو اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی قوت عطا فرمائے۔ آمین۔

نواز شریف انڈر اٹیک

نواز شریف کی جانب سے قادیانیوں (احمدیوں) کو اپنا بھائی بہن کہے جانے پر مجلس احرار اسلام ہند کے قومی صدر مولانا حبیب الرحمان ثانی لدھیانوی نے کہا ہے کہ نواز شریف اپنے یہ الفاظ واپس لیتے ہوئے فوری طور پر توبہ کریں نہیں تو انہیں اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ نواز شریف کا بیان قادیانیت نوازی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (جنگ لندن بدھ ۹ جون ۲۰۱۰ء)

نواز شریف نے جماعت احمدیہ کی مساجد پر حملوں کے نتیجے میں ۸۵ شہداء اور ڈیڑھ سو سے زیادہ زخمی ہونے پر جماعت احمدیہ سے ہمدردی جتاتے ہوئے بہن بھائی کے الفاظ کہے تھے۔ اس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ نواز شریف کے مگرمچھ کے آنسو بہانے پر بھی مولوی بھڑک رہا ہے۔ حالانکہ مولوی جانتا ہے کہ اصل میں نواز شریف انہیں کا بھائی ہے۔ ویسے اہل وطن کو بھائی بہن کہنے سے کوئی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ بہرحال نواز شریف صاحب نے دِل سے بہن بھائی کہا ہو یا منافقت سے، اللہ اُن کا بھلا کرے۔

دائمی مقام جنّت

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی سورت الاعراف کی آیات ۲۵ اور ۲۶ **قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ. قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ.** کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''پھر بعد موت شیاطین اور ان کے ساتھیوں کا اصل مقام دوزخ ہوگا، مومنوں کا دائمی مقام جنت ہوگا۔ قیامت کے دن یہ ربّ کا

قانون ہے مگر قدرت یہ بھی ہے کہ بعض کو قیامت میں زمین سے نہ اُٹھائے جیسے حضرت ادریس علیہ السلام وہ یہاں سے وفات پا کر جنت میں پہنچ چکے اور اب مع جسم وہاں زندہ ہیں وہاں سے نہ نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً" (مریم ۵۷) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عیسیٰؑ السلام کا آسمان پر رہنا عارضی ہے۔ پھر آپؑ زمین پر تشریف لائیں گے۔ یہاں ہی وفات پائیں گے یہاں سے ہی اُٹھیں گے۔''

(نور العرفان از مولوی احمد رضا خان بریلوی صفحہ ۴۸۱ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات (القرآن الکریم معہ ترجمہ کنز العمال)

معزز قارئین! سورۃ الاعراف کی آیت ۲۵ اور ۲۶ کا ترجمہ کچھ اس طرح لکھا ہے۔''انسان ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے۔ فرمایا اسی (زمین) میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اُٹھائے جاؤ گے۔

معزز قارئین! مولوی صاحب کے پاس کوئی دلیل نہیں جس سے وہ یہ ثابت کرسکیں کہ حضرت ادریسؑ جنہیں مولوی صاحب جنّت میں جسم سمیت مقیم ہونا بتاتے ہیں واپس دُنیا میں آئیں گے اور پھر زمین میں سے قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے۔ جہاں مولوی کو اپنے بنائے ہوئے عقیدے کی حمایت قرآن اور حدیث سے نہ ملے اُس کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ قدرت کرسکتی ہے۔ حیرت ہوتی ہے ایسے عقائد کو سینے سے لگانے والوں پر جو حضرت ادریس، حضرت الیاسؑ، حضرت خضرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ سمجھتے ہیں اور باقی تمام انبیاء علیہ السلام بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مدفون مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام خودساختہ عقائد کو باطل قرار دیتے ہوئے تمام انسانوں کو مخاطب کرکے اعلان کرتا ہے'' اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے۔ فرمایا اسی (زمین) میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اُٹھائے جاؤ گے۔'' مولوی لوگ کسی بھی نبی کا آسمان پر یا جنّت میں جسد خاکی کے ساتھ زندہ ہونا قرآن سے ثابت نہیں کرسکتے اور نہ ایسے کسی نبی کا واپس دُنیا میں آنا ثابت کرسکتے ہیں۔ جہاں تک قدرت کا سوال ہے کہ وہ کیا کیا کرسکتی ہے تو عرض ہے کہ قدرت چاہتی تو تمام بڑے بڑے نام نہاد مولویوں کو کیڑے مکوڑے، کتے بلّے بھی بنا سکتی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی سُنّت تبدیل نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ پختہ فیصلہ ہے کہ جو وفات پاجاتا ہے اُسے دوبارہ دُنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

مدارج النبوۃ حصہ دوم کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ اگر زمین میں حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو اپنی زندگی میں آپ ﷺ کے شرف ملاقات کا اتفاق ہوتا تو وہ ان سب پر اور ان کی اُمتوں پر واجب ہوتا کہ وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی نصرت و اعانت فرمائیں۔ (یعنی متذکرہ تمام انبیاء رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل فوت ہو گئے تھے) اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے دِل میں روح القدس نے القاء والہام کیا ہے کہ ہرگز اس وقت تک کوئی نہیں مرے گا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کرے۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کرکے صحیح کہا ہے۔ (یہ جو مولوی احمد رضا خان وغیرہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ و ادریسؑ کو موت آئی تھی چند لمحوں کے لیے پھر وہ زندہ ہو گئے تھے۔ بس اُن چند لمحوں نے اُن کا ناطہ رزق دُنیاوی سے توڑ دیا تھا۔ اور یہ سلوک تمام انسانوں سے ہوتا ہے جونہی کوئی جان فرشتہ قبض کرتا ہے، اُس متوفی کا رزق بھی پورا ہو جاتا ہے)

زمین میں ٹھکانہ

تفسیر عثمانی میں مولانا محمود الحسن دیوبندی سورت الاعراف کی دو آیات ۲۴، ۲۵ کا ترجمہ یہ کیا ہے۔'' فرمایا: تم اترو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانہ اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت تک۔ فرمایا اس میں تم رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔'' مولانا شبیر احمد عثمانی ان آیات کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔'' مفسرین کے نزدیک یہ خطاب آدم و حوا اور ابلیس لعین سب کو ہے پھر آیت ۲۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ تمہارا مسکن اصلی یہ ہی زمین ہے۔ اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین مدت کے لیے اس سے اوپر اُٹھا لیا جائے مثلاً حضرت مسیح تو وہ اس آیت کے منافی نہیں۔ (تفسیر عثمانی ترجمہ مولانا محمود الحسن تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی نفیس پبلشرز ۱۰-الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)

قرآن کریم میں ایک جگہ بھی کسی نبی کی زندہ آسمان سے جسد خاکی کے ساتھ واپسی کا ذکر نہیں ہے۔ مولوی لوگ مختلف خودساختہ تاویلیں کرتے ہوئے قرآن حکیم سے زندہ آسمان پر حضرت عیسیٰؑ کے جانے کا واقعہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ قرآن کریم میں کسی ایک جگہ بھی حضرت عیسیٰؑ کے زندہ جسد خاکی کے ساتھ آسمان پر جانے یا واپس آنے کا ذکر نہیں ہے۔ تمام انسان اسی دُنیا میں زندگی

گزاریں گے، زمین پر ہی مریں گے اور قیامت کو زمین ہی سے اُٹھائے جائیں گے۔ کسی ایک شخص کو بھی استثناء نہیں ہے۔ زمین کی حدود سے وہی نکل سکتا ہے جو اپنے ساتھ آکسیجن، خوراک اور زمینی ماحول سمیٹے ہوئے لباس رکھتا ہو۔ جس وقت وہ اس زمینی ماحول کو خود سے دور کرے گا فوراً مر جائے گا۔۔

کافر و فرعون

مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں:۔

''خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے'' فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے ''جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا منہ کالا کرے گا'' دوسری حدیث میں ہے ''زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا'' تیسری حدیث میں ہے ''اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو''۔ چوتھی حدیث ہے ''سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا''

(فتاویٰ رضویہ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن۔ فتاویٰ رضویہ سوفٹ ویئر مکتبۃ المدینہ کراچی)

قارئین کرام! بریلوی حضرات کی داڑھیاں بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس قدر سیاہ کرتے ہیں کہ نقلی داڑھی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ دوسروں کو چھوڑیئے بریلوی جو داڑھی رکھتے ہیں اور کالی کرتے ہیں وہ مندرجہ بالا احادیث جو ان کے پیرومرشد نے بیان کی ہیں کے مطابق کیا کافر و فرعون ہیں؟

اعلیٰ حضرت کے مرید مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی انوار شریعت نامی کتاب کے صفحہ ۱۲۵ میں لکھتے ہیں ' بے شک بالوں کو سیاہ کرنا درست ہے۔ اور جن حدیثوں سے اس کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے وہ بعض تو ضعیف اور بعض قابل تاویل ہیں اور بعض متروک ہیں، جو قابل عمل نہیں اور یہ امر محدثین پر پوشیدہ نہیں۔' (اعلیٰ حضرت کے خاص مرید بھی ان کے خیالات و نظریات کو مسترد کرتے ہیں)

تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو
سمجھیں جناب قیصر ہند اپنا جانثار

کہا جو لاکھوں نے مل کر کہ گاڈ سیو دی کنگ
مَلک کہیں گے فلک پر ، گاڈ سیو دی کنگ

(اخبار زمیندار ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء)

عالم میں شاہ جارج کا اونچا علم رہے
قائم ہر ملک میں جاہ و حشم رہے

(اخبار زمیندار ۹ دسمبر ۱۹۱۱ء)

جھکا فرط عقیدت سے مرا سر
ہوا جب تذکرہ کنگ ایمپرر کا
خُدا انگلینڈ کو رکھے سلامت!
کہ ہے اس سے تعلق عمر بھر کا
جلالت کو ہے کیا ناز اس پر
کہ وہ شہنشاہ ہے بحر و بر کا
زہے قسمت جو ہو اک گوشہ حاصل
ہمیں اس کی نگاہِ فیض اثر کا

(اخبار زمیندار ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

دیوبندی اور انگریز

دیوبندی فرقہ کے مذہبی رسالہ الندوہ میں لکھا ہے:۔

''۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگِ بنیاد ہزآنر لیفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ سرجان سکاٹ ھیوس نے رکھا'' اسی صفحہ پر آگے یہ بھی لکھا ہے۔ ''یہ مشہور مذہبی درسگاہ ایک انگریز کی

مرہونِ منت ہے۔" (الندوہ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

قریب جشن شاہ جارج کا ہے دہلی میں
شکوہ بکرمی و اکبری وقار بھی دیکھ
سنا ہے تُو نے سلیماں کے تخت کا قصہ
تُو ہند میں شہ ء انگلینڈ کا گزار بھی دیکھ
حدیث عاشق و معشوق تو سنی برسوں
تعلقات رعایا و شہر یار بھی دیکھ
(اخبار زمیندار ۹ نومبر ۱۹۱۱ء)

سنا ہے نام جمشید و سکندر کا فسانوں میں
مگر رکھا ہی کیا ہے ان پرانی داستانوں میں
ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا
عذوبت ہے زبانوں میں صداقت ہے بیانوں میں
ودیعت ہے شہنشاہ کی عقیدت آفرین الفت
سروں میں اور سینوں میں دلوں میں اور جانوں میں
دلوں میں جو کچھ آئے ترجماں اس کی زبانیں ہوں
کہاں حاصل تھیں یہ آزادیاں اگلے زمانوں میں
یہ سچ ہے ہم مسلمانوں کو یہ نعمت میسر تھی
شمار اس کا ہے لیکن قرن اول کے نشانوں میں
نظر آئی تیری ظل الٰہی شان دونوں کو
برہمن کو صنم خانوں میں مسلم کو اذنوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے
یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب قومی ترانوں میں
ہمارے واسطے کیا کم یہی انعام و عزت ہے
کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں
(اخبار زمیندار ۱۰ دسمبر ۱۹۱۱ء)

مدح جارج پنجم برموقع رسم تاجپوشی ۱۹۱۱ء

مدیر زمیندار اور انگریز

قادر الکلام شاعر، برصغیر کے مشہور و معروف اردو اخبار "زمیندار" کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی خان صاحب انگریزوں کے اس قدر خیر خواہ اور وفادار تھے کہ وہ بلا تفریق رنگ و نسل اور بلا امتیاز مذہب وملت برصغیر کے تمام لوگوں کو روزانہ انگریزوں کی خیر خواہی اور جانثاری کی تلقین فرماتے تھے۔ اس فرض کو بلا ناغہ پورا کرنے کے لیے جناب نے درج ذیل بیش قیمت شعر کو کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ زمیندار کی پیشانی کی زینت بنا دیا۔

مولوی صاحب کا یہ شعر عرصہ دراز تک ان کے اخبار زمیندار کی پیشانی کو چار چاند لگاتا رہا۔ بطور نمونہ مولوی صاحب کے چند اشعار ملاحضہ فرمائیں۔

مولوی ظفر علی خان مزید فرماتے ہیں:۔

"زمیندار اور اس کے ناظرین گورنمنٹ کو سایہ خُدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصافِ خسروانہ کو اپنی دلی ارادت و قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہیں اور اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے قطرہ کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لیے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔" مزید فرماتے ہیں "مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی حکومت سے بدظّن ہونے کا خیال تک نہیں کر سکتے اور اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرآت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان، مسلمان نہیں۔" (زمیندار ۱۹۱۱ء ۱۹ اکتوبر، ۹ نومبر)

مولوی ظفر علی خان صاحب اپنی ان نظموں کا حقیقی مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ہماری کسی نظم کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے کہ مسلمانوں میں جہاں ہمدردی بنی نوع انسان، غیرت دینی، اخوت اسلامی، اتحاد ملی، مودت قومی کی مقدس ترین خصوصیات زندہ ہو جائیں

وہاں اپنے بادشاہ کی اطاعت ،حکومت وقت کی جانثاری ،سلطنت ابدمدت برطانیہ کے ساتھ محبت کے وہ ضروری اوصاف بھی بدرجہ اتم موجود ہو جائیں جن کے بغیر ہندوستان کا مسلمان اطاعت اولی الامر کے الہامی معیار میں پورا اترنے کے باعث کامل مسلمان نہیں کہلا سکتا۔'' (اخبار زمیندار ۹ نومبر ۱۹۱۱ء)

''پھر لکھتے ہیں کہ'' زمیندار اور اس کے ناظرین اور تمام وہ لوگ جو زمیندار لٹریری حلقہ ءاثر میں داخل ہیں گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ ءخدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ والطاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔''

(اخبار زمیندار ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء)

''خدایا! یہ بیشک اسلامی حکومت ہے اس حکومت کا سایہ ہمارے سروں پر ابدالاباد تک قائم رکھ۔خدا ہمارے شہنشاہ جارج خامس قیصر ہند کے آزاد عمر و اقبال سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقع دے۔'' (اخبار زمیندار ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

پھر لکھتے ہیں:۔

''بحیثیت جمیعۃ الاسلام کے آقا ہونے کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امید کی کوئی روشن کرن نظر آتی ہے تو وہ حضور جارج خامس کی ذات بابرکت ہے جو دس کروڑ مسلمانوں کے آقا ہونے کے لحاظ سے ہماری دستگیری پر منجانب اللہ مامور کیے گئے ہیں۔'' (اخبار زمیندار ۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء)

''ہمیں ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ہم کو سرکار انگلشیہ کے سائیہ عاطفت میں ہرقسم دینی و دنیوی برکتیں حاصل ہیں۔ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے۔ہم انگریزوں کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔زبانی نہیں بلکہ جب وقت آئے گا تو اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیں گے۔'' (اخبار زمیندار یکم نومبر ۱۹۱۱ء)

''ہم یہ بات اپنی تحریر وتقریر میں پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہندوستان دارالسلام ہے اور دارالسلام ہے۔جہاں دھڑلے سے مسجدوں میں اذنیں دی جاتی ہیں ،جہاں پادریوں کے پہلو بہ پہلو اسلامی منادا اور واعظ تبلیغ دین مبین کا فرض انجام دے رہے ہیں۔جہاں پریس ایکٹ کے موجود ہونے

پر لوگوں کو تحریر وتقریر کی وہ آزادی حاصل ہے جس نے ایک عالم کو متحیر بنا رکھا ہے۔جہاں تمام وہ اقتصادی وتمدنی وسیاسی برکتیں جو کسی آزاد قوم کو حاصل ہونی چاہئیں اعتدال آمیز حریت کے ساتھ انہیں حاصل ہیں۔مسلمان ایسی جگہ ایک لحہ کے لیے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔اس مذہبی آزادی اور امن وامان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرات کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔'' (اخبار زمیندار ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

''اگر خدانخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے ان بن ہو جائے تو مسلمانان ہند اول تا آخر وقت تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے ،اگر ان کی استدعا شرف پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بنا پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقیدت مندی ظاہر کرنی چاہیے جس طرح سرحدی علاقہ اور سمالی لینڈ کی لڑایوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔'' (اخبار زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

(ماخوذ از کتاب ''مولانا ظفر علی خان کی گرفتاری'' از حبیب الرحمان خان کابلی الافغانی۔بحوالہ ماہنامہ الفرقان۔جون جولائی ۱۹۶۶ء۔سہ ماہی رسالہ پیشوا انٹرنیشنل کی اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۵ء میں محترم منیر احمد مجوکہ صاحب کے مضمون سے ماخوذ)

مرثیہ اشک خوں

ملکہ برطانیہ کی وفات پر مشہور شاعر اقبال کا ماتمی جلسہ میں جذبات کا اظہار

۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کے دن عید الفطر تھی۔اتفاق سے اسی روز ملکہ برطانیہ ،قیصر ہند کی وفات ہوگئی۔قدرتی بات ہے اس اندوہناک خبر سے برصغیر کے تمام لوگوں کو انتہائی غم پہنچا۔ہمارے قومی شاعر اور حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے دل کو بھی شدید صدمہ ہوا۔ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے غم کے اظہار کے لیے ،بلا تفریق مذہب و ملت لوگوں نے ، پنجاب کے دل لاہور میں ایک ''ماتمی جلسہ'' منعقد کیا۔علامہ اقبال نے اپنے دلی صدمہ کے اظہار اور لوگوں کے جذبات غم کی ترجمانی کرنے کے لیے دس بند پر مشتمل ایک سو دس اشعار کا نہایت پُر درد مرثیہ تحریر فرمایا جو اس ''ماتمی جلسہ'' میں آپ

نے پڑھ کر سنایا۔ یہ وہی مشہور و معروف مرثیہ اشک خوں ہے جس میں ہمارے حکیم الامت نے قیصرہ ہند ملکہ برطانیہ کو ظلّ اللہ یعنی سایہ ءخدا کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ ء خدا
اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی

سرکار انگریزی کو یہ پردرد مرثیہ اس قدر پسند آیا کہ حکومت نے اس بیش قیمت مرثیے کو سرکاری خرچ پر طبع کروایا۔ بلکہ اقبال اکیڈمی کے رسالہ ''اقبالیات'' جولائی ستمبر ۱۹۸۸ء کے مطابق گورنمنٹ نے اس کی کئی ہزار کا پیاں اپنی طرف سے مختلف زبانوں میں بھی چھپوائیں ۔ اس طرح حکومت وقت کی خوشنودی اور تائید سے ہمارے قومی شاعر، عظیم فلاسفر اور حکیم الامت کا یہ عقیدہ کہ انگریز ملکہ ظلّ خدا ہے، برصغیر کے سب اطراف میں چپے چپے پر پھیل گیا۔ برصغیر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے جذباتِ غم کی پوری پوری ترجمانی اور عکاسی کرنے والا اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے دل کی آواز، وہ پرسوز مرثیہ جس میں ملکہ برطانیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، کا ایک مکمل بند اور کچھ اشعار پیش خدمت ہیں۔

اے آہ آج برق سر کوہسار ہو
یا تیر بن کے میرے کلیجے کے پار ہو
ہو ٹکڑے ٹکڑے ٹوٹ کے اے رشتہ نفس
اے مرغ روح ،باز اجل کا شکار ہو
اے دامن دریدہ ء پیراہن حیات
ہاں آج زیب دیدہ ء خوں نابہ بار ہو
ہاں اے حیات خضر نگاہوں میں خار ہو
اے افسری کے تاج گریباں کو چاک کر
اے کرسی طلائے شہی سوگوار ہو
اے دل اگر جفا طلبی کا مذاق ہے
مرہون تلخی ء ستم روزگار ہو
پسنے کا جب مزا ہے کہ اے آسیائے غم

پس پس کے جان اپنی مثال غبار ہو
میت اٹھی ہے شاہ کی تعظیم کے لیے
اقبالؔ اڑ کے خاک سر راہ گزار ہو
مدت کے بعد تجھ کو ملے ہیں غم فراق
ہم تجھ پہ صدقے جائیں تو ہم پر نثار ہو
چلتے رہ حیات ، مگر گھات میں خوشی
کونے لگی ہوئی نہ سر راہ گزار ہو
آئی ادھر نشاط ادھر غم بھی آ گیا
کل عید تھی تو آج محرم بھی آ گیا

بند نمبر ۲ تا بند ۱۰ سے ترتیب وار ایک ایک شعر

کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے
اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے
اقلیم دل کی آہ شہنشاہ چل بسی
ماتم کدہ بنا ہے دل داغدار آج
اے ہند تیرے چاہنے والی گزر گئی
غم

صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف پیر جناب سید مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف، آپ کے مرشد اور دیگر بہت سے سجادہ نشینان کے انتہا درجہ کی ثناگری اور مدح خوانی سے بھرپور، کمال درجہ کے مؤدبانہ، ثنا خوانہ اور متشکرانہ الفاظ پر مشتمل دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ایک نہایت ہی عظیم الشان تاریخی دعا نامہ بحضور جناب نواب ہز آنر سر مائیکل فرانس اوڈوائر G.C.I.E.K.C.S.I لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب معزز قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

میں تیرے کراہنے والی گزر گئی
اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ ء خدا

اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی
اے درد جاں گداز خدا کے لیے نہ تھم
ہم بھی اٹھیں گے ساتھ جو تیری کسک گئی
برطانیہ تُو آج گلے مل کے ہم سے رو
سامان بحر ریزی ء طوفاں کیے ہوئے
اُٹھا وہ ابر گوشہ مغرب سے شعلہ ریز
مشرق سے بڑھ کر ہند پہ آکر برس گیا
ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے
زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اسی کا ہے
مرحوم کے نصیب ثواب جزیل ہو
ہاتھوں میں اپنے دامن صبر جمیل ہو

معزز قارئین! ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ انگریز بہت اچھے حکمران تھے۔ اقبآل کے مرثیہ نے تو ہمیں بھی خون کے آنسو رلا دیا۔ اب سمجھ آئی مولوی اقبآل کی عزت کیوں کرتے ہیں؟ مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بانی جماعت احمدیہ کا انگریزوں کی اچھائیاں بیان کرنا مولوی کے پیٹ میں درد کا باعث کیوں بنتا ہے؟ حالانکہ بانی جماعت احمدیہ نے نا صرف ان کے اچھے کاموں کی تعریف کی تھی بلکہ ملکہ وکٹوریہ کو اسلام قبول کرنے کے لیے بھی کہا تھا۔

(بحوالہ سہ ماہی رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن جولائی تا ستمبر ۲۰۱۶ء۔ منیر احمد مجوکہ صاحب کے طویل مضمون سے ماخوذ)

دُعا نامہ بطور اڈریس

حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین شرفائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب اور عجز و انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ **حضور انور** جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ

کوٹ کر بھر دی ہے، **ہم خاکساران باوفا** سے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کے ہم کلاہِ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر **حضور والا** کو مبارک باد کہتے ہیں کہ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز **حضور** کے عہد حکومت میں ہوا اس نے **حضور** ہی کے زمانہ میں بخیر و خوبی انجام پایا۔ اور یہ **بابرکت و باحشمت سلطنت** جس پر پہلے بھی سورج کبھی غروب نہیں ہوا تھا اب آگے سے زیادہ مستحکم اور آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی جیسا کہ شہنشاہ **معظم** نے اپنی **زبان مبارک** سے ارشاد فرمایا ہے۔ واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دینا کی آزادی، امن و امان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنان حکومت اس زمانے میں **حضور** جیسے صاحب استقلال، بے دار مغز و عالی دماغ حاکم کے مظبوط ہاتھوں میں رہی جس سے نا صرف اندرونی امن ہی قائم رہا بلکہ **حضور** کی دانشمندانہ راہنمائی میں پنجاب نے اپنے ایثار، وفاداری اور جان نثاری کا وہ ثبوت دیا جس سے ''شمشیر سلطنت'' کا قابل فخر و عزت لقب پایا۔ **پھر ان کا معراج صلیب احمر کی اعجاز نما دستگیری**، قیام امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی، سب **حضور** ہی بدولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ اور **حضور** ہی ہیں جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب کی خدمات و حقوق پر زور دیا۔ صرف جناب والا کو ہی ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر (Red Cross) و تعلیم نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہم دم و ہمراز جنابہ لیڈی اڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ وہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرماویں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں جو ہمیں سلطنت برطانیہ کے طفیل حاصل ہوئیں، جب ہم ان دُخانی جہازوں کو سطح سمندر پر اٹکھیلیاں کرتے دیکھتے ہیں جن کے طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن و امان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر، علی گڑھ و اسلامیہ کالج لاہور و پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درسگاہوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر جب ہم

بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں تو ہمیں ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دیتے ہیں۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد   کسے را باکسے کارے نباشد

باوجود فوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا گیا۔ شب بارات کے موقع پر ان کو خاص رعایتیں دکھائیں۔ رمضان المبارک کے واسطے حالانکہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک محدود کیا جاوے لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ کے متعلق تھی اور جو ابتدائی عمل داری سرکاری میں واگزار ہوئی تھی، اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا۔ جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے سرکار سے امداد چاہی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے اس کا ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا۔ ہم تہہ دل سے مشکور ہیں کہ **حضور والا** نے پھر اس کو واگزار فرما دیا ہے۔ سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے ہم ان سے ناآشنا نہیں اور مشکور ہیں۔

ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو **برکات** ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئی اگر **ہمیں عمر خضر بھی نصیب** ہو تو بھی ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ **ہندوستان کیلئے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی۔** اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں، خون ریزیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت کے ظہور کا نقشہ الفاظ میں کھینچا:

ہوئیں بدنظمیاں سب دور، انگریزی عمل آیا   بجا آیا، بہ استحقاق آیا، برمحل آیا

ہم کو وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا جب ترکوں نے ہمارے مشورہ کے خلاف کوتہ اندیشی سے ہمارے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے از راہ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرِ مو فرق نہیں آئے گا۔ اس الطاف خسروانہ نے **ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان** (احسان کا بدلہ احسان کے سوائے نہیں) ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمہ پر صلح کانفرنس میں سلطنت ٹرکی کی نسبت جلد فیصلہ

ہو جانے والا ہے۔ **ممکن** ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلہ میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے بلکہ بہت سی دوسری طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے، شہنشاہ معظم کے وزراء جو کوششیں ٹرکی کے حق میں کرتے رہے ہیں ہم اس کے واسطے بہر حال مشکور ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی۔ اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک خود ذمہ دار ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند   گدائے گوشہ نشینیں تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقامات مقدسہ کا اندرونی نظم و نسق مسلمانوں کے ہی ہاتھوں میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جاویں تو اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو **ہماری وفاداری میں سرِ منہ میں فرق نہ آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بیشمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جان نثار رہیں گے۔**

ہمیں نہایت رنج و افسوس ہے کہ ناتجربہ کار اور نوجوان امیر امان اللہ خان والئے کابل نے کسی غلط مشورہ سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرز عمل کی خلاف ورزی کر کے خداوند تعالیٰ کے صریح حکم **و او فو بالعهد ان العهد کان مسئولا**۔ (یعنی وعدہ کا ایفا کرو۔ ضرور وعدہ کے متعلق پوچھا جائے گا) کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امیر افغانستان کے اس طرز عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اہم اہالیان پنجاب احمد شاہ کے حملوں کو اور نادر شاہی قتل و غارت کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت میں مذہبی آزادی میں خدانخواستہ کسی قسم کی رکاوٹ واقعہ ہوئی۔ زور سے تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خان کا خاندان سرکار انگلیشیہ کی ہی بدولت بنا۔ اور اس کی احسان فراموشی کفران نعمت سے کم نہیں۔ ہم کو ان کوتہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام کو دھبہ لگایا۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے۔ اور کبھی

خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ **حضور والا** ہی کا زبردست ہاتھ تھا جس نے اس بے چینی و بدامنی کا اپنی حسن تدبیر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بدبختوں سے از راہ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن **حضور ابر رحمت ہیں** اور ابر رحمت زرخیز اور شور زمین دونوں پر یکساں برستا ہے۔ ہم **حضور** کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے۔ **لا تفسدوا فی الارض**۔

(یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو) اور **ان اللہ لا یحب المسفسدین** ۔(یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا)

حضور انور! اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سرغم سے کچھے کیوں نہ سردار ہمار — لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی **ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین** سر ایڈورڈ میکلیکن بالقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے اور جن کا حسن اخلاق رعایہ نوازی میں شہرہ آفاق ہے اور جو ہمارے لیے **حضور کے پورے نعم البدل** ہیں ان کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت والا میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم **بمثل سابق اپنی جوش عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے**۔ حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعا گویان جناب باری میں دعا کرتے ہیں کہ حضور بمع لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں۔ تادیر سلامت رہیں۔ اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں، آمین باد

المستدعیان

اس ایڈریس کے نیچے جناب **سید مہر علی شاہ صاحب از گولڑہ شریف** اور آپ کے استاد اور **مرشد جناب سید غلام محی الدین صاحب** کے اسماء گرامی نہایت واضح الفاظ میں لکھے ہوئے موجود ہیں ''سیال شریف'' (ضلع سرگودھا) کی مشہور و معروف گدی کے سجادہ نشین کے اسم گرامی بھی ساتھ ہی درج ہے۔ ''سیال شریف'' کا لفظ تو آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے لیکن گدی نشین کا نام تحریر مدہم ہونے کی وجہ

سے نہیں پڑھا جا سکا۔ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہوی نے اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب انگوی کے مرشد جناب ''خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی'' سے ہی سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی تھی۔ (**شہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا جلد دوم صفحہ ۱۳۹۵**) علاوہ ازیں پنجاب کے دیگر بہت سے مشہور و معروف علماء دین متین اور حاملان شرح مبین اور بڑے بڑے پیران طریقت اور سجادہ نشینوں کے اسماء گرامی بھی درج ہیں۔

(جناب منیر احمد مجوکہ صاحب کی یہ تحقیق سہ ماہی رسالہ پیشوا انٹرنیشنل اپریل تا جون ۲۰۱۵ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی)

اس دعا نامہ بطور ایڈریس کے متعلق جناب وکیل انجم صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ دعا نامہ بطور ایڈریس پنجاب کے علماء، مشائخین اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے ۱۹۱۹ء میں اپنے دستخطوں سے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل اوڈوائر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ برطانوی سامراج کا نمائندہ یہ گورنر وہی ذات شریف ہیں جن کے حکم سے بے ساکھی کے موقع پر جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے ہنستے عوام کو بلا اشتعال گولیوں کا نشانہ بنایا اور جب پنجاب کی عوام نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند کی تو سر مائیکل اوڈوائر نے امرتسر، لاہور اور گوجرانوالہ وغیرہ میں اور اس کی آڑ میں پنجاب کے عوام پر جو مظالم توڑے گئے ان پر نہ صرف برصغیر سراپا احتجاج بن گیا بلکہ ظلم و تعدی کی بازگشت برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ایوانوں تک سنی گئی۔''

(سیاست کے فرعون از وکیل انجم۔ صفحہ ۲۷)

مرزا صاحب کی تعریف

سیّد ممتاز علی صاحب اِمتیاز فرماتے ہیں:۔

''مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے۔ اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مُردہ دلوں کے لیے واقعی مسیحائی تھی۔'' (تہذیب النسواں لاہور ۱۹۰۸ء)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف فرماتے ہیں۔

''حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راستباز اور صادق

ہیں۔اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی اُمور
کی سر بلندی کے لیے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر
انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔''
(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ ترجمہ از فارسی)

میرزا حیرت دہلوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی
ہیں۔وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید
لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس
بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ
مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔۔۔ اگر چہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ
آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔۔۔ اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان
میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔۔
۔اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا اور
ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔'' (کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:۔

وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر اور زبان جادو۔۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسّمہ تھا۔
جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو
مُٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دُنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ
قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا
ہو۔ ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں
تو دُنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور
بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن

خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین
اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ اس کی یہ
خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض ادا کرتے رہے۔ ہمیں
مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں
کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف
کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے، ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی
ہے۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ (اخبار ''وکیل'' امرتسر)

طویل العمر لوگ

محمد فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی تین سو سال عُمر ہوئی۔ ڈیڑھ سو سال مسلمان ہونے سے پہلے اور
ڈیڑھ سو سال اسلام قبول کرنے کے بعد۔ (کوئی ثبوت بھی تو پیش کرتے۔ کنز العمال میں ہمارے
حبیب آقا حضرت محمد ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ **"ما من منفوسة فی الیوم یاتی علیها
مائة سنة و هی یومئذحیة"** یعنی آج کوئی جاندار نہیں کہ اس پر سو سال آوے اور وہ فوت نہ ہو بلکہ
زندہ ہو۔ (کنز العمال۔ جلد ۷ صفحہ ۱۷۰۔ راوی جابرؓ و مسلم بحوالہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔ صفحہ ۲۰۲) **یعنی ۱۰۰ سال**
کے اندر ہر جاندار انسان جانور وغیرہ مَر جائیں گے۔ ثابت ہوا کہ کوئی نبی یا صحابیؓ بھی ایسے نہیں ہیں جو
رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے بعد سو سال سے زائد زندہ رہے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی
فرمایا ہے کہ **"ان للّٰہ ریحاً یبعثها علی راس ما ئة سنة تقبض روح کل مومن ۔'** اللہ
تعالیٰ ہر سو سال کے بعد ایک ایسی ہوا بھیجتا ہے جو ہر مومن کی روح قبض کر لیتی ہے)
(مستدرک۔ کتاب الفتن جلد ۴ صفحہ ۴۵۷ بحوالہ پاکٹ بک صفحہ ۲۰۳)

معزز قارئین! مدارج النبوۃ جلد ۲ میں لکھا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ ۳۵ یا ۳۶ ہجری میں
فوت ہوئے تھے اور بوقت وفات اُن کی عُمر ۱۲۱ یا ۳۵۰ یا ۲۲۵۳ سال بتائی جاتی ہے۔

محمد فیض احمد اویسی مزید لکھتے ہیں:۔

بابا رتن بھی صحابیؓ تھے۔آپ نے ۶۳۲ سال عمر پائی۔آپ کا مزار بٹھنڈہ میں ہے۔

حضرت عبدالعزیز مکّی قلندری کی عمر شریف آپ کی ملازمت در اُمّت حضرت محمد ﷺ سے چھ سو سال شمار کی جاتی ہے۔ علاوہ قبل از اسلام کے آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے اور اس اختلاف میں دو قول ہیں ایک قول میں ہزار سال اور دوسرے قول میں چھ سو سال، مگر مشہور یہی دوسرا قول ہے۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ آپ ایک ہی حالت میں چالیس چالیس سال گزار دیتے تھے۔ایک مرید نے بتایا ایک مرتبہ چالیس سال بعد میں نے آپ کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں چالیس سال پہلے چھوڑا تھا۔آپ کا مزار پاکپتن میں حضرت بابا فرید شکر گنج کے مزار میں ہے۔ وہاں آپ زندہ ہیں امام مہدی کے زمانے میں دوبارہ اٹھیں گے۔

معزز قارئین! عبدالعزیز مکّی قلندری بھی قبر میں زندہ ہیں۔آپ مدتوں سے اپنے مزار کے اندر امام مہدی کا انتظار کر رہے ہیں۔ مردوں کا دفن ہونا اور مزاروں کا بننا تو عام ہے مگر زندوں کو دفن کرنا اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے ایک زندہ جاوید شخص کو دفن کر دیا جائے اور پھر اُس کے مزار پر پر دھمال ڈالی جائے۔ پھر یہی نہیں اُس کے مزار کو دھویا جائے اور رنگ برنگی چادریں چڑھا کر خوش ہوا جاتا ہو کہ ہم نے صاحب مزار کو زندہ دفن کر دیا تھا اب اس کے صلے میں خُدا ہماری مرادیں بھی پوری کرے گا۔اور دفن ہونے والا شخص بھی وہ کہ جو چالیس چالیس سال ایک ہی حالت پر رہ سکتا ہو۔یعنی بغیر کچھ کھائے پیئے اور عبادت اور خدمت انسانی کیے بغیر رہ سکتا ہو۔بس عقل کے اندھوں کو اور کیا چاہیے۔ ان خصوصیتوں کی بنا پر لوگ ان کے مزار پر خوب دھمالیں ڈالتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔

محمد فیض احمد اویسی مزید لکھتے ہیں:۔

سلسلہ قلندریہ کے سیّد خضر رومی نے ۲۵۰ سال عمر پائی۔ سید نجم الدین قلندر نے ۲۰۰ سال عمر پائی۔ شیخ ازدی کی عمر ۳۹۰ سال سے زیادہ تھی۔

(طویل العمر لوگ از محمد فیض احمد اویسی قادری صفحہ ۷، ۸، ۱۶، ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ابلیس کی درازیء عُمر

بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازیء عمر اس کی طویل دعاؤں کا نتیجہ ہے۔الرعد آیت (۱۵) آخرت کے بارے میں ہے لہٰذا بزرگوں کی دُعا سے عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔مزید لکھا ہے۔(شیطان) خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے۔ایسا موحد کہ اس نے خُدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔

(تفسیر القرآن معہ ترجمہ کنزالایمان)(نور الفرقان از احمد رضا خان بریلوی صفحہ ۵۵،۸۸،۷ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ**۔اور کافروں کی دُعا گمراہی میں بھٹکنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر بڑے بڑے عالم شیطان کی نافرمانی کو بھی اس کے موحد ہونے کی دلیل بتائیں تو عام مسلمان کیا کرے گا؟ کیا اسے اپنا رہبر بنائیں گے؟ قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ انہیں علماء نے مسلمانوں کو شیطان کا چیلا بننے کی ترغیب دی ہے۔ مولوی لوگوں کو اس اقتباس کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔امام ابوحنیفہؒ نے ایک بچے کو دیکھا جو بارش میں تیزی سے اِدھر اُدھر دوڑ کر نہا رہا تھا۔آپؒ نے فرمایا ''بیٹا ذرا آہستہ دوڑو، پھسل جاؤ گے۔''اس بچے نے جواب دیا۔''امام صاحب آپؒ اپنی فکر کریں میرے پھسلنے کا نقصان تو میری ذات کو ہی ہو گا لیکن اگر آپ پھسلے تو ساری قوم پھسل جائے گی۔''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔''تمہیں چاہیے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو، کہ اس کی طویل طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ نے پانی پھیر دیا''۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۰)

زمانہ جاہلیت کے ان اجڈ آدمیوں کی مانند نہ ہو جاؤ کہ جو نہ دین میں فہم وبصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل وفہم سے کام لیتے ہیں۔ وہ ان انڈے کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شُتر مرغوں کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں۔ جن کا توڑنا گناہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر انہیں سینے کے لیے چھوڑ دینا ایذا رساں بچوں کے نکالنے کا سبب ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۱۲۶)

کیا انہیں کرتوتوں سے جنّت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے، ارے توبہ اللہ کو دھوکہ دے کر اس سے جنّت نہیں لی جا سکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضا مندی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کریں۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۹۵ خطبہ ۱۲۷)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

یقوصُ البحر من طلب الآلی۔ و من طلب العلیٰ سھِر اللّیالی۔ و من طلب العلیٰ ۔ من غیر کدٍّ اضاع العمر فی طلبِ المُحالً۔

ترجمہ: اسرار احمد: 'جو کوئی بھی موتی چاہتا ہے تو اُسے سمندر میں غوطہ لگانا ہی پڑے گا۔ جو کوئی شخص زندگی میں کوئی اُونچا مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے راتوں کو جاگنا پڑے گا۔ جو کوئی بُلندی بھی چاہے اور محنت نہ کرے وہ شخص اپنی عُمر کو ایک محال شے کی طلب میں ضائع کر بیٹھتا ہے۔'

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ یا امیر المومنین مجھے ہدایت فرمائیں آپؓ نے فرمایا ترجمہ: یاد رکھو کہ اپنی مشغولیت کو بیوی بچوں میں اہمیت کے ساتھ نہ رجوع کرنا، اس لیے کہ اگر وہ اولیاء اللہ سے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں فرماتا۔ اور اگر دشمن خُدا ہوئے تو دشمنانِ خُدا کے لیے غم خواری اور ہمدردی کیوں ہو؟

(کشف المحجوب از ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری۔ مترجم۔ علامہ والحسنات سید محمد احمد قادری۔ شائع کردہ۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۷۹)

بہشتی زیور

قارئین بہشتی زیور نامی کتاب میں لکھے گئے چند فتوے ملاحظہ فرمایئے۔ اس کتاب کے مصنف مولوی اشرف تھانوی ہیں جنہیں دیوبندی حضرات مجدد بھی کہتے ہیں۔

چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ ۱۲۳ مسئلہ نمبر ۱)

ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید اور کوئلہ اور شیشہ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اگر کوئی (استنجا) کرے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ ہڈی

جنّوں کی خوراک ہے۔ اسی طرح دوسری بیان کردہ اشیاء کا استعمال بھی ممنوع اور خطرناک ہے (۱۲۸ مسئلہ ۸)

کتے کا لعاب نجس ہے خود کتا نجس نہیں۔ (شکاری کتے جب شکار کو منہ میں دبوچتے ہیں تو کیا ان کا لعاب شکار کے جسم کو نہیں لگتا) (صفحہ ۱۲۶ مسئلہ نمبر ۴۱)

کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے اور کچھ نہیں نکلا ایسے وقت بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے، قضا کر دینا درست نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ سوم صفحہ ۲۲۶ مسئلہ نمبر ۱) قارئین کرام! ایسی حالت میں پاکیزگی کا معیار کیا ہوگا؟ کیا طہارت کے بغیر نماز ہو جاتی ہے؟ سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی خاتون جانکنی کی حالت میں توجہ سے نماز پڑھ سکے گی؟ کیا اسلام آسانی پیدا کرنے والا مذہب ہے یا تنگی پیدا کرنے والا مذہب ہے؟ کیا ایسی حالت میں جبکہ انفاس کا خون جاری ہو چکا ہو نماز معاف نہیں ہو جاتی؟ کیا ایسی معاف ہونے والی نمازوں کی قضا ہوتی ہے؟

اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اُٹھ کر ایک آدھ پان کھا لیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا (جس کے برتن میں جو ہوگا اپنے ظرف کے مطابق وہی کھائے گا) (صفحہ ۲۳۰ مسئلہ نمبر ۲)

کسی کا لڑکا مَر گیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا؟ تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گئی۔ (استغفار کر لے تو اللہ بخشنے والا ہے) (صفحہ ۲۷۵ مسئلہ نمبر ۱۰)

رات کو اپنی بی بی کو جگانے کے لیے اُٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا۔ تو اب وہ مَرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے۔ (بہشتی زیور حصہ چہارم صفحہ ۳۵۳ مسئلہ نمبر ۱۹)

قارئین کرام! دلوں کے بھید اللہ جانتا ہے اور اللہ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور نادانستہ گناہوں پر گرفت نہیں کرتا۔

اور بہار شریعت میں ہے کہ اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اُٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہو گئی۔ یونہیں اگر عورت نے شوہر کو اُٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا جو مراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہو گئی۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم صفحہ ۲۵)

اگر طلاق بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اندر اندر بچہ پیدا ہو تب تو اس مرد کا ہوگا۔(حرامی کہنا درست نہیں)۔ (صفحہ ۳۳۵ مسئلہ نمبر ۶)

قارئین! ایک طلاق بائن ہمیشہ کے لیے جُدا نہیں کرتی۔البتہ طلاق بتہ میاں بیوی کو ہمیشہ کے لیے جُدا کر دیتی ہے۔ایک طلاق بائن کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔اور یہ بھی عجیب مذاق ہے کہ طلاق کے ایک سال سے دو سال بعد پیدا ہونے والا بچہ بھی طلاق دینے والے کی جھولی میں ڈال دیا جائے۔

اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہوگئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہو تو وہ حرامی ہے۔ (صفحہ ۳۳۶)(صفحہ ۳۳۵ مسئلہ نمبر ۶)

قارئین ایک ظلم یہ کہ نابالغ لڑکی کی شادی کر دی گئی پھر اُس پر یہ ظلم کہ بالغ ہوتے ہی طلاق دے دی۔اور اولاد ہوگئی تو حرامی۔گویا اس لڑکی کے لیے عدت مکمل کرنا بھی ضروری نہ ہوا۔عدت کا زمانہ اسی لیے شریعت نے رکھا ہے کہ شکوک وشبہات پیدا نہ ہوں۔دیکھ لیجیے ناکردہ گناہوں کی تمام سزائیں لڑکی کے لیے ہیں۔

۱۔سانپ کی کیچلی پاک ہے۔۲۔چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ ۱۔(صفحہ ۸۶۰ مسئلہ نمبر ۱۲) ۲۔(صفحہ ۸۶۳ مسئلہ نمبر ۳۵)

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔(صفحہ ۸۶۹ مسئلہ نمبر ۳ حصہ دہم)

اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔(اس طرح کے فتوے دینے سے نہ جانے مولوی صاحب نے کیا ثابت کیا ہے؟ مرد بیہودہ جماع کرے اور اسے لذت بھی محسوس نہ ہو۔اور عضو مخصوص، مرد اور عورت کی ناف۔۔۔۔کیا بے ہودگی ہے۔نہ جانے یہ مولوی اور ان کے مرید کیا کچھ کرتے ہیں؟) (صفحہ ۸۷۰ مسئلہ نمبر ۱۰)

اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔۔۔اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی۔خواہ

مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں۔

(بہشتی زیور از مولانا اشرف علی تھانوی حصہ دہم صفحہ ۹۱۷ مسئلہ نمبر ۱۱)

قارئین عجیب شہوت پرست ہیں یہ نام نہاد مولوی اور مسلمان، نماز میں بھی چین نہیں۔مولوی صاحب یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ نماز کے دوران ایسی حرکتیں کرنا شیطانی عمل ہے۔رسول اللہؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔مسلم کتاب الایمان)

جو شخص عدم بلوغ کی حالت میں مارا جائے تو اس کے لیے شہادت کے احکام ثابت نہ ہوں گے۔اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض ونفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لیے شہید کے احکام ثابت نہ ہوں گے۔اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور صفحہ ۹۵۱،۹۵۲ شرط ۷)

گویا کسی شخص کو جنبی نہیں ہونا چاہیے، اور عورتیں دوران ماہواری چھپ کر رہیں کہ کہیں حیض و انفاس کے دوران شہید نہ ہو جائیں۔اور زیادہ بولنے والے کے منہ پر ٹیپ لگا دینی چاہیے کہ وہ شہیدوں میں شامل ہو جائے۔ویسے کوئی ان مولوی صاحبان سے پوچھے کہ جو مندرجہ بالا مسائل کا شکار نہیں ہوتے وہ سب شہید ہوتے ہیں۔اس دور میں تو خود ساختہ شہیدوں کی منڈی لگی ہوئی ہے۔خود کش بمبار جو مسجد میں، مندر میں اور گرجا میں معصوم لوگوں کو قتل کرتا ہے وہ بھی شہید کہلاتا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے۔اور اچھی نیت ہی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ شہادت کے مقام عطا کرتا ہے۔شہید کو مولوی کے فتوے کی حاجت نہیں ہوتی۔

بہشتی زیور کے آخری حصے صفحہ ۹۷۲ سے ۹۸۵ تک ضعف باہ اور سرعت انزال کے اسباب اور علاج بھی تحریر کیے گئے ہیں۔کثرت خواہش نفسانی کا بھی ذکر ہے۔

(بہشتی زیور از مولانا اشرف علی تھانوی)(بحوالہ بہشتی زیور کا خود ساختہ اسلام، مصنف وقار علی شاہ، مجلس نقد ونظر پشاور)

معزز قارئین! بہشتی زیور وہ کتاب ہے جس کے بارے میں دیوبندی کہتے ہیں کہ اسے لڑکیوں کو جہیز میں دینا چاہیے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم عطا کرے۔آمین۔

سُئور کا چہرہ، کُتّے کا دانت

حفظ الایمان میں لکھی گئی ایک تحریر کا جواب دیتے ہوئے دو ماہی کلمہ حق لکھتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے چہرے کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو سؤر کا بھی ہے۔مولوی رشید احمد گنگوہی کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسا کان تو گدھے کا بھی ہے۔مولوی ابوالوفا کے دانت کی کیا تخصیص ہے ایسا دانت تو کُتّے کا بھی ہے۔ (کلمہ حق شمارہ ۷ مئی، جون ۲۰۱۱ء)

دیوبندی اور بریلوی

اس وقت دیوبندی علماء کے سیاسی عناصر کا ایک مجموعہ جزک نام جمعیت علمائے اسلام ہے،اس کے آگے دو دھڑے ہیں:فضل الرحمان گروپ اور سمیع الحق گروپ۔ایک زمانے میں جمعیت علماء اسلام حقیقی بھی بنی تھی۔ (ان دنوں مولانا فضل الرحمان گروپ کی کوکھ سے ایک اور پارٹی جے۔یو۔آئی نظریاتی جنم لے چکی ہے جس کے سربراہ مولوی عصمت اللہ نے کہا ہے کہ انہوں نے مولانا فضل الرحمان کی پالیسیوں سے مایوس ہو کر الگ جماعت بنالی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ وہ افغانستان کے طالبان کی حفاظت کررہے ہیں) (جنگ لندن ۷ جون ۲۰۱۰ء)

مولانا اسرار الحق لکھتے ہیں:۔

''یہ تین (چار) دھاگے ایک ہی لڑی کے ہیں۔گویا ایک لڑی تین (چار) دھاگوں میں بٹ چکی ہے۔ان کا مذہبی مکتبِ فکر بھی ایک ہے اور سیاسی مکتبِ فکر بھی ایک ہی ہے۔یہ مولانا مدنی کے سیاسی مسلک کے قائلین ہیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ ان کے زعماء نے تحریک پاکستان سے کھلم کھلا دوٹوک الفاظ میں اعلانِ براءت کیا اور یہاں تک کہا کہ ''پاکستان بنانے کے گناہ میں ہم شامل نہیں تھے'' اسی طرح بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کی تنظیم کا جزک نام جمعیت علماء پاکستان ہے۔اس کے بھی دو دھڑے تو نمایاں ہیں ہی،مولانا نورانی گروپ اور مولانا عبدالستار نیازی گروپ۔ان کے علاوہ بھی کہیں جمعیت المشائخ کے عنوان سے اور کہیں کسی اور حوالے سے مختلف جماعتیں بنتی رہتی ہیں۔کبھی حنیف طیب صاحب نے بھی اپنا ایک چھوٹا سا گروپ بنایا تھا۔

میں بصد ادب ان سب سے عرض کروں گا کہ بھائی،اُمّت کے بڑے اتحاد سے پہلے،خُدا کے لیے ان دھاگوں کو تو بٹ لو۔''جمعیت علمائے اسلام'' تو ایک ہو جائے۔آپ کے مابین سوائے شخصی قیادت کے اختلاف کے اور کونسا جھگڑا ہے؟ آپکا سیاسی پس منظر ایک،آپ کے عقائد ایک،آپ کا مسلک ایک،آپ بھی حنفی،وہ بھی حنفی،دونوں دیوبندی،آپ کے بزرگ ایک،وہی مولانا مدنی،مولانا تھانوی اور حاجی امداداللہ مہاجر مکی آپ سب کے بزرگ ہیں۔اسی طرح ''جمعیت علمائے پاکستان'' سے بھی میری یہی گزارش ہے کہ خُدا کے لیے ان تین دھاگوں کو جوڑ کے ایک بڑی لڑی بناؤ۔آپ کے اتحاد میں کیا رکاوٹ ہے؟ وہ تو چلو دیوبندی ہیں،آپ تینوں تو بریلوی مکتبِ فکر سے متعلق ہیں۔

البتہ ''ثالثُ ثلاثۃ'' یعنی اہل حدیث حضرات کا ان کے ساتھ جوڑ نہیں ملتا،اس لیے کہ فقہی مسلک کے لحاظ سے ان کی ایک بالکل علیحدہ حیثیت ہے۔لیکن ان کے بھی بہت سے دھڑے ہیں۔آج کل تو زیادہ نام سامنے نہیں آرہے ہیں لیکن ایک زمانے میں ان کے بے شمار دھڑے وجود میں آگئے تھے،جن میں ایک طرف علامہ احسان الٰہی ظہیر اور میاں فضل حق صاحب کا دھڑا زیادہ مشہور تھے۔اب بھی ان کے اندر متعدد دھڑے موجود ہیں۔

دیوبندی حلقے سے ایک بہت بڑی تحریک ''تبلیغی جماعت'' کی صورت میں اُٹھی،جو خالص غیر سیاسی،تبلیغی اور اصلاحی تحریک ہے۔اب چند سال سے بریلوی طبقہ میں سے دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک تحریک اُٹھائی جارہی ہے،جسے آپ تبلیغی جماعت کا ''ری پرنٹ'' کہہ لیں یا ''کاربن کاپی''۔''
(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیم اسلام از مولانا اسرار الحق صفحہ ۳۶ تا ۳۹)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

''پھر قادریہ اور اویسیہ نقشبندیہ ہیں دونوں انقلاب کا نام لیتے ہیں۔ہم نے یہ سمجھنے کی کوشش کی تھی کہ ان کے پیشِ نظر انقلاب کا لائحہ عمل کیا ہے؟ لیکن اسے ہماری کم فہمی یا سخن ناشناسی کا نام دیجیے کہ ہمیں تا حال کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے سامنے انقلابی عمل کے کیا مراحل ہیں اور وہ کس طور سے انقلاب لانا چاہتے ہیں؟

اسی طرح ماضی میں خاکسار تحریک کا بھی بہت بڑا شہرہ ہوا۔مجلس احرار کا بھی بہت شہرہ تھا۔

لیکن اب یہ دونوں جماعتیں تاریخ کے عجائب گھر کی زینت بن چکی ہیں۔

علامہ اقبال کی ملی شاعری کا ڈنکا ۱۹۰۸ء میں بج چکا تھا، جب کہ مولانا آزاد کی حزب اللہ ۱۹۱۳ء میں قائم ہوئی تھی۔ان دو اکابر کے افکار ونظریات سے فیضیاب ہوکر مولانا مودودی میدان میں آئے۔انہوں نے ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی قائم کی۔اپنی جماعت قائم کرنے سے پہلے مسلم قومی تحریک اور مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔" (مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیم اسلامی از اسرار الحق صفحہ ۷۴)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"جمعیت علمائے ہند بہت بڑی طاقت تھی۔ پنجاب میں احرار بہت بڑی طاقت تھے اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان بڑی طاقت تھے،اور یہ سب کانگریس کے ساتھ تھے"۔

(پاکستان کے وجود کو لاحق خطرات وخدشات اور بچاؤ کی تدابیر از مولانا اسرار الحق صفحہ ۴۸)

گلزار نسیم سے ایک خوبصورت شعر پیش خدمت ہے۔

کیا لُطف جو غیر پَردہ کھولے — جادُو وہ جو سَر چڑھ کے بولے

عبرت ناک انجام

انیس احمد نوری لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے علم شریف کو پاگلوں، جانوروں، درندوں جیسا علم حفظ الایمان میں لکھنے والے گُستاخِ رسول اشرف علی تھانوی کے عُمر بھر فوطوں میں بڑی مقدار سے پانی بھرے رہنے دیا جس کی وجہ سے آنجہانی ہونے کے دوران اُس میں کیڑے اور تعفن سے تمام عزیز واقارب تک کو بلکہ اُس کے جنازے تک سے نفرت پیدا ہوئی۔

اسی طرح رشید احمد گنگوہی کے آنجہانی ہونے سے کافی سال پہلے ہی اُس کی آنکھوں کی بینائی بھی چھین لی جس کے سبب عبدالحی رشید احمد کی چھڑی مشہور ہوا۔قریب آنجہانی ہونے کے اللہ تعالیٰ نے انھی اندھی آنکھوں میں کیڑے بھی پیدا فرمائے اور گھر والوں سے بدبو برداشت کرنے کا صبر بھی چھین لیا۔جس کی وجہ سے اُس کا جنازہ گھر کے باہر عام لوگوں کے لیے عبرت کا سبب بنا۔

گُستاخِ رسول غلام اللہ خان کی صورت کو اس طرح داغا کہ اسٹیج پر تقریر سے قبل اسپتال کو بھاگنا پڑا۔اسپتال جاتے ہی اُس کی شکل سؤر کی کالی تھوتھنی کی طرح ہوگئی،زبان پیشانی کو لگ گئی، دبئی کے دیوبندی عوام شکل دیکھنے سے ہی بے ہوش ہوگئی اور کافی حضرات ۲،۴،۶ ماہ کے لیے دماغ ہی کھو بیٹھے،ڈاکٹروں کو میّت کے صندوق پر یہ بھی لکھنا پڑا کہ کوئی صاحب اس کی شکل دیکھنے کی کوشش نہ کریں۔

مارچ ۱۹۸۷ء میں احسان الٰہی ظہیر نے حضرت میاں میرؒ اور حضرت داتا گنج بخشؒ (علی ہجویریؒ) کی طرح طرح سے گُستاخیاں کیں اور اُن کے آخری کلمات کہ "اتنے عرصے سے جو میں ولیوں کے خلاف خصوصاً داتا صاحب کے خلاف بول رہا ہوں تو اُس نے میرا کیا بگاڑ لیا؟ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اُس میں کوئی طاقت ہے تو میرا ہاتھ پیر توڑ کر دکھائے۔۔۔۔"اس جُملہ پر گلدستہ بم پھٹا اور احسان الٰہی ظہیر سمیت چھ گُستاخانِ رسول تو اُسی وقت شیطان کو پیارے ہوگئے۔

احتشام الحق تھانوی بیت الخلاء میں مرا۔اس کے خاندان کو اٹیچڈ باتھ میں موت کا اعلان کرنا پڑا۔سکھر کے گستاخ رسول کے قدمچہ میں مُنہ کے بَل گرنے سے نجاست کی چھینٹیں دور دور تک گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے گاندھی کی لنگوٹی کی جُوں اور ہندوؤں کا زرخرید بلکہ کانگریس کا صدر پاکستان اور مسلمانوں کا کھلا دُشمن اور گستاخ رسول دیوبندی عقیدے سے نیچری عقیدے کے یعنی اسلام سے آزاد۔۔۔مولانا محمد حسین کی عبرت ناک موت کے علاوہ ذلّت کی موت تھی کہ اُس نے اپنی جان لاکھوں مسلمانوں کے قاتل پنڈت نہرو کے زانوں پر دی۔

پاکستان بننے سے قبل پاکستان کے مخالف مسٹر مودودی کو علاوہ اندر سے سنگ ساری یعنی گردے میں پتھری اور عبرت ناک موت کہ امریکی یہودی نرسوں کے درمیان اللہ نے ہلاک کیا۔مودودی کی موت پر جماعت (اسلامی) کے افراد نے یہ بھی کہا۔"بُڈھے کو بھی الیکشن کے وقت ہی مرنا رہ گیا تھا۔"

نوری صاحب مزید فرماتے ہیں:۔

اگر یہ موت اچھی موت ہے تو ہماری دُعا ہے کہ ایسا ہی انجام میاں محمد طفیل کا بھی ہو، اور قاضی حسین احمد، صلاح الدین، مجیب الرحمان شامی، ضیاء شاھد، الطاف حسن قریشی، منور حسن،

خورشید احمد۔۔۔لیاقت بلوچ کا بھی ہو۔ورنہ عبدالعزیز نجدی،سعود نجدی،اشرف علی تھانوی،غلام اللہ خان،حماداللہ یا ضیاء الحق جیسا ہی انجام ہو۔آمین۔

اسماعیل دہلوی،رشید احمد گنگوہی،تاج محمود امروٹی اور باوجود کئی بیویوں کے اشرف علی تھانوی وغیرہ کو اللہ نے اولاد نرینہ سے محروم رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں کے اشاروں پر گھومنے والے کانگریسی بلکہ سوشل ازم کو اسلامی سوشلزم کا پیوند لگانے والے گستاخ رسول دیوبندی عقیدے کے مُفتی محمود کو بیٹھے بیٹھے ہی اچانک ہلاک کیا اور توبہ استغفار کا موقع بھی نہ ملا اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ گُستاخِ رسول فرقے کے لیڈر کانگریسی موئے کو قبر میں دبانے سے قبل وہاں بھی ضیاء الحق کے ذریعہ دہشت ناک توپ کے گولوں کی آواز سے اُس کو اذیت دے۔

(قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے از انیس احمد نوری صفحہ ۴۲، ۴۳، ۴۴ مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر)

دس گز کی شلوار ٹخنوں تک نہیں آتی فراق قوم میں گُھل گُھل کے ہو گئے ہاتھی

دو ہفتوں سے بھی کم مُدّت میں عرب امارات اور سعودیہ کے ''ضیاع'' الحق نے تین چکر لگائے۔۔۔تب سعودیہ نے کنزالایمان پر پابندی کی خبر اخبارات کو دی اور سرِ راہ روڈ پر اہلسنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان (ایمان کا خزانہ) کو آگ لگاتے اخبارات میں دکھایا گیا۔

(قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیے؟ از انیس احمد نوری صفحہ ۵۰ مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر)

مہتمم درالعلوم دیوبند قاری طیّب بھی دیوبند سے بے دخلی کے باعث اسی کشمکش میں دُنیا سے چل بسے جو جشن دیوبند کی نحوست و شامت کے باعث خانہ جنگی کی صورت میں پیدا ہوئی۔حتیٰ کہ آخری وقت اُن کا جنازہ بھی دارالعلوم میں سے نہ گزرنے دیا گیا۔(جنگ ۲۱ اگست ۱۹۸۳ء بحوالہ جشن میلاد النبی ناجائز کیوں؟)

مفتی اعظم پاکستان،فقیہ العصر وغیرہ وغیرہ مفتی ولی حسین ٹونکی کی سوانح جسے محمد حسین صدیقی نے مرتب کیا ہے کے صفحہ ۲۳۹ میں لکھا ہے کہ بیت الخلاء جاتے وقت اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور گر جانے سے ایک بازو ٹوٹ گیا۔۱۹۸۵ء میں آپ کو فالج ہوا جس سے قوت گویائی بھی چلی گئی۔محمد حسین لکھتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند سے بلند درجہ دینے کا ارادہ فرمایا اور مرض فالج

کے ذریعہ اس درجہ تک پہنچانے کے لیے آپ کو بیماری میں (دس سال) مبتلا رکھا۔انہوں نے ۱۹۹۵ء میں وفات پائی۔نوری صاحب کو امید ہے یہ واقعہ بھی پسند آئے گا۔ضیاء الحق بھی ہوائی حادثے میں خاکستر ہو گئے تھے صرف ان کا جلا ہوا جبڑا ہی دفنایا گیا تھا اسی وجہ سے فیصل مسجد کا چوک ''جبڑا چوک'' مشہور ہو گیا ہے۔

تصوف کے شعراء

جناب اشرف ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ کے علاوہ جناب پرویز صاحب نے تصوف کے شعراء کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہیں:

اس طرح وحدت الوجود ان شاعروں کے رگ رگ میں سمو گیا۔بُلھے شاہ،شاہ حسین،خواجہ غلام فرید،سُلطان باہو،علی حیدر شاہ،وغیرہ پنجابی شاعروں اور شاہ عبداللطیف بھٹائی،سچل سرمست،شہباز قلندر،سندھی صوفیاء وغیرہ نے وہ دھمال رچائی کہ اسلام کا نام و نشان تک اس غبار میں گُم ہو کر رہ گیا۔اسلام کا نام ہی نہیں جب بات ملائیہ یا قلندریہ تک پہنچی تو ہر قسم کی شرعی پابندیاں اُٹھ گئیں اور جس قدر کوئی بزرگ فواحش و مُنکرات کا مُرتکب ہو، وہ اُتنا ہی پہنچا ہوا قرار پا گیا۔مُلتان کے جلالیہ،شاہ مدار کے مداری،لال شہباز قلندر کے ملنگ،گوگا پیر کے الف شاہی،شاہ بوعلی قلندر کے مست ملنگ،مولانا روم کے رقاص درویش،غرض کس کس کا نام لیجیے اور کس کس کا رونا روئیے یہ سب مقربین بارگاہِ خُداوندی قرار پا گئے۔ (تصوف کی حقیقت از پرویز صفحہ ۹۰ بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر)

معزز قارئین! مندرجہ بالا اقتباس میں تصوف اور صوفی شعراء کو اسلام کی تباہی و بربادی کا ذمہ قرار دیا گیا ہے۔علامہ اقبال بھی تصوف کی دُنیا کو اسلام سے متصادم خیال کرتے ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان خیالات کے بعد لوگ گالیاں دیں گے مگر میں سچ بات کہنے سے رُک نہیں سکتا۔دوسری طرف تصوف کو اسلام سمجھنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے۔چنانچہ روزنامہ نوائے وقت نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ: ادارہ منہاج القرآن کی دعوت پر آئے ہوئے عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ کے اعزاز میں ادارہ کی طرف سے دیے گئے ایک استقبالیے میں مقررین نے اس بات پر

زور دیا ہے کہ اسلام کے فروغ اور سربلندی کے لیے تصوف نے بہت اہم کردار عطا کیا ہے اور تصوف کے راستے کو اپنائے بغیر دُنیا میں اسلام کا غلبہ ممکن نہیں۔ تقریب سے ابوظہبی کے شیخ زید بن سلطان کے مشیر الشیخ السّید علی الہاشمی، کویت کے سابق وزیر اوقاف الشیخ السّید یوسف الرفائی، ابوظہبی کی وزارت اوقاف و مذہبی امور کے خطیبِ اول الشیخ السّید محمد سلیمان خرج، لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس غلام مجدد مرزا اور مولوی طاہر القادری نے خطاب کیا۔ جبکہ تقریب میں مولانا عبدالستار نیازی، سابق چیف جسٹس مسٹر جسٹس بشیر الدین خاں، جنرل کے ایم اظہر صاحب کے علاوہ معروف شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ (بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں)

قارئین کرام! کون فیصلہ کرے کہ سچا کون ہے۔ تصوف پسند مولوی تصوف کے دشمن کو شاعر مشرق، علامہ اور نہ جانے کیا کچھ کہتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علاّمہ ڈاکٹر محمد اقبالؔ کی شاعری کے بغیر مولویوں کی کوئی تقریر رنگ نہیں پکڑتی۔ اقبالؔ کی نکتہ دانی، قرآن فہمی اور شاعری کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیتے ہیں۔ اور اقبالؔ ان کے تصوف کی عمارت کو منہدم کرنے کو اسلام سمجھتے ہیں چنانچہ تصوف کی عمارت پر الفاظ کی بم باری کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں یہ بات مسلمانوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عجمی تصوف جزوِ اسلام نہیں۔ یہ ایک قسم کی رہبانیت ہے جس سے اسلام کو قطعاً تعلق نہیں اور جس کے اثر سے اسلامی اقوام میں قوّتِ عمل مفقود ہو گئی ہے۔ تصّوف کا تو لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھا۔ ۱۵۰ ہجری میں یہ لفظ پہلے پہل استعمال میں آیا۔ (اخبار وکیل امرت سر ۹ فروری ۱۹۱۶ء)

تصوّف کے بارے میں علامہ اقبال، سیّد سلمان ندوی کو لکھے گئے خط میں فرماتے ہیں کہ اسمیں ذرہ شک نہیں کہ تصوّف کا وجود ہی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے، جس نے عجمیوں کی دماغی آب وہوا میں پرورش پائی ہے۔ (بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

جی ایم سیّد اپنی کتاب ''جیسا میں نے دیکھا'' کے صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶ پر لکھتے ہیں۔ ''صحیح ترین تصور حیات تصوّف ہے۔'' اور مزید لکھتے ہیں کہ ''صوفی مذہب وعقیدہ کی بنیاد پر قومیّت استوار کرنے کے خلاف ہے اور مذاہب کے موجودہ تعصّبات کو درست نہیں سمجھتا۔ وہ مذہب اور سیاست کو ایک

دوسرے سے علیحدہ رکھنے کا حامی ہے۔

علامہ اقبالؔ نے اپنے ایک خط جو سیّد فصیح الدین کاظمی کے نام ۱۰ جولائی ۱۹۱۶ء میں لکھا تھا میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تصوّف وجودی مذہب ''اسلام'' کا کوئی جُزو نہیں بلکہ مذہب اسلام کے خلاف ہے اور یہ تعلیم غیر مُسلم اقوام سے مُسلمانوں میں آئی ہے۔

(خطوط اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی شائع کردہ مکتبہ خیابان ادب لاہور صفحہ ۱۲۷ بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر)

مولانا عبدالرحمان کیلانی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر کے عقیدہ وحدۃ الوجود قرآن کی تعلیم سے براہِ راست متصادم تھا اس لیے عُلمائے دین مخالف ہو گئے۔ چنانچہ جب یہ مصر پہنچے تو علمائے کرام نے ان کے کُفر کا فتویٰ دیا اور سُلطان مصر نے ان کے قتل کا حکم دے دیا یہ بات ابن عربی کو بھی معلوم ہو گئی تو چُپکے سے راہ فرار اختیار کر کے دمشق پہنچ گئے۔ (شریعت وطریقت صفحہ ۸۷ بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

تصوّف کے علم بردار شیخ اکبر حضرت محی الدینؒ کی تصنیف فصوص الحکم کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے علم ہے فصوص الحکم میں سوائے الحاد اور کفر کے کچھ نہیں۔

(اقبال نامہ صفحہ ۱۴۴، بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

سلیمان ندوی صاحب نے رسالہ ''معارف'' جلد ۲ شمارہ ۴ میں حسین بن منصور حلاجؒ پر شدید تنقید کی ہے اور تاریخ ابن جوزی، ابن سعد قرطبی اور امام الحرمین کی تواریخ سے ثابت کیا ہے کہ حلاج ایک گمراہ اور شعبدہ باز شخص تھا۔ (بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

اور مودودی کہتے ہیں:۔

اسلام کی صورت کو تصوف کے ماننے والوں نے مسخ کر دیا ہے، اس تصوف کو مٹانا اتنا ہی ضروری ہے جیسا مغربی تہذیب جاہلیت جدیدہ کو مٹانا، تصوف کو بے مٹائے خُدا کا دین قائم ہی نہیں ہو سکتا جو پیروں ولیوں کو مانتے ہیں سب کی دماغی حالت گھٹیا قسم کی ہوتی ہے۔ صوفیوں کے احزاب اعمال اوراد و وظائف اسلام کے مخالف اور جاہلیت ہیں۔ خانقاہی اسلام دین اسلام نہیں، سراسر جاہلیت راہبہ و مشرکانہ۔ (تنقیہات از مودودی صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور) بحوالہ کلمہ حق ۷ مئی جون ۲۰۱۱ء)

مزاروں کی کہانیاں

تُو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی بات

معزز قارئین! حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ ''اگر ہم آج اپنی آنکھوں سے صحابہؓ کو دیکھ لیں تو (ان کی اطاعت گزاری اور خلوص کی وجہ سے) دیوانہ سمجھیں گے۔ اور اگر وہ ہمیں دیکھ لیں تو (ہماری کم ہمتی، سُستی اور غفلت کی وجہ سے) مُنافق خیال کریں گے۔

(بحوالہ ہفت روزہ القلم اسلام آباد مضمون کلمہ حق از مولانا منصور احمد)

محمد اشرف ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں صوفیاء اور اولیاء اللہ کی فوتگی کو وفات کی بجائے ''وصال'' کہہ کر پکارا جاتا ہے اور ان کے یوم وفات کے سلسلہ میں منائی جانے والی تقریب کو عُرس کہا جاتا ہے یعنی تقریب عُروسی جس کے معنی شادی کی تقریب ہوتی ہے اور جہاں تک اس دُنیا کا تعلق ہے، یہاں یہ روح انسانی پیکر میں متشکل ہو کر مادہ کی دلدل میں اسیر ہے۔ اور اب انسانی زندگی مقصود یہ ہے کہ یہ چیز ''روح'' اپنے کُل کے ساتھ جا ملے اور یہ ملاپ اور یہ وصال تصوّف کی خلوّت گاہوں اور مختلف انداز کی ریاضتوں اور چلّوں سے ہوسکتا ہے جس کے لیے ناگفتہ بہ صعوبات بھی برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ (مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر)

معزز قارئین! ان ریاضتوں اور چلّوں کے لیے مزاروں کے مجاور اور نام نہاد پیر عوام کی راہنمائی کے لیے وافر مقدار میں پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ اور عُرسوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری وساری ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ ؎

سَت دِن تے اُٹھ میلے
گھرنوں جاواں کیہڑے ویلے
سَت دِن تے ستاراں میلے
کم کراں میں کیہڑے ویلے

ابوالحسن مُبشّر احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

''صبح سویرے لوگ ویگنوں پر جب علی ہجویریؒ کے دربار کے پاس سے گزرتے ہیں تو ویگن میں بیٹھے بیٹھے، ہجویریؒ کو سلام کرتے اور مُعافیاں مانگتے ہیں، قبر پرستی کے ساتھ ساتھ وہاں لکڑی وغیرہ

کے بُت بنا کر ان کی پرستش بھی کی جاتی ہے۔

معزز قارئین! حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویریؒ کو ''داتا'' اور ''گنج بخش'' بھی کہا جاتا ہے آپؒ اپنی تصنیف ''کشف الاسرار'' میں فرماتے ہیں:۔ اے علی! تجھے خلقت ''گنج بخش'' کہتی ہے اور تُو ایک دانہ بھی پاس نہیں رکھتا۔ اس بات کا اپنے دِل میں خیال تک نہ لا۔۔۔ ورنہ یہ دعویٰ اور غرور ہوگا، گنج بخش یعنی خزانے بخشنے پر قادر تو صرف اُسی کی ذات ہے جو بلا شک وشبہ مالک الملک ہے اس کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا ورنہ زندگی برباد ہو جائے۔ لاریب! اکیلا وہی خُدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

ابوالحسن مُبشّر احمد صاحب مزید فرماتے ہیں کہ مدیر مجلّتہ الدعوۃ جناب امیر حمزہ صاحب اپنی کتاب آسمانی جنّت اور درباری جہنم کے صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹ پر سُلطان باہوؒ کے مزار کا آنکھوں دیکھا حال کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

میں ایک کمرے میں۔۔۔ اجازت پا کر جو میں اندر گیا تو وہاں قبریں ہی قبریں تھیں، جنہیں میں نے گنا تو تقریباً ۱۹ اُنیس تھیں، ان قبروں میں سے بعض پر لکڑی کے بُت رکھے ہوئے تھے، یہ بُت خواتین کے تھے، ایک بُت کی ہیّت یوں تھی کہ عورت نے بچّہ اُٹھایا ہوا ہے۔ (وہاں) ایک عورت تھی اُس نے لکڑی کا کھلونا (بُت) پکڑا ہوا تھا جسے وہ اپنے جسم پر پھیرنے کے بعد اپنے بچوں کے جسموں پر پھیرنے لگی۔

اسی طرح دربار کے پیچھے ایک بیری کا درخت ہے، اس درخت کے نیچے مرد اور عورتیں جھولیاں اور دامن پھیلا کر بیٹھے ہوتے ہیں، جس کی جھولی میں پتّہ گر جائے وہ سمجھتا ہے، مجھے بیٹی مِل گئی، جس کے دامن میں پھل لگنے کے موسم میں بیر گر گیا، وہ سمجھتا ہے لڑکا مِل گیا۔

ابوالحسن مُبشّر احمد صاحب فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ مُشرکین عرب کی طرح نام نہاد مسلمان بھی درختوں کی پوجا پاٹ کرتا ہے، ان درختوں کے ساتھ چادریں، سبز رنگ کے دوپٹے، جانوروں کی رسّیاں اور پٹّے بطور تبرک باندھتا ہے اور یہاں آ کر اپنی مُرادیں طلب کرتا ہے۔

ابوالحسن صاحب فرماتے ہیں کہ اگر مزید تسلّی مطلوب ہو تو لاہور میں گھوڑے شاہ کے دربار کا مشاہدہ کر لیں، جہاں پر گھوڑوں کے بُت کثیر تعداد میں رکھے ہوئے ہیں اور خواتین بالخصوص ان گھوڑوں

کی پوجا کرتی دکھائی دیں گی۔

مدیرمجلتہ الدعوۃ امیرحمزہ فرماتے ہیں کہ حضرت بابافریدشکر گنجؒ کی قبر پر جوچادرڈالی گئی تھی اس پر یہ شعرلکھا ہوا تھا ۔

تیرے دَر پر سجدہ ریزی یہی میری بندگی ہے
کہ ذرا لپٹ کر رو لوں تیرے سنگ آستاں پر

حضرت بابافریدگنج شکرؒ کےدربار کےدروازے پر یہ شعرلکھا ہوا ہے ۔

ہم نے یہ بندگی کا طریقہ بنا لیا   اپنے بابا کو یاد کیا سَر جُھکا لیا

آج کل عام بسوں، ویگنوں، گاڑیوں اوررکشوں وغیرہ پرمُسلمان لکھتے ہیں:

’’نُورانی نُور۔۔۔۔۔۔ ہربَلا دُور‘‘

اورعیسائی لکھتے ہیں:

یسوع نُور ہر بَلا دُور   کَٹ دا مُصیبتاں سُن دا ضرور

(رکشہ نمبرایل۔ایکس۔سی ۵۰۷۰)

یہ بھی لکھا ہوتا ہے: یامعین الدین چشتی   لگادے پار کشتی

ابوالحسن فرماتے ہیں کہ اگرکوئی شخص کلمہ شہادت پڑھ کر اللہ کے علاوہ کسی کو مافوق الاسباب قوتوں کا مالک ومختار سمجھے اورانہیں مشکلات، مصائب اور حاجات وضروریات میں پکارے اورفوت شدگان برگزیدہ ہستیوں کوغوث اعظم، گنج بخش، داتا، فیض عالم، فریادرس گردانے، ان کے نام نذرونیاز اور بکرے چھترے چڑھائے اورانہیں مُرادیں پوری کرنے والا اور بگڑی بنانے والا خیال کرے اور حلال وحرام کااختیار غیراللہ میں تسلیم کرےتو وہ مُشرکین کی اطاعت کر کے مُشرک ہوجاتا ہے۔اوراس کی عبادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہادوغیرہ بیکار ہے۔

یہ صرف عوام ہی کا حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں، اُن لوگوں کا بھی ہے جواپنےتئیں مُنہ پھاڑ پھاڑ کر’’عُلماءاُمّت‘‘،’’وارث علوم نبوّت‘‘اور’’انبیاء بنی اسرائیل‘‘ کا مشابہ بتاتے ہیں۔ایک طرف اسفارشریعت کے حامل اور دوسری طرف حقیقت وطریقت کے رازداں ہونے کے

مُدعی ہیں۔دراصل یہی لوگ اُمّت محمدؐیہ کے لیے اصل فتنہ اورتمام تباہیوں اور بربادیوں کے اصلی سبب ہیں۔یہ عُلماءسواس اُمّت کے’’فقہی وفریسی‘‘اور’’صدروقی‘‘ہیں،’’ہاروت وماروت‘‘ہیں اور’’روؤس الشیاطین‘‘ہیں، انہیں نے شریعت کی تحریف کی ہے، انہیں نے کتاب وسُنّت کا دروازہ مُسلمانوں پر بند کیا ہے، انہیں نے طریقت و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے، انہیں نے اسلام کا نام لے کر اسلام کو مُسلمانوں کے دِلوں سے اُکھاڑ پھینکا ہے۔

(کلمہ گومُشرک ازابوالحسن مُبشّر احمد صفحہ ۲۳،۴۲،۴۷،۴۸،۵۲،۹۴،۹۵ پبلشرز دارالاندلس ۴۔لیک روڈ چوبرجی لاہور)

معزز قارئین ! دربانوں اور مجاوروں نے پیٹ کی خاطر جو دھندااختیار کیا ہوا ہے وہ قطعاًاسلام نہیں ہے مگر یہ دُنیا پرست لوگ خود کومسلمان اوران مشرکانہ حرکات کوعین اسلام قرار دیتے ہیں۔ان کے جھوٹ کبھی بھی پھل پھول نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :**أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُون ۔وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ** ۔ کیا(اس زمانہ)کےلوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں(کافی ہوگا)اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اوران کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ(جولوگ)ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ان کوہم نے آزمایا ہے(اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا)۔سو اللہ ظاہر کردے گا اُن کوبھی جنہوں نے سچ بولا اوران کوبھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔ (سورۃعنکبوت آیت ۳،۲)

اتَّبِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ۔(اےلوگو)جوکچھ تمہارے ربّ کی طرف سےتم پرنازل کیا گیا ہےاس کی پیروی کرواوراپنے ربّ کوچھوڑ کردوسرے ولیوں کی پیروی نہ کرو۔مگرتم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔ (سورۃالاعراف آیت ۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**أَوَ لَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَاراً فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ** ۔ کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کاانجام نظرآتا جوان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ طاقتور تھےاوران سے زیادہ زبردست آثارزمین میں چھوڑ گئے ہیں۔مگراللہ نے ان کے گناہوں پرانہیں پکڑ لیا اوران کو

اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔" (سورۃ المومن آیت ۲۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری اُمت کو دھوکہ دے اُس پر خُدا کی، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ! اُمت کو دھوکہ دینا کیا ہے؟ فرمایا: کہ کوئی بدعت ایجاد کرے اور لوگوں کو اس پر اُکسائے۔ (دار قطنی۔ احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل صفحہ ۱۵۷)

ابوالعباس حسین لکھتے ہیں:۔

ایک دن خلیفہ نے عبدالقادر جیلانیؒ سے کرامت دکھانے کو کہا۔ آپؒ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ نے کہا اس وقت سیب درکار ہیں (اس موسم میں سارے بغداد میں سیب نہیں تھے) آپؒ نے ہاتھ بڑھا کر دو سیب پکڑے ایک خلیفہ کو دے دیا اور ایک خود رکھ لیا، جب آپؒ نے اپنا سیب توڑا تو اُس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی اور خلیفہ نے اپنا سیب توڑا تو اُس کے اندر سے کیڑے نکلے۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

(نزہۃ الخاطر والفاطر از مُلّا علی قاریؒ صفحہ ۷۵)

معزز قارئین ! درباروں کے دربان، مجاور، سجادہ نشین اور خلیفے بھی وہ ظالم ہیں جن کے ہاتھ لگنے سے وہ دِل جنہیں یادِ الٰہی میں ڈوبنا چاہیے تھا اُن میں اندیشوں اور وساوس کے کیڑے پڑ گئے ہیں۔ دیکھ لیجیے ان پیروں فقیروں نے نہ مردوں کو چھوڑا ہے، نہ عورتوں کو اور نہ بچوں کو، سبھی سے مال و دولت لوٹا ہے اور اپنی جنسی تسکین کے حصول کے لیے اُن عورتوں کو استعمال کیا جو ان کے آستانے پر حقیقی خُدا سے لاتعلق ہو کر اپنے بنائے ہوئے خُداؤں کے پاس اپنے مسائل لے کر حاضر ہوئی تھیں، خاص طور پر وہ عورتیں جو بچے چاہتی تھیں۔ ان پیروں، فقیروں اور جنسی مریضوں کے ہاتھوں بہت سی عورتیں جہاں بچے حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں وہیں بہت سی عورتیں جنّ نکلوانے کے چکر میں زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ مبشر لقمان کے ایک پروگرام کی ویڈیو انٹرنیٹ پر موجود ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک پیر نے تین سو عورتوں کو حاملہ کر دیا ہے۔ مبشر نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ صرف ایک واردات ہے، اس طرح کے پیر پاکستان کے ہر علاقے میں موجود ہیں جو جاہل، مجبور اور لالچی عورتوں کی عزتیں پامال کر رہے ہیں۔ ان پیروں کو تحفظ دینے والوں میں مذہبی اور سیاسی شخصیات کے علاوہ پولیس بھی شامل ہے۔

دربان اور مجاور

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

معزز قارئین ! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ **"لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا"** ترجمہ: قبروں کی طرف (منہ کر کے) نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث نمبر ۲۲۵۱۔ روایت حضرت واثلہؓ) اور مسلم ہی کی ایک اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تم میں سے کسی ایک شخص کا انگارے پر بیٹھنا کہ وہ اس کے کپڑے جلا دے اور اس کی جلد تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔ (صحیح مسلم جلد ۴ حدیث نمبر ۱۶۰۰۔ روایت حضرت ابو ہریرہؓ۔ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن) اور پھر مسند احمد میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: **"لا تتخذوا قبری عیدا"** میری قبر پر عُرس نہ لگانا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۶۷)

علامہ احسان الٰہی ظہیر کہتے ہیں کہ بریلوی حضرات نے مزارات کی تعمیر کا حکم دیا اور خود ان کے دربان اور مجاور بن کر بیٹھ گئے۔ نذر و نیاز کے نام پر جاہل لوگوں نے دولت کے انبار لگا دیے۔ انھوں نے اسے سمیٹنا شروع کیا اور ان کا شمار بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں ہونے لگا۔ غریبوں کا خون چوس کر بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز پر پلنے والے یہ لوگ دین کے بیوپاری اور دُنیا کے پجاری ہیں۔ پاکستان میں جب تک شرک و بدعت کے یہ مراکز اور ان کے چلانے والے غیرت و حمیت سے عاری مجاور موجود ہیں اُس وقت تک اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مریدوں کی جیبوں پر نظر رکھنے والے یہ دُنیا کے بھوکے پیران و مشائخ جب تک انسان کو انسان کی غلامی کا درس دیتے رہیں گے۔ اس وقت تک ہمارا معاشرہ توحید کی شان و شوکت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔ "اللہ ھو" کے سُر پر سَر دُھننا، قوالی کے نام پر ڈھول کی تھاپ پر رقص کرنا، نیچ اور غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہوئے، دامن پھیلا کر مانگتے ہوئے اور سبز چادر کے کونے پکڑ کر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے مزاروں پر چڑھاوے کے لئے جانا۔ مضحکہ خیز کہانیوں کو کرامتوں کا نام دینا، کھانے پینے کے لئے بہت سی رسموں کا نکالنا، چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ الحاد و لادینیت کے خوبصورت جال کا شکار بن جاتا ہے۔

بُرا ہوا ان مُلّاؤں اور پیروں کا، جو دین کا نام لے کر دُنیا کے دھندوں میں مگن رہتے اور حدوداللہ اور شعائر اللہ کو پامال کرتے ہیں۔ یہ قبر پرستی کی لعنت، یہ سالانہ عرس اور میلے، یہ گیارہویں، قُل اور چالیسواں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، سب دُنیا کے دولت کو جمع کرنے کا ڈھنگ ہیں، مگر کون سمجھائے ان مشائخ و پیرانِ طریقت کو؟

یہ لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر دُنیا میں بھی اپنا منہ کالا کر رہے ہیں اور اپنی عاقبت کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ جو لوگ انھیں روکتے ہیں اُنھیں وہابی اور اولیاء کرام کا گستاخ کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ ان کی کتابوں کو دیکھنا اور ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا جرم قرار دے دیا جاتا ہے۔

(بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۶۴)

جناب امیر حمزہ صاحب اپنی کتاب شاہراہ بہشت کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ اب مزارات کے احوال بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔ یہ (مزار) دیکھنے والوں کو ابھی دکھائی دیا نہیں، اور دور ہی سے خوشبوؤں کی مہکیں اُٹھ رہی ہیں، سنگ مرمر سے یہ مزار سجا ہوا ہے، گرمیوں میں پنکھے اور ائرکنڈیشنز لگے ہوئے ہیں، ٹھنڈے پانی اور دودھ کی سبیلیں جاری ہیں۔ حلوے، زردے اور کھیروں کے لنگر تقسیم ہو رہے ہیں۔ عورتوں کے بناؤ سنگھار کے تمام جلوے اپنے جوبن پر، حُسن پرستوں کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ قوال سرنگیوں اور باجوں کے ساتھ لوگوں کو مَست کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہاں قائم ہوٹلوں میں وی۔ سی۔ آر اور ڈِش پوری دُنیا کا ''گند'' فلموں کے نام پر دکھا رہے ہیں۔

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''قبروں کی زیارت کیا کرو، اس لیے کہ یہ موت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔''

مندرجہ بالا اقتباس کو دیکھنے کے بعد یوں دکھائی دیتا ہے کہ مزار موت کی یاد بھلا دیتے ہیں۔ اسی لیے جناب حمزہ صاحب فرماتے ہیں ''حقیقت میں اس مزار کا وجود ہی اللہ سے بغاوت ہے اور پھر یہاں صاحبِ مزار کو داتا (دینے والا)، دستگیر (ہاتھ پکڑنے والا)، غوث الاعظم (فریاد کو پہنچنے والا) اور مُشکل کشا وغیرہ کے القابات دے کر اللہ کی گستاخی جاری ہے۔

ایرانی شیعوں نے تو خمینی کا مزار کعبہ کے مشابہ بنا ڈالا ہے۔ شیعہ حضرات ہر سال تعزیہ

نکالتے ہیں۔ اس تعزیہ میں حضرت امام حسینؓ کا کاغذوں سے تیار کردہ مصنوعی مزار بناتے ہیں، اس پر چڑھاوے اور نذر و نیاز نچھاور کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ''اے اللہ میری قبر کو وثن نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔ اُس قوم پر اللہ کا غضب بھڑک اُٹھتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتی ہیں۔ (موطا امام مالک کتاب قصر الصلوۃ) اسی طرح ہمارے مُلک پاکستان میں شیخ عبدالقادر کی تصویر ہے۔ مشرکوں (بریلویوں) کے عقیدہ کے مطابق بارہ سال پہلے ڈوب جانے والی کشتی کے نیچے ہاتھ دے کر اسے ساحل پر لگا رہے ہیں۔ اب یہ اُن کی مُشکل کُشائی کو ظاہر کرنے والا کاغذی بُت دکانوں پر بِکتا ہے اور گھروں میں لٹکایا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور بزرگ کی تصویر ہے، اس کا سارا جسم ننگ دھڑنگ ہے، صرف ایک معمولی سی لنگوٹی پہنے ہوئے ہے اور جانوروں میں گھرا ہوا ہے۔ کئی تصویروں میں بزرگ شیروں پر دکھائی دیتے ہیں، ان کے ساتھ ان کے مزاروں کی تصویریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت اُم حبیبہؓ نے حبشہ میں عیسائیوں کا گرجا دیکھا جس میں تصویریں آویزاں تھیں، تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا ''ان میں جب کوئی نیک آدمی مَر جاتا تو یہ لوگ اُس کی قبر کے پاس عبادت گاہ تعمیر کر دیتے اور پھر اس میں اُس شخص کی تصویریں لٹکا دیتے، یہ لوگ قیامت کے دِن اللہ کے ہاں بدترین مخلوق ہوں گے۔ (بخاری کتاب الصلوۃ، مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ)

معزز قارئین! زمانہ جاہلیت کی تاریکیاں پھر سے عصر حاضر میں در آئی ہیں۔ مسلمان ایک خُدا پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر کچھ مسلمان ذائقہ بدلنے کے لیے ضرورت کے وقت دوسرے جھوٹے خداؤں کی طرف بھی نظر گھما لیتے ہیں فیض احمد فیضؔ نے شاید مندرجہ بالا صورت حال کے پیش نظر کہا تھا۔

اب بھی دلکش ہے تیرا حُسن مگر کیا کیجیے   لوٹ جاتی ہے اُدھر کو بھی نظر کیا کیجیے

رجم کی سزا

بخاری باب ایام الجاہلیہ میں حضرت عمرو بن میمونؓ کی روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک بندریا کو دیکھا جس نے زنا کا ارتکاب کیا۔ سب بندر اس کے گرد جمع ہو گئے اور اسے سنگسار کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ پتھر مارے۔

اور اس کی تفصیل صحیح بخاری کے شارح امام ابن حجرؒ عسقلانی نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

حضرت عمرو بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ یمن میں اپنے ہاں کی بکریاں چرا رہا تھا اور میں ایک اونچی جگہ کھڑا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بندر، بندریا کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور اس کے ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ اس کے بعد (پہلے کے مقابلے میں) نسبتاً کم عُمر کا بندر آیا۔ اُس نے بندریا کو آنکھ ماری تو اُس نے آہستہ سے بندر کے سَر کے نیچے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اس (نوجوان) بندر کے پیچھے چل پڑی۔ اس بندر نے اس کے ساتھ مُباشرت کی جسے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر وہ لوٹی اور پہلے بندر کے سَر کے نیچے آہستہ سے اپنا ہاتھ دینے لگی۔ لیکن وہ گھبرا کر جاگ اُٹھا۔ اس نے (محسوس کیا دال میں کچھ کالا ضرور ہے) چنانچہ اس نے بندریا کو سونگھا تو سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا۔ اُس نے دُہائی مچانا شروع کر دی۔ اس پر بہت سے بندر جمع ہو گئے۔ چنانچہ وہ بندر اِدھر اُدھر دوڑے اور اُس (مُجرم) بندر کو پکڑ لائے جسے میں پہچانتا تھا۔ اُنہوں نے اِن دونوں کے لیے گڑھا کھودا اور پھر انہیں سنگسار کر دیا۔ (فتح الباری، شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۲۱)

اور تفسیر کبیر امام رازیؒ جلد نمبر ۳۲ اور صفحہ ۱۳۴ کے مطابق رجم کی آیت رسولِ خُدا کے ہاں کی پالتو بکری کی نظر ہو گئی جب حضرت عائشہ صدیقہؓ، نبی اکرم ﷺ کی وفات کے سلسلہ میں تجہیز و تکفین میں مشغول تھیں۔ (یعنی اب حالت یہ ہے کہ وہ آیت تو موجود نہیں لیکن عمل اس کے مطابق کروانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں)

وفاقی شرعی کورٹ کا ایک فیصلہ آیا ہے جسے پاکستان ٹائمز نے اپنی ۱۰ اپریل ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے، پیشِ خدمت ہے۔

’’قرآن کریم نے زنا کی سزا سو کوڑے مقرر کی ہے اور یہی قول فیصل ہے۔ رجم کی سزا خلاف قرآن ہے اس لیے اس قانون کو منسوخ کر دینا چاہیے۔ جس کی رو سے اسے حد قرار دیا گیا ہے۔ اس بحث کا مخلص یہ ہے ایک طرف سورۃ نور کی آیت نمبر ۳ (**الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ**) میں قرآن مجید کا صاف، واضح اور غیر مبہم اور دوٹوک حکم

موجود ہے اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ کوئی حدیث نہ قرآن میں تبدیلی کر سکتی ہے، نہ منسوخ کر سکتی ہے۔ اس کے برعکس رجم کی سزا کے حق میں کچھ احادیث ہیں جو مبہم، غیر متعین اور باہم متضاد ہیں بلکہ بعض ایسی جن کا حدیث ہونا بھی مشکوک ہے۔ فقہا کے اقوال بھی غیر یقنی اور متضاد ہیں۔ اندریں حالات نیز ان حقائق پیشِ نظر جن کا ذکر پہلے کیا جا چُکا ہے۔ میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں اور اس باب میں قطعاً تامل محسوس نہیں کرتا کہ میں سورۃ نور کی آیت ۳ کے سامنے سرِ تسلیم خَم کرتا ہوا قرآنی فیصلہ کی اطاعت کرتا ہوں اور وہ فیصلہ یہ ہے کی زانی کی سزا خواہ وہ شادی شُدہ اور خواہ غیر شادی شُدہ۔ پبلک کے سامنے کوڑے مارنا ہے۔‘‘

اس فیصلے کے خلاف وفاقی حکومت پاکستان نے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کر دی۔ (ضیاء الحق صدر پاکستان تھے) علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ردِ عمل کے طور پر کہا شرعی عدالت کا یہ فیصلہ غیر اسلامی ہے حالانکہ یہ سزا خود رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ (روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۱۴ نومبر ۱۹۸۶ء بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں صفحہ ۱۲۲)

قارئین کرام! یہ مولوی لوگ بھی عجب ذہنیت کے مالک ہیں کبھی کہتے ہیں بندروں کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے اور یہاں بندروں کے قبیلوں میں رجم کی سزا کو ثابت کرتے ہیں اور پھر اس بات پر مُصر ہیں کہ یہ سزا چونکہ بندر بھی دیتے ہیں اس لیے انسانوں پر بھی اس کا اطلاق ہونا چاہیے۔ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ تحسین کے قابل ہے۔ کہ اُس نے بندروں کی عدالت کے فیصلے کو رَد کرتے ہوئے انسانوں کے لیے شریعت کے قانون کو افضل قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں مولویوں کو بھی بندر کہا گیا ہے کاش عدالت عالیہ ان بندروں کے لیے بندروں والی سزا پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ہدایت کر دیتی۔

آج کے علامہ

ہر کوئی بنا ہے اپنے خیال میں ‏ ‏ ‏ اک عالم جسے افلاطون کہتے ہیں

مشہور کالم نگار ارشاد احمد حقانی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ پورے برصغیر میں ایک دو افراد کو علاّمہ کہا جاتا تھا جیسے علاّمہ مشرقی اور علاّمہ اقبال۔ لیکن آج ہر دوسرا مولوی علاّمہ ہے۔ جس نے چند شعر یاد کر لیے اور تاریخ اسلام کے دو چار واقعات ان کی صحیح معنویت سمجھے بغیر رٹ لیے وہ علاّمہ بن

جاتا ہے۔اس کی جلسہ گاہ میں آمد پر نعرے لگتے ہیں۔اس کی تقریر کے دوران بات جس قدر احمقانہ کی جائے اسی قدر زیادہ پُر جوش پذیرائی ہوتی ہے۔دین کا ایک مضحکہ خیز اور انتہائی مسخ شُدہ تصّور ایسے جاہل علاّموں کے ذریعہ نیم خواندہ عوام میں پھیلایا جا رہا ہے۔اور یہ کاروبار ایک جگہ نہیں سارے مُلک میں ہو رہا ہے۔

(جنگ لاہور ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۱۴۸)

خُداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں — کہ درویشی بھی عیّاری ہے سُلطانی بھی عیّاری

کلمہ طیّبہ کا مٹانا

نام نہاد دانشور مولوی محمد متین خالد لکھتے ہیں:۔

اپریل ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں (احمدی مسلمانوں) پر یہ پابندی عائد کر دی گئی تھی کہ چونکہ آئین کی رو سے وہ غیر مسلم ہیں اس لیے نہ اسلام کے مقدس الفاظ کا استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کسی طریقہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں۔قادیانیوں (احمدی مسلمانوں) نے اس آرڈیننس کی مخالفت کی یہ صورت نکالی کہ اپنی عبادت گاہوں (مسجدوں) پر، گھروں پر، دکانوں پر، گاڑیوں پر اور خود اپنے سینوں پر کلمہ طیّبہ کے کتبے لگانے لگے۔مسلمانوں کے لیے ان کا یہ طرزِ عمل چند وجہ سے ناقابل برداشت ہے۔

اوّل: قادیانیوں (احمدی مسلمانوں) کی یہ کارستانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور قانون کا منہ چڑانے کے لیے ہے، اس لیے اس کی اجازت انہیں نہیں ہونی چاہیے (متین صاحب لعنت ایسے قانون پر جو مسلمان کو مسلمان کہنے کی اجازت نہ دے۔ایک مسلمان کو مسلمان بننے اور کہلانے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔۱۲۵ سال سے آپ جیسے دانشور اور مولوی اس غلیظ خواہش سمیت دُنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، آپ بھی ناکام حسرتوں کے ساتھ دُنیا سے جائیں گے)

دوم: ان کی عبادت گاہیں جو کفر و الحاد کا مرکز ہونے کی وجہ سے نجس ہیں (**لعنة اللّٰہ علی الکٰذبین**) اور ان کے سینے جو کافر کی قبر سے زیادہ تنگ و تاریک اور سیاہ ہیں، (**لعنة اللّٰہ علی الکٰذبین**) ان پر کلمہ طیّبہ کا آویزاں کرنا اس پاک کلمہ کی توہین ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص

نعوذ باللہ بیت الخلاؤں پر کلمہ طیّبہ لکھنے لگے۔یقیناً اس کو کلمہ طیّبہ کی توہین کا مرتکب اور لائق تعزیر قرار دیا جائے گا اور گندی جگہوں سے کلمہ طیّبہ کا مٹانا دراصل کلمہ کی توہین نہیں بلکہ عین ادب ہے۔

(غدّار پاکستان از (مولانا) محمد متین خالد صفحہ ۵۷، ۵۸ شائع کردہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

معزز قارئین! بھٹو نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم جماعت قرار دیا اور ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعے احمدی مسلمانوں کو نہ صرف شعائر اسلام سے محروم کرنے کی کوشش کی بلکہ قرآن اور کلمہ طیّبہ کو ان کے سینوں سے نوچنے، مساجد کی پیشانیوں، گھروں اور دکانوں کی جبینوں سے مٹانے اور تڑوانے کی کوشش کی۔کلمہ طیّبہ اور قرآن کی محبت احمدی مسلمانوں کے خون میں رچی بسی ہوئی ہے، اسی لیے احمدی مسلمان قرآن اور کلمہ کو اپنی جان، مال، عزّت اور اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔کسی مذہبی درندے کی اوقات نہیں ہے کہ وہ قرآن اور کلمہ طیّبہ کو کسی احمدی کے سینے سے نکال سکے۔بھٹو نے احمدیوں کو کافر قرار دے کر عبرت ناک سزا پائی اور قوم کو ضیاء الحق کی صورت میں فرعون سے تعارف حاصل ہوا۔یہ وہ فرعون صفت انسان تھا جس نے پوری قوم کو خباثتوں کی دلدل میں دھکیل دیا، اس کے خاک ہو جانے کے باوجود قوم خباثتوں کی دلدل میں دھنستی چلی جا رہی ہے۔متین خالد صاحب نہ جانے کن احمقوں کے زیرِ سایہ پل رہے ہیں۔بھٹو اور ضیاء الحق جیسے طاقتور جماعت احمدیہ کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکے، ہاں البتہ اللہ تعالیٰ نے بھٹو کو پھانسی پر لٹکوا دیا اور ضیاء الحق کو جلا کر خاکستر کر دیا۔متین صاحب نہ جانے کس کھیت کی مولی ہیں۔جو کام بھٹو جیسا طاقتور نہیں کر سکا، پاکستان کے سب مولوی مل کر ضیاء الحق جیسے فرعون کے سایے میں بھی کچھ نہ کر سکے، دُنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی احمدیوں کو مسلمان کہلانے کے دلنشین حق سے محروم نہیں کر سکتیں۔احمدی مسلمان تھے، مسلمان ہیں اور مسلمان رہیں گے۔بدبخت نام نہاد مولوی لوگ اس قدر بدبخت ہیں کہ کہتے ہیں احمدی مسلمان اسلام، قرآن اور رسول اللہ ﷺ سے ناطہ توڑ لیں تو ہماری ان سے لڑائی ختم ہو جائے گی۔یعنی بدبخت کہتے ہیں عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کو جس طرح ہم کچھ نہیں کہتے آپ کو بھی کچھ نہیں کہیں گے۔یعنی اے احمدی مسلمانو! اللہ تعالیٰ کو ایک نہ مانو، قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دو، رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیّبہ کے زندگی بخش باغ سے نکل جاؤ اور کفار کی طرح بے شک قرآن کی بے حرمتی کرو، اللہ کو ایک نہ سمجھو اور رسول اللہ ﷺ کی سُنّت پر اعتراض

کرو، ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے، بس مسلمانوں والے کام نہ کرو۔ لعنت ہے ایسے مولوی کے خیالات پر اور لعنت ہے اُس پر جو محمد رسول اللہ ﷺ کا دَر چھوڑ کر کافروں کی گود میں بیٹھ کر سکون محسوس کرے۔ متین خالد جیسے نام نہاد دانش ور جو کافروں کی قبروں کی لمبائی، چوڑائی اور تاریکی اور سیاہی بھی جانتے ہیں وہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زندگی میں دوسروں کے دِل اور کفار کی قبریں کھنگالنے کے سوا کچھ نہیں، ان جیسے مولویوں کی اوقات ہی یہ ہے کہ جھوٹی سچی باتیں اوروں کے متعلق بیان کر کے روزی روٹی کا سامان کرتے ہیں۔ اپنے دل کی خبر نہیں اور نہ آخرت کا سامان کرنے کی طرف توجہ ہے۔ جہاں تک احمدیوں کے سینوں میں مذہب اسلام سے محبت اور وفا کا تعلق ہے ان کی ہر سانس میں اس کا عشق سمایا ہوا ہے۔

کفار مکہ کو بھی مسلمانوں کی مساجد، گھروں، دکانوں کے علاوہ قرآن اور مسلمانوں سے بھی نفرت تھی اور نفرت بھی ایسی کہ مسلمانوں کو مکہ سے ہی نکال دیا اور تین سال تک ان سے قطع تعلق کر لیا۔ اگر آج متین صاحب اور ان کے دنیاوی آقا مساجد کو بیت الخلاء اور احمدی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں تو کوئی ایسی حیرت کی بات نہیں ہے۔ جس کے دماغ میں بیت الخلاء کی بُو رچ بس گئی ہو وہ ایسی بے ہودہ باتیں کر کے اپنے دلوں پر براجمان شیطان کو خوش کرتا ہے۔ ورنہ اسلام کی ایسی کوئی تعلیم نہیں کہ کوئی خود کو مسلمان کہتا ہو اور دوسرا کہے کہ تُو مسلمان نہیں، انتہائی محبت اور عقیدت سے اگر کوئی اپنی مساجد، گھروں اور دکانوں وغیرہ پر کلمہ طیّبہ لکھتا ہے تو اسے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہاری مسجد، گھر یا دکان بیت الخلاء ہے۔ متین صاحب اپنے دِل کو ٹٹولیے کہیں وہ بیت الخلاء آپ کے دل میں تو نہیں بن چکا جس کی بدبو نے آپ سے بیت الخلاء اور مساجد کی پہچان چھین لی ہے؟ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ آمین۔

جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی

جناب ارشاد احمد حقانی ''مُسلمان کی تعریف'' کے سلسلے میں ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کالم جنگ لاہور مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۸۴ء میں تحریر کرتے ہیں:۔

مجھے یاد ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی نے علماء سے مُسلمان کی تعریف دریافت کی تو عُلماء نے آپس میں مشورہ کے بعد کہا تھا کہ ''ہمیں اس کے لیے کچھ مہلت دیجیے۔'' (تو

جسٹس موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا) کہ آپ کو ڈیڑھ ہزار سال کی مہلت مل چکی ہے اس سے زیادہ کی مہلت دینا اس عدالت کے اختیار میں نہیں۔'' جناب اشرف ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ ''اگر دیکھا جائے تو جو کچھ اس فقرہ میں کہہ دیا گیا ہے، اسے ضخیم سے ضخیم کتاب میں بھی اس خوبصورتی سے نہیں کہا جا سکتا۔ (بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۱۵۰)

قارئین کرام! کوئی دو مولوی بھی مسلمان کی ایک تعریف پر متفق نہیں تھے۔ تحقیقاتی رپورٹ فسادات ۱۹۵۳ء کے مطابق مندرجہ ذیل نوجیّد عُلماء نے مہلت مانگی تھی۔

مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری صدر جمیعت العلمائے پاکستان، مولانا احمد علی صدر جمیعت العلمائے پاکستان مغربی پاکستان، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی، غازی سراج الدین منیر صاحب، مفتی محمد ادریس صاحب جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد، حافظ کفایت حسین صاحب ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، مولانا عبدالماجد بدایونی صدر جمیعت العلمائے پاکستان، مولانا محمد علی کاندھلوی دارالشہابیہ سیالکوٹ اور جاوید احمد غامدی صاحب کے پیر و مُرشد مولانا محمد امین اصلاحی صاحب۔

مُسلمانانِ ہند اور مولوی

فسادات پنجاب تحقیقاتی عدالت نے جب مولانا ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری صدر جمیعت العلمائے پاکستان سے ایک سوال یہ بھی کیا گیا تھا کہ ''اگر ہندو اپنے نظامِ حکومت میں منوشاستر کے تحت مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودروں کا سا سلوک کرے تو کیا آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟'' تو ان کا جواب تھا ''جی نہیں۔''

اور یہی سوال مولانا مودودی صاحب سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودوروں کا سا سلوک کیا جائے ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیے جائیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ اس وقت بھی ہندوستان میں صورت حال یہی ہے۔'' اور یہ جواب میاں طفیل صاحب کالعدم جماعت اسلامی کے امیر کا بھی تھا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء)

معزز قارئین! ایسے خیالات کے نام نہاد مولوی نہ جانے کس اسلام کی بات کرتے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے غیر مسلم شہریوں کو کیا حقوق دیے تھے؟ کیا ان کے ساتھ مذہب کی وجہ سے امتیاز برتا گیا تھا؟ کیا ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کا حکم دیا تھا؟ کیا ریاست کے شہری ہونے کے ناطے ان کے حقوق مسلمانوں کے حقوق کے برابر نہیں تھے؟ کیا ان کے مقدمات کا فیصلہ اُن کی مذہبی کتاب کی روشنی میں نہیں کیا جاتا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی ریاست میں جس کے سربراہ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ تھے تمام مذاہب کے لوگ آرام وراحت سے رہتے تھے۔ تصور تو کیجیے جس ریاست میں غیر مذاہب کے حقوق کا اس قدر خیال رکھا جاتا ہو اُس کے سربراہ کو دوسری غیر اسلامی ریاستوں میں بسنے والے مسلمانوں کی تکلیف تڑپاتی نہ ہوگی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ غیر اسلامی حکومتیں جب اسلامی ریاست میں اپنے ہم مذہب لوگوں کو سکون و چین سے رہتے دیکھتیں تو وہ بھی مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی کوشش کرتیں اور غیر مسلم عوام بھی جب اپنے حکمرانوں کی زیادتیاں دیکھتی تو اسلام کی سنہری تعلیم سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتی۔ آخر ہوا بھی یہی دیکھتے دیکھتے تمام عرب اسلام کی پُرامن چھتری کے نیچے آ گیا۔ یہ مولوی کی منطق ہے کہ ہمارے پاکستان میں ہمیں ہر قسم کے ظلم کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ اقلیتوں کے گرجا، مندر اور گردوارے جو پاکستان میں ہیں وہ ہمارے رحم وکرم پر ہیں چاہیں تو انہیں جلا دیں اور چاہیں تو ان میں عبادت کرنے والوں کو بھی جلا دیں۔ اور اس ظلم کے نتیجے میں ہندوستان یا عیسائی حکومتیں جس طرح کا ظلم بھی اپنے مسلمان شہریوں سے روا رکھیں، مولوی کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو غیر مسلموں کو شودور اور ملیچھ ہی کہیں گے اور سمجھیں گے چاہے اس کے نتیجے میں غیر مسلم حکومتیں اپنے مسلمان شہریوں کے ساتھ ملیچھوں اور شودروں سے بھی بدتر سلوک کریں۔ گویا یہ مولوی نہ صرف غیر مسلموں کے دُشمن ہیں بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کے بھی پیاسے ہیں۔ دراصل یہ مولوی قوم صرف اپنے پیٹ سے مخلص ہے اور صرف اس کی خدمت گزاری کے لیے اسلام کا نام استعمال کرتی ہے۔ اسلام کی حقیقت سے یہ نام نہاد ملّائیت بالکل بے خبر ہے۔ مذہب اسلام تو جانوروں کے حقوق بھی ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مندرجہ بالا مولوی کی منطق ان کی علمیت کا گھڑا پھوڑنے کے لیے کافی ہے۔ مولوی کی خود ساختہ منطق کو قطعاً اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔

حقانی صاحب کا سفرِ حج

جناب ارشاد احمد حقانی صاحب سفرِ حج کی روئداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ہجوم کی کثرت کا ایک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حرم شریف میں سکون اور یکسوئی سے عبادت کا امکان قریب قریب یکسر ختم ہو گیا ہے۔ طواف تو خیر مشکل تر ہو ہی گیا ہے، دو نفل پڑھنا بھی اب جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ عین ممکن ہے کہ آپ دُعا اور عبادت میں انہماک پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں اور آپ پر چاروں طرف سے انسانی ریلوں کے تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہوں۔ ہاں رات اور دن کے بعض اوقات ایسے ہیں جب نسبتاً سکون ہوتا ہے لیکن عام طور پر اب بیت اللہ میں دُعا اور عبادت کی لذّت کا حصول انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

اس کے بعد مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی سفرِ حج کی قسط میں حقانی صاحب رقم طراز ہیں کہ ایک ذمہ دار سرکاری افسر نے مجھ سے کہا کہ آپ کسی شخص کو عربوں سے متنفر کرنا چاہیں تو اسے حج کے لیے بھیج دیں۔ معلمین کی ہوسِ زر اور حج پر کاروبار میں غلبہ نے اتنے مسائل پیدا کر دیے ہیں کہ کوئی حسّاس انتظامیہ ان کا نوٹس لیے بغیر نہیں رہ سکتی لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا معلّمین یا مطوفین کی لابی اس قدر طاقتور ہے کہ ابھی تک اس کا کما حقہ توڑ کرنا ممکن نہیں۔

آخری قسط ۱۱۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں ہے:

عرفات کے میدان میں پانی تو بافراط ہے لیکن بیت الخلاء کا انتظام انتہائی ناقص اور تکلیف دہ ہے۔ اس وقت یہاں مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ بیت الخلاء نہیں ہیں۔ زمین میں گڑھے کھود کر لکڑی کے چوکھٹے رکھ کر عارضی انتظام کیا جاتا ہے۔ چونکہ دروازے نہیں ہوتے صرف پردے لٹک رہے ہوتے ہیں اس لیے مردوں اور عورتوں کے ایک ہی جگہ ہجوم کی وجہ سے نہایت تکلیف دہ صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے۔ بالخصوص خواتین کے لیے اس سہولت کو استعمال کرنا ایک آزمائش سے کم نہیں ہوتا۔ انہیں اندر سے پردہ پکڑ کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود کئی زور آور حاجی صاحبان پردوں کو جھٹکے دینے سے باز نہیں آتے۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے وہ دِل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قُربانی و حج یہ سب باقی ہیں تُو باقی نہیں ہے

چاندی بطور تاوان

جامعہ نعیمیہ کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی کا فرمان ہے:۔

شوہر اپنی بیوی کو اس حد تک پیٹ سکتا ہے کہ وہ زخمی نہ ہو۔۔۔۔لیکن اگر وہ اس حد سے تجاوز کر کے پیٹے گا تو اسے تاوان دینا ہوگا یعنی اگر دو آنکھوں میں سے ایک آنکھ اُس کے پیٹنے سے ضائع ہو جائے تو اسے ۱۸ اٹھارہ کلوگرام چاندی بطور تاوان ادا کرنا پڑے گی۔۔۔اور اگر دونوں آنکھیں ضائع ہو جائیں تو پھر یہ تاوان ۳۶ چھتیس کلوگرام ہو جائے گا اور اگر ایک آنکھ اور ناک ضائع ہو جائے تو اسے دُہرا تاوان دینا پڑے گا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر)

اس بے بسی میں ذوق یہ عالم بشر کا کیا جانے کیا کرے جو خُدا اختیار دے

سلمان تاثیر

ہم لوگ زندگی فرعون کی گزارتے ہیں اور عاقبت موسیٰ جیسی چاہتے ہیں۔واصف علی واصف

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو انکے گارڈ ملک ممتاز احمد قادری نے ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو اپنی ایس۔ایم۔جی کا پورا برسٹ ان پر فائر کر کے ہلاک کر دیا۔جناب سلمان تاثیر کو ۲۷ گولیاں لگیں۔قاتل نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ میں نے سلمان تاثیر کو توہین رسالت قانون کو کالا قانون کہنے پر قتل کیا ہے۔

سلمان تاثیر کی ہلاکت پر انصار برنی نے کہا ہے کہ ایک معصوم عیسائی خاتون کی حمایت اور پنجاب کی گندی سیاست ان کی شہادت کی وجہ بنی ہے۔انصار برنی نے کہا متذکرہ خاتون اپنی بیگناہی کے لیے پولیس اور عدالت کے سامنے گڑگڑاتی رہی مگر عدالت نے موت کی سزا سنادی۔انصار برنی نے کہا کہ ضیاء الحق کے قانون کو کالا قانون کہنا جُرم ہے اور اگر اس پر بحث نہیں کی جاسکتی تو آنے والا وقت پاکستان کے لیے بہت سخت ہوگا۔یہ بھی کہا کہ پنجاب حکومت کی جانب سے بھی مذہبی انتہا پسندی کی بھر

پور حمایت اور بعض مذہبی شرپسندوں کی سرپرستی بھی گورنر پنجاب کی شہادت کی وجہ بنی۔

پختونخواہ کے وزیر اطلاعات افتخار حسین نے کہا کہ گورنر پنجاب کا قتل شرعی طور پر جائز نہیں۔مولانا فضل الرحمان نے کراچی میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مورخہ ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو کہا ہے کہ اگر میرے سامنے بھی ایسی صورتحال آئی تو میں بھی گستاخ رسول کو قتل کر سکتا ہوں۔انہوں نے قادری کی رہائی کا مطالبہ بھی کر دیا۔

وزیر قانون بابر اعوان نے کہا ہے کہ سلمان تاثیر کا قتل سیاسی ہے۔حسن نثار کہتے ہیں یہ جو ۲۶ یا ۲۷ گولیاں سلمان تاثیر کو لگی ہیں یہ دراصل اس کے جسم سے گزر کر پاکستان میں قوت برداشت، تحمل، توازن، غور وفکر، مکالمہ، آزادی اظہار اور منطقی سوچ کو لگی ہیں، اور جن معاشروں میں ان باتوں کا قتل عام ہو جائے اس معاشرہ کا انجام نوشتہء دیوار ہوتا ہے۔اگر غیر متوازن معاشرہ کو ''مکمل اجتماعی پاگل پن سے محفوظ رکھنا ہے تو اس کے کرتوں دھرتوں کو انہیں لگام دینا ہوگی جو سرِ عام اس کوڑھ، طاعون اور سرطان کو پروموٹ کرتے ہیں۔ (جنگ لندن ۶ جنوری ۲۰۱۱ء)

لاہور کے معروف علماء کے ساتھ ساتھ محکمہ اوقاف کے سرکاری خطیبوں نے بھی مذہبی حلقوں کے ردِعمل سے بچنے کے لیے سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔بادشاہی مسجد کے خطیب عبدالخیر آزاد کے علاوہ داتا دربار کی مسجد کے خطیب قاری رمضان سیالوی، جامعہ حنفیہ کے خطیب قاری عارف سیالوی کے علاوہ گورنر ہاؤس کی مسجد کے خطیب قاری اسماعیل نے بھی سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔بھرپور کوششوں کے باوجود لاہور کے نہ تو کسی معروف عالم دین اور نہ ہی کسی بڑے سرکاری خطیب کو گورنر سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھانے کے لیے رضامند کیا جاسکا۔نماز جنازہ پی پی پی کے پنجاب علماء ونگ کے جنرل سیکرٹری علامہ افضل چشتی نے پڑھائی۔

سلمان تاثیر کے قاتل کو جب جسمانی ریمانڈ کے لیے ضلع کچہری لایا گیا تو وکلاء کی ایک بڑی تعداد نے ملزم کا والہانہ استقبال کیا، درود وسلام پڑھتے ہوئے اس پر پھول نچھاور کیے اور پھولوں کی مالا پہنائی۔ملزم کی قانونی امداد کا عزم کھنے والوں میں شعیب شاہین، مسلم لیگ نون کے فضل الرحمان نیازی، حافظ خضر حیات، سابق صدر بار اشرف گجر، رانا اشتیاق اور دوسرے بہت سے وکلاء شامل ہیں۔

جماعت اسلامی کے تحت ''تحفظ ناموس رسالت، مسلمان کی ذمہ داریاں'' کے زیرِ عنوان مختلف مکاتب فکر کے علماء نے خطاب کیا۔اہم علماء یہ ہیں۔مفتی اسد اللہ بھٹو امیر جماعت اسلامی سندھ، معتمر عالم اسلامی کے میر نواز خان مروت، جمیعت علمائے اسلام پاکستان کے قاضی احمد نورانی، مولانا صدیق راٹھور، امیر حسین مختی جماعت اسلامی، جمیعت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) مفتی عثمان یار، جمیعت علمائے اسلام (ف) قاری محمد عثمان، اسلامی تحریک کے علامہ جعفر، مرکزی جمیعت اہل حدیث کے مولانا افضل، تنظیم اسلامی کے نسیم الدین، جماعۃ دعوۃ کے نوید قمر، جمیعت اتحاد علماء کے مولانا عبدالرؤف، عوامی تحریک کے اوسط علی، فدائیان ختم نبوّت کے جہانگیر صدیقی، مرکزی جماعت اہل سنت کے رفیع نورانی، عالمی مجلس ختم نبوت کے قاضی احسان اور دوسرے بہت سے عُلماء۔ان ''علماء'' نے اپنی تقاریر میں مندرجہ ذیل اہم باتیں کیں۔

سلمان تاثیر مکافات عمل کا شکار ہو گئے۔ملک ممتاز قادری نے غیرت ایمانی کا ثبوت دیا۔حکومت تفتیش کے نام پران کے (ممتاز قادری کے) اہل خانہ کو ہراساں کرنے سے باز رہے۔قادری سے ناانصافی برداشت نہیں کی جائے گی۔سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرنے والے علماء تحسین کے قابل ہیں۔توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی کوششوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔مفتی اسد اللہ بھٹو نے سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرنے والے علماء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ عوام نے سلمان تاثیر کی ہلاکت پر مٹھائی بانٹ کر ثابت کیا ہے کہ وہ اس قانون میں کسی بھی قیمت پر تبدیلی برداشت نہیں کر سکتے۔(رسول اللہ ﷺ سے محبت ثابت کرنے کے لیے علماء نے انسانیت کو قتل کرنے جیسے قبیح فعل کو جائز قرار دے دیا ہے۔حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسانوں کو انسانیت کا سبق دیتے رہے)

قوم ناموس رسالت قانون میں تبدیلی برداشت نہیں کرے گی۔(یہ بھی بتا دیتے کون کر رہا ہے؟) (مفتی منیب الرحمان چیئر مین رویئت ہلال کمیٹی)

علامہ سیّد شاہ تراب الحق نے کہا ہے کہ قوم ممتاز قادری کو ہیرو قرار دے رہی ہے۔

سُنّی تحریک کے ثروت اللہ قادری نے کہا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے یہ شریعت

مصطفیٰ کا قانون ہے۔(شریعت مصطفیٰ سے حوالہ بھی بتا دیتے کہ اختلاف رائے کی سزا موت ہے) اس قانون سے اگر مکر کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔ثروت اللہ قادری نے ممتاز قادری، سلمان تاثیر کے قاتل کے اہلخانہ کی مکمل کفالت کی ذمہ داری بھی قبول کی اور قادری نے قادری کو مکمل قانونی اور آئینی تحفظ فراہم کرنے کا اصولی فیصلہ بھی کیا ہے۔ممتاز قادری کی جرات کو سلام

ملتان سے تعلق رکھنے والے سپریم کورٹ کے وکیل کنور انتظار محمد خان نے ملزم ممتاز قادری کی مفت پیروی کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ قادری سچا عاشق رسول ہے۔اسلام آباد ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے رُکن فاروق سلہریا نے اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ قادری کی مفت پیروی کا اعلان کیا ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا قادری کا جذبہ متاثر کُن ہے۔

وہ اسباب جو جناب تاثیر صاحب کی موت کی وجہ بتائے گئے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

سلمان تاثیر نے کہا وہ آمر ضیاء الحق کے متعارف کردہ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی چاہتے ہیں۔اس قانون کو ختم کرنے کے حق میں نہیں۔

ننکانہ صاحب کی عدالت نے آسیہ بی بی کو گیارہ نومبر ۲۰۱۰ء کو سزائے موت سنائی، گورنر صاحب انسانی جذبہ کے تحت آسیہ بی بی سے ملنے جیل گئے بعدازاں انہیں بیگناہ سمجھ کر متذکرہ قانون کو کالا قانون کہا اور یہ بھی کہا کہ آسیہ بی بی کی رہائی کے لیے صدر سے درخواست کی جائے گی۔مزید کہا کہ آسیہ بی بی غریب اور بیگناہ اور ناخواندہ ہے اس لیے معافی اس کا حق ہے۔

انہوں نے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ خواجہ شریف سے کہا کہ وہ آسیہ بی بی کی سزائے موت کا خود نوٹس لیں اور اُس دباؤ کو مُسترد کر دینا چاہیے جس کی وجہ سے ملزمہ کو سزائے موت سنائی گئی۔

سلمان تاثیر نے کہا کہ ضیاء الحق کے بنائے گئے توہین رسالت قانون نے اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان جھگڑے پیدا کیے۔آئین اور اسلام نے اقلیتوں کے حقوق پر زور دیا ہے۔۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء کو کہا کہ صدر ضیاء الحق کے کالے قانون کی وجہ سے پوری دُنیا میں مُلک کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔آسیہ بی بی بے گناہ ہے۔صدر نے وعدہ کیا ہے کہ آسیہ کو سزائے موت نہیں ہوگی۔توہین رسالت قانون انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے کوئی خدائی قانون نہیں ہے۔یہ وضاحت بھی کی کہ کوئی مسلمان گستاخی

رسول کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ان بیانات کے جواب میں مولوی لوگوں نے مندرجہ ذیل باتیں کیں۔

تنظیم اہل سنت نے فتویٰ جاری کیا کہ سلمان تاثیر نے توہین رسالت قانون کو کالا قانون کہا اس لیے وہ اب مسلمان نہیں رہے۔ انہوں نے اعلیٰ عدالتوں کو گورنر صاحب کو عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کر دیا۔ پیر افضل قادری نے دھمکی دی کہ یہاں بہت سے غازی علم دین شہید موجود ہیں۔ صدر کو معافی دینے کا اختیار نہیں۔

تحفظ ختم نبوّت نے ۲۳ نومبر کو کہا کہ جو گستاخ رسول کو مُعاف کرے گا وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ ملک بھر میں مظاہرے کیے۔ تحریک حُرمت رسول کے رہنما قاری شیخ یعقوب نے سلمان تاثیر اور آسیہ بی بی کے لیے موت کا اعلان کر دیا۔ بین المذاہب ہم آہنگی کی قومی امن کمیٹی کے رُکن شفیق رضا قادری نے کہا جو گستاخ کی مدد کرے گا وہ برابر کا ذمہ دار ہوگا۔

مُفتی مصطفیٰ اشرف رضوی، مولانا غلام حسین قادری، مولانا سلیم اللہ خان، مُفتی نعیم اختر قادری، مُفتی آصف رضا قادری، قاری مظفر حسین کھرل، مُفتی صفدر علی کاظمی، مُفتی محمد علی قادری، مُفتی محمد خان اور مُفتی الطاف حسین کے علاوہ لاہور کے بہت سے عُلماء نے فتوے جاری کیے کہ آسیہ بی بی کی مدد کرنے اور کالا قانون کہنے پر سلمان تاثیر مُسلمان نہیں رہے۔ فتوے میں یہ بھی کہا گیا کہ سلمان تاثیر کا نکاح بھی باطل، فاسد ہو گیا ہے۔

مجلس شریعہ کے عہدے داروں نے کہا کہ آسیہ بی بی سے ملاقات کر کے گورنر پنجاب نے نہ صرف توہین عدالت کی بلکہ گستاخی کی ہے۔

ان فتووں کے جواب میں پیپلز پارٹی پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات فرخ الدین چوہدری نے کہا کہ گورنر صاحب کے خلاف جاری ہونے والے فتووں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فتوے جاری کرنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے قائداعظم اور بھٹو کے خلاف فتوے جاری کیے تھے۔ ۲۹ نومبر کو گورنر نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایک غریب، ناخواندہ اور بے بس مسیحی کی مدد کرنے پر میرے خلاف فتوے جاری کیے جا رہے ہیں۔ اسلام نے ہم آہنگی اور امن کی تبلیغ کی ہے۔ ۳۰ دسمبر کو

گورنر نے کہا کہ ’’ان پڑھ مُلّا کسی کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ’’میں اللہ کو جوابدہ ہوں مُلّاؤں کو نہیں۔‘‘

قارئین کرام! یاد رہے کہ ۱۹۹۴ء میں پیپلز پارٹی کے سابق رہنما اور اُس وقت کے لاہور ہائیکورٹ کے جج جسٹس عارف اقبال حسین بھٹی کو توہین رسالت کے مُلزم سلامت مسیح کو مقدمہ سے بری کرنے پر قتل کر دیا گیا تھا۔ اب گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر کو توہین رسالت قانون کو کالا قانون کہنے پر قتل کر دیا گیا ہے۔ تفتیشی افسر نے کہا ہے کہ ’’مُلزم ملک ممتاز احمد قادری فطری طور پر بڑا چالاک اور اپنے موقف پر قائم رہنے والا شخص ہے۔ (روزنامہ جنگ ۴،۵،۶،۷ جنوری ۲۰۱۱ء کے اخبارات سے مدد لی گئی ہے)

معزز قارئین! قادری نے امانت میں خیانت کرتے ہوئے سلیمان تاثیر کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو امانتوں کا حق ادا کرنے کی بناء پر امین بھی کہا جاتا ہے۔ وہ توہین رسالت قانون جو ایک بیوی کے بے گناہ شوہر کو نگل گیا، بیوہ اسے کالا سیاہ کالا قانون ہی کہیں گی۔

معزز قارئین اس طرح کی ظالمانہ وارداتیں کرنے والوں کی درندگی کا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحیمانہ تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ آپؐ تمام مخلوقات کے لیے رحمت کا عظیم الشان سمندر تھے، آپؐ کی تعلیمات تمام زمانوں کے لیے ہیں، آپؐ کے عطا کردہ انمول خزانے کسی نام نہاد مولوی کی میراث نہیں ہیں، تمام مخلوقات اور تمام انسان بلاتفریق مذہب وملّت اس شاندار خزانے سے بلا روک ٹوک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مذہب اسلام جو سراسر سلامتی کا مذہب ہے اس کے دروازے پر کسی مولوی کو سانپ بن کر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے، اس کو مذہب اور حُبّ، رسول کے نام پر کسی کو ڈسنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اُس رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے جس نے اپنے کسی دُشمن سے اپنے نفس کے لیے بدلہ نہیں لیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپؐ نے اپنے نفس کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ **"ما انتقم رسول اللہ ﷺ لنفسه فی شی"**۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ مشرکین پر بددُعا فرمایئے تو فرمایا: **ما ابعث لعانا و انما بعثت رحمة**۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح مسلم) نذیر فتح پوری کی ایک غزل سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

جشنِ نمرود مناتے ہیں تیرے شہر کے لوگ
مجھ کو شُعلوں میں جلاتے ہیں ترے شہر کے لوگ
اتنے فرعون صفت ہوں گے یہ معلوم نہ تھا
مجھ کو سُولی پہ چڑھاتے ہیں ترے شہر کے لوگ
اب بھی راون کی صفت رکھتے ہیں رکھنے والے
اب بھی سیتا کو چُراتے ہیں ترے شہر کے لوگ
مجھ کو اس دور کا سقراط سمجھ کر ہی نذیرؔ
زہر کا جام پلاتے ہیں ترے شہر کے لوگ

سلمان تاثیر کی پہلی برسی کے موقع پر ممتاز قادری کے اہل خانہ کا کہنا ہے کہ جن مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے قانونی جنگ سمیت ممتاز قادری کی ہر طرح کی سپورٹ اور قصاص کے طور پر کروڑوں روپے دینے کے دعوے کیے تھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب یہ سب بادلوں کی طرح چھٹ چکے ہیں، اکثریت اپنے تئیں بیان بازی کر کے ہی ''شہیدوں'' میں اپنا نام لکھواتی رہی ہے۔ سُنّی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحب زادہ فضل کریم ایم این اے جو گزشتہ سال سلمان تاثیر کے قتل کے موقع پر ممتاز قادری کی حمایت میں سب سے آگے نظر آ رہے تھے، انہوں نے کسی ایک موقع پر بھی ممتاز قادری کے اہل خانہ سے رابطہ نہیں کیا۔ ممتاز قادری نے اپنی سزائے موت کے خلاف اپیل دائر کی ہوئی ہے۔

(رپورٹ مرزا عبدالقدوس روزنامہ اُمّت کراچی ۵ جنوری ۲۰۱۲ء)

صدر ایوب کی نگاہِ بصیرت

پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان نے کہا تھا:۔

''(اسلام تمام اچھائیوں کا سرچشمہ ہے)۔۔آپ نے کبھی اس پر غور کیا ہے کہ اس دین کے ساتھ کیا بیتی ہے۔ ایک طرف اس دین کو دیکھئے اور دوسری طرف عالم اسلام کی طرف نگاہ ڈالیے بات نکھر کر سامنے آ جائے گی۔ آج ساری دُنیا کے مسلمان سب سے زیادہ پیچھے اور سب سے کم تعلیم یافتہ ہیں۔ کیا یہ صورت حال ایسی تشویش انگیز نہیں کہ ہم سَر جوڑ کر بیٹھیں اور اس پر غور کریں کہ اس دین کے

نام لیواؤں کی ایسی حالت کیوں ہوگئی؟ ہم سے کہاں غلطی ہوئی ہے؟ اور اس کے ازالہ کی کیا صورت ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ ہر اُس مسلمان کا فریضہ ہے جسے دیدہء بینا عطا ہوا ہے کہ وہ سوچے کہ وہ ہمارے اس زوال کے اسباب کیا ہیں؟ (بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۳۲۴)

خواجہ صابر کی کرامتیں

خواجہ سیّد علی احمد صابر (آپ کا تخلص صابرؔ کے علاوہ علاؤالدین ۵۹۲ ہجری تا ۶۶۹ ہجری، متوفن کلیر شریف) جب چار سال کے ہوئے تو آپ کی زبان سے نکلا "**لا موجود لا اله الا اللّٰہ**" اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ آپ کو حضرت بابا فرید الدینؒ نے خلافت عطا کی تھی اور آپ کو کلیر بھیج دیا تھا۔

ایک دفعہ جب رئیس کلیر نے آپ کو جامع مسجد میں نماز سے پہلے پہلی صف سے اُٹھا کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ تو آپ باہر تشریف لے آئے اور مسجد کو دیکھ کر کہا تُو نے ان لوگوں کو صحیح سلامت چھوڑ دیا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم گری اور وہ سب کے سب دَب کر مَر گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے اس فرمان عالی سے وہ سجدہ میں گری اور سب کے سب مَر گئے۔ ۲۱ یا ۳۱ ہزار لوگ مرے تھے۔ (اتنا غصہ اسلام میں جائز نہیں کہ بے گناہ مسلمان نمازیوں کو مسجد میں ہلاک کر دیا جائے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے کافر و مشرک دُشمنوں سے ایسا ہی سلوک کیا تھا؟) آپ کی والدہ کے اصرار پر بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی لڑکی خدیجہ عُرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حُجرے میں روشنی کی اور دُلہن کو حُجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ حُجرے میں تشریف لے گئے تو روشنی اور ایک عورت کو بیٹھے دیکھ کر متعجب ہوئے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ دلہن نے جواب دیا آپ کی بیوی ہوں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دِل میں دو کی جگہ کو محبت دوں؟ میں تو ایک کو دِل میں جگہ دے چکا ہوں اور دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی حُجرے سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے دُلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ (کیا رسول اللہ ﷺ کے دِل میں اللہ نہیں تھا؟ آپؐ نے صرف ایک شادی نہیں کی بلکہ کئی شادیاں کیں۔ بابا صاحبؒ کی بیٹیا رانی کا کیا قصور تھا کہ اُسے جلا کر

خاکستر کر دیا؟) خواجہ صابر صاحب کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی جب آپ کی خدمت میں رہے تو کئی بار اندھے اور کئی بار لنگڑے ہوئے۔ جب آپ فرماتے شمس الدین کیا لنگڑا ہو گیا ہے جو چلا نہیں جاتا؟ وہ فوراً لنگڑے ہو جاتے۔ اور آپ جب فرماتے کیا اندھا ہو گیا ہے؟ وہ فوراً اندھے ہو جاتے۔ پھر آپ ہر مرتبہ ان کے لیے دُعا فرماتے اور وہ آپ کی دُعا سے پھر اچھے ہو جاتے۔ (بلاتبصرہ)

(تذکرہ انوار صابری دار االاحسان پبلیکیشنز والا قطاب فارسی صفحہ ۱۸۲ بحوالہ آئینہ یو کے ڈاٹ کام ۴ جنوری ۲۰۱۱ء)

بدی پر غیر کی ہر دَم نظر ہے　　مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

میلاد النبی

مصنف شاہراہ بہشت امیر حمزہ لکھتے ہیں:۔

''سب سے پہلے عید میلاد النبی ﷺ کی ایجاد چوتھی صدی ہجری میں فاطمی خُلفاء کے ہاتھوں ہوئی۔ جو کٹر رافضی تھے۔ جن کی گمراہی میں معمولی سا بھی شک نہیں۔ ان کے بعد ایک خلیفہ افضل بن امیر الجیوش نے میلا دوغیرہ بند کر دیا۔ پھر عیسائیوں کی دیکھا دیکھی عراق کے بادشاہ اربل نے ۶۰۴ھ ہجری میں میلاد منانا شروع کر دیا۔''

امیر حمزہ کہتے ہیں کہ لاہور میں سب سے پہلے عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالنے کا بہت سے گروپ دعویٰ کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ تکیہ سادھوواں کو چہ چابک سواراں رنگ محل کے گدّی نشین عنائت قادری کو بانی اور موجد مانتے ہیں۔ اکثر اشتہارات میں ''بانی جلوس عید النبی'' لکھا ہوتا ہے۔

(شاہراہ بہشت از امیر حمزہ۔ صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴)

کون مسلمان ہے؟

مشہور کالم نگار جناب نذیر ناجی فرماتے ہیں:۔

''نفاذ اسلام کا نعرہ سب سے پہلے یحیٰی خان کے دور حکومت میں لگا۔ اور اندازہ تھا کہ بڑی تعداد میں مذہبی جماعتیں اسمبلی میں آئیں گی۔ جب انتخابی نتائج سامنے آئے تو اسلام کے نام پر ووٹ

مانگنے والوں کا صفایا ہو گیا۔ بھٹو اچھی طرح ایک موئثر اور مستحکم حکومت چلا رہے تھے۔ مذہبی جماعتوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے احمدیوں کے خلاف تحریک شروع کی۔ خُدا جانے بھٹو صاحب کو کیا سوجھی کہ اُنھوں نے پہلی مرتبہ (پندرہ سو سال میں) کسی جمہوری ملک کے آئین میں شہریوں کے مذہب کے بارے میں فیصلہ دے دیا کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں ہے؟ اس کے بعد بھی قومی اتحاد شکست کھا گیا۔ بھٹو کے بعد ضیاء نے اسلام کے نعرے سے امریکیوں کے پیسے اور اسلحے سے مجاہدین کی مدد کی۔ اب تحفظ ناموس رسالت کا نعرہ اگلے انتخابات کی تیاری کا حصہ ہے۔'' (جنگ لندن ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

آفتاب صدق

مشہور معاند احمدیت سعد اللہ لدھیانوی جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دشمن تھا جب اس نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف زبان درازی کی تو ڈاکٹر اقبالؔ نے اس کی ہجو لکھی اور حضرت مرزا صاحب کو ''آفتاب صدق'' قرار دیا۔ اقبالؔ لکھتے ہیں ؎

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی　　خوب ہوگی مہتروں میں قدر دانی آپ کی

بیت بازی آپ کی بیت الخلا سے کم نہیں　　ہے پسند خاکروباں شعر خوانی آپ کی

آفتاب صدق کی گرمی سے گھبراؤ نہیں　　حضرت شیطاں کریں گے پاسبانی آپ کی

(سعد اللہ اپنی گندہ دہانی میں بڑھتا ہی چلا گیا اور آخر کار **انی مهین من اراداهانتك** کے نیچے آکر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر ناکام و نامراد و مقطوع النسل ہو کر اس جہان سے دوسرے جہان میں بطور مجرم حاضر ہو گیا) (بحوالہ ''اقبال اور احمدیت'' صفحہ ۲۶۲ از شیخ عبدالماجد)

ہیچ کافر را بخواری منگرید　　کہ مسلماں بودنش باشد اُمید

فاسق کی دُعا

مولانا عبدالغفور حیدری کہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمان (مولانا مفتی محمود کے بیٹے) نے خانہ کعبہ میں گڑگڑا کر دُعائیں مانگیں تو صورت حال تبدیل ہوگئی اور ایم کیو ایم الطاف حسین کی جماعت

حکومت سے علیحدہ ہوگئی۔ (۴جنوری ۲۰۱۱ء جسارت)

مولانا کی دعائیں رنگ لائیں اور ایم کیو ایم حکومت سے علیحدہ ہوگئی۔ وزیراعظم نے بھی اس صورتحال پر ضرور دعائیں مانگی ہوں گی اس لیے آج مورخہ ۷جنوری ۲۰۱۱ء کو یوسف رضا گیلانی کی دُعائیں رنگ لے آئی ہیں اور ایم کیو ایم دوبارہ حکومت کا حصہ بن گئی ہے۔ قارئین کرام! دراصل مولوی سے اللہ ناراض ہے۔ اگر ناراض نہ ہوتا تو بقول مولوی صاحب، فاسق کی دُعا نہ سنی جاتی۔ مولوی لوگ داڑھی مُنڈے کو فاسق کہتے ہیں۔

مرزائی سچے ھیں

مولانا عبدالقادر رائے پوری فرماتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان نے ایک مرتبہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائی تھیں۔ اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے۔ میں نے بھی دیکھیں قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہوگیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ مرزائی سچے ہیں۔ (سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری صفحہ ۵۶)

یہ مولانا کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے اپنے دِل کا کہنا نہ مانا، مولوی احمد رضا بریلوی کو اپنا لیا۔ اگر احمدی ہوجاتے تو اعزاز پا جاتے مگر کیا کیا جائے ان کی قسمت میں گمنامی کی موت تھی۔

مسلمان

مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب نے فائرنگ سے ہلاک ہونے سے قبل جو آخری تحریر لکھی وہ احمدیوں کے خلاف نفرت کا اظہار اور لوگوں کو بدگمان کرنے کے لیے تھی۔ اس تحریر میں مولانا نے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ زہر اگلنے کے بعد اس تحریر کے آخری حصے میں لکھتے ہیں کہ ''اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے (اگر عالم ہوجائیں تو مولانا لوگوں پر تھوتھو کریں گے) یہ کہہ دیتے ہیں کہ جب قادیانی قانوناً غیر مسلم قرار پا چکے ہیں تو اب ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں باور کرایا جائے کہ بے شک قادیانی غیر مسلم تھے اور ہیں، مگر انہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم

نہیں کیا، بلکہ وہ برابر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرتے آئے ہیں۔ (جنگ ۱۴مارچ ۲۰۱۰ء)

معزز قارئین! جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے کوئی مولوی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تُو مسلمان نہیں۔ اور ایک سچا مسلمان، مولوی کو خوش کرنے کے لیے کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ غیر مسلم ہے۔ مولوی کی انہیں خباثتوں کی وجہ سے غیر مسلم مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اسلام جیسے پُرامن مذہب کو مولویوں نے اپنی جاگیر سمجھ رکھا ہے جسے چاہیں اسے نکال باہر کرتے ہیں۔ ایک بات سچ ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور رسول اللہ ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں، کسی مولوی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کو خُدا کی واحدانیت کے اقرار اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کے باوجود اسے یہ کہے کہ تُو مسلمان نہیں۔ اگر کسی میں کجی پائی جاتی ہے تو اللہ اس کا خود حساب لے گا۔ مولانا سعید احمد جلال پوری نے بچپن سے لیکر قتل ہونے تک کوشش کی کہ احمدی مسلمان، خود کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں مگر ایک احمدی کو بھی مسلمان کہلانے سے نہ روک سکے۔ سر سیّد احمد خاں نے کہا ہے کہ: ہر حال میں سچ بولو، جو کہو وہی کرو اور وہی کہو جو کرو میرے نزدیک نہایت کمینہ اور بدذات وہ شخص ہے جو کہتا کچھ ہو اور کرتا کچھ ہو اور اس سے بھی بدبخت وہ شخص ہے جو شریعت کے حُکم سے باخبر ہو اور پھر لوگوں کی شرم اور رسم ورواج کی لاج سے یا ملامت کے خوف اور لعن طعن کے ڈر سے اُس حُکم کو بجالانے میں تامل کرے۔ (مقالات سر سیّد احمد خان از مولانا محمد اسماعیل پانی پتی)

ٹیڈی

مولانا محمد حکیم اختر صاحب نے فرمایا کہ امریکہ جاتے ہوئے جرمنی کے فرانکفورٹ ائیر پورٹ پر ایک ٹیڈی بہت شوخ طرح طرح کے کرتب دکھاتی تھی (مولانا بغور دیکھ رہے تھے) سامنے میز تک جاتی پھر واپس آتی تھی، پھر بلا مقصد جاتی تھی۔ ہمارے ایک دوست جو ساتھ تھے یہ دیکھ کر پاگل ہو گئے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ یہ لڑکی تو مجھے پاگل کیے دے رہی ہے۔ (آج کل کے مرید، پیر سے چار ہاتھ آگے ہوتے ہیں) میں نے کہا ٹیڈی اگر مل بھی جائے تو اس کے پاس کیا ہے۔

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو اے میؔر جلدی سے کر تُھو

اگر ان حسینوں کے سوراخ میں مُشک وزعفران ہوتا تو پھر بہت کم ولی اللہ ہوتے۔ جتنے فقیر

ہیں پیالے لے کر کھڑے رہتے اور کہتے میرے پیارے ذرا سا ایک لینڈ نکال دے، گھر میں آٹا نہیں ہے، بچے بھوکے مَر رہے ہیں۔لیکن اللہ نے پرچہ آسان کر دیا۔اس لذت کے مقام پر پیشاب اور پاخانے کا مرکز بھی متصل ہے تاکہ میرے عاشقوں کو نظر بچانا آسان ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کا احسان اور ان کی رحمت ہے کہ گُو اور مُوت کی وجہ سے بچنا آسان ہو گیا۔

(ارشادات درد دِل ملفوظات صفحہ ۴۷، ۴۸، ۱۶۶ اشائع کردہ کتب خانہ مظہری)

صاحبِ اقتباس کا ایک شعر ہے ۔

میرے پینے کو دوستو سُن لو — آسمانوں سے مے اُترتی ہے

طاہر القادری کو بشارت

اتنی ہی دشوار اپنے عیب کی پہچان ہے — جس قدر کرنی ملامت اور کو آسان ہے

قاری محبوب رضا خان لکھتے ہیں:۔

’’خودستائی وخودنمائی وخود بینی وخود فریبی کی حد ہے کہ خودسرائی کی بے سُری تان اُڑاتے ہوئے نہایت بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ خودساختہ من گھڑت حکایات کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی طرف کر دی اور یہ دروغ بے فروغ لکھ مارا کہ فخر موجودات علیہ الصلوۃ والسلام نے (والد طاہر القادری) کو طاہر کے تولد ہونے کی بشارت دی اور نام بھی خود تجویز فرمایا سرکار دوجہاں ﷺ نے خود ان کے والد گرامی کو خواب میں حکم دیا کہ طاہر کو ہمارے پاس لاؤ۔پھر طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا اور اسے ہر ایک میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا میں (طاہر) وہ دودھ تقسیم کرنے لگا۔اتنے میں آپؐ نے میری پیشانی پر بوسہ دے کر مجھ پر اپنا کرم فرمایا۔‘‘

(فتنہ طاہری کی حقیقت از قاری محبوب رضا خان ۔صفحہ ۲۴ شائع کردہ قطب مدینہ پبلشرز)

مولوی طاہر القادری صاحب قومی ڈائجسٹ کو دیے گئے انٹرویو میں کہتے ہیں:۔

’’مجھے رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی اور فرمایا کہ تم اللہ کے دین کی سر بلندی، میری سُنّت کی خدمت اور میری اُمّت کی نصرت کا کام کرو۔میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نا اہل اور ناتواں انسان ہوں اور خطا کار ہوں اور اس لائق نہیں کہ یہ کام

کر سکوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم شروع کرو، اللہ تمہیں توفیق اور وسائل دے گا۔منہاج القرآن کا ادارہ بناؤ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں لاہور میں تمہارے ادارے میں آؤں گا۔‘‘

(بحوالہ فتنہ طاہری کی حقیقت از قاری محبوب رضا خان۔ماہنامہ قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۰، ۲۲، ۲۳)

اس انٹرویو پر تبصرہ کرتے ہوئے قاری محبوب رضا خان لکھتے ہیں:۔

’’مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص حضور ﷺ پر جھوٹ کا اختراع کرے وہ جہنمی ہے خود ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ کا اختراع کرے اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرنا چاہیے مگر پروفیسر (طاہر) کو خُدا کا خوف بھی نہیں رہا کہ اس قسم کی جھوٹی خوابیں بیان کر کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے۔پروفیسر صاحب اپنے اکابرین دیوبند کی سُنّت پر عمل کر رہے ہیں۔"**لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین**" کس قدر سچ یہ بات ہے کہ "**الدنیا زور ولا یحصلھا الا یزور**"۔پروفیسر صاحب کے والد صاحب کیا تھے؟ ان کے متعلق پروفیسر صاحب کے استاد مفتی عبدالرشید جامعہ قطبیہ جھنگ اور جامعہ رضویہ مظہر السلام فیصل آباد کے استاذہ مولانا حافظ احسان وغیرہ کے علاوہ مولانا محمد حیات صاحب اور حاجی صوفی اللہ رکھا صاحب ابھی بقید حیات ہیں ان سے پوچھ لیجیئے کہ ڈاکٹر فرید الدین محلّہ ترکھان جھنگ کے سیدھے سادے کلین شیو ڈنگروں کے ڈاکٹر تھے آخر میں خشخشی داڑھی رکھ لی تھی۔’’لالیا‘‘ کے ڈنگر ہسپتال میں تعینات تھے۔جن کو پروفیسر کے حواریوں نے ’’عدیم المثال خطیب، بلند پایہ عالم، جلیل القدر طبیب‘‘ بنا دیا۔برعکس نہند نام زنگی کافور، خُدا را غور کا مقام ہے جو شخص جھوٹی من گھڑت خوابیں بیان کر کے ان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنے سے نہیں شرماتا وہ دین میں کیا کچھ فتنے نہ جگائے گا۔اللہ مسلمانوں کو اس کے شَر سے مامون رکھے اور اس کے دجل و فریب کی زرین چکا چوند سے دھوکہ نہ کھائیں۔آمین۔

(فتنہ طاہری کی حقیقت از قاری محبوب رضا خان صفحہ ۲۷ قطب مدینہ پبلشرز)

نیز طاہر قادری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میرے والد کو رسول اکرم ﷺ نے میری صورت میں بیٹے کی بشارت دی اور بارہ سال بعد رسول اللہ نے میرے والد سے کہا کہ طاہر اب سنِ شعور کو پہنچ چکا ہے اپنا وعدہ پورا کرو۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۶ء)

جیب بھرو پیر اور مولوی

محمد پالن حقانی گجراتی صاحب لکھتے ہیں:۔

’’ہماری نظروں کے سامنے ہے کہ حق پرستوں پر ظلم کیے جار ہے ہیں اُن کی باتیں نہیں سُنی جاتیں، اُن کو وعظ کرنے کی اجازت نہیں ملتی، اُن کے واعظ میں جانے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے مگر بستی میں شراب پینے، جواء کھیلنے، زنا کاری کرنے، چوری کرنے، رنڈیوں کے ناچ، قوالیوں کی محفلیں اور بھانڈ، گویوں کے کھیل تماشے کو کوئی نہیں روکتا، ناٹک سینما دیکھنے والوں کو، تاشے، باجے، اور ریڈیو بجانے والوں کو اور شطرنج تاش کھیلنے والوں کو کوئی نہیں روکتا۔ اگر کوئی روک ٹوک ہے تو صرف واعظ کرنے پر ہے اور وہ بھی کہاں! اللہ کے گھر میں یعنی مسجد میں بورڈ لگا دیے جاتے ہیں کہ یہاں پر کوئی صاحب واعظ نہ کرے اور بعض جگہ پر تو نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ مسجدوں میں بورڈ لگا دیے جاتے ہیں کہ وہابیوں کو، نجدیوں کو، دیوبندیوں کو، غیر مقلدوں کو، تبلیغی جماعت والوں کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی مسجد میں کسی انسان کو نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی جائے تو اس مسجد میں جمعہ کی نماز یا عید کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ جمعہ اور عید کی نماز کے لیے اذن عام ہونا شرط ہے یعنی عام لوگوں کو نماز کے لیے آنے کی اجازت ہونی چاہیے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اب یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اس قسم کی مخالفت کر کے ہزاروں کی نماز باطل کر دیتے ہیں اور اوپر سے اپنے آپ کو اہل سُنّت والجماعت اور عاشق رسول ﷺ سمجھتے ہیں۔ حد ہے کوئی جہالت کی۔‘‘

(شریعت یا جہالت از محمد پالن حقانی گجراتی صفحہ ۴۵، ناشر دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی)

عبدالستار ایدھی

عبدالستار ایدھی نے کہا ہے:۔

’’ختم نبوت پر یقین رکھتا ہوں۔ میری خطا یہ ہے کہ انسانیت کے ناطے کام کرتا ہوں۔ انسانیت کی خدمت کے لیے کوئی بھی مجھے چندہ دے، میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ہم سب میں اکثر زکوٰۃ چور، ٹیکس چور اور فضول خرچ ہیں۔ وہ کہاں سے مسلمان ہو گئے؟ کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل سے میں سُنّی العقیدہ مسلمان ہوں، پانچ وقت نماز پڑھتا ہوں اور ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتا ہوں تاہم مجھے کوئی کچھ بھی کہے، میں ان کے فساد میں نہیں پڑتا۔ میں مولوی نہیں بلکہ ایک سیدھا سادھا مسلمان ہوں۔ انہوں نے کہا میری جنگ ظُلم کے خلاف ہے۔ ظُلم چاہے کسی بھی روپ میں ہو، ظُلم ظُلم ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا میں ہر جگہ انسانیت کا پیغام دینے جاتا ہوں۔ اسلام کے طریقے سے دولت تقسیم کرنے، ظُلم، غُربت، مہنگائی ختم کرنے کے لیے ہمیں کام کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا مجھے جب دیکھو اسلام سے خارج کر دیا جاتا ہے اور بعد میں مجھے کلمہ پڑھا کر دوبارہ مسلمان بنا دیا جاتا ہے۔‘‘ (جنگ ۲۷ اپریل ۲۰۱۱ء)

’’ملک کو فرقہ پرستی میں تقسیم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پارا چنار نہیں بناؤ۔ مُلک میں عوام کو مذہبی فرقہ پرستی اور نسل پرستی کی بُنیاد ڈال کر تقسیم کیا جا رہا ہے اور بے وقوف بنایا جا رہا ہے تاکہ اپنے مفادات اور اقتدار کو طول دے سکیں۔ میری عوام سے اپیل ہے کہ وہ رنگ، نسل، فرقہ پرستی اور قومیتوں کی پیدا کردہ مصنوعی دیوار کو توڑ کر ایک ہو جائیں اور ظالموں کے خلاف جہاد کر کے غُربت، بھوک، افلاس سے نجات حاصل کریں۔‘‘ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ مئی ۲۰۱۱ء)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ کے بندوں میں اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔۔۔ بدنصیب ہے وہ جو نام نہاد علماء کو عالم سمجھ کر علم حاصل کرتا ہے۔ ان کے پاس کہانیاں ہی کہانیاں ہیں۔ علم حقیقی سے نابلد ہیں۔ مولانا عبدالستار کی کامیابی کی وجہ اُن کا انسانیت کے لیے خود کو بھول جانا ہے۔ آپ کافر کافر، مرتد مرتد کے کھیل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، آپ عطیہ دینے والے کے فرقے کو نہیں اس کے اخلاص کو دیکھتے ہیں۔

کالی صومالی

حسین امیر فرہاد لکھتے ہیں:۔

’’سعودی عرب میں بوسنیا سے لائی گئی عورتوں کے ساتھ عجیب واقعہ ہوا۔ اوقاف وترکات نے اعلان کیا کہ کچھ مسلمان بوسنیائی خواتین آئی ہیں، جو بھی مسلمان شادی کا خواہش مند ہو بیس ہزار

ریال ادا کر کے شادی کرے، یہ کارِ خیر ہے ان بے سہارا عورتوں کو سہارے کی ضرورت ہے۔ یوم مقررہ پر (زیادہ تر) پاکستانی گئے۔ عورتوں کی ایک جھلک دکھائی گئی لوگ دیوانے ہو گئے ہر شخص نے بیس ہزار ریال جمع کروائے جس کے پاس نہ تھے اُس نے اُدھار لیے، ان میں ساٹھ سال تک کے بوڑھے بھی تھے۔ سکرٹ میں ملبوس ہر عورت خوبصورتی میں ڈیانا کی بہن لگتی تھی۔

یوم مقررہ پر جب تمام امیدوار ڈلیوری لینے گئے تو اوقاف کے مدیر نے تقریر کی۔۔ بیشک آپ نیک لوگ ہیں جوان بے سہارا عورتوں کو سہارا دینے چلے آئے، مگر حقیقت یہ ہے کہ کچھ عورتیں صومالیہ کی خانہ جنگی کے بعد آئی ہیں، لہٰذا قرعہ اندازی کے ذریعے ان عورتوں کی تقسیم ہو گی یا نصیب جس کو جو ملے۔ اس پر بڑا ہنگامہ ہوا، پاکستانیوں نے پیسوں کی واپسی کا مطالبہ کیا اور کہا یہ سراسر دھوکہ ہے مال دکھایا تھا ایک اور دے رہے ہیں دوسرا؟ اگر قرعہ اندازی میں کالی صومالی نکل آئی تو کیا ہو گا؟ حکومت کو ان کی رقم واپس کرنی پڑی۔" (حقائق اور افسانے از حسین امیر فرہاد صفحہ ۲۷)

ڈاکو پیر

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ اپنے مریدین سے فرمانے لگے:۔

"تم کہاں میرے پیچھے لگ گئے؟ میرا حال تو اس پیر جیسا ہے جو حقیقت میں ایک ڈاکو تھا۔ اُس ڈاکو نے جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پیروں کے پاس جاتے ہیں، اُن کے پاس ہدیے لے جاتے ہیں، اُن کے ہاتھ چومتے ہیں۔ یہ تو اچھا پیشہ ہے۔ میں خواہ مخواہ راتوں کو جاگ کر ڈاکے ڈالتا ہوں۔ پکڑے جانے اور جیل میں بند ہونے کا خطرہ الگ ہوتا ہے۔ مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ پیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے۔۔ میرے ہاتھ چومیں گے۔ میرے پاس ہدیے تحفے لائیں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اُس نے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا اور ایک خانقاہ بنا کر بیٹھ گیا۔ لمبی تسبیح لے لی، لمبا کُرتہ پہن لیا اور پیروں جیسا حُلیہ بنا لیا اور ذکر اور تسبیح شروع کر دی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ کوئی اللہ والا بیٹھا ہے۔۔۔ اور بہت بڑا پیر معلوم ہوتا ہے۔ اب لوگ اس کے مُرید بننا شروع ہو گئے یہاں تک کہ مُریدوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہو گئی۔ کوئی ہدیہ لا رہا

ہے۔۔ کوئی تحفہ لا رہا ہے۔۔۔ خوب نذرانے آ رہے ہیں۔ کوئی ہاتھ چوم رہا ہے۔۔ کوئی پاؤں چوم رہا ہے۔ ہر مُرید کو مخصوص ذکر بتا دیتے کہ تم فلاں ذکر کرو۔ تم فلاں ذکر کرو۔"

(ارشادات اکابر از جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صفحہ ۲۱۱)

غلاظت کے کیڑے

حسین امیر فرہاد صاحب تقریباً تیس سال عرب ممالک میں رہائش پذیر رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کویت کا واقعہ ہے کہ ایک بار میں کسٹم ڈیپارٹمنٹ گیا، آفیسر کو کارڈ دکھایا کہ میرا پارسل آیا ہے اس نے کہا انتظار کرو۔ وہ کاؤنٹر کے ایک طرف تھا میں دوسری طرف، اتفاق سے اس سے قینچی میری طرف گر گئی۔ اُس نے مجھ سے کہا "رفیق قینچی پکڑا دو" (واضح رہے کہ کلمہ رفیق میں ایک چھپی گالی بھی ہے جسے عام آدمی نہیں جان سکتا) میں نے کہا "**عیب علیك تقلّی رفیق ما تعرف انا اخوك من مواليد لغاية الموت**" یعنی بُرائی تمہاری طرف رُخ کرے مجھے رفیق کہتے ہو جبکہ میں پیدائش سے لے کر موت تک تمہارا بھائی ہوں۔ اپنے بھائی کو نہیں پہچانتے؟ میرا یہ کہنا تھا کہ اُس نے دو ہتڑ اپنے مُنہ پر مارے عقال (سر والی کالی رسّی) کُھل کر گلے میں آ گئی اور اُس نے رونا دھونا شروع کیا۔ دوسرے افسران بھی اس کاؤنٹر پر آ گئے، اندرونی آفس سے مدیر بھی نکل کر آیا، اُس سے کہا ماجد کیا بات ہے؟ کہا جناب ہم تباہ ہو گئے، برباد ہو گئے۔ اب ہند میں بھی ہمارے بھائی پیدا ہونے لگے۔ یہ ہندی کہہ رہا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔۔۔ مدیر جو سگریٹ کے کش لگا رہا تھا، مجھ سے کہا اتنی زیادتی، تمہیں جرآت کیسے ہوئی ایک عرب کو بھائی کہتے ہوئے؟ میں نے کہا "**واللّٰه قريت فی القرآن الحكيم انما المومنون اخوته**" پڑھا تھا قرآن کریم میں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور یہ حدیث بھی کہ "**كل كم ابناء آدم و آدم من تراب تم**" تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

مدیر نے سگریٹ زمین پر پھینک کر بوٹ کی ایڑی سے مسل دیا اور کہا "**آيات القرآنيه طبعك دعسنا مثل هذا سجاره هل فی معك شی غير من هذا**" یعنی تیری قرآنی آیات کو تو میں نے اس سگریٹ کی طرح مسل دیا اس کے علاوہ کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو۔ اور کہا "**او عك**"

دیر بالك" دھیان دینا خبردار! آئندہ کسی عربی کو بھائی مت کہنا اور دوسری بات یہ سُن لو کہ تم نے جو حدیث پڑھی کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ سیدنا آدمؑ جنّت سے اس لیے نکالے گئے تھے، کہ انہیں بیت الخلاء کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ انہوں نے زمین پر آ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی حاجت پوری کی۔ تو سیدنا آدمؑ کا قد بہت لمبا تھا سری لنکا میں ان کے قدم کا نشان ہے جو ''وار ونصف''، یعنی ڈیڑھ گز لمبا ہے اس حساب سے ان کے پاخانے کی ایک اچھی خاصی ڈھیری بن گئی۔ چار پانچ دن بعد سیدنا آدم کا اُس راستے سے گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُس غلاظت کے ڈھیر میں سے کیڑے رینگ رینگ کر نکل رہے ہیں۔ تو سیدنا آدمؑ نے کیڑوں کو دیکھ کر کہا "**یا دود انتم تکوا هنود**" (عربی میں زیادہ کیڑوں کو دود کہتے ہیں) اے کیڑو! تم آج سے ہندوستانی ہو، تو اہل ہند تمام کے تمام سیدنا آدمؑ کی غلاظت کے کیڑے ہیں۔ پھر سیدنا آدمؑ مکّہ آئے تو ہم عرب پیدا ہوئے۔ اس لیے ہمیں کبھی بھائی نہ کہنا۔ آئندہ یہ غلطی نہ ہونے پائے۔

(حقائق اور افسانے از حسین امیر فرہاد صفحہ ۴۳)

مولوی کے مفادات

مولوی مُرشد اُس وقت تک آپ کے کام آتا ہے جب اس کے مفادات کو خطرہ نہ ہو۔ مثلاً آپ نے دیکھا ہوگا کہ مرنے والے کے گھر میں تیجا، دسواں، جمعہ، چہلم اور برسی پر دیگیں پکتی ہیں۔ جبکہ مشہور حدیث ہے "**من اکل طعام فی بیت المیّت فهوا حرام**" جس کسی نے مُردے کے گھر کھانا کھایا وہ حرام ہے۔ اب یہ مسئلہ مولوی کیوں بتائے؟ اس میں اس کے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بیچارے کو ایک آدھ بار کہیں بہتر غذا نصیب ہوتی ہے، اس سے بھی جاتا رہے گا۔ تو جنگ ہے مفادات کی، اصولوں کی نہیں۔

(حقائق یا افسانے از حسین امیر فرہاد صفحہ ۳۸)

انسانیت سوز جرائم

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی تازہ ترین سالانہ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۰ء کے دوران پاکستان میں ایک ہزار سات سو نوّے عورتیں قتل کی گئیں۔ ۴۲۵ عورتیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں

ماری گئیں، ۲۲۵ کو ان کے بھائیوں نے قتل کیا، ۵۸ عورتوں کو اُن کے حقیقی بیٹوں نے قتل کیا، ۵۰ عورتوں کو اُن کے والد صاحبان نے قتل کیا، ۶۳ عورتوں کو اُن کے سُسرال والوں نے قتل کیا، ۲۲۸ عورتوں کو اُن کے قریبی عزیزوں نے قتل کیا، کم از کم ۱۸ عورتوں کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا اور آٹھ کو قتل کرنے سے پہلے اجتماعی بے آبرو (گینگ ریپ) کیا گیا۔ سال ۲۰۱۰ء کے دوران ۱۹۷ خواتین نے خودکشی کرنے میں کامیابی حاصل کی جبکہ ۴۱۴ عورتوں کو بچا لیا گیا۔ سال ۲۰۱۰ء کے دوران چاروں صوبوں میں کم از کم ۲۹۰۳ عورتوں کو بے آبرو کیا گیا ان میں سے ۵۱ کے ساتھ گینگ ریپ کیا گیا۔ (گویا ہر روز آٹھ خواتین بے آبرو کی گئیں) تفصیلات کے مطابق صوبہ خیبر پختونخواہ میں سرکاری اعداد و شمار معلوم نہیں ہو سکے پولیس تھانوں سے ملنے والی معلومات کے مطابق ۵۲ عورتوں کی عزت لوٹی گئی اور اتنی ہی تعداد میں خواتین کو اغواء کیا گیا۔ صوبہ سندھ میں ۲۳۴ خواتین کی عزت لوٹی گئی ۵۰ گینگ ریپ ہوئے۔ بلوچستان میں ۳۲ خواتین کو بے آبرو کیا گیا اور پنجاب میں عزت لوٹنے کی ۲۵۸۱ وارداتیں رجسٹرڈ ہوئیں۔ یہ اعداد و شمار اصل وارداتوں کا سوواں حصہ بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عزت لُٹنے کی رپورٹ درج کروانے کے لیے انسانی حقوق کے کمیشن جتنے بڑے ادارے اور مختاراں مائی جتنے حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (لیکن یاد رہے کہ عدالت نے ثابت کر دیا ہے کہ مختاراں مائی جھوٹی ہے اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی گئی تھی۔ اُس کے جھوٹ کی وجہ سے چودہ بے گناہ کئی برس تک جیل میں بند رہے۔ مختاراں مائی کو اس کے جھوٹ کی وجہ سے عالمگیر شہرت اور ڈھیروں دولت ملی تھی)

مشہور کالم نگار جناب منو بھائی لکھتے ہیں:۔

سب سے زیادہ انسانیت سوز جرائم چھوٹے نابالغ بچوں کے ساتھ جنسی جرائم ہیں جن کو عام طور پر درندگی کی وارداتیں کہا جاتا ہے جبکہ درندے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کرتے۔ کبھی کسی درندے نے نابالغ درندے کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کی ''درندگی'' کا مظاہرہ نہیں کیا۔ درندے اپنی تمام تر درندگی کے باوجود قدرت کے خلاف نہیں جاتے۔ اسی لیے جائزوں میں ایسی درندگی کے واقعات کو شامل نہیں کیا جاتا۔ (نابالغ بچوں سے درندگی کرنے والوں میں عام طور پر مسجدوں میں قرآن پڑھانے والے معلم، استاد، رشتہ دار اور ہمسائے ملوث ہوتے ہیں) (جنگ لاہور جمعرات ۱۲ مئی ۲۰۱۱ء مضمون از منو بھائی صفحہ ۳)

نام نہاد مولوی جو خود کو وارثان انبیاء قرار دیتے نہیں تھکتے اُن کو بزبان شاعر یہی کہا جا سکتا ہے۔

کیا شکایت کوئی تمہاری کرے — تم کو کیا ہے کوئی جیے کہ مرے

گناھوں کی نیلامی

جیب کاٹنے، بھیک مانگنے اور بدکاری کے ٹھیکے نیلام

حسین امیر فرہاد صاحب لکھتے ہیں:۔

"تفصیل کچھ یوں ہے کہ ذی الحج کی ایک رات گیارہ بجے پاکپتن کے ایک خفیہ مقام پر جسم فروش عورتوں، جیب تراشوں اور بھیک مانگنے والے گروہوں کے مابین یکم محرم تا دس محرم دورانیہ کی عُرس بابا فرید الدین کے لیے نیلامی ہوئی۔ جسم فروشی کے لیے لاہور، حیدر آباد، گوجرانوالہ اور ساہیوال کی پارٹیوں کے مابین نیلامی تین لاکھ میں گوجرانوالہ کی موتیا بائی اور ساہیوال کی نگو جونئیر نے حاصل کی، جن کی دس دس لڑکیاں ڈائمنڈ کے کوڈ سے زائرین کی خاطر مدارت کریں گی اور طے شدہ معاوضے کے مطابق دونوں گروپوں کی دو دو لڑکیاں سرکاری افسروں اور اہل کاروں کے لیے وقف ہوں گی۔ جبکہ دیگر علاقوں سے آنے والی پیشہ ور عورتیں پانچ پانچ سو روپے ان گروہوں کو ادا کر کے دھندہ کر سکیں گی۔ جیب تراشوں کی نیلامی چار لاکھ میں لاہور کے ''منّا کن ٹٹا'' اور حیدر آباد کے استاد شگن گروپ کے حصے میں آئی جن کے دس دس لُٹیرے سٹار کوڈ کے نام سے زائرین کی جیبیں کاٹیں گے اور ہر جیب تراش کے ساتھ دو دو مددگار بھی ہوں گے۔ بھیک مانگنے کا ٹھیکہ فیصل آباد کے سائیں لاڈا گروپ اور سرگودھا کے پیر بخشو گروپ سے ساڑھے تین لاکھ کے عوض حاصل کیا۔ دونوں گروپوں کے پچاس پچاس مرد اور خواتین نواب اور نوابن کے کوڈ نیم سے بھیک مانگیں گے۔ جبکہ لاہور سے آئی ہوئی ایک سفید پوش خاتون کے ساتھ بھیک مانگنے والی خوبصورت دوشیزہ کی خدمات کو دس یوم کے لیے ڈھائی لاکھ روپے میں طے کیا۔ مگر متذکرہ خاتون نے یہ کہہ کر یہ آفر ٹھکرا دی کہ اڑھائی لاکھ روپے تو اسے لاہور میں بی بی پاک دامن کے مزار پر مل رہے ہیں اگر تین لاکھ دو تو ٹھیک ہے۔ ساڑھے دس لاکھ روپے فوراً ہی تمام پارٹیوں نے ادا کر دیے یہ رقم گزشتہ سال کے مقابلے میں چار لاکھ کم تھی جس کی وجہ گزشتہ سال ہونے والا سانحہ پاکپتن

ہے۔ (روزنامہ پاکستان ۱۷مارچ ۲۰۰۲ء بحوالہ حقائق اور افسانے از حسین امیر فرہاد صفحہ ۳۷)

حلقہ ھائے درود

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی ہدایت پر ملک بھر میں برکات حاصل کرنے کے لیے حلقہ ہائے درود کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ تحریک منہاج القرآن اڈہ پُل بہشتی لودھراں کے زیر اہتمام حلقہ درود کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس موقع پر ملک اسلم حماد نے کہا ہے کہ حلقہ درود نسبت محمدی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔۔۔۔ حلقہ درود میں شرکت کے لیے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ حلقہ درود دس روز کا ہوتا ہے اس لیے لوگ دس روز کا روزہ رکھتے ہیں اور گوشہ درود کا حصہ بن جاتے ہیں۔ شرکت گوشہ درود پر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب سند سے بھی نوازتے ہیں۔۔۔۔ تحریک منہاج القرآن اخباری تراشے

ملکہ کی بے عزتی

(انگریزی دور میں) پوسٹ کارڈ میں جہاں پتہ لکھا جاتا تھا، وہاں اُس کے اوپر اُس وقت کے انگریز لارڈ یا ملکہ کی تصویر کا عکس ہوتا تھا۔ امام احمد رضا خان کسی کو پوسٹ کارڈ کے ذریعے خط لکھتے یا فتویٰ بھیجتے تو مستفتی کا پتہ کارڈ کو اُلٹا کر کے لکھتے تھے یعنی جب پتہ پڑھنے کے لیے کوئی شخص کارڈ کو ہاتھ میں لیتا تو کارڈ میں موجود ملکہ یا لارڈ کی تصویر اُلٹی رہتی یعنی اس کا سَر نیچے کر دیتا۔ اس عمل کے باوجود کوئی انگریز ان کو اپنی عدالت میں نہ بُلا سکا اور نہ الزام لگا سکا کہ امام احمد رضا بادشاہوں اور ملکہ کی بے عزتی کر رہا ہے۔ (اعلیٰ حضرت بادشاہ وقت اور ملکہ کی بے عزتی کے مرتکب ہوئے اور پکڑ میں بھی نہ آئے گویا معجزہ ہو گیا) (ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱ء)

فرہاد میرؔ نے کہا ہے

میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جن کے سبب — اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ھماری سوسائٹی

سر سیّد احمد خاں فرماتے ہیں:۔

۲۷۷ھ میں کوفہ کے قریب رہنے والے ایک شخص عرب نے قرامطہ کے نام سے شہرت پائی۔ اسے ھادی، مرشد برہان، کلمۃ اللہ، روح القدس، ناقہ صالح وغیرہ کہا جاتا تھا۔ ہزاروں آدمی اُس کو صاحبِ مُعجزہ وصاحبِ کرامات اعتقاد کر کے ایمان لے آئے۔ اُس نے خلفائے عباسیہ کو زہر دے کر مار دیا، مکہ معظّمہ کو جا لوٹا اور قتل عام کر ڈالا، چاہ زمزم سے خون اُبل گیا، حرم میں لاشوں کے تودے لگ گئے، غلاف کعبہ کے ٹکڑے کر ڈالے، حجرا سود کو وہاں سے اُکھاڑ لیا اور فخریہ اپنے دارالخلافہ کو لے گیا۔

اکبر کے وقت میں روشنیہ فرقہ اور اب عہد فرخ سیر کے حسینیہ فرقہ، جو میر محمد حسین کے پیرو تھے اور جس نے اپنے پر ایک کتاب آسمانی کے اُترنے کا بھی دعویٰ تھا اور اپنے تیئں بارہواں بیکوک کہتا تھا، اسی اعتقاد کے سبب اس کے معتقد ہو گئے تھے۔

پچھلی باتوں کو جانے دو، اسی زمانہ میں ہماری سوسائٹی کا حال دیکھو، کس قدر لوگ فقیروں کے اور مشائخوں کے پیچھے معجزہ وکرامت کے اعتقاد کے سبب خراب ہیں۔ حماقت سے دُعائیں منگواتے پھرتے ہیں۔ مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر ان کے صاحب کرامات ہونے کے اعتقاد سے چِلّے باندھتے ہیں، منّتیں مانتے ہیں، بیماروں کو لے جاتے ہیں، چوکھٹ پر ڈال دیتے ہیں، درخت سے باندھ دیتے ہیں، کیا کیا کچھ ذلّت وخواری ہے جو نہیں بھگتتے؟ شریفوں کے بچوں کے گلوں میں، جوانوں کے بازوؤں پر اسی اعتقاد کے سبب تعویذوں کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک خاندانی بزرگ اپنی بواسیر کی بیماری پر اپنے پیر سے دم ڈلواتے تھے۔ پیر صاحب کچھ پڑھتے اور اپنی پھونک اپنی مُٹھی میں بند کرتے ہیں اور آگے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہی اعتقاد و معجزہ وکرامت کا اس لغو حرکت کا باعث ہے۔ فقیر کی دُعا سے مرد کا عورت اور عورت کا مرد ہو جانا یقین کرتے ہیں۔ ہندوستانی عدالتوں میں سحر کے مقدمات دائرہ ہوتے ہیں اچھے اچھے مقدس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسی حاضر ھذا کو جواب بیٹی ہے بیٹا دیکھا تھا۔ ان مذموم برائیوں کی وجہ کرامات ومعجزہ پر اعقاد کا ہونا ہے۔ تمام جاہل و وحشی نا تربیت یافتہ ملک وقوم میں جب علم کی روشنی ہو جاتی ہے تو یہ سب مٹتی جاتی ہیں۔ فرنگستان بھی جب تک جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، اُس وقت وہاں بھی ہزاروں آدمی صاحبِ کرامات اور معجزات تھے، مگر اب کسی کا نام ونشان بھی نہیں پایا جاتا، بلکہ اب ہزاروں آدمی ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کے کاموں سے معجزہ وکرامت بھی متحیر

ہے۔ پس جب تک مسلمانوں میں سے معجزے وکرامت کا اعتقاد نہیں جاتا، اُن کا کامل طور پر مہذب ہونا محالات سے ہے۔

(مقالات سرسیّد از مولانا اسماعیل پانی پتی جلد اول صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷ ناشر عطاالحق قاسمی۔ شائع کردہ مجلس ترقی ادب)

بخاری کا قلب

زوار حسین صاحب لکھتے ہیں:۔

''خواجہ فضل صاحب کے عطا اللہ شاہ بخاری کے قلب پر اُنگلی رکھنے کے ساتھ ہی عطا اللہ شاہ کا قلب جاری ہو گیا۔ پھر حضرت خواجہ صاحب نے قادیان میں جلسہ کی صدارت کی اور بخاری نے تقریر کی، حضرت خواجہ اُٹھنے لگے تو بخاری نے کہا میری مثال پستول کی سی ہے آپ اس میں روحانیت کا بارود ڈالتے رہیں گے میں چلاتا رہوں گا۔ (صفحہ ۴۹ تجلیات) صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں آپ کے حلقہ میں سخت جذبہ ہوا کرتا تھا۔ لوگ اسی وجہ سے آپ کو جذبے والا پیر کہتے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جس پر اُن کی نظر پڑ جائے، اُس پر جنّ چڑھا دیتے ہیں۔ بعض اہل جذبہ غلبہء حال کی وجہ سے کوٹھے کے اوپر سے زمین پر گر جاتے تھے مگر کوئی ضرب نہ آتی تھی۔ فرماتے تھے کہ جس کو یہ اُنگلی ایک مرتبہ لگ گئی، وہ انشاءاللہ جذبہ یا ذکر الٰہی میں مرے گا۔ ایک روز ایک گنوار کے بچے پر حضرت کی توجہ پڑ گئی، وہ آٹھ روز تک انا الحق پکارتا رہا اور کچھ کھاتا پیتا نہ تھا، جب اس کو کچھ پڑھ کر دیا تو وہ ہوش میں آیا۔''

معزز قارئین! آج بھی مولوی کی پستول میں گولی کوئی اور ڈالتا ہے چلاتے یہ ہیں، خودکش بمباروں پر خصوصی توجہ ہی کا اثر ہوتا ہے جیسے پہلے لوگ توجہ سے کوٹھوں سے گرتے تھے اب مساجد اور دوسرے عوامی اجتماعات میں خود بھی مرتے ہیں دوسروں کو بھی مارتے ہیں، مدرسوں میں بچوں پر تشدد، بچوں کو سب کچھ کہنے اور کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کا قلب عطا اللہ شاہ بخاری کا جاری ہوا تھا اللہ کسی کا نہ کرے، مگر کیا کیجیے آج بھی کئی ولی بہت سے بخاریوں کے قلب جاری کرتے ہیں اور یہ بخاری خوب شہرت پاتے ہیں۔ عوام سے ہمدردی کا جذبہ اکثر ایسے بخاریوں میں ختم ہو جاتا ہے۔

بدن میں قطرہ قطرہ زہر اُتارا جا رہا ہے ... کہ آج کل ہم کو قسطوں میں مارا جا رہا ہے

کامل ولی

حضرت عبدالقادر مادر زاد ولی تھے آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ولی ہونے کا علم اُس وقت ہو گیا تھا جب کم سنی میں مکتب کو جاتے ہوئے اپنے آگے پیچھے فرشتوں کو دیکھتا تھا جو میرے ساتھ چلتے، میری حفاظت کرتے اور مکتب پہنچنے پر لڑکوں کو کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی مادر زاد کامل ولی تھے۔ (اولیائے اللہ (حالات زندگی) صفحہ ۵۰۲ ادارہ کتاب گھر)

نام نہاد پیروں، ولیوں اور موجودہ سیاستدانوں ہی کے لیے کہا گیا ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکین

کہ دیکھو جب کبھی بھی کوّے قوم کی سرداری کیا کرتے ہیں تو اُن کو ہلاکت کے رستوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

برق رفتار امام

جناب قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''عید کی نماز میں ہزاروں افراد شریک تھے۔ وہ اتنی کثیر تعداد میں تھے کہ امام صاحب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ انہوں نے پہلے اردو میں ایک طویل خُطبہ ارشاد فرمایا پھر نماز شروع ہوئی، انہیں (امام صاحب کو) غالبًا یاد ہی نہ رہا کہ وہ نمازِ عید کی امامت فرما رہے ہیں بلکہ انہوں نے اسے نماز تراویح سمجھ کر لمبی لمبی آیات کی تلاوت شروع کر دی، ادھر دھوپ تھی کہ جسم میں سوئیوں کی طرح چُبھ رہی تھی اور ادھر امام صاحب تھے کہ مسجد کے ٹھنڈے کمرے میں قرآنی آیات کی تلاوت کا ثواب زیادہ سے زیادہ قرآت سے دونوں ہاتھوں سے کمانے میں مشغول تھے تاہم انہوں نے ثواب اور نمازیوں کے صبر کی آخری limit کراس ہونے سے پہلے سلام پھیرا اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اب آپ سب لوگ عربی کا خطبہ بھی سُن کر جائیں گے کیونکہ یہ بھی نماز کی طرح فرض ہے حالانکہ یہ فرض نہیں، صرف واجب ہے۔ سو اس طویل خُطبے کا ثواب بھی امام صاحب نے زیادہ سے زیادہ اور ہم نے کم سے کم سمیٹا۔

اس کے بعد انہوں نے اردو کی طویل دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر اس سے پہلے ایک بار پھر عربی میں کچھ دیر تک ارشاد فرماتے رہے۔ تاہم دُعا کے دوران غالبًا اکثر لوگ یہ دُعا مانگتے رہے کہ یا اللہ! یہ دُعا جلد ختم ہو۔ نماز، خُطبے اور دُعا کے بعد نمازی لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلے اور ایک دوسرے سے پوچھتے رہے کہ بڑی عید کی نماز اس مسجد کے علاوہ اور کہاں کہاں ہو گی؟''

اُس حدیث مبارک کو بیان کرنے کے بعد جس میں لاغر بچے بوڑھے لوگوں کا ذکر ہے کہ امام کو اُن کا خیال رکھنا چاہیے، امام کو طوالت سے گریز کرنا چاہیے، جناب قاسمی صاحب، علامہ حسین میر کاشمیری صاحب (اہل حدیث) کا ایک واقع کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''انہوں نے ایک بار ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جن پر ''ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے'' والا مصرعہ فٹ آتا ہے۔ نماز کے اختتام پر علامہ صاحب، امام صاحب کی طرف بڑھے اور بہت عقیدت سے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا ''حضرت! زندگی میں بڑے بڑے صلحا، علماء اور اولیاء کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے لیکن حضوری کی جو کیفیت آج محسوس ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی'' امام صاحب نے عاجزی سے پوچھا ''حضرت! آپ نے کون سی ایسی بات اس گناہ گار میں دیکھی؟'' علامہ نے کہا ''آپ نے اس برق رفتاری سے رکوع وسجود اور قیام کیا کہ شیطان نماز کے دوران میرا دھیان بٹانے میں کامیاب ہی نہ ہو سکا۔ یہ تو بھی آپ کی تیز رفتاری کا ساتھ دینے ہی میں لگا رہا''۔'' (جنگ ۸ ستمبر ۲۰۱۱ء)

جنّت کا پروانہ

مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں:۔

بخشش اور مغفرت کا دارومدار کسی طبقے یا فرقے کے عنوان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر شخص کے ذاتی عقیدے اور عمل صالح کے باعث خُدا کے فضل اور کرم پر ہے۔ نجات کی یہ کسوٹی نہیں کہ وہ کس فرقے میں سے ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ خُدا اور رسول کی تعلیمات کے کتنا قریب ہے۔ یہ (فرقہ پرستی) کی لعنت ہماری زندگی کے لیے زہر ہلاہل کا درجہ رکھتی ہے۔

بحمد للہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟؟ از مولوی طاہر القادری صفحہ ۳۷ اور ۳۸)

معزز قارئین! عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب فرما رہے ہیں کہ تمام مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں بنیادی اختلاف نہیں ہے اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر مسجدیں مسلمانوں کے خون سے کیوں رنگین ہیں؟ منبر رسول پر کھڑے ہو کر مخالفوں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں ننگی گالیاں کیوں دی جاتی ہیں؟ اور کفر کفر کی صدائیں کیوں بلند ہوتی ہیں؟ اور مرتد مرتد کے نعرے کیوں قتل و غارت میں بدل کر مسلمان ماؤں کی گودیں اجاڑ رہے ہیں؟ بیویوں کے سہاگ اور بہنوں کے بھائی موت سے ہمکنار کیوں ہو رہے ہیں؟ اور اگر فروعی اختلافات معمولی نوعیت کے ہیں تو پھر مولوی لوگ ایک دوسرے کے پیچھے یا ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ اور مسلمانوں پر مخالف مکتبہ فکر کی مسجدوں میں نماز پڑھنا کیوں جُرم بن گیا ہے؟ معزز قارئین! خود ساختہ عقائد ہی نے تو مسلمان معاشرے کو خاک و خون میں نہلایا ہے، مولویوں ہی نے تو بدعقیدہ اور بدمذہب کی اصطلاحیں ایجاد کی ہیں۔ اگر کوئی مولوی کے خود ساختہ عقیدے سے اختلاف کرے، وہ بدمذہب اور بدعقیدہ قرار پاتا ہے۔ مولوی طاہر القادری کو خوف خُدا کرنا چاہیے کہہ رہے ہیں کہ فروعی اختلافات کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے، حالانکہ جانتے ہیں کہ ہمارے اسلامی معاشرے کی نحوستوں کی ایک بڑی وجہ فروعی اختلافات ہیں اور یہ کبھی حل نہیں ہو سکتے کیونکہ متکبر مولوی نہیں چاہتا کہ اُس کی روٹی بند ہو اور مُلّائیت کی چادر اُس کے مکروہ بدن سے اُترے کہ اس چادر کو ڈھال بنا کر ہی تو اسے روٹی ملتی ہے۔

دوسری جگہ مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں:۔

''اب کسی واعظ اور مبلغ کو منبر پر کھڑے ہو کر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی پر اپنا مسلک اور نقطہ نظر زبردستی مسلط کرے اور اختلاف رائے رکھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا پھرے۔''

(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟؟ صفحہ ۴۵)

مولوی صاحب! حق ناحق کی بات کم از کم آپ نہ کریں کہ آپ بھی تو انہیں واعظین اور

مبلغین کی صف میں شامل ہیں جن کا یہ وطیرہ ہے کہ جسے چاہا کافر کہہ دیا، جسے چاہا مرتد بنا دیا اور جسے چاہا بدعقیدہ اور بدمذہب بتا دیا۔ کسی فلسفی کا قول ہے کہ ''صداقت ہی انسان کا اعلیٰ ترین جوہر ہے''۔ اور مولوی کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ وہ صداقت سے عاری ہو گیا ہے۔ شر پسند اور فرقہ پرست مولویوں نے شیطان کی غلامی اختیار کر لی ہوئی ہے۔ شیطان کے لعین ہونے کی وجہ اُس کا تکبر بنا ہے اور نام نہاد مولوی بھی تکبر کے بدبودار ٹاٹ میں لپٹے ہوئے ہیں۔ یونہی باتیں بنانے سے کیا حاصل دکھانے کو کوئی جائیداد تو ہو

پھر مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں:۔

''سُنّت صدیقی کو زندہ رکھتے ہوئے صدیوں بعد شہرِ لاہور نے بھی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار جانوں کا نذرانہ تحفظ ختم نبوت کے لیے پیش کر دیا۔'' (عقیدہ ختم نبوت صفحہ ۱۸۰ از طاہر القادری)

''رسول اللہ کی تربیت کے حامل صحابہؓ نے پہلی صدی ہجری کے اختتام سے قبل اسلام پوری دُنیا میں پھیلا دیا۔'' (جنگ ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۱ طاہر القادری)

معزز قارئین! مندرجہ بالا دونوں بیان مولوی طاہر القادری کی صداقت کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اپنی نام نہاد تحریک کو ''سُنّت صدیقی'' سے منسوب کرتے ہوئے مولوی صاحب اپنے وجود نامسعود کو دیکھ تو لیتے کہ اس میں اتنی جرآت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلیمہ کذاب کو اُس کی جھوٹی نبوت اور اُس کے نام نہاد مریدوں سمیت ختم کر دیا تھا۔ مولوی صاحب آپ نے اور آپ کی خود ساختہ تحریک ختم نبوت نے کون سا تیر مارا تھا، کس نبی اور اس کے ماننے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا تھا؟ آپ اور آپ جیسے نام نہاد شیخ الاسلام کس بناء اور کارنامے پر سُنّت صدیقی کا میڈل اپنے سینے پر سجا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ جو ختم نبوت پر دِل و جان سے یقین رکھتی ہے، تمام دُنیا میں اپنے حبیب آقا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں اپنے ربّ کریم کا پیغام خلوص اور عاجزی کے ساتھ پہنچا رہی تھی، پہنچا رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی پہنچاتی رہے گی۔ کسی نام نہاد شیخ الاسلام، نام نہاد مجدد اور نام نہاد فسادی ٹولے کی یہ ہمت، طاقت اور بساط نہیں کہ وہ اس کار امن اور سلامتی کو روک سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مولوی جو ان ختم نبوت کے متوالوں کو روکنے کے لیے آگے بڑھے وہ اپنی ناکام حسرتوں پر ماتم کرتے ہوئے خالی ہاتھ اس جہان فانی سے گزر گئے۔ اور آپ کو تو یہ کہنا چاہیے کہ ہم وہ

بدقسمت و بدنصیب ہیں کہ دس ہزار لاہوریوں کی جانیں گنوا کر بھی ناکام و نامراد ہیں۔(آج تک ان دس ہزار مرنے والوں کی کوئی لسٹ جاری نہیں ہوئی۔مولانا یوسف لدھیانوی بھی اپنی کتاب جھوٹے نبی میں لکھتے ہیں دس ہزار قتل ہوئے تھے تحریک ختم نبوت میں۔سمجھ میں نہیں آتا یہ مولوی لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔اتنے لوگ اگر مارے بھی گئے تھے تو اس کی وجہ دینی غیرت نہیں بلکہ فتنہ اور فساد تھی)جماعت احمدیہ گزشتہ ایک سو پچیس سال میں ایک تناور درخت بن چکی ہے اور اس کو لگنے والے پھل تمام دُنیا کو اسلام کی اصل مٹھاس اور ذائقے سے روشناس کروا رہے ہیں۔مولوی کی حالت صوفی تبسم کے اس شعر میں دکھائی دیتی ہے۔

سو بار چمن مہکا، سو بار بہار آئی　　دُنیا کی وہی رونق، دِل کی وہی تنہائی

دوسری بات کہ پہلی صدی ہجری کے اختتام سے قبل اسلام پوری دُنیا میں پھیلا دیا گیا تھا تو عرض یہ ہے کہ یہ ایک دیوانے کی بڑ تو کہی جاسکتی ہے،کوئی عالم دین ایسا نہیں کہہ سکتا۔آج ۱۵سو سال بعد بھی دُنیا میں ایسے علاقے ہیں جہاں مسلمان نہیں ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا تھا: **لا يبقى على ظهر الارض بيت مدر ولا و بر الا ادخله الله كلمة الاسلام۔** یعنی (ایک زمانہ آئے گا کہ) سطح زمین پر کوئی گھر یا خیمہ نہیں بچے گا مگر اللہ اس میں اسلام کا کلمہ داخل کر دے گا۔(مسند احمد بحوالہ علماء جولائی، ستمبر ۲۰۱۱) مخبر صادقؐ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں اب کسے شک ہوسکتا ہے؟ یقیناً رسول اللہ کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوچکی ہے۔مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ دُنیا کا واحد اسلامی چینل ہے جو اسلامی پروگرام یعنی حقیقی اسلام کا پیغام ۱۰ اسیٹلائیٹس کے ذریعے دُنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا رہا ہے۔اس وقت MTA کے تین ٹی وی چینلز مختلف زبانوں میں لوگوں کی رُوحانی اور علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ایم۔ٹی۔اے کا آغاز ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء میں ہوا تھا۔اس چینل کو اسلامی دُنیا کا پہلا اسلامی چینل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔یہ پہلا اسلامی چینل ہے جس میں اشتہار بازی نہیں ہوتی۔اگر کوئی جماعت احمدیہ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق ہے تو MTA جیسی اسلام کی خدمت ثابت کرے۔

سنانے کو کوئی روئیداد تو ہو　　انعام نہ سہی داد تو ہو
یونہی باتیں بنانے سے کیا حاصل　　دکھانے کو کوئی جائیداد تو ہو

توہین قرآن

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنما اسد شاہ نورانی نے کہا ہے کہ الطاف حسین نے اپنی پریس کانفرنس کے دوران قرآن مجید ہاتھ میں اُٹھا کر چند آیات تلاوت کیں اور اُس کے چند منٹ بعد ہی قرآن مجید میز پر رکھ کر گانا شروع کر دیا، جو انتہائی شرمناک حرکت ہے اور واضح طور پر کلام الٰہی کی توہین ہے۔قرآن مجید کی بے حُرمتی کر کے الطاف نے عذاب کو دعوت دی ہے۔وہ اللہ اور اُمّت مسلمہ سے معافی مانگیں۔ (روزنامہ اُمّت ۱۲ ستمبر ۲۰۱۱ء)

معزز قارئین! کوئی مولوی یہ بھی تو بتائے کہ آیات قرآنیہ پڑھنے اور درود شریف پڑھنے کے بعد مساجد میں منبر رسول پر کھڑے ہو کر جو بدزبانیاں تم کرتے ہو، کیا وہ توہین رسالت اور قرآن حکیم کی توہین نہیں؟ یقیناً الطاف حسین نے بُرا کیا۔کیا مولوی کو یہ بُرائی اب نظر آئی ہے؟ کیا مولوی صاحب کو پاکستان کے گلی کوچوں میں توہین رسالت اور کیا توہین قرآن کی شرمناک وارداتیں نظر نہیں آتیں؟ نورانی صاحب نے ڈاکٹر لیاقت حسین کی شرمناک ویڈیو نہیں دیکھی؟ کیا آپ نے اے آر وائی کی وہ رپورٹ نہیں دیکھی جس میں دکھایا گیا کہ مدرسے کی مسجد کی صفوں پر تیرہ سالہ لڑکے سے مولویوں نے کیا کیا، کس بے دردی کے ساتھ زیادتی کی اور وہ بیچارہ مسجد کی صفوں پر اپنے ہی خون میں لت پت تڑپ تڑپ کر مَر گیا۔مولوی کی گندی زبان کے نمونے یوٹیوب پر موجود ہیں۔ملک عزیز میں جو عذاب آیا ہوا ہے وہ مولوی کے کرتوتوں کی وجہ سے آیا ہوا ہے اگر مولوی خود نیک ہوتا تو دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرتا، تو مسلم معاشرہ امن جیسی نعمت سے مالا مال ہوتا۔بدقسمتی سے مولوی کو پیٹ کے دھندوں نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔اور قوم کو مولوی نے سوائے رُسوائی اور ذلّت کے کچھ نہیں دیا۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بدترین مخلوق کے ارادوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔آمین۔

الآیات بعد المائتین

نام نہاد شیخ الاسلام مولوی طاہر القادری صاحب فرماتے ہیں:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت کی علامات کبریٰ کے زمانہ ظہور کا ذکر اپنے ایک فرمان میں یوں کیا ہے۔ **"الآیات بعد المائتین"** حضرت قتادہؓ سے یہ روایت مروی ہے۔ قیامت کی نشانیاں (کسی بھی ہزارویں سال۔مولوی طاہرالقادری) دوسری صدی ختم ہونے کے بعد ظاہر ہوں گی۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ جن کی تعداد دس ہے۔ جب بھی ظاہر ہونا شروع ہوں گی وہ وقت کسی بھی ہزارویں سال کے شروع ہونے کے بعد پہلی دو صدیوں کے اختتام پر آئے گا، یعنی ہزارواں سال کوئی بھی ہوسکتا ہے، خواہ وہ کئی ہزار برس کے بعد آئے یا لاکھوں برس کے بعد، اس امر کا تعین نہیں کیا گیا۔ (قارئین! رسول اللہ ﷺ نے اس دور کی مدت حیات صرف سات ہزار سال بیان فرمائی ہے۔) جیسا کہ اب سن ہجری کا دوسرا ہزارواں برس شروع ہے۔ مثلاً اس وقت ۱۴۲۹ھ ہے، گویا سن ہجری کو شروع پہلا ہزارواں سال ختم ہو چکا ہے، اس پر مزید چار صدیاں بھی گزر چکی ہیں اور اٹھائیس سال اگلی صدی کے بھی گزر چکے ہیں، اب پندرہویں صدی ہجری جاری ہے۔ **"بعد المائتین"** کا معنی یہ ہوا کہ جس طرح پہلا ہزارواں سال ختم ہو چکا ہے اور اس کی پانچویں صدی جاری ہے۔ اسی طرح قیامت کی علامات کبریٰ کے ظہور کا زمانہ جب بھی شروع ہوگا اس کی ترتیب زمانی اور وقوع کی صورت یوں ہوگی کہ کسی زمانہ میں حسب سابق نیا ہزارواں سال شروع ہو کر اس کی پہلی دو صدیاں ختم ہو چکی ہوں گی اور اس ہزارویں برس کی تیسری صدی کی ابتدا ہوگی جب ظہور قیامت کا آغاز ہوگا۔۔ پھر لکھتے ہیں اس لیے امام مہدیؑ اُس ہزارویں سال کی دوسری صدی کے دورِ اواخر میں پیدا ہو چکے ہوں گے اور جوں ہی تیسری صدی (بعد المائتین) کا زمانہ شروع ہوگا تو آپؑ کا ظہور اور اعلان ہو جائے گا۔ یہ قیامت کی علامات کبریٰ میں سے پہلی علامت ہوگی۔

(حیات ونزولِ مسیح اور ولادتِ امام مہدیؑ از مولوی طاہرالقادری صفحہ ۷۰)

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔** ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیر کرتا رہے گا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین آسمان کی طرف چڑھ جائے گا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ (سورۃ السجدۃ آیت ۶) قارئین کرام! رسول اللہ

ﷺ نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو "خیر القرون" بہتر صدیاں قرار دیا ہے (صحیح بخاری ما یحذر من زہرۃ الدنیا)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"اذا مضت الف وما ئتان و اربعون سنة یبعث اللہ المھدی"** کہ جب ۱۲۴۰ سال گزر جائیں گے تو امام مہدی مبعوث ہوں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی تلقین فرمائی کہ جب تم امام مہدیؑ کو دیکھو تو اس کی بیعت ضرور کرنا کیونکہ وہ مہدی خُدا کا خلیفہ ہوگا۔ (المستدرک مع التلخیص جلد ۴ کتاب الفتن)

معزز قارئین! نام نہاد مولوی طاہرالقادری صاحب کی اس نئی منطق نے ان کے علم اور عرفان کا پول کھول دیا ہے۔ مولوی صاحب کو ادارہ منہاج القرآن کی قدر و قیمت بڑھانے اور مجدد اور مسیحا کہلوانے کے جنون نے احادیث مبارکہ کے من پسند اور باغیانہ مطالب بیان کرنے کی طرف مائل کر دیا ہے۔ مولوی صاحب کا اس بات پر تو یقین ہے کہ امام مہدی کا ظہور بہر حال ہزارویں سال کی دوسری صدی کے اواخر میں ہوگا۔ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی امام ربّانیؒ مولوی صاحب کے باطل نظریات کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سُنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صرف مجھے بتائی اور صرف مجھ پر الہام فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آں سرورِ کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیاۃ کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ حقیقت محمدیؐ اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں رسائی پا کر اس کے ساتھ متحد ہو جائے گی اس وقت حقیقت محمدیؐ کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔"

(رسالہ مبداء ومعاد صفحہ ۱۴۸ از امام ربانی مجدد الف ثانی۔ ورسائل مجدد الف ثانی۔ صفحہ ۲۵۷ شائع کردہ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور۔ ترتیب علامہ غلام مصطفیٰ مجددی۔ اشاعت دوم ۲۰۰۹ء)

آنحضرت ﷺ کے رحلت فرمانے سے ہزار اور چند سال کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرماتی ہے اور حقیقت کعبہ کے مقام سے متحد ہو جاتی ہے اور اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جاتا ہے اور ذات احد جل سلطانہ کا مظہر بن جاتی ہے اور دونوں اسم

مبارک اپنے مسمیٰ کے ساتھ متحقق ہو جاتے ہیں اور پہلا مقام حقیقت محمدی سے خالی رہے گا۔ یہاں تک کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں اور شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موافق عمل کریں۔اس وقت حقیقت عیسوی اپنے مقام سے عروج فرما کر حقیقت محمدی کے مقام میں جو خالی رہا تھا،قرار پکڑے گی۔

حضرت مہدیؑ جن کی تشریف آوری کی نسبت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت فرمائی ہے۔ہزار سال کے بعد پیدا ہوں گے۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے۔جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔تو خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے اور اپنے مقام سے عروج فرما کر تبعیت کے طور پر حقیقتِ محمدی کے مقام پر پہنچیں گے۔اور حضور ﷺ کے دین کی تقویت کریں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔میری اُمّت کی مثال بارش کی مانند ہے معلوم نہیں اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر۔ (الحاکم فی المستدرک ۳۔۱۹۰ الرقم ۶۹۹۱)

مکتوبات ربّانی میں لکھا ہے کہ ہزار سال کے بعد جو کہ الوالعزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے اور ہر پیغمبر پر اس وقت کفایت نہیں کی ہے۔اسی طرح اس وقت تام المعرفت عالم وعارف درکار ہے جو گزشتہ امتوں کے الوالعزم پیغمبر کے قائمقام ہو۔

جاننا چاہیے کہ تام المعرفت جب عروج کے مقامات اور نزول کے مراتب کو مفصل طور پر طے کرنے کے بعد عدم صرف میں نزول فرمائے گا۔اور حضرت وجود ﷺ کی آئینہ داری کرے گا تو اِس وقت تمام اسمائی وصفاتی کمالات اس میں ظہور پائیں گے اور مفصل طور پر سب کو ایسے لطائف کے ساتھ ظاہر کرے گا۔کہ مقام اجمال جن کا متضمن ہے۔اور یہ دولت اس کے سوا کسی دوسرے کو میسر نہیں ہے۔ اور یہ آئینہ داری ایک قیمتی لباس ہے۔جو اس کے قد پر سیا ہوا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی صفحہ ۴۴۸،۴۵۱،۴۵۲،۵۱۹،۵۲۰)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:"**الایات بعد المائتین**" (سنن ابی ماجہ کتاب الفتن)

مشہور اہل سنت امام مُلاّ علی القاریؒ نے اس حدیث کا مفہوم یوں بیان فرمایا ہے۔"**ویحتمل ان**

یکون الام فی المایتین بعد الالف و ھو وقت ظھور المھدی" یعنی اس حدیث میں مائتین پر الف لام ظاہر کرتا ہے یہ دوصدیاں ہجرت نبوی سے ایک ہزار سال گزرنے کے بعد شمار کی جائیں گی گویا بارہ سو سال بعد نشانات ظاہر ہوں گے اور وہی ظہور مہدی کا وقت ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۸۵)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (۱۷۰۲ء تا ۱۷۶۲ء ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۵ھ) فرماتے ہیں:۔

"**علمی ربی جل جلاله ان القیمة قد اقتربت والمهدی تهیا للخروج**" میرے ربّ بڑی عظمت والے نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو تیار ہے۔

(التفہیمات الالٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ تفہیم نمبر ۱۴۶ شاہ ولی اللہ اکیڈمی دہلی)

نواب صدیق حسن خان، حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق لکھتے ہیں" حضرت شاہ ولی اللہ نے امام مہدی کی تاریخ ظہوری لفظ چراغ دین میں فرمائی ہے جو کہ حروف ابجد کے لحاظ سے ایک ہزار دوسو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہجری ہے۔" (حجج الکرامہ فی آثار القیامتہ صفحہ ۳۹۴ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہجہانی بھوپال)

رسالہ انجمن تائیدالاسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۲۰ء میں لکھا گیا حدیثوں میں مریم وابن مریم آیا ہے کہ وہ صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

جناب قاضی ارتضٰی علی خان فرماتے ہیں۔"امام مہدی کا زمانہ تیرہویں صدی ہجری سے پندرہویں صدی ہجری ہے۔" (مہدی نامہ از ارتضٰی علی خان صفحہ ۲)

جناب مولوی طاہر القادری صاحب کے پیر اعلیٰ حضرت بھی زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے منتظر تھے۔ہزاروں لاکھوں سال بعد والی منطق سے آپ کے مجدد بھی بے خبر تھے۔سچ ہے اندھے کو اندھیرے میں دور کی سوجھی۔اعلیٰ حضرت نہایت کمزور خلافت عثمانیہ کو بھی نہ مانتے تھے۔چنانچہ لکھا ہے۔امام احمد رضا خان سے ترکی کے حکمران کی حالت چھپی نہ تھی، وہ اُسے سُلطان تو سمجھتے تھے مگر خلافت اسلامیہ کے سربراہ ہونے کے ناطے خلیفۃ المسلمین ماننے کو تیار نہیں تھے۔ انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی۔ (مضمون اعلیٰ حضرت کا قلمی جہاد، گناہ بے گناہی از مفتی محمد فیض اویسی صفحہ ۴۳)

عجیب حال تھا اعلیٰ حضرت کا نہ خلافت عثمانیہ کو مانتے تھے، انگریزوں اور انگریزی حکومت سے نفرت تھی جس نے سکھوں اور مسلمانوں کے ظالمانہ اقتدار سے رہائی دلائی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ

یہ تو کہتے رہے کہ امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کا یہی زمانہ ہے مگر اُن کی آنکھوں کے سامنے متوقع مسیح موعود کا زمانہ نکل گیا، امام جماعت احمدیہ جنہوں نے امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ بلاتے رہے، اعلیٰ حضرت خود ساختہ مجددیت کا لحاف لپیٹے اس دُنیا سے گزر گئے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت نے مولوی طاہر القادری کی منطق کے خلاف کہا تھا۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں، اُن کا مستقر تو آسمان ہی پر ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے۔ **وَإِنَّ يَوْماً عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ**۔ (سورۃ الحج آیت ۴۸) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہارے ربّ کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔ اعلیٰ حضرت، حضرت عیسیٰ سے متعلق فرماتے ہیں: ''تو شاید ایک دن گزر رہا ہوگا، دوسرے دن کے کچھ حصے میں اُتر آئیں گے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۸۹ جلد ۳)

پھر لکھتے ہیں کہ ''حدیث میں ہے کہ دُنیا کی عمر سات دن ہے، مَیں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے، مَیں امید کرتا ہوں کہ میری اُمّت کو خُدا تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمّت کی عمر پندرہ سو سال ثابت ہوئی۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ''امام جلال الدین سیوطی نے اپنے حساب سے یہ فرمایا ہے کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بعض علوم کے ذریعے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔ میں نے یہ دونوں وقت ابن عربیؒ کے کلام سے اخذ کیے ہیں۔ خلافت راشدہ وہ ہے جو منہاج نبوت پر ہو۔ میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی ہی قائم کریں گے۔ (یعنی امام مہدی بھی نبی ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاید اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی سے ۱۸۳۷ء غلطی سے لکھا گیا ہے (یا مریدوں نے عیسوی کو ہجری سے بدل دیا ہے) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۳۷ء میں اسلامی حکومتیں زمین بوس ہو چکی تھیں اور ۱۹۰۰ء میں اسلامی حکومتوں کا سورج ڈوب گیا تھا۔ اگر ہجری کی بجائے عیسوی سال مراد لیا جائے تو جناب بریلوی صاحب کا حساب بالکل درست ثابت ہوتا ہے اور تحسین کے قابل ہو جاتا ہے۔ عین اس حساب کے

مطابق بانی جماعت احمدیہ کا مہدویت و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔)

(ملفوضات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

پھر ملفوظات حصہ دوم میں مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:۔

''اس دن کھل جائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ پسند حنفی مذہب ہے۔ اگر وہ (امام مہدی) مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور کے ارشاد کے مطابق امام اعظم ہو گا۔ اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ کی نسبت صادر ہو گیا۔ حاشا کہ **نبی اللہ** کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے علم کے مطابق عمل مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے۔''

ان عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری ہی امام مہدی و مسیح موعود کا زمانہ بنتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اعلیٰ حضرت نے ان کے آنے کا زمانہ ۱۹۰۰ھ بیان فرمایا ہے، ہزاروں یا لاکھوں سال بیان نہیں کیا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے امام مہدی اور عیسیٰ دونوں کو نبی کہا ہے۔

جناب ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں:۔

''خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ۱۹۲۴ء کو اتاترک نے کیا تھا۔ اسلامی قانون کے ریاستی نفاذ کا جو تیرہ سو سالہ دور بنو امیہ، بنو عباس اور سلطنت عثمانیہ کے ادوار پر مشتمل تھا یک دم منقطع ہو گیا اور اسلامی مرکزیت کا شیرازہ بکھر گیا ۱۹۲۴ء سے لے کر اب ۱۹۹۴ء تک ستر برس بیت گئے، لیکن پوری دُنیا میں خلافت کے ادارے کا برائے نام وجود بھی نہیں۔ اُمّت مسلمہ کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

(خلافت وملوکیت از مولانا اسرار احمد)

معزز قارئین! گویا مولوی طاہر القادری صاحب کی منطق کے مطابق خلافت عثمانیہ جو کہ چودھویں صدی ہجری میں ختم ہو گئی تھی کے بعد شاید خلافت لاکھوں برس بعد بھی قائم نہ ہو سکے۔ نہ مولوی طاہر القادری کی سوچ کے مطابق حضرت عیسیٰ آسمان سے اُتریں اور نہ خلافت کا نظام آئے۔ بالکل اُسی

طرح یہودی، ایلیاہ نبی (حضرت الیاسؑ) کا ہزاروں سال سے انتظار کر رہے ہیں، دیوارِ گریہ کے سامنے روتے پیٹتے ہیں۔ اسی بے کار انتظار میں یہودیوں نے نہ حضرت عیسیٰ کو مانا اور نہ حضرت محمد ﷺ کو۔ اور وہی مسیحؑ جنہوں نے کہا تھا کہ ''جس کے سننے کے کان ہیں سُن لے، کوئی آسمان سے نہیں آئے گا'' مسلمانوں نے اُس مسیح کو ہی اُٹھا کر آسمان پر بٹھا کر طلسماتی کردار بنا دیا ہے۔ اب یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہودیوں اور مسلمانوں کا درد ایک ہے۔ یہودی کہتے ہیں ابھی مسیح آیا ہی نہیں ہے پہلے ایلیاہ آسمان سے نازل ہوگا پھر مسیحؑ آئیں گے اور مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے، حضرت عیسیٰؑ تو آ گئے تھے مگر اس وقت وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ چاہیے کہ اب یہودی اور مسلمان گلے لگ لگ کر روئیں اور ایک دوسرے کے آنسو پونچھیں کہ دونوں کا انتظار اور غم سانجھا ہے۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان یہودیوں کے اس قدر مشابہ ہو جائیں گے جیسے پاؤں کی دو جوتیاں۔

معزز قارئین! جہاں تک اُن پیشگوئیوں کا تعلق ہے جن میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری دور کی تصویر کشی کی ہے تو ہم انہیں عصر حاضر میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیاں تو چودھویں صدی میں پوری ہو چکی ہیں۔ مندرجہ بالا بزرگوں نے بالکل صحیح فرمایا تھا۔ اس دور میں چودھویں صدی میں ظاہر ہونے والی علامات سے فائدہ نہ اُٹھانے کی نحوست نے بربادی کی انتہائی صورت اختیار کر لی ہوئی ہے۔ جیسا کہ مولوی طاہر القادری جیسا مولوی بھی یہ کہنے پر مجبور ہے کہ: ''بنظر غائر تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ سارے مسلکی اختلافات جن پر آج ایک دوسرے کو گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے، برصغیر کی تاریخ میں گزشتہ سو سال سے زیادہ پرانے نہیں ہیں۔ اس دور سے پہلے کے سب بزرگ (حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی وغیرہ) جن کی علمی وجاہت کے سامنے ہم سب کی نگاہیں فرطِ عقیدت سے جُھک جاتی ہیں اور ہمارے نزدیک مسلمہ بزرگ ہیں۔ ان کے اسلوب زندگی اور طریق تبلیغ سے کھلم کھلا انحراف چہ معنی دارد؟'' (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ از مولوی طاہر القادری صفحہ ۹۶)

معزز قارئین! یقیناً چودھویں صدی میں ظاہر ہونے والی علامات سے پہلے پیدا ہونے والے بزرگوں کا زمانہ عصر حاضر سے ہزار درجے بہتر تھا۔ عصر حاضر میں ظاہر ہونے والی خباثتیں نافرمانی کی

نحوست کا نتیجہ ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی و مسیح موعود کا واحد دعویٰ کرنے والے بانی جماعت احمدیہ کیوں سچے نہیں ہیں؟ میری رائے میں انہیں تمام پیشگوئیوں کو سامنے رکھ کر پرکھنا چاہیے۔ یہ تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتا کوئی بات ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کہیں اور وہ پوری نہ ہو۔ اگر علامات امام مہدی و مسیح کے آنے کی پوری ہو چکی ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا، قربِ قیامت کی سب سے بڑی علامت پوری نہ ہو۔ گزشتہ سو سال میں پیدا ہونے والی بُرائیوں کے ضمن میں جناب نذیر فتح پوری صاحب نے کہا ہے ۔

نیکیاں بوئیں اور بدی پائی   ہم نے یہ کونسی صدی پائی

پھر مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں:۔

''کہاں تک شمار کیا جائے؟ بے شمار بُرائیاں ہیں جو دورِ حاضر میں اس کثرت سے ظاہر ہوئیں کہ پچھلے زمانوں میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، عقل حیران اور انسانی ضمیر انگشت بدنداں ہے کہ یا اللہ! دُنیا کیا سے کیا ہو گئی؟ اگر آج قرونِ اولیٰ کے مسلمان زندہ ہو کر آجائیں اور اس دور کے مدعی اسلام مسلمانوں کے اخلاق وعمل کا یہی نقشہ دیکھیں تو خُدا جانے کیا کہیں اور ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کریں؟ **"نعوذ با الله من الفتن ما ظهر منها و ما بطن"**۔ (دورِ حاضر کے فتنے اور ان کا علاج صفحہ ۷۶)

لیکن آج کے مسلمان تو عملاً یہود (قارئین! عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اُسے بیس کوڑے مارو۔ ترمذی) سے بھی آگے گزر گئے ہیں کہ اپنے گروہی، مسلکی، جماعتی اور طبقاتی مفادات کی خاطر انہیں رسول کریم ﷺ کی تعلیم وحدت کا اتنا بھی پاس نہیں رہا کہ اسلام کی کشتی میں سوار ہر فرقہ کشتی ملّت کے تختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر سمندر میں پھینک رہا ہے۔ اور کسی کو اتنا بھی خیال نہیں کہ اگر خُدانخواستہ یہ کشتی ڈُوب گئی تو وہ بھی اس کے ساتھ غرق ہو جائیں گے۔ قول و فعل میں تضاد، منافقت، ریاکاری، تصنع، کذب وافتراء روزمرہ معاملات میں فریب دہی، عیّاری، مکّاری اور چالبازی نے ہماری پوری کی پوری زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

مزید طاہر القادری لکھتے ہیں: اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے عقائد مُردہ اور بے جان ہو چکے ہیں۔ انہیں ہماری عملی زندگی میں توہمات سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں دیا جا رہا۔ عقیدہ توحید ہو

یا عقیدہ رسالت، تصورآخرت ہو یا تصور جزا وسزا، ان میں دراڑیں پڑ چکی ہیں قلوب واذہان کو مومنانہ یقین میسر نہیں۔ خُدا پر ایمان رکھنے کے باوجود اس پر بھروسہ اور توکل باقی نہیں رہا۔ کتاب وسُنّت کے قابل عمل اور عصر حاضر میں نتیجہ خیز ہونے پر بھی ہمارا ایمان متزلزل ہو چکا ہے۔ ہم کفر کے مقابلے میں اسلام اور باطل کے مقابلے میں حق کے کامیاب وکامران ہونے پر بھی اعتقاد ختم کر بیٹھے ہیں۔

مذہبی لبادہ اوڑھے ہوئے اخلاق وشرافت اور انسانی قدروں کے دعوے دار ہوں یا دنیوی جاہ ومنصب پر فائز ایثار اور قربانی کا درس دینے والے زعماء، آپ اگر ان کے باطن میں جھانکیں تو اِلا ماشاء اللہ وہ خودغرضی، جاہ طلبی، خواہشات نفسانی اور اُن تمام آلائشوں میں ملوث نظر آئیں گے، جو انسانیت کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ جدید نسل کی بڑھتی ہوئی گمراہی اور بے راہ روی کے ذمہ دار اتنے الحاد ولادینیت کا پرچار کرنے والے نہیں جتنے کہ اسلام کی تبلیغ کرنے والے مبلغ اپنے کردار کی گراوٹ اور فکروعمل کے تضاد کی وجہ سے ہیں۔ دِل کا حال خُدا اور اس کے احلام سے اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں کلمہ گو، منافق اور کافر ہے، اپنے آپ کو خُدا اور اُس کے رسول کے مسند پر بٹھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟''

(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ از مولوی طاہر القادری صفحہ ۳۲، ۳۳، ۳۸، ۳۹، ۴۳)

معزز قارئین! مولوی صاحب کی بیان کردہ بُرائیاں عصر حاضر میں زہریلے سانپ کی طرح اسلامی معاشرے کو ڈس رہی ہیں۔ اس دردناک صورت حال کو دیکھتے ہوئے مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ امام مہدی وعیسیٰؑ شاید لاکھوں برس بعد آئیں گے، انتہائی احمقانہ اور بے ہودہ گستاخی ہے۔ نہ جانے نام نہاد مولوی اپنی بیان کردہ نحوستوں سے زیادہ بڑی، کونسی خباثتوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ یہ سب بُرائیاں طاہر القادری یا ان کی تنظیم منہاج القرآن دور کر سکتی ہے تو وہ احمقوں کی جنّت میں رہتا ہے۔ یہ عظیم الشان کام صرف اور صرف امام مہدی ومسیح موعود کا کام ہے جس کے لیے خُدا کی تائید اور الہام ضروری ہے۔ اب متذکرہ شخصیت کو یہ خصوصیات میسر نہیں ہیں، ان کی تیر اندازی بس ہوائی ہے۔ ان نام نہاد شیخ الاسلام کو بھی اپنی شخصیت کی اصلاح کے لیے امام مہدی ومسیح موعود کی رہنمائی درکار ہے۔

معزز قارئین! حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی ٹھیک پہلی اُمّتوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اُس میں گھس کر رہو گے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ پہلی اُمّتوں سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اور کون؟ ایک روایت میں ہے کہ اگر اُن میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمّت میں بھی اِس قماش کے لوگ ہوں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۸ والترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹) اب غور کا مقام ہے کہ اگر بقول مولوی صاحب امام مہدی ومسیح موعود اب شاید ہزار سال بعد آئیں یا پھر شاید لاکھوں سال کے بعد، تو جو مسلمان یہودیوں سے بڑھ گئے ہیں اور کتنے ذلیل ہوں گے؟ یہاں مولوی صاحب کی بیان کردہ تمام علامات ثابت کرتیں ہیں کہ تمام بدبختیوں اور نحوستوں کا علاج فقط امام مہدی ومسیح موعود کی ذات ہے نہ کہ کوئی نام نہاد شیخ الاسلام۔ بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اُن کی جماعت ہی ناجی فرقہ ہے اور بانی جماعت احمدیہ ہی آپ ﷺ کی بیان کردہ آخری دور سے متعلق پیشگوئیوں کے مصداق ہیں۔ یہ جماعت گزشتہ تقریباً ایک سو پچیس سال سے قائم ہے اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد سالانہ لاکھوں میں ہے۔ اس وقت تمام دُنیا میں ان کی تعداد سولہ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس جماعت کی مخالفت کرنے والے گزشتہ ایک سو پچیس سال سے اس جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہر قسم کے مظالم کا نشانہ بنا رہے ہیں مگر اس کی ترقی کو کوئی بھی نہیں روک سکا۔ ہر مخالف اسے ختم کرنے کی حسرت رکھتا ہے مگر اس نامعقول حسرت کو دِل میں لیے اُسے دُنیا سے جانا پڑ رہا ہے۔ اس لیے غور کا مقام ہے کہ اس جماعت میں ہے کیا؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنا چاہیے۔ دُعا کرنی چاہئے اور ارشادات حضور نبی کریم ﷺ اور بانی جماعت احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آپؐ کے اس ارشاد مبارک کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ **ید اللّٰہ مع الجماعۃ، ومن شذ شذالی النار**۔ "اجتماعی وحدت کو اللہ کی تائید حاصل ہوتی ہے جو کوئی اس سے جُدا ہوگا دوزخ میں جا گرے گا۔'' (جامع الترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹ کتاب الفتن حدیث ۲۱۶۷) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''پس جو جماعت سے ایک بالشت برابر بھی الگ ہوا پس اس نے اسلام کا کلاوہ (یعنی پٹہ) اپنے گلے سے اُتار دیا۔ جب تک کہ وہ لوٹ نہیں آتا۔'' (الحاکم المستدرک ترجمہ طاہر القادری) حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ ''جماعت کو لازم پکڑو اور علیحدگی سے بچو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو

آدمیوں سے دور رہتا ہے۔'' (الترمذی، مسند احمد ترجمہ طاہر القادری، منہاج السوی از طاہر القادری) اور مولوی طاہر القادری صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پر بھی غور وفکر ضروری ہے۔ کیا تاریخ خود کو دُہرا تو نہیں رہی؟ کیا نام نہاد مولوی اور نام نہاد مسلمان بھی یہود ونصاریٰ کے نقشِ قدم پر تو نہیں چل رہے ہیں؟

''حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل علمائے یہود و نصاریٰ اپنی اپنی آسمانی کتابوں میں درج بشارتوں کے حوالے سے بخوبی جانتے تھے کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے دار الہجرت تک کا علم تھا یعنی یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے یثرب نامی بستی میں تشریف لائیں گے چنانچہ وہ کھجوروں کے جُھنڈ والے اس شہرِ خنک میں ایک طویل عرصے سے آپ ﷺ کے لیے دیدہ و دل فرشِ راہ کیے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ حضور ﷺ کے تشریف لانے کے پیشتر یہودی مشرکین سے کہا کرتے تھے کہ عنقریب ہم تمہاری خبر لیں گے۔ جب رسول تشریف لے آئیں گے۔ لیکن جب آپؐ تشریف لائے تو اپنے جاہ کا نقصان ہوتے دیکھ کر آپؐ کے ساتھ کفر کیا اور سوچا کہ ہم مقتداء شمار ہوتے ہیں اگر ایمان لائیں گے تو چھوٹے ہو جائیں گے۔ رؤساءِ مکہ کہتے تھے اگر یہ کلام اللہ کا کلام ہوتا تو کسی بڑے شخص پر نازل کیوں نہ ہوا۔ ایک یتیم پر کیوں نازل ہوا'' (عقائد ختم نبوت از طاہر القادری)(زلزلہ مشاہدات وواقعات از پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صفحہ ۱۷۷)

معزز قارئین! امام مہدی و مسیح موعود کا انتظار بھی چودھویں صدی تک نہایت بیقراری سے کیا جاتا تھا مگر جب بانی جماعت احمدیہ نے خُدا کے حکم سے دعویٰ فرمایا تو انتظار کرنے والے بیزار ہو گئے بالکل اُسی طرح جس طرح یہودی اور کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے دُشمن بن گئے تھے۔ تب بھی ایک نبی کی مخالفت کی وجہ تکبر تھا اب بھی نبی کے انکار کی وجہ تکبر ہی ہے، تب بھی تکبر کا پھن کچل دیا گیا تھا اب بھی تکبر سے بھرے سر توڑے جا رہے ہیں۔ اُس دور میں کہا جاتا تھا کہ اگر یہ کلام اللہ کا کلام ہوتا تو کسی بڑے شخص پر نازل کیوں نہ ہوا۔ ایک یتیم پر کیوں نازل ہوا؟ اور آج کے نام نہاد مذہبی راہنما کہتے ہیں کہ کیا اللہ کو نبی بنانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی ہی ملا تھا؟

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

''۵۱۱ھ ہجری میں برہنہ پا بغداد کی طرف آ رہا تھا۔ مجھے ایک بیمار شخص نحیف البدن متغیر رنگ

پڑا ملا اُس نے مجھے قریب آنے کو کہا جب میں قریب پہنچا تو اُس نے مجھے سہارا دینے کو کہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ وصورت صحت مند نظر آنے لگی۔ اُس نے کہا کہ میں دین اسلام ہوں۔'' (فی مناقب عبدالقادر جیلانی نزہۃ الخاطر الفاتر از مُلّا علی قاریؒ صفحہ ۶۸)

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تقریباً پانچ سو سال بعد دین اسلام بیمار اور نحیف البدن ہو گیا تو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے سہارا دینے پر صحت مند ہونے لگا۔ اگر مولوی طاہر القادری صاحب کی لاکھوں برس والی منطق کو مان لیا جائے تو دین اسلام کا کیا ہوگا؟ اب حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو گزرے بھی تقریباً نو سو سال گزر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام حالات وواقعات ثابت کرتے ہیں کہ مسیح کے آنے کا زمانہ تیرھویں اور چودھوی صدی بنتا ہے اور یہ دونوں صدیاں گزر چکی ہیں۔ ان دنوں امام جماعت احمدیہ نے امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اس وقت اُن کے خلیفہ کی آواز ہوا کے دوش پر لہراتی ہوئی اکناف عالم میں دعوت امن دے رہی ہے۔ یہ جماعت ایک سے کروڑوں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ کوئی نام نہاد شیخ الاسلام یا کوئی پیر فقیر قطعاً وہ کام نہیں کر سکتا جسے الٰہی الہام پانے والے سرانجام دے سکتے ہیں۔

آثار قیامت

غلام ربانی صاحب ایم اے لکھتے ہیں:۔

''آیات قرآنی کے بعد جس حدیث کو سب سے زیادہ اہمیت آثارِ قیامت کے بارے میں دی گئی وہ حدیث یہ تھی۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "**بعثت انا والساعة كهاتين ويقرن بين اصبعيه السبابة والولسطى**" میں اور قیامت ایسے اُٹھے ہیں جیسے دو اُنگلیاں یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی اُنگلی۔'' (مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد، نسائی، دارمی، کمانی الاحادیث الصحیحہ)

ابن عباسؓ جب کبھی اس حدیث کو بیان کرتے پہلے پیغمبر خُدا کی طرح اپنی دونوں اُنگلیوں کو کھولکر ۷ کا نشان بناتے اور پھر اپنی دونوں اُنگلیوں کو ملا لیتے تب زبان سے پوری حدیث مکمل کرتے۔

عالم اسلام کے ایک بلند پایہ عالم حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں شرح بخاری میں

اور دیگر علماء نے اس حدیث سے ایک لطیف استنباط کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خُدا اور قیامت کے درمیان اس حدیث کی روشنی میں تیرا سو سال یا تیرہ سو پچاس سال کا عرصہ ہے۔ ان بزرگوں کا استنباط اس طرح پر تھا کہ صحیح حدیث میں مدت حیات سات ہزار سال بتائی گئی ہے۔ یہ گویا بیچ کی اُنگلی کی پوری لمبائی ہے اس میں سے حضور اکرم ﷺ کے موقف زمانی وہ حد ہے جہاں انگشت شہادت کی لمبائی ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد سے جو بیچ کی اُنگلی کا حصہ باقی رہتا ہے وہ گویا آنحضرت ﷺ کے اور قیامت کا درمیانی حصہ ہے بالا اوسطاً یہ حصہ پوری اُنگلی کی لمبائی کا ۱۔۵ یعنی خمس نہیں بلکہ کچھ کم ہے۔ پورا خمس سات ہزار کا چودہ سو ہوتا ہے لہٰذا یہ تو یقینی ہے کہ چودھویں صدی کے اختتام سے پہلے قیامت ہے وغیرہ۔ (آثار قیامت کا ظہور مراد ہے)

غلام ربّانی صاحب اگلے صفحات میں مندرجہ بالا استنباط کو سطحی قرار دیتے ہیں اور اس حدیث کا خود یہ استنباط کرتے ہیں کہ قیامت ہجرت کے تیرہ سو سال بعد اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ہجرت کے دو ہزار تین سو سال بعد ثابت ہوتی ہے۔

(سکندر ذوالقرنین شخصیت و زمانہ از غلام ربّانی ایم اے۔ عثمانیہ مطبوعہ رفیق مشین پریس چار کمان حیدر آباد دکن اشاعت ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۳)

معزز قارئین! تیرہ سو یا چودہ سو سال بعد آثار قیامت شروع ہوں گے اور تقریباً ایک ہزار سال بعد قیامت آنا خیال کیا جائے تو سب علماء کرام کے استنباط درست ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک بات تو بہر حال دونوں طرف کے خیالات ثابت کرتے ہیں کہ قیامت رسول اللہ ﷺ کے بعد زیادہ سے زیادہ دو ہزار تین سو سال کے بعد آئے گی۔ (اور یہ استنباط طاہر القادری کے لاکھوں سال والے نظریے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے)

قیامت کی نشانیاں

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب لکھتے ہیں:۔

''بہت سی روایات میں قُرب قیامت کی ایسی نشانیاں بتائی گئی ہیں جنھیں آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ مسلم کتاب الایمان میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان

کرتے ہوئے فرمایا ہے: ہاں میں تمہیں (گھڑی یعنی قیامت) کی علامات بتاتا ہوں جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ اس (گھڑی) کی نشانیوں میں سے ہے اور جب ننگے بدن، ننگے پاؤں والے، لوگوں کے سردار ہوں تو یہ بھی اس (گھڑی) کی نشانیوں میں سے ہے اور جب جانور چرانے والے بلند عمارتیں بنانے میں مقابلہ کرنے لگیں تو یہ بھی اس (گھڑی) کی نشانیوں میں سے ہے۔ (اگلی حدیث میں ہے کہ اور جب تم دیکھو ننگے پاؤں ننگے بدن بہرے اور گونگے زمین کے بادشاہ بن گئے ہیں تو یہ بھی اس (گھڑی) کی نشانیوں میں سے ہے۔''

مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب ایسی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے جو پوری ہو چکی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

۱۔ جب مکّہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے جائیں اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اُونچی ہو جائیں تو تُم قیامت کا انتظار کرنا۔ ۲۔ قیامت کیسے قائم ہو سکتی ہے جب تک کہ اہلِ عراق کا کھانا پینا بند نہ کیا جائے اور عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔ ۳۔ جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے گی۔ ۴۔ مرنے اور مارنے والے کو جُرم کا پتہ نہ ہوگا۔ ۵۔ شراب عام ہو جائے گی، گانا بجانا اور ناچنے والی عام ہو جائیں گی۔ ۶۔ دوسرے کے شر سے بچنے کے لئے اُن کی عزت کی جائے گی۔ ۷۔ مساجد میں شور وغُل عام ہو جائے گا۔ ۸۔ ماں کی بجائے بیوی کی اور باپ کی بجائے دوست کی فرمانبرداری کی جائے گی۔ ۹۔ علم دُنیا کمانے کے لئے سیکھا جائے گا۔ علم حاصل کیا جائے گا لیکن دین کے لئے نہیں۔ ۱۰۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ ۱۱۔ قومی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے گا۔ جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے گا۔ ۱۲۔ جب قرآن حلق سے نہ اُترے گا۔

(زلزلہ مشاہدات و واقعات از مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صفحہ ۳۰ باہتمام مولانا انعام الٰہی قاسمی مکتبہ ملّت دیوبند سہارن پور یو۔ پی)

معزز قارئین! نہایت مختصر طور پر ان ارشادات مقدسہ کی تشریح پیش خدمت ہے۔

۱۔ اگر کوئی صاحب مکّہ مکرمہ کو موجودہ حالت میں دیکھتا ہے تو وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کا شاہد بن جاتا ہے۔ بڑے بڑے پہاڑ اونچی اونچی عمارتوں سے چھوٹے ہو گئے ہیں۔ سارے مکّہ میں سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ پہاڑوں کو کاٹ کر ہموار اور سایہ دار سڑکیں بن چکی ہیں۔ موٹر وے

بھی نہایت کشادہ ہے۔ پہاڑوں اور صحرا کے بیچوں بیچ بنائی گئی ہے۔۲۔مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی فرماتے ہیں دیکھ لیجئے عراق پر لمبا عرصہ پابندیاں لگی رہیں۔لوگوں کو کھانا تو کیا بیماروں کو دوا بھی نہ ملتی تھی۔سعودی عرب اپنی گندم کے معاملہ میں خودکفیل ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ سرسبز میدان، باغات اور پارک بھی اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔۳۔ بینظیر بھٹو اسکی مثال ہے۔بیٹیاں اور بیٹے اپنے والدین سے نہایت بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔اب کثرت سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں جن میں بیٹے اپنے والدین کی جان بھی لے لیتے ہیں۔۴۔آج دیکھ لیں بے گُناہ لوگ نماز پڑھنے مسجدوں میں آتے ہیں اُنکی لاشیں واپس جاتی ہیں۔اس کے علاوہ قتل ہمارے معاشرے میں عام سی چیز بن گئی ہے۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر زندگی کا چراغ گل کر دیا جاتا ہے۔۵۔عصر حاضر میں شراب عام ہو چکی ہے آئے دن ہزاروں بوتلیں پکڑی جاتی ہیں، ذوالفقار مرزا صاحب جیسے مجاہد بھی سر عام شراب پینے کا اقرار کرتے ہیں۔ تقریریں بھی سیاستدان شراب پی کر کرتے ہیں۔ناچ گانے کی مجلسیں ٹیلی ویژن کے توسط سے گھر گھر منعقد ہوتی ہیں۔۶۔اب پوری قوم ہی اس مرض میں مبتلا ہو چکی ہے۔شر کا مقابلہ کرنے کے بجائے شریروں سے لوگ تعلق رکھتے ہیں کہ ان کے شر سے بچنے کا بس یہی ذریعہ ہے۔۷۔مساجد میں لڑائی جھگڑا عام ہے۔لاؤڈ اسپیکر کا شور عوام کا جینا حرام کیے ہوئے ہے۔ پاکستان میں تقریباً ۷ لاکھ مساجد ہیں۔۸۔گھر گھر میں اس پیشگوئی کے مظاہر دیکھے جا سکتے ہیں۔گھر میدان جنگ بنے ہوئے ہیں۔۹۔ دیکھ لیجیے مولوی ہو یا ڈاکٹر اُس کا مطمع نظر صرف دولت اور دُنیا کا حصول ہے۔۱۰۔جب زکوٰۃ کی وصولی کے دن آتے ہیں مسلمان بنکوں سے رقم نکلوا لیتے ہیں یا خود کو غیر مسلم بتا کر زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچ جاتے ہیں۔۱۱۔سیاست دان اور دوسرے قومی رہنماؤں کی عیاشیاں قومی دولت کے استعمال سے پروان چڑھتی ہیں۔لوگ ٹیکس دیتے ہیں جو حکومت وقت کے پاس عوام کی امانت ہوتے ہیں۔مگر اسے مال غنیمت سمجھ کر کھا لیا جاتا ہے۔عوام بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔۱۲۔قرآن پڑھنے والے بے شمار قاری ہیں مگر اس عظیم کتاب کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔

معزز قارئین! حدیث میں امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت مشرق ومغرب اور عرب میں خسف ہونا بیان ہوا ہے۔مسلم کتاب الفتن ۔خسف سے مراد خوفناک زلزلوں کا آنا ہے۔حضور ﷺ نے

فرمایا ہے کہ قیامت تب تک بپا نہ ہوگی جب تک زلزلے بکثرت نہ آنے لگیں۔(گزشتہ ایک سو سال میں ہزاروں ہلکے زلزلوں کے علاوہ ۱۳۰ بڑے زلزلے آچکے ہیں جن میں لاکھوں لوگ ہلاک ہوئے ہیں)معزز قارئین!نومبر ۲۰۱۱ء کو معروف تحقیقی جریدے Lancethe میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ ایک عشرے کے دوران دُنیا بھر میں زلزلوں کے نتیجے میں آٹھ لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔ان زلزلوں کے نتیجے میں دوارب سے زیادہ انسان براہ راست متاثر ہوئے۔صرف ہیٹی میں ۱۲ جنوری ۲۰۱۰ء کو تین لاکھ سولہ ہزار انسان زلزلے سے ہلاک ہوئے۔ یہ تمام پوری ہو جانے والی گھڑی یعنی قیامت کی نشانیاں اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ مسلمان رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ امام مہدی و مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر اس کی جماعت میں داخل ہو جائیں تاکہ تمام بُرائیاں اُن کے دامن جھڑ سے جائیں۔ اللہ سب کو نیک بندے بن جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈینگی

معزز قارئین !اہلیان وطن، بالخصوص اہل لاہور پر ڈینگی کے ڈرون حملوں نے تباہی مچائی ہوئی ہے۔کہا جاتا ہے کہ ڈینگی کی مادہ کے خون چوسنے سے ڈینگی بخار کا جان لیوا وائرس انسانی بدن میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر ڈینگی مچھر دوسری دفعہ خون چوس لے تو مریض کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ڈینگی مچھر کی افزائش کے لیے صاف پانی سے بہتر کوئی جگہ نہیں، کہا جا سکتا ہے کہ صاف پانی ان کے لیے مدرسے کا کام کرتا ہے جہاں پر پرورش اور ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ انسانی آبادیوں پر موت بن کر لپکتا ہے بعض اوقات اس کے حملے خودکش بھی ہوتے ہیں۔کبھی کبھی ناراض ڈینگی گندگی کو بھی اپنا لیتے ہیں اور گندے پانی کو اپنی خونی نسل کو پروان چڑھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ جان لیوا مخلوق درجہ حرارت پندرہ سینٹی گریڈ ہونے پر اپنی موت آپ مَر جاتی ہے۔پھر اگلے برس اگر ماحول سازگار ہو تو زیادہ شدت سے حملہ آور ہوتی ہے۔۔۔

جہاں انسانی خون پینے والوں کی فراوانی ہوتی ہے ڈینگی وہیں اپنا ڈیرہ جماتا ہے پہلے پہلے وہ سہا ہوتا ہے لیکن جب مشاہدہ کرتا ہے کہ نہ خون پینے والے نام نہاد مذہبی اور سیاسی ڈینگیوں کو شرم آتی ہے

اور نہ اُن زندہ لاشوں کو شرم آتی ہے جن کے بدن کی رگوں سے خون دن رات نچوڑا جاتا ہے، تو انسانی آبادیوں پر تمام حشر سامانیوں کے ساتھ ڈینگی حملہ آور ہوتا ہے۔

بُش صاحب یہ سمجھتے تھے کہ دینی مدارس گندگی کے تالاب ہیں اور ان کے اندر مچھر پیدا ہوتے ہیں چنانچہ مولانا قطب الدین عابد لکھتے ہیں:۔

''ہمارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوری ٹاؤن) کے مہتمم مولانا عبدالرزاق اسکندر ابھی ابھی یورپ کے دورے پر گئے تھے۔انھوں نے ہمیں کہا کہ وہاں پر اخبارات میں بُش (سابق صدر امریکہ) کا ایک بیان چھپا کہ''برصغیر کے اندر دینی مدارس، یہ گندگی کے تالاب ہیں۔ان کے اندر مچھر پیدا ہوتے ہیں۔اور اس گندگی کے ان تالابوں کو ختم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔''

(خطبات شامزئی جلد اوّل مرتب مولانا قطب الدین عابد، شائع کردہ مفتی محمود اکیڈمی پاکستان کراچی)

معزز قارئین! جس طرح حکومت پاکستان صاف پانی میں افزائش پانے والے ڈینگی مچھر کو مارنے کے لیے تمام ذرائع بروئے کار لا رہی ہے اُسی طرح بُش اینڈ کمپنی گندگی کے تالابوں میں پلنے والے ڈینگی مچھروں کو ختم کرنے کے لیے ڈرون حملے جاری رکھے ہوئے ہے۔ڈینگی میں ہزار بُرائیوں کے باوجود کم از کم ایک اچھائی ایسی ہے جو کسی بھی نام نہاد مذہبی ڈینگی میں نہیں پائی جاتی اور وہ ہے انسانوں میں خوفِ خدا پیدا کرنا۔اصل ذمہ داری تو ایک مولوی پر عائد ہوتی ہے کہ مخلوق خدا میں خوف خدا پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ ہمارے بدنصیب معاشرے کی حالت زار دیکھ کر لگتا ہے کہ مولوی کے انداز واطوار نے انہیں بے خوف کر دیا ہے جس کے نتیجے میں ڈینگی نے مولوی کا کام سنبھال لیا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ اللہ کرنے لگے ہیں اور تو اور خواتین نے ہاتھ پاؤں بھی ڈھکنے شروع کر دیے ہیں۔ عمران خان نے شہباز شریف صاحب کو کہا ہے کہ آپ ڈینگی مچھر تو ختم نہیں کر سکے، مگر مچھ (صدر زرداری) کو کیسے ختم کرو گے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ صاف پانی کے ڈینگی مچھر کو پانی ملی دواؤں نے بچایا بالکل اسی طرح جس طرح گندے پانی کے مچھروں کو جھوٹے گواہوں نے بچایا۔جب سے پاکستان میں گندے تالابوں میں پلنے والے مچھروں نے دہشت گردی کی خونی وارداتیں شروع کی ہیں ایک بھی مچھر کو سزا نہیں ہوئی۔اس کی وجہ سیاسی ڈینگیوں کے مذہبی ڈینگیوں کے ساتھ جُڑے ہوئے ذاتی

مفادات ہیں۔مُنصفِ شہر جناب شہباز شریف پر مذہبی مچھروں سے تعلقات رکھنے کا الزام کوئی نیا نہیں ہے۔کہا جاتا ہے کہ شریف برادران اپنے سیاسی اور ذاتی دُشمنوں کو ڈرانے، دھمکانے اور مروانے کے لیے مذہبی ڈینگیوں کی مدد لیتے ہیں اور بدلے میں ان کو من مانی کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور مذہبی اقلیتوں کو ڈرانے، دھمکانے اور مروانے کے لیے ان خونی ڈینگیوں کی مدد کرتے ہیں۔

مُنصفِ شہر کی قاتل سے شناسائی ہوئی — موت کے خوف سے ہر آنکھ ہے پتھرائی ہوئی
زندگی بھاگتی پھرتی رہی گھبرائی ہوئی — موت رقصاں رہی سڑکوں پہ گلی کوچوں میں

ہمارے وطن عزیز کے نام نہاد ڈینگی مولوی جو ہر لحاظ سے ڈینگی مچھر سے ہزار گنا زیادہ خونخوار ہیں، ان نام نہاد ڈینگیوں کی آپس کی لڑائی کے نتیجے میں بے گناہ مرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے مگر عقل حیران ہے کہ ڈینگی سے بچاؤ کے لیے لوگ سراپا احتجاج ہیں اور حکومت بھی پریشان اور بوکھلاہٹ کا شکار ہے، غیر ممالک سے ماہرین اور دواؤں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے، اس کے برعکس جن مذہبی وسیاسی خونی مچھروں نے عوام کو ڈینگی جیسے عذاب کا شکار بنایا ہے اُن کے لیے وطن عزیز میں کوئی خطرہ نہیں، نہ حکومت کی طرف سے اور نہ عوام کی طرف سے۔اور صاف پانی کا ڈینگی بھی ان کو نہیں کاٹتا کہ یہ گندے پانی کے مچھر ہیں۔

ایک لطیفہ آج کل گردش کر رہا ہے کہ کسی بے قرار پاکستانی نے ایک ڈینگی مچھر سے پوچھا جناب آپ ہم مظلوم انسانوں کا ہی خون چوستے ہیں جایئے کسی بڑے نام نہاد مولوی کا خون چوسیے۔ بڑی بڑی گردنوں والے نام نہاد مولویوں میں خون وافر مقدار میں ہوتا ہے اور بڑی بڑی توندیں قوت مدافعت سے بھرپور ہوتی ہیں۔ڈینگی مچھر نے حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔میاں: دِل تو میرا بھی چاہتا ہے کہ ان کے خون سے انجوائے کروں مگر مصیبت یہ ہے کہ اگر میں نے نام نہا مولوی کا خون چوسا تو میری موت یقینی ہے۔مولوی کا خون انتہائی زہریلا ہے۔

معزز قارئین! نام نہاد مولوی اور ڈینگی مچھر دونوں کا طریقہ واردات ایک ہے اور دونوں عوام کا خون چوستے ہیں یہی وجہ ہے کہ ڈینگی مچھر کے خونی حملے روکنے اور اسے ہلاک کرنے کے لیے مختلف دواؤں کے محلول کا اسپرے کرنا ضروری ہے اسی طرح نام نہاد مولویوں اور سیاست دانوں کے

منافقانہ اور ڈینگیانہ کردار کوختم کرنے کے لیے صحیح ووٹ اور قطع تعلقی کا اسپرے ضروری ہے۔اگر مسلمان چُست ہو جائیں اور احکامات الٰہیہ پرعمل کریں اور اپنا ہر کام اسوہ رسول اللہ ﷺ کے مطابق کریں تو تمام اقسام کے ڈینگی سُست ہو جائیں گے، مرجائیں گے۔

آخری دور کے اچھے لوگ

حضرت ابو جمعہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دن کا کھانا کھایا۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی تھے۔انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم سے بھی کوئی بہتر ہوگا؟ ہم آپؐ کی معیت میں ایمان لائے، اور آپؐ ہی کی معیت میں ہم نے جہاد کیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔'' (الدارمی، مسند احمد) (اور ۷ بار خوشخبری اور مبارکباد ہو اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور مجھ پر ایمان لایا) (رواہ احمد) بحوالہ المنہاج السوی از طاہر القادری)

عن عبدالرحمان بن العلاء الحضرمی ؓ قال:حدثنی من سمع النبی ﷺ یقول :انه سیکون فی آخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اولهم، یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر، و یقتلون اهل الفتن.

(یقتلون کا ترجمہ طاہر القادری نے جہاد کیا ہے۔قتل سے مراد مخالفت اور بائیکاٹ بھی ہے۔ لسان العرب) (الحدیث رقم ۳۰: اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوت ۶۔۵۱۳، والسیوطی فی مفتاح الجنۃ ۱۔۶۸۔ترجمہ مولوی طاہر القادری)

حضرت عبدالرحمان بن علاء حضرمیؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اُس (صحابی) نے بتایا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سُنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک اس اُمّت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لیے اجر اس اُمّت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حُکم دیں گے اور بُرائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔(جہاد سے مراد دلائل سے جہاد ہے)

اذا الجهاد بالحجاج اعظم اثر امن الجهاد بالنصال. دلائل کے ذریعے جہاد کی تاثیر ہتھیاروں کے ذریعے جہاد کے اثرات سے بہت زیادہ تیز ہے۔ (العلماء جولائی، ستمبر ۲۰۱۱ء صفحہ ۳)

اسی لیے امام مہدی و مسیح علیہ السلام کے لیے اُن ہتھیاروں سے لڑنا ضروری ہے جن کے ذریعے جہاد کے اثرات تیز ہو جاتے ہیں۔اسی لیے امام مسیح الزمان کے زمانے میں مذہبی جنگوں میں حربی ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔اور جو بھی اس ہدایت پرعمل نہیں کرے گا اُس کا حال بُرا ہوگا جیسا کہ اس وقت اُمّت مسلمہ کا مولوی کی غلط تشریحات کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سُنا آپؐ فرماتے ہیں: ''میری اُمّت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حُکم پر قائم رہے گی جو اُن کی مدد نہیں کرے گا یا اُن کی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔''

عن انس ؓ قال: قال رسول الله ﷺ:مثل امتی مثل المطر، لا یدری اوله خیر ام آخره. حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کی مثال بارش کی مانند ہے معلوم نہیں اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر۔ (الحاکم فی المستدرک ۳۔۱۹۰ الرقم ۶۹۹۱)

عن عمرو بن شعیب،عن ابیه، عن جده ؓ قال:قال رسول الله ﷺ :ای الخلق اعجب الیکم ایمانا؟قا لوا:الملائکة، قال:ومالهم لا یومنون وهم عند ربهم ؟قا لوا:فالنبیون، قال:ومالهم لا یومنون و الوحی ینزل علیهم ؟قالوا :فنحن، قال: ومالکم لا تومنون و انا بینا اظهر کم ؟فقال رسول الله ﷺ :ان اعجب الخلق الی ایمانا لقوم یکونون من بعدی یجدون صحفافیها کتاب یومنون بما فیها. (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۲۔۸۷ الرقم ۱۲۵۶۰ والحاکم المستدرک، مجمع الزوائد۔ترجمہ بحوالہ المنہاج السوی از طاہر القادری)

حضرت عمرو بن شعیبؓ بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کون سی مخلوق تمہارے نزدیک ایمان کے لحاظ سے سب سے عجیب تر ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: فرشتے۔آپؐ نے فرمایا: فرشتے کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ وہ ہر وقت اپنے ربّ کی حضوری میں رہتے ہیں۔انہوں نے عرض کیا: پھر انبیاء کرام آپؐ نے فرمایا: اور انبیاءؑ کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔انہوں نے عرض کیا: تو پھر ہم (ہی ہوں گے)۔فرمایا: تم ایمان

کیوں نہیں لاؤ گے؟ جبکہ بنفسِ نفیس میں خود تم میں جلوہ افروز ہوں۔حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا:مخلوق میں میرے نزدیک پسندیدہ اور عجیب تر ایمان اُن لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔کئی کتابوں کو پائیں گے مگر(صرف میری) کتاب میں جو کچھ لکھا ہوگا اس پر ایمان لائیں گے۔(رنگ برنگی تفسیروں میں بیان کردہ اُن تمام واقعات اور روایات کو ردّ کر دیں گے جو قرآن کے مخالف ہوں گی۔قرآن کو اولیت دیں گے،اس پر صدق دل سے ایمان لائیں گے اور عمل کریں گے)

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

الغرباء ناس قليل صالحون بين ناس كثير، من بينهم فى الخلق اكثر من يحبهم (احمد)

کم لیکن نیک لوگ ہوں گے بہت سے لوگوں کے درمیان۔ان سے نفرت کرنے والے ان سے محبت کرنے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوں گے۔ (احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل صفحہ ۸۹)

عن انس بن مالكؓ قال:قال رسول الله ﷺ :و ددت انى لقيت اخوانى، قال: فقال اصحاب النبى ﷺ :او ليس نحن اخوانك؟ قال: انتم اصحابى، ولكن اخوانى الذين امنو بى ولم يرونى۔ (مسند احمد بن حنبل والطبرانی فی المعجم الکبیر و مجمع الزوائد۔ترجمہ طاہر القادری)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ خواہش کی کہ میں اپنے بھائیوں سے ملوں۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:(یا رسول اللہ ﷺ) کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:تم میرے صحابہ ہو لیکن میرے بھائی وہ ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من تمسك بسنتى عند فساد امتى فله اجر مائة شهيد۔** جس نے اُس وقت میری سُنّت کو مضبوطی سے تھاما جب میری اُمّت فساد میں مبتلا ہو چکی ہو گی تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

عن علیؓ، قال: اذا نادى مناد من السماء ان الحق فى ال محمدؐ فعند ذلك يظهر المهدى على افواه الناس، و يشربون حبه، ولايكون لهم ذكر غيره۔

ترجمہ طاہر القادری: حضرت علیؓ نے فرمایا: جب آسمان سے آواز دینے والا آواز دے گا کہ حق آلِ محمدؐ میں ہے تو اس وقت لوگوں کی زبانوں پر مھدی کا ظہور ہوگا۔اور لوگوں کو ان کی محبت (اس طرح) پلا دی جائے گی کہ وہ ان کے سوا کسی اور کا تذکرہ نہیں کریں گے۔(جماعت احمدیہ اپنے خلیفہ کی آواز میں مھدی دوراں کی تعلیمات کو سُنتے ہیں جو شریعت محمدؐیہ کی صحیح اور سچی تفسیر پر مبنی ہوتی ہیں۔اور بس ان صحیح، سچی اسلامی تعلیمات کا اور امام مہدی جن کا ظہور رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے سارا سال چرچا رہتا ہے۔) (سیوطی،الحاوی،نعیم بن حماد،بحوالہ القول المعتبر فی الامام المنتظر از مولوی طاہر القادری صفحہ ۶۱)

عن ابى عمرؓ قال :قال رسول الله ﷺ :يخرج المهدى و على راسه عمامة، فياتى مناد ينادى :هذا المهدى خليفة الله فاتبعوه۔

ترجمہ طاہر القادری: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(امام) مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے سر پر عمامہ ہوگا۔پس ایک منادی یہ آواز بلند کرتا ہوا آئے گا کہ یہ مہدی ہیں، جو اللہ کے خلیفہ ہیں، سو تم اُن کی اتباع اور پیروی کرو۔

(سیوطی، الحاوی، نعیم بن حماد، بحوالہ القول المعتبر فی الامام المنتظر از مولوی طاہر القادری صفحہ ۶۱)

اس حدیث مبارکہ میں امام مہدی کو اللہ کا خلیفہ کہا گیا ہے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اللہ کے خلیفہ سے مراد اللہ کا نبی ہوتا ہے۔خلفاء راشدین کو رسول اللہ کے خلیفہ کہا جاتا ہے اُمّت محمدؐیہ میں سوائے امام مہدی کے کسی کو اللہ کا خلیفہ نہیں کہا گیا۔مولویوں کی اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ امام مہدی نبی اللہ نہیں ہوں گے۔مُلّا علی قاریؒ اپنی کتاب ''المشرب الوردی فی المھدی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام مہدی کی افضلیت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں خلیفہ اللہ فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو زیادہ سے زیادہ ''خلیفہ رسول اللہ'' کہا جاتا ہے۔'' (بحوالہ اسلام میں امام مہدی کا تصور صفحہ ۵۴)

اور شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں کہ ''اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی۔'' (منصب امامت صفحہ ۱۱۸)

مسلم کی جلد ۴ میں اُمّت محمدیہ کی اصلاح کے لیے آنے والے مسیح کو بھی ایک حدیث میں چار مرتبہ نبی اللہ کہا گیا ہے۔یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ عصر حاضر میں مولوی برادری اور پاکستان کی پارلیمنٹ

رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور امام مہدی کو نبی نہیں مانتی بلکہ ایسا کہنے اور ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔چنانچہ آئین پاکستان کے مطابق کوئی آدمی جو آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر غیر مشروط اور قطعی یقین نہیں رکھتا جو آخری نبی ہیں یا جو آنحضرت ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو یا کسی ایسے مدعی کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ قانون اور آئین کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں۔

گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے آسمان سے اُترنے کے مسلمان منتظر ہیں کے نازل ہونے اور امام مہدی کے پیدا ہونے سے پہلے ہی آئین پاکستان کے مطابق دونوں اور اُن پر ایمان لانے والے کافر قرار دیے جا چکے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ آئینی مسلمان اس حلف نامے پر خوشی سے دستخط کرتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے دستخط کر کے مسلمان ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔حالانکہ آئین پاکستان میں آسمان سے نازل ہونے والے امام مہدی و مسیح موعود کو ان کی آمد سے قبل ہی کافر قرار دے دیا گیا ہے اور آئین میں مسلمانوں کو بھی دھمکی دی گئی ہے کہ جب یہ عظیم ہستیاں تشریف لائیں گی تو ان کو نبی یا ریفارمر ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔لطف کی بات یہ ہے کہ مسلمان حلفیہ بیان میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی مصلح، ریفارمر یا نبی پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔بس ہمیں مسلمان رہنے دیا جائے، بانی اسلامؐ کے ارشادات پر عمل کر کے ہم کافر نہیں ہونا چاہتے۔اب خاص طور پر پاکستانی مسلمان پارلیمنٹ کے فیصلوں کو ہی شریعت سمجھتے ہیں۔جیسا کہ ڈان کراچی ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء لکھتا ہے Sir Zafrulaha Khan reacted strongly by issuing a statement that the Parliment of Pakistan had no right to decide about the faith of Ahmadies.The then Federal Law and Parlimentary Affairs Minister , Abdul Hafeez Peerzada ,in reply to his statement said that the Parliment was the supreme body and no one could challenge its decision.

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ارشاداتِ رسول اللہؐ کے متوازی بنائی جانے والی ہر پارلیمنٹ کا فیصلہ یا حکم رَد کیے جانے کے قابل ہے۔اسلامی شریعت قطعاً کسی کو اجازت نہیں دیتی کہ کسی جماعت یا

فرد کے مذہب اور ایمان کا فیصلہ کرے۔صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت رکھتی ہے، پارلیمنٹ کے ایسے فیصلوں اور کفر کے فتووں کو جوتے کی نوک پر رکھتی ہے جن سے احکامات الٰہیہ سے آنکھ چرانا پڑے یا رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے میں سُستی پیدا ہو۔

مسیح اور مہدی

مولوی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ وجود ہیں۔مگر مقدس احادیث نبویہؐ ان کے اس دعویٰ کی نفی کرتی ہیں۔معزز قارئین چند ایسی مقدس احادیث پیش خدمت ہیں۔

صحیح بخاری جو حدیث کی معتبر ترین کتاب ہے، میں ایک روایت ہے کہ:۔

کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔

یعنی اے مسلمانو! تمہاری کیسی حالت ہوگی جب تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوگا۔اس حال میں کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

(صحیح بخاری۔کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیهما السلام)

صحیح مسلم میں بھی ایک روایت ہے:۔

کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم فامکم منکم۔

یعنی (اے مسلمانو!) تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوگا اور وہی تمہاری امامت کرائے گا۔ (صحیح مسلم۔کتاب الایمان۔باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

صحیح مسلم ہی میں ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔اور وہی تمہارا امام ہوگا۔

(صحیح مسلم۔کتاب الایمان۔باب نزول عیسیٰ بن مریم)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپؐ فرمایا:۔

ولا تقوم الساعة الا علی شرار الناس، ولا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم۔

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی، اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ باب شدۃ الزمان۔ حدیث نمبر ۴۰۳۹)

مندرجہ بالا حدیث مکمل سند کے ساتھ مستدرک حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) میں بھی موجود ہے۔

لا تقوم الساعة الا على شرار الناس ولا مهدى الا عيسىٰ بن مريم.

یعنی قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

(مستدرک حاکم۔ جلد ۴ صفحہ ۴۴۱۔ کتاب الفتن والملاحم)

حلیۃ الاولیاء لحافظ ابی نعیم الاصباحی متوفی ۴۳۰ھ میں **لا مهدى الا عيسىٰ بن مريم عليهما السلام** کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۶۱۔ اشاعت لبنان ۱۹۸۰ء)

کنز العمال میں درج ذیل حدیث مقدس بیان ہوئی ہے۔

لا تقوم الساعة الا على شرار الناس ولا مهدى الا عيسىٰ بن مريم.

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳ حدیث نمبر ۳۸۶۵۶)

حدیث کی مشہور و معروف کتاب مسند احمد بن حنبل میں درج ذیل حدیث موجود ہے۔

يوشك من عاش منكم ان يلقى عيسىٰ بن مريم اماما مهد يا وحكما عدلا.

(مسند احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ حدیث نمبر ۹۰۶۸۔ سند حضرت ابی ہریرہؓ)

یعنی حضرت ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ بن مریم کو ملے جو امام مہدی اور حکم وعدل ہوں گے۔

ابتدائی حدیث کی معروف کتاب ''المصنف'' میں درج ذیل ایک روایت ہے۔

ينزل عيسىٰ بن مريم اماما هاديا و مقسطا عدلا.

یعنی عیسیٰ علیہ امام ہادی اور منصف وعادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

(''المصنف'' از عبد الرزاق متوفی ۲۱۱ھ۔ جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۰ بیروت لبنان طبع اولیٰ ۱۹۷۲ء)

ایک اور بات اس مؤقف کو روز روشن کی طرح ثابت کرتی ہے کہ مسیح موعود ہی مہدی معہود ہوں گے، وہ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو بطور نبی اللہ ہوں گے جیسا کہ مسلم کی

حدیث میں انہیں چار مرتبہ نبی اللہ کہا گیا ہے۔

دیوبندیوں کے عظیم عالم اور سابق مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کا اپنا یہ مؤقف ہے کہ جو آدمی یہ کہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو نبی نہیں ہوں گے وہ کافر ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی صفت نبوت ورسالت سے الگ نہیں ہوں گے اور جس طرح ان کی نبوت سے انکار پہلے کفر تھا اس وقت بھی کفر ہوگا۔''

(معارف القرآن جلد دوم۔ صفحہ ۸۱ زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیک)

اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح بطور نبی اللہ ہوں گے تو قرآن کریم کی روشنی میں ہر نبی مہدی ہوتا ہے۔ مہدی کا مطلب ہی ہدایت یافتہ ہے۔ ہر نبی پہلے ہدایت یافتہ ہوتا ہے یعنی پہلے مہدی بنتا ہے پھر وہ ہادی یعنی دوسروں کو ہدایت دینے والا بنتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بعض انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرکے فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ. (سورۃ الانبیاء۔ آیت ۴۷)

یعنی ہم نے ان کو ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کرتے تھے اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا. (سورۃ السجدہ۔ آیت ۲۵)

یعنی ہم نے بنی اسرائیل میں سے ایسے امام بنائے جو ہمارے امر سے ہدایت دیتے تھے۔

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے جو انبیاء بھیجے ان سب کو اس آیت میں امام مہدی کہا جارہا ہے۔

آئمہ۔ امام کی جمع ہے اور یَہْدُونَ بِاَمْرِنَا۔ سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ پہلے خود ہدایت یافتہ ہوتے ہیں پھر ہادی بنتے ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کے نزدیک ہر نبی امام مہدی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ

کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے اس وقت نبی تو ہوں گے لیکن امام مہدی نہیں ہوں گے یہ خلاف قرآن نظریہ ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۲ دسمبر تا ۸ دسمبر ۲۰۰۵ء۔از مضمون جناب ساجد محمود بٹر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ)

خانقاھیں، مکتب اور مدرسے

خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اَسرار بھی ہے؟ مدرسوں میں کہیں رعنائیء اَفکار بھی ہے؟

مولانا فضل حق صاحب اپنے مضمون قرآن کا سفر میں لکھتے ہیں:۔

''بین الاقوامی سرحدوں کو نظر انداز کر کے آپ پشاور سے ترچناپلی تک بس یا کار میں سفر کریں تو جہاں آپ کو مناظر ارضی اور آب وہوا کی نیرنگیاں نظر آئیں گی وہاں مسلمان آبادیوں میں آپ کو دارالعلوموں کے رنگارنگ سائن بورڈ بھی ملیں گے۔ایک قرآن کے ہزار مکتب اور مدرسے کوئی حنفیہ کوئی چشتیہ اور کوئی صرف قرآنیہ اور حقانیہ۔ان مدرسوں کے بانی یقیناً نیک نیت اور مخلص لوگ گزرے ہوں گے۔اور ان کی کاوش کا مقصد نورِ بصیرت کو عام کرنا ہی ہوگا۔لیکن آدمی فانی اور وراثت زمانی ہے۔بات جب وراثتوں تک پہنچی تو یہ مراکز اشاعت قرآن کے ساتھ ساتھ حصولِ دُنیا، فروغ سیاست اور کسبِ رزق کے ذریعے بن گئے۔اصل مقصد پہلے پس منظر میں گیا پھر بالکل ہی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔''

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء)

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

درس نظامی

جس درس نظامی تعلیم کو حاصل کر کے امام بنتے ہیں سے متعلق طاہر القادری فرماتے ہیں:۔

''دوسری اہم وجہ ہمارے علماء کرام کے اَذہان میں پایا جانے والا ایک غلط تصوّر ہے کہ ہمارے ہاں مدارسِ اسلامیہ کے نصاب ''درس نظامی'' میں صدیوں سے جو فلسفہ پڑھایا جارہا ہے وہ اسلام سے ماخوذ ہے۔یہ تصوّر ہی حقیقت کے خلاف ہے، کیونکہ وہ فلسفہ بنیادی طور پر اِسلامی نہیں بلکہ

یونانی فلسفہ ہے۔ہمارے بعض کم نظر علماء وہ کتابیں پڑھ کر یہ تمیز بھول گئے ہیں کہ وہ فلسفہ یونانی ہے قرآنی نہیں۔اسی وجہ سے یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ بعض سائنسی تصورات ہمارے مذہب کے خلاف ہیں، حالانکہ حقیقت اس سے یکسر مختلف ہے اور بدیہی طور پر اسلام اور سائنس میں کسی قسم کا کوئی تضاد اور ٹکراؤ نہیں بلکہ یہ تضاد غلط سوچ اور حقائق سے لاعلمی کی پیداوار ہے۔نظریہء اِضافیت (Theory of Relativity) کے خالق شہرہ آفاق سائنسدان آئن سٹائن کا کہنا ہے کہ: Science with out religion is lame and religion with out science is blind. (ترجمہ) مذہب کے بغیر سائنس لنگڑی ہے اور سائنس کے بغیر مذہب اندھا ہے۔مولوی طاہر القادری فرماتے ہیں کہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اِسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کا نُور عطا کرتا ہے۔''

(اسلام اور جدید سائنس از مولوی طاہر القادری صفحہ ۷۰)

نچلی ذات

جناب زین خان صاحب ۱۵ جنوری ۲۰۱۱ء کو ''روشنی'' میں شائع ہونے والے اپنے ایک بلاعنوان مضمون میں لکھتے ہیں:۔

''میرے ایک دوست ڈاکٹر ہیں، ان سے میں نے کہا کہ حیدرآباد میں اتنے جامعات، یونیورسٹی اور ہر گلی میں مدرسے ہیں، اور نوجوان بچے داڑھی بڑھا رہے ہیں۔میر عثمان علی خان (حیدرآباد کے مشہور نواب) کے دور میں اتنی نہ تھیں اور نہ اتنے مدرسے تھے۔انہوں نے کہا دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کوئی اولاد والا ہو اور ان کی کفالت نہ کرسکتا ہو، وہ اپنے بچوں کو ایسے مدرسے میں ڈالتا ہے جہاں تین وقت کی روٹی اور حفظ کا انتظام ہوتا ہے، اور جو بھی زیادہ اولاد سے پریشان ہے ایسا ہی کرتا ہے۔یہ وہی کرتے ہیں جن کا ضمیر نہیں ہوتا، پھر اس مدرسے کا پرنسپل بھی اسی قبیل کا ہوگا یعنی بے ضمیر۔سارے مدرسے چندے پر چلتے ہیں۔مدرسے کا فارغ جس نے اپنے باپ کی روٹی کبھی نہیں کھائی تو اس میں ضمیر کہاں کا؟ ان کے دماغ میں ذلّت پنپنے لگتی ہے۔لوگ اپنے ماں باپ کے ایصال ثواب کے لیے جو روپیہ بھیجتے ہیں، اُسے کھا کر جو بچے بڑے ہوتے ہیں اُن سے اچھائی کی اُمید عبث ہے۔یہ لوگ عصری

تعلیم کے خلاف زبان چلاتے ہیں۔متشرح لباس اور داڑھی سے یہ ڈھال کا کام لیتے ہیں۔کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں نچلی ذات نہیں ہوتی، ہوتی ہے، ہوتی ہے، ہوتی ہے۔

مولوی اور حلوے مانڈے

خُدا کی قسم اتنے دینی مدارس کا کوئی فائدہ نہیں ہر سال ہزاروں لاکھوں علماء مدارس سے فارغ ہوتے ہیں اور ہر ایک کی نظر محلّے کی مسجد پر ہوتی ہے لیکن خلقِ خُدا گمراہیوں میں ڈوبی چلی جارہی ہے انہیں صرف مسجدوں سے غرض ہے یا حلوے مانڈے سے۔اپنے فرائض سے کوتاہی پر یہ لوگ خُدا کے بھی مجرم ہیں اور خلقِ خُدا کے بھی۔ (المنیر لائل پور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء)

یہ لاکھوں امام اللہ تعالیٰ سے ڈریں تو مسلمان معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے۔

حقیقی اماموں کی ضرورت

آمر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا تھا:۔

''جمعرات کی روٹیوں پر تکیہ کرنے والوں سے قوم کیا توقع کرسکتی ہے۔ملک میں اس وقت تقریباً ۵۵ ہزار امام مسجد ہیں جن میں سے صرف ۸ ہزار ایسے ہیں جنہوں نے درس نظامی تعلیم حاصل کی جبکہ ۳۶ ہزار نیم تعلیم یافتہ اور ۱۱ ہزار سفید ان پڑھ ہیں اور یہ ان پڑھ بھی اپنے آپ کو امام مسجد قرار دیتے ہیں۔انہوں نے کہا ان اماموں سے قوم کیا توقع کرسکتی ہے جو صرف جمعرات کی روٹی پر تکیہ کر کے جی رہے ہیں جبکہ قوم کو حقیقی اماموں کی ضرورت ہے۔'' (جنگ لاہور یکم فروری ۱۹۸۵ء)

معزز قارئین! ان اَن پڑھ اماموں نے ہی صدر صاحب کو اسلام کا نعرہ لگانے کا موقع فراہم کیا تھا اور ضیاء صاحب گیارہ سال تک اپنے خودساختہ اسلام کو قوم کے سینے پر رگڑتے رہے جس کی وجہ سے قوم کا بدن ناسوروں سے بھر گیا ہے۔ان متعفن ناسوروں سے اُٹھنے والی بدبو نے نا صرف پاکستانی قوم کو بلکہ تمام دُنیا کو بے حال اور بیقرار کردیا ہے۔

اس وقت کرّہ ارض پر مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک ارب ہے ان میں سے تقریباً ۶۰ کروڑ

اَن پڑھ اور بالکل ناخواندہ ہیں۔بیشتر قرآن ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔(ہفت وار سائنس میگزین ۱۶ جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۸)

دینی مدارس گندگی کے تالاب

مولانا قطب الدین عابد صاحب لکھتے ہیں:۔

''جس طرح عوام اور قوم کے دوسرے طبقوں میں انتشار وافتراق اور تحزب (گروہ بندی) کارفرما ہے اسی طرح علماء کرام کے طبقوں اور دینی اداروں میں بھی تشتت وافتراق موجود ہے نہ صرف مختلف مکاتب فکر کے علماء میں بلکہ ایک ہی مکتب فکر کے بزرگوں میں بھی یہی صورت حال کارفرما ہے کہیں جمعیت علماء اسلام ہے تو کہیں جمعیت علماء پاکستان اور کہیں مجلس احرار اسلام موجود ہے تو کہیں جمعیت اہل حدیث کہیں تنظیم اہل سنت ہے تو کہیں ادارہ ختم نبوت۔۔۔۔۔۔دین کے لئے یہ انتشار و افتراق سانحہ عظیم ہے، کاش! یہ سب یا کم از کم ایک مکتب خیال کے ادارے ایک مرکز پر جمع اور متحد ومتفق ہو جائیں اور پھر باہمی تعاون ومشاورت اور متحدہ نظام کے تحت تقسیم کار کے اصول پر جو جماعت جس مقصد کے لئے زیادہ اہل اور موزوں ہو وہ کام اس کے سپرد کیا جائے، آپس میں کل ارتباط واتحاد تعاون و تناصر اور ہم آہنگی و یگانگت موجود ہو اور سب ایک نظام میں منسلک ہوں۔''

ہمارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوری ٹاؤن) کے مہتمم مولانا عبدالرزاق اسکندر ابھی ابھی یورپ کے دورے پر گئے تھے۔انھوں نے ہمیں کہا کہ وہاں پر اخبارات میں بُش (سابق صدر امریکہ) کا ایک بیان چھپا کہ ''برصغیر کے اندر دینی مدارس، یہ گندگی کے تالاب ہیں۔ان کے اندر مچھر پیدا ہوتے ہیں۔اور اس گندگی کے ان تالابوں کو ختم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔میرے عزیزو! آج ہماری حالت ایسی ہے جیسے کہ جنگل، پہاڑ یا دشت میں ایک مُردہ لاش پڑی ہو، بغیر قبر اور بغیر کفن کے، اور جنگل کے تمام جانور، خواہ شیر ہو یا گیدڑ سب آتے ہیں اور اس کو کھاتے ہیں۔اور کوئی بھی اس مُردہ لاش سے جانوروں کو ہٹانے والا نہیں ہوتا۔

غیبت ہوگئی، علماء کی مجلس ہو، طلباء کی مجلس ہو، مشائخ کی مجلس ہو، مجاہدین کی مجلس ہو، عورتوں کی یا مردوں کی مجلس ہو۔جوانوں کی یا بوڑھوں کی مجلس ہو، ہر مجلس میں غیبت عام ہے۔گالی دینا اسقدر

عام ہے کہ احساس تک نہیں ہوتا۔ (خطباتِ شامزئی جلد اوّل مرتب مولانا قطب الدین عابد، شائع کردہ مفتی محمود اکیڈمی پاکستان کراچی)

دین اور فکر تھے کبھی کچھ چیز اب دھرا کیا ہے اِس میں اور اُس میں

معزز قارئین! ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان آزاد ہوا تو وطن عزیز میں کل ۱۸۹ مدارس تھے ۲۰۰۲ء تک ان دینی مدارس کی تعداد ۱۰ ہزار سے تیرہ ہزار ہوگئی۔اوران مدارس میں بھرتی ہونے والے طالب علموں کی تعداد ایک اعشاریہ نو ملین ہو چکی تھی۔بھرتی ہونے والوں طالب علموں کی عمر عموماً آٹھ سے بیس سال کے درمیان ہوتی ہے۔سابق ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کے دور میں ان دینی مدارس کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔اسی ڈکٹیٹر کے دور میں جو مدارس دینی تعلیم دیا کرتے تھے انہوں نے طالب علموں کی عسکری تربیت کا بیڑا بھی اُٹھا لیا۔اس مجاہدانہ تربیت کے لیے فوجی حکومت نے مولانا حضرات کی خوب مالی امداد کی۔جس کے نتیجے میں مدارس کی تعداد میں خوب اضافہ ہوا۔اس تمام دھما چوکڑی کا سبب افغانستان پر سوودیت یونین کا قبضہ بتایا گیا، مجاہدین کی پشت پناہی کرنے والے امریکہ نے بھی، مولانا حضرات کی دل کھول کر مالی امداد کی اور جدید اسلحہ بھی مہیا کیا۔اصولی طور پر سوودیت یونین سے جنگ جیتنے کے بعد نئے حالات میں خاص مقصد کے تحت کھلنے والے تمام مدرسے اور تربیتی مراکز ختم کرنا ضروری تھا مگر ہوا اس کے برعکس نئے مدارس کی تعداد میں اضافہ ۲۰۱۱ء میں بھی ہو رہا ہے، شنید ہے کہ اس وقت ان مدارس کی تعداد لاکھوں میں ہے۔۲۰۰۸ء میں مدارس کی تعداد بڑھ کر چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔۲۰۰۳ء میں سابق صدر مشرف نے ان مدارس کی رجسٹریشن کرانے کی کوشش کی، جس کی مولوی لوگوں نے شدید مخالفت کی، صرف چند ہزار نے مجبور ہو کر رجسٹریشن کروائی۔۶۵ فیصد مدارس دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، ۲۵ فیصد بریلوی مسلک کے ہیں، اہل حدیث مدرسوں کی تعداد ۶ فیصد اور ۳ فیصد مدرسے شیعہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔

معزز قارئین! مدرسوں کے نام سے جو پولٹری فارم کھولے گئے تھے ان میں پروان چڑھنے والے کروڑوں خونی چوزے اس وقت پاکستان کے گلی کوچوں میں خونی کھیل کھیل رہے ہیں اوران کی پھیلائی ہوئی گندگی کے غلیظ چھینٹے سبھی کے دامن کو ناپاک کر رہے ہیں۔لطف کی بات یہ ہے کہ ان چوزوں کی تمام اقسام کی پروڈکشن جاری ہے۔اس وقت ان چوزوں کا کاروبار انتہائی پرکشش کاروبار

بن چکا ہے۔مولوی حضرات ان کے سب سے بڑے بیوپاری ہیں اوران کے خریداروں میں سیاست دان، مذہبی جماعتیں، کالعدم مذہبی تنظیمیں، خفیہ ایجنسیاں، طالبان، دہشت گرد، جہادی تنظیمیں، لینڈ مافیا، ڈرگ مافیا اور دشمنانِ وطن کی خفیہ فوجی ایجنسیاں وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا عبدالکریم عابد، مفتی عثمان یار خان اور مولوی حماد اللہ مدنی نے کہا ہے کہ دینی مدارس کے خلاف بین الاقوامی سازش کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ (روزنامہ اُمت ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء)

مندرجہ ذیل خبر میں کیا کوئی امریکہ یا یورپ کی سازش نظر آتی ہے؟

شاہ فیصل کالونی کراچی: دو مذہبی گروپوں میں تصادم۔مدرسے کا ایک طالب علم ہلاک۔

حسینی مشن امام بارگاہ سے نکلنے والے جلوس پر جامعہ فاروقیہ مسجد و مدرسے کے طالب علم مشتعل ہو گئے اور جلوس پر دھاوا بول دیا۔لاٹھیوں سے شروع ہونے والی لڑائی دوطرفہ فائرنگ میں تبدیل ہوگئی۔لاٹھی، ڈنڈوں کے وار اور گولیاں لگنے سے جے یو آئی بلوچستان کے مولانا قمر الدین کا بیٹا احمد قمر جاں بحق اور آٹھ طلبہ زخمی ہو گئے۔ (روزنامہ اُمت ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء)

معزز قارئین! مدرسوں میں پروان چڑھنے والے چوزوں کے سرپرست ہی اسلام کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔اس لیے ان سے کنارہ کشی کرنا بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔اپنے بچوں کو رزق حلال کھلا کر انہیں امن اور سلامتی کی تعلیم دیں۔ان مدرسوں میں جو سکھایا جاتا ہے اس کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جو مندرجہ بالا خبر میں بیان ہوا ہے۔مدرسوں میں بچوں سے ہونے والا سلوک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ملتان: لودھراں کے ایک مدرسے سے زنجیروں سے بندھے دو بھائی ۹ سالہ اکبر اور ۷ سالہ اصغر مولویوں کے تشدد سے بچنے کے لیے فرار ہو گئے۔ساری رات کھیتوں میں چھپے رہے۔صبح ہونے پر لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی۔پولیس نے بچوں کے ہاتھوں اور پاؤں کو زنجیروں سے آزاد کیا اوران کو والدین کے حوالے کر دیا۔پولیس نے مدرسے پر چھاپہ مارا اور مزید تالے اور زنجیریں قبضہ میں لے کر مولوی مختار اور اس کے ساتھی مولوی کو گرفتار کر لیا۔قارئین مدرسوں میں بچوں کو زنجیروں سے باندھنا اور شدید جسمانی تشدد کرنا عام سی بات ہے۔کچھ عرصہ پہلے اوکاڑہ میں مولویوں نے ایک بچے پر اس قدر تشدد کیا کہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

۱۳ دسمبر ۲۰۱۱ء کو روزنامہ جنگ اور روزنامہ اُمّت میں شائع ہونے والی اور اے۔آر۔وائی نیوز پر نشر ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق کراچی گلشن معمار میں افغان کیمپ کے قریب ایک جامع مسجد و مدرسہ ذکریہ کاندھلوی پر پولیس نے چھاپہ مار کر مسجد کے تہہ خانے سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ۵۶ افراد کو جن کی عمریں ۱۴ سے ۴۰ سال ہیں بازیاب کروالیا۔مولانا عثمان سمیت ۳ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ان بچوں کو ملک کے مختلف علاقوں سے لایا گیا تھا۔ایس پی مختار نے بتایا مدرسے کا مہتمم مفتی داؤد دیوار پھلانگ کر بھاگ گیا، یہ بھی بتایا کہ مدرسے میں ریمانڈ روم بھی بنایا گیا تھا۔مدرسے میں ان بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا، بچوں نے بتایا کہ ہمیں بم بنانے کی تربیت دی جاتی تھی، بھوکا رکھا جاتا تھا، جبری مشقت لی جاتی تھی، طالبان بنانے کی ترغیب دی جاتی تھی۔بعض افراد ڈیڑھ سال سے قید تھے۔اس مدرسے میں ایسے افراد بھی تھے جنہیں ان کے والدین نشے کی عادت چھڑانے کے لیے چھوڑ گئے تھے، ایسے والدین ایک بچے کے ۱۳۵۰ روپے بھی دیتے تھے۔والدین نے طلبہ پر شدید تشدد پر سخت احتجاج کیا۔۱۳ دسمبر ۲۰۱۱ء کے اخبارات میں بچوں سے متعلق مزید خبریں شائع ہوئی ہیں۔

وہاڑی: کمسن طالبہ پر شدید تشدد استاد نے طالبہ کا انگوٹھا توڑ دیا۔اوکاڑہ: ٹیچر کے تشدد سے چار سالہ لڑکا جاں بحق ہوگیا۔استاد کے تشدد سے طالب علم کی آنکھ ضائع ہوگئی۔

مدرسوں میں بچوں سے زیادتی کے واقعات بھی عام ہیں۔ڈاکٹر عامر لیاقت حسین ۲۰۰۴ء میں جب وزیر مملکت برائے مذہبی امور تھے، ۱۵ دسمبر ۲۰۰۴ء کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے حیرت انگیز انکشاف کیا کہ گزشتہ سال دو ہزار بچوں کو مدرسوں میں زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، اس سال اب تک پانچ سو بچوں سے زیادتی کے واقعات سامنے آچکے ہیں۔ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک مدرسے میں ایک مولوی کو رنگے ہاتھوں پکڑا۔قارئین یاد رہے ۲۰۰۸ء میں اٹھارہ سو بچوں سے زیادتی ہوئی اور ۲۰۰۹ء میں دو ہزار بارہ بچوں سے زیادتی ہوئی۔یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو منظر عام پر آئے، اس سے کہیں زیادہ بڑی تعداد میں بچوں اور بچیوں سے زیادتی کے واقعات ہوتے ہیں۔

(اسلام واچ)

معزز قارئین! مولوی حضرات اپنے اپنے فرقوں کے محاسن بیان کرتے ہیں اور مخالف فرقوں

پر زبانی اور جسمانی تشدد کرتے ہیں یا امریکہ کے خلاف نعرے بازی کرتے ہیں۔مسلمان کہلانے والے نونہالوں کے حقوق پر کسی کی نظر نہیں۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اُمّت پر سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے خوف ہے، وہ عملِ قومِ لوط ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

مولوی طاہر القادری کا جھوٹ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ترجمہ از مولوی طاہر القادری: ''اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔'' اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا ان دو صفات یعنی حکمت والا اور بہتر تدبیر کرنے والا ہونا اس امر کا متقاضی تھا کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے منصوبے کے بدلے ایسا منصوبہ روبہ عمل لائے جو اُن کے گمان میں بھی نہ ہو اور جس کی گرد تک بھی اُن کی عقل اور سوچ کی رسائی نہ ہو چنانچہ اس کی صورت یہ ہوئی کہ ایک مشتبہ شخص مصلوب کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو زندہ سلامت آسمان پر اُٹھالیا۔بصورت دیگر اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا اور قادیانیوں کی بات مانتے ہوئے بفرضِ محال ہم کچھ دیر کے لئے یہ تسلیم کرلیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا تو مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوگئے۔ اس طرح تو اللہ تعالیٰ کے " **خیر الماکرین** "(بہتر تدبیر کرنے والا) اور" **عزیزا حکیما** "(غالب حکمت والا) ہونے کا دعویٰ ثابت ہی نہیں ہوتا بلکہ معاذ اللہ یہ تاثر ملتا ہے گویا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کے خلاف بنائے گئے منصوبے کے پروان چڑھنے کا تماشہ دیکھتا رہا اور پس اُن کی روح کو اپنے قبضے میں لے کر رفع درجات عطا کر دیا۔ایسا سوچنا گمراہی اور نصِ قرآنی کے خلاف ہے اور ایسی سوچ رکھنے والا گمراہ اور مرتد ہے۔ **نعوذ باللہ من ذلک۔** (حیات و نزول مسیحؑ اور ولادت امام مہدیؑ صفحہ ۴۴ از مولوی طاہر القادری)

جھوٹے پر خُدا کی لعنت۔۔۔۔**لعنۃ اللہ علی الکذبین**

معزز قارئین! جماعت احمدیہ کا قطعاً یہ عقیدہ نہیں ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا تھا۔جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہترین تدبیر کرتے ہوئے آپؑ کو صلیب سے زخمی حالت میں اتروالیا، آپؑ کے زخموں کا علاج آپؑ کے ساتھیوں یعنی حواریوں نے مشہور مرہم عیسیٰ سے

کیا، صحت مند ہونے پر آپؑ نے اسرائیلی قبائل کو تبلیغ کی، اسی غرض سے آپؑ کشمیر پہنچے اور وہیں آپؑ کی وفات ہوئی، آپؑ کا مزار محلّہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے رفع درجات عطا کر دیا یعنی درجات کی بلندی عطا فرما دی۔ جماعت احمدیہ بھی یہ یقین رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات دی اور آپؑ کے درجات کو بلندی عطا فرمائی۔ مولوی طاہر القادری کو مبارک ہو اُن کا خود ساختہ عقیدہ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے دھوکے سے ایک معصوم کی جان لے لی اور وہ بھی یہودی کی، اور یہودیوں کو پتہ بھی نہ چلا کہ ایک یہودی غائب ہو گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر مارنے کا سب سے بڑا مقصد حضرت عیسیٰؑ کو نعوذ باللہ لعنتی ثابت کرنا تھا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ بہر حال ایک شخص کو جو بے شک یہودی تھا اسے صلیب پر مار دیا گیا تو یہودی تو یہی چاہتے تھے اس لیے وہ آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر مار کر لعنتی ثابت کر دیا ہے۔ مولوی صاحب کو سمجھنا چاہیے اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور اُس کی تدبیر کسی مولوی کی طرح کھوکھلی اور بے وزن تدبیر کی طرح نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر شان و شوکت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ایسا نہیں کرتا کہ اپنے نبی کو بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ایسی تدبیر کرے کہ کچھ لوگ اُس کے نبی کو لعنتی کہتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی شبہے ڈالے وہ حضرت عیسیٰؑ کے دُشمنوں کے لیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو صلیبی موت سے نہ صرف بچایا بلکہ اُسے لمبی عمر دی تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپے گئے مشن کو اللہ کی مدد سے پورا کرے۔ اور ایسا ہی ہوا آپؑ نے بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو تلاش کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

مجاھد یا شر پسند

مولانا عاصم عمر صاحب نے اپنی کتاب تیسری جنگ عظیم اور دجّال میں مسلمانوں کو جہاد افغانستان میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی ہے اور اس کے جواز کے لیے چند احادیث بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین باقی رہے گا اس کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔ (قتال سے مراد دلائل

سے جنگ ہے) پھر مولانا عاصم عمر صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جوان حدیثوں کو سمجھ کر اس وقت افغانستان کے پہاڑوں کو اپنا مرکز بنا رہے ہیں۔۔۔ اب مایوس نہ ہوں بلکہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں، فتح جن کا مقدّر بنا دی گئی ہے۔۔۔ یہ خوشخبری ہے بوڑھوں کے لیے جن کے بازو گن نہیں اُٹھا سکتے، لیکن فاتحین ہندوستان و بیت المقدس کی ضروریات تو پوری کر سکتے ہیں۔۔۔ یہ امید کا جزیرہ ہے ان ماؤں بہنوں کے لیے۔۔۔ جو مجاہدین کو افغانستان سے پسپا ہوتے دیکھ کر اور شبرغان سے کیوبا تک مظالم کی داستانیں سُن سُن کر رنج والم کے سمندر میں غوطہ زن تھیں کہ ابن قاسم اور طارق کی بہنو!۔۔۔ اب خوش ہو جاؤ اور ماتم چھوڑ و کہ اب ہندوؤں اور یہودیوں کے گھروں میں ماتم ہوا چاہتا ہے۔ (کیا رسول اللہ ﷺ کی یہی تعلیم ہے کہ انسانوں سے ماتم کروایا جائے؟ کیا اسلام کی تعلیم بُرائی کا بدلہ بُرائی سکھاتی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کا اسوہ یہی تھا؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے دلوں کو اعلیٰ اخلاق اور عفو و درگزر اور قرآنی تعلیمات سے جیتا تھا یا جنگ و جدل سے؟ تھوڑے سے عرصے میں تمام عرب کیونکر مسلمان ہو گیا تھا، تمام خباثتیں جو عرب میں رائج تھیں آناً فاناً کیسے دم توڑ گئیں؟ ابن قاسم اور طارق بن زیاد جیسے شیروں کے حملوں کا کیا مقصد تھا؟ یہی مقصد تھا کہ لوگوں کے آنسوؤں اور دُکھوں کا مداوا کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا مختلف قوموں نے اسلام کو اپنے گلے کا ہار بنایا ان بہادر سپوتوں کے اخلاق اور کردار کے نتیجے میں نہ کہ تلوار کی ہیبت سے) کیا اے ماؤں! اب بچوں کو اس آخری معرکہ کے لیے بنا سجا کر روانہ کرو کہ دُولہوں کی بارات دہلی و بیت المقدس کی جانب روانہ ہونے والی ہے۔۔۔ شہنائیاں بجنے والی ہیں اور وہ دیکھو۔۔۔ میرے عزیز از جان۔۔۔ جو ہم سے پہلے سَروں پر شہادت کا سہرا سجا کر اپنی دُلہنوں کے ساتھ ہمارے استقبال کی تیاریوں میں لگے ہیں۔ ہاں بہنوں! بھائیوں کو دُلہا بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر۔۔۔ چہروں پر اداسی نہیں بلکہ مسکراہٹیں ہونی چاہئیں۔۔ آنکھوں میں آنسو نہیں بلکہ فتح کی چمک ہونی چاہیے کہ اب ہماری باری ہے۔

یہ اللہ والے دُنیا کے فرعونوں کو۔۔۔ قبرستان پر جھنڈے گاڑھ کر خوشی کے نعرے لگانے والوں کو۔۔۔ بتائیں گے کہ فتح کیا ہوتی ہے؟ جنگ کس کو کہتے ہیں؟ اور انصاف کس کو کہا جاتا ہے؟

معزز قارئین! کہا جاتا ہے کہ افغان جنگ میں گزشتہ دس سال میں تقریباً تین ہزار اتحادی

ہلاک ہوئے اس کے بالمقابل لاکھوں بے گناہ افغانی اور مجاہدین ہلاک ہوئے۔ یہ وہ کمزور جنگ ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے۔اوراس جنگ میں شامل کرنے کے لیے زہرناک حرکتیں کی جاتی ہیں۔

کیونکر اب نگہ ناز سے جینا ہو گا　　　زہر دے اس پہ ہو تاکید کہ پینا ہو گا

مولوی طاہر القادری صاحب مندرجہ بالا خیالات کورَد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں یہ پیشگوئی بھی فرمادی تھی کہ اُمّت کے آخری زمانے میں ایک ایسا گروہ نکلے گا جن کے چہرے انسانوں کے اور دِل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اوران کے دِلوں میں رحم نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ وہ کثرت سے خون بہائیں گے۔امام ترمذی ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ترجمہ مولوی طاہر القادری: ''آخری زمانے میں ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو دھوکہ و فریب کے ساتھ دین کے نام پر دُنیا کمائیں گے وہ لوگوں کو اپنی نرم مزاجی ظاہر کرتے ہوئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے۔ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگران کے دِل بھیڑیئے کے ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا: کیا میرے نام پر دھوکہ کرتے ہو یا مجھ پر جرآت کرتے ہو؟ مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ان لوگوں پر ضرور ایک فتنہ بھیجوں گا جو ان میں سے بُرد بادلوگوں کو بھی حیران و پریشان کر دے گا۔(ترمذی) آخری زمانہ میں ایسے گروہ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں کے اور دِل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے ان کے دِلوں میں رحم نام کی کوئی شے نہ ہوگی وہ اپنی سفاکانہ کاروائیوں سے وہ کثرت سے خون بہائیں گے،کسی بُرے کام یعنی ظُلم زیادتی کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اگر تُو ان کی بات مانے گا تو تجھے دھوکہ دیں گے اگر تُو ان سے چھپے گا تو تیری بُرائی اور مذمّت کریں گے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ مذاکرات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ خیانت کریں گے۔ان کے بچے گھر کا نظام چلائیں گے اوران کے جوان شاطر ہوں گے۔ان کا سردار انہیں نہ تو بھلائی کا حکم دے گا اور نہ ہی غلط کام سے روکے گا۔۔۔۔۔۔صاحبِ ایمان ان میں کمزور شمار ہوگا اور فاسق معزز ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی اصل سُنّت ان کے ہاں بدعت اور بدعت سُنّت قرار پائے گی۔اس وقت ان پر بدترین شرپسند مسلط کر دیئے جائیں گے (تب) انکے اچھے لوگ دُعا کریں

گے لیکن ان کی دُعائیں قبول نہ ہوں گی۔'' مولوی طاہر القادری، امام ترمذی اور امام طبرانی کی روایت کردہ احادیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

آج کے دور میں پائے جانے والے دہشت گردوں کی تمام صفات بیان کر دی گئی ہیں۔ درحقیقت یہی شرپسند اور جنگجو گروہ موجودہ دور کے وہ دہشت گرد اور خوارج ہیں جن کے دِل درندوں کے ہیں اور چہرے انسانوں کے ہیں۔ان کے دِلوں میں رحم نام کی کوئی شے نہیں۔ وہ مخلوق خُدا کا انتہائی سفاکانہ طریقے سے نا صرف خون بہاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات سے اختلاف رکھنے والوں کو مشرک اور کافر قرار دے کر ذبح کرتے ہیں بلکہ ان خونیں مناظر کی ویڈیو فلمیں تیار کر کے مخلوقِ خُدا کو دہشت زدہ اور اسلام کو بدنام بھی کرتے ہیں۔'' (فتنہ خوارج: تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ از مولوی طاہر القادری صفحہ ۱۶۱،۱۶۲)

معزز قارئین! گویا مولوی طاہر القادری صاحب نے موجودہ دور کو آخری زمانہ یا آخری دور تسلیم کر لیا ہے۔ اگر تسلیم کر لیا ہے تو آخری دور یا زمانے میں آنے والے امام مہدی و مسیح موعود کو بھی تسلیم کر لیں ورنہ آپ درندوں کی برائیاں بیان کرتے کرتے خود بھیڑیے بن سکتے ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ کی تعلیمات کے مطابق اس دور میں جہاد یعنی وہ جہاد جو قرآن کی تعلیمات کے منافی ہے وہ جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بھی یہ ضروری تھا کہ امام مہدی و مسیح موعود کے زمانے میں ہتھیاروں والا جہاد معطل ہو جائے گا یعنی مذہبی جہاد معطل ہو جائے گا، دُعاؤں اور دلائل کے ہتھیار نہایت کارآمد ہوں گے۔ ویسے بھی یہ جو آپ نے جہاد کی مخالفت شروع کر رکھی ہے یہ اس لیے ہے کہ سو سال سے زیادہ عرصے تک دردناک صورتحال کا سامنا کرنے کے بعد آپ کو سمجھ آئی ہے کہ ہمارے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت اور بہت سے دوسرے پیر جو تلوار کے جہاد کو اسلام کی زندگی اور موت سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ مذہبی جنگ صرف تلوار سے لڑی جاتی ہے، اور جو ایسا جہاد نہ کرے وہ کافر و مرتد ہے، وہ غلط تھے۔ وہ جنہیں شرپسند اور دہشت گرد کہہ رہے ہیں اس دور میں بھی کروڑوں مسلمان انہیں مجاہدین قرار دیتے ہیں۔ آپ کے پیر بھائی بھی ان شرپسندوں کو مجاہد سمجھتے ہیں۔اور مسلمانوں اور اسلام کی بقا کے لیے صرف حربی ہتھیار استعمال کرنا ضروری سمجھتے ہیں، دُعاؤں اور دلائل کے ہتھیار ان کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ویسے آپ کی ہمت ہے کہ آپ نے بانی جماعت احمدیہ کی جہاد سے متعلق تعلیمات سے متاثر ہو

کر جزوی طور پر بانی جماعت احمدیہ کے موقف کی حمایت کر دی ہے۔یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم پر قدم رکھنے میں ہی بھلائی ہے۔خُدا تعالیٰ کی اطاعت کا دعویٰ اور رسول اللہ ﷺ سے عشق کا دعویٰ کھوکھلا ہے جب تک اُس کے غلام کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا جائے۔

بھٹکا پروفیسر

قاری محبوب رضا خان لکھتے ہیں:۔

’’طاہر القادری اپنے مصدقہ انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ میں کسی بھی فرقے پر تنقید نہیں کرتا یعنی حکم الٰہی **ولا تلبسو االحق بالباطل** پر عمل نہیں کرتا۔مگر اپنے اقوال پر اہل حق کی گرفت سے فرار کے لیے پروفیسر صاحب جھوٹ بولنے اور اپنے قول وفعل کے انکار میں ذرا دیر نہیں کرتے۔امام اہل سُنّت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی نے فرمایا تھا کہ پروفیسر طاہر القادری اب سُنّی نہیں رہا اور یہ اس قدر فتنے برپا کرے گا کہ اس کی اصلیت سب پر کھل جائے گی۔اکابر علماءِ حق کا یہی اعلان ہے کہ پروفیسر بھٹکا ہوا ہے۔کیا ان حقائق کے باوجود طاہر القادری کو صحیح العقیدہ سُنّی، حنفی اور مجتہد و مفسر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔‘‘ (فتنہ طاہری کی حقیقت صفحہ ۱۳۳ از قاری محبوب رضا خان قطب مدینہ پبلشر)

قارئین! یہ حقیقت ہے کہ مولوی طاہر القادری نہ صرف خود جھوٹ بولنے کے عادی ہیں بلکہ ان کے مرید بھی جھوٹ بولنے اور لکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔مولوی صاحب نے اپنی ایک کتاب حیات نزول مسیح اور ولادت امام مہدی میں بانی جماعت احمدیہ پر انتہائی جھوٹے الزام لگائے ہیں۔اس کتاب کے پیش لفظ میں مولوی طاہر القادری کا مرید محمد علی قادری لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کا اصل دعویٰ تو نبوت ہی کا تھا مگر اس تک رسائی کے لیے انہیں عامۃ الناس کو اُلجھانے اور ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لیے متضاد دعوے کرنے پڑے۔چند سطریں چھوڑ کر لکھتا ہے مگر اس جھوٹ کو سوائے عقل کے اندھوں کے کسی نے سچ نہ مانا، مرزا صاحب کا ہر دعویٰ جھوٹ کا پلندہ تھا۔

قارئین! پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ مشرکین مکّہ، یہودی اور عیسائی وغیرہ رسول اللہ ﷺ کو بھی جھوٹا کہا کرتے تھے اور آپؐ کے دعووں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے آپؐ

موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء سے فضیلت میں خود کو کم سمجھتے تھے بعد میں خود کو تمام انبیاء سے افضل قرار دے دیا، یہ بھی کہتے تھے کہ ایک یتیم ہی نبی بننے کے لیے رہ گیا تھا، یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے گھروں میں پھوٹ ڈال دی ہے بھائی کو بھائی کا دُشمن بنا دیا ہے اور لوگوں کو بددین کر دیا ہے، ہمارے باپ دادوں کے اجماع کا ردّ کر دیا ہے، آپؐ کو مجنون، ساحر، شاعر اور دیوانہ کہا گیا۔اور یہ کہتے تھے کہ اس پر ایمان لانے والے بے وقوف اور جاہل ہیں اور ان ایمان لانے والوں پر بے پناہ ظلم کرتے تھے۔اور یہ لوگ خود کو ابوالحکمت جیسے عظیم القابات سے مزیّن رکھتے تھے جیسے آج کل طاہر القادری شیخ الاسلام وغیرہ کہلاتے ہیں (فتنہ قادیانیت نامی کتاب میں طاہر القادری کے ڈھیروں ڈھیر نام رکھے گئے ہیں) ابوجہل بھی خود کو عقلمند سمجھتا تھا اور رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کرتا تھا۔مگر ہوا کیا ابوالحکمت کہلانے والے ابوجہل بن گئے اور عقل کے اندھے ثابت ہوئے اور تمام کامیابیاں اور کامرانیاں رسول اللہؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کے حصے میں آئیں۔رسول اللہؐ کے غلام بانی جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی وارثانِ ابوجہل وہی سلوک کر رہے ہیں جو ابوجہل رسول اللہؐ کے ساتھ کرتا تھا۔یقیناً وارثانِ ابوجہل کا انجام بھی ذلّت اور نامرادی کے سوا کچھ نہیں اور کامیابیوں اور کامرانیوں کا دوسرا نام صرف احمدیت ہے۔

شیطان کی فراغت

شیخ سرہندی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:۔

’’کسی عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے خاطر جمع کیے ہوا ہے۔اس عزیز نے اس امر کا بھید پوچھا۔لعین نے جواب دیا کہ اس وقت کے بُرے عالم میرے ساتھ اس کام میں میرے مددگار ہیں اور مجھ کو اس ضروری کام سے فارغ کر دیا ہے۔امام ربانیؒ فرماتے ہیں کہ واقعی اس زمانے میں جو سستی اور غفلت کہ امور شرعی میں واقع ہوئی ہے اور جو فتور کہ مذہب و دین کے رواج دینے میں ظاہر ہوا ہوا ہے۔سب کچھ ان بُرے عالموں کی کمبختی اور ان کی نیتوں کے بگڑ جانے کے باعث ہے۔‘‘ (مکتوبات امام ربانی صفحہ ۱۹۱)

نعتیہ مجرے

عرفان احمد خان اپنی کتاب پاکستان پہ کیا گزری؟ میں لکھتے ہیں:۔

جوں جوں پاکستان میں حرام کی کمائی بڑھ رہی ہے توں توں ملک میں نعتیہ محافل کا رواج بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ نبی کریمؐ کی شان بیان کرنا اچھی بات ہے لیکن جو طریقہ پاکستان میں میلاد کے بہانے اختیار کر لیا گیا ہے، وہ حد درجہ شرمناک ہے۔ پیسے کی نمائش جس طرح نعتیہ محافل میں کی جاتی ہے اس سے یہ مقدس محافل 'نعتیہ مجرے' میں بدل کر رہ گئی ہیں۔ کس قدر دکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ ایک نعت خواں کسی 'طوائف' کی طرح بیٹھا ہے اور اس پر نوٹ لٹائے جا رہے ہیں۔ نعت خواں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ اس پر وارے جانے والے نوٹ حلال کے ہیں یا حرام کے، وہ نعت خوانی کے ساتھ ساتھ برسنے والے نوٹوں کو حریصانہ نظروں سے تکتا بھی جا رہا ہے۔ کوٹھوں پر مجرے اور نعتیہ محافل کے اوقات کار بھی حسن اتفاق سے ایک جیسے ہی ہیں، اب تماشبین سوچ میں پڑ ہے وہ جائے تو کہاں جائے؟ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ مذہب کے نام پر تو ایک مائیک لگا کر لوگوں کی نیند تمام رات کے لیے بخوشی حرام کی جا سکتی ہے لیکن جب بات ہو خود ان کی یعنی مولویوں کی برداشت کی تو ان کے لیے نیو ائیر نائیٹ، بسنت یا عید تہوار پر نوجوانوں کے ملے گلے کو برداشت کرنا مشکل اور بعض صورتوں میں ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ جماعتی صورت میں ڈنڈا بردار خود ہی ڈنڈے لے کر شہروں کے اہم ترین مقامات پر کسی ہارر فلم میں ڈائنوسار جیسی عفریت کی طرح نمودار ہوتے ہیں اور تفریحی مقامات پر سنسنی پھیلا کر سمجھتے ہیں کہ جنّت پکّی کر لی۔ یوں تو ہر دور میں جہالت سستی رہی ہے لیکن باریش طالبان بستیوں میں تو جہالت کی فیئر پرائس شاپس کھل چکی ہیں۔ سرکاری راشن پر پلے ہوئے مُلّا کو معدے میں گرانی کے باعث جو ڈراؤنے خواب تہجد سے پہلے دکھائی دیتے ہیں وہ نماز فجر کے بعد ان کی تعبیر جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کوشش میں سارے نظام کو تلپٹ کرنے کے جذبے سے سرشار ہو جاتا ہے، اسے آزادی کی رمق جس شے میں بھی نظر آتی ہے اس کی غیرت ایمانی جوش مارنے لگتی ہے، کبھی اسے شہر کے کسی خوبصورت چوک میں لگے ہوئے بل بورڈ پر طیش آ جاتا ہے اور وہ کالے پینٹ سے بھرا ہوا شاپر بیگ غلیل کے ساتھ بل بورڈ پر مارتا ہے جس

سے بل بورڈ کے داغدار ہونے کے ساتھ ساتھ پورے ملک کا امیج بھی داغدار ہو جاتا ہے

(پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔ باب ملا، ملٹری۔ اردو پوائنٹ ڈاٹ کام)

دجّال

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے — ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

حماد یوسف صاحب لکھتے ہیں:۔

''جس طرح انبیاءِ کرام دُنیا میں آتے رہے ہیں، بالکل اُسی طرح ابلیس کے ولی بھی دُنیا میں مسلسل آتے رہے ہیں جنہوں نے دُنیا میں ابلیسی تعلیمات پھیلائی ہیں۔ دجّال ابلیسی اولاد میں سے آنے والے آخری ابلیسی پیغمبر کا نام ہے اور یہ ابلیسی پیغمبر انسان کے روپ میں آئے گا۔ ہر پیغمبر نے اپنی اُمّت کو اس فتنے سے ڈرایا ہے کہ یہ ابلیسی اولاد کی جانب سے انسانیت کے اوپر آنے والا آخری بڑا فتنہ ہوگا۔

احادیث کی مختلف کتابوں میں دجّال کے جو حالات بیان کیے گئے ہیں ان کے تجزیے سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید دجّالی دور شروع ہو چکا ہے۔ وہ انتہائی ظالم اور بدکردار حکمران ہوگا، ہر جگہ حق اور سچ کی مخالفت کرے گا، اس کے پاس معجزانہ طاقتیں ہوں گی اور وہ اپنے اقتدار کا بدترین استعمال کرے گا۔ اس کے پاس مشرق سے مغرب تک سفر کے لیے ایسی سواری ہوگی کہ وہ ایک دن یا اس سے بھی کم وقت میں سفر کرے گا، جو لوگ اس کی فرمانبرداری کریں گے اُن کے لیے جنّت بنا دے گا اور جو نافرمانی کریں گے اُن کی زندگی جہنم کر دے گا، اسلام کا سب سے بڑا دُشمن ہوگا۔ وہ ہر جگہ سچے مومنوں کو قتل کرے گا اور اپنے خُدا ہونے کے ثبوت میں مُردوں کو زندہ کر کے دکھائے گا، اُس کے بال گھنگھریالے ہوں گے اور اُس کی سواری ایک بہت بڑا گدھا ہوگا جس کے کانوں کا درمیانی فاصلہ ساٹھ فٹ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجّال ایک سفید گدھے پر نکلے گا اور اس کے دونوں کانوں کے درمیان فاصلہ ستّر کلاوے کا ہوگا، اندازہ ہے کہ یہ گدھا کوئی تیز رفتار جیٹ ہوگا۔

دجّال پر کئی سال تحقیق اور غور و فکر کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دجّال ایک بلند

پا یہ ''صوفی'' کے روپ میں ظاہر ہوگا۔لوگوں کو ایسی ایسی کرامتیں دکھائے گا کہ لوگ اندھا دھند ایمان لے آئیں گے۔موجودہ دور کو ہی لے لیجیے کہ لوگ کس طرح قبر پرستی اور پیری و مُرشدی میں مشغول ہیں، دجّال تو پھر ایک زندہ انسان کے روپ میں ہوگا۔دجّال ایک عالمگیر مذہبی رجحان کا حامل ہوگا، عالمگیر مذہبی رجحان ایک ہی ہے جو تمام ادیان خواہ وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی، یہ عالم گیر مذہبی فتنہ ہر جگہ مختلف ناموں سے پایا جاتا ہے، یہ فتنہ ''صوفی ازم'' ہے جو یہودیت، عیسائیت، اسلام، ہندومت، ستارہ پرست غرضیکہ ہر جگہ یہ فتنہ مختلف ناموں سے موجود ہے، اسلام میں اس فتنے کا آغاز قرونِ وسطیٰ کے دور میں ہوا تھا۔صحیح بخاری میں ہے۔حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث پڑھنے والو! تم قرآن پر نہ جمو گے اور اِدھر اُدھر، دائیں بائیں رستہ لو گے، تو بس گمراہ ہو گے، کیسے گمراہ، بہت گمراہ۔

میری تحقیق کے مطابق ''فتنہ صوفی ازم'' نے اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں مختلف ناموں اور ہتھکنڈوں کے ساتھ جو تباہی اور بربادی پھیلائی ہے اور پھیلا رہی ہے اس کے نتیجے میں مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں انسان کو گمراہی ملتی ہے۔جب انسان اچھی طرح گمراہ اور اندھا ہو جاتا ہے تو پھر دجّال کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ (دجّال کے تعاقب میں تحقیق و تحریر حماد یوسف چیئر مین میٹا اکز ٹینس آرگنائزیشن)

نواس ابن سمعانؓ سے روایت ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ (دجّال) اس زمین پر کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح ہوا بادلوں کو اُڑا لے جاتی ہے۔ (صحیح المسلم) (دجال کون ہے؟ صفحہ ۱۵۳) وہ (دجّال) ایک گدھے پر سوار ہوگا۔اس (گدھے) کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۶۷، ۳۶۸ بحوالہ دجّال کون ہے؟ ۱۵۳) اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شیاطین کو بھیجے گا جو لوگوں کے ساتھ باتیں کریں گے۔ (مسند احمد)

کانا دجّال

عرفان احمد خان اپنی کتاب پاکستان پہ کیا گزری؟ میں لکھتے ہیں:۔

تحریک نظامِ مصطفیٰ کے نتیجے میں نظامِ مصطفیٰ تو نہ آیا ضیاء الحق جیسا کانا دجّال آ گیا، جس کا

مُلّاؤں کو ہمیشہ انتظار رہا ہے۔ان دنوں مُلّاؤں کی جیب امریکی ڈالروں سے گرما گرم تھیں۔

(پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔باب ملا، ملٹری الائنس۔اردو پوائنٹ ڈاٹ کام)

امام مھدی علیہ السلام

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **المهدی منا اهل البیت یصلحه اللّٰه فی لیلة**۔مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔ (ابن ماجہ باب خروج المھدی جلد ۳ صفحہ ۳۱۰، مسند احمد جلد ا صفحہ ۱۰۶) امام مھدی اپنی اصلیت سے بیخبر ہوں گے۔اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلویؒ فرماتے ہیں۔ **ای یصلحه اللّٰه فی لیلة ای یصلح للامارة و الخلافة**۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔

علامہ ابن کثیر امام مہدی کے علم سے متعلق لکھتے ہیں:۔

ای یتوب علیه و یوفقه و یلهمه و یرشده بعد ان کن کذ لك یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے جس سے پہلے وہ ناواقف تھے۔ (النھایۃ فی الفتن، الملاحم جلد ا صفحہ ۳۱، (دجال کون، کب اور کہاں؟ از مفتی ابولبابہ شاہ منصور صفحہ ۲۲)

معزز قارئین! مولوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اب نہیں بولتا کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے۔ گویا مولوی کا بنایا ہوا ختم نبوت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بولنے میں رکاوٹ بن گیا ہے۔نعوذ باللہ۔

مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی لکھتے ہیں: جب ان کے (امام مھدی و مسیح موعود) ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آ جائیں گی۔گو یا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت کا ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا، تو قدرت الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مھدی ہونا خود ان پر اور تمام دُنیا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔ (انھایۃ فی الفتن والملاحم جلد ا صفحہ ۲۲ بحوالہ دجال کون ہے؟ از مفتی ابولبابہ)

یعنی اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بتائے گا کہ وہ کون ہے اور اس کا کیا کام ہے۔تمام وہ علوم بھی

بتائے گا جنہیں وہ نہیں جانتا ہوگا اوران عقیدوں سے متعلق بھی بتائے گا جو صحیح ہیں۔ باطل عقیدوں کی بھی نشاندہی کرے گا۔اوران علوم کے مل جانے کے بعداس کی کایا پلٹ جائے گی۔

دیوبندی کے امام انقلاب مولوی عبیداللہ سندھی فرماتے ہیں:۔

یہ جوحیات عیسیٰ لوگوں میں مشہور ہے یہ یہودی کہانی نیز صابی من گھڑت کہانی ہے مسلمانوں میں فتنہ عثمان کے بعد بواسطہ انصار بنی ہاشم یہ بات پھیلی اور یہ صابی اور یہودی تھے علی بن ابی طالب کے مددگار تھے ان میں جب علی نہیں تھا بُغض اسلام تھا یہ بات اُن لوگوں میں پھیلی جن نے **ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ** کا مطلب نہیں سمجھا۔اس بات کا حل اجتماعیت عامہ کی معرفت پر مبنی ہے جو لوگ اس قسم کی روایت پیش کرتے ہیں، وہ علوم اجتماعیت سے بہت دور ہیں جب وہ اس آیت کا مطلب نہیں سمجھتے تو وہ ان روایات کو قبول کر لیتے ہیں اور متاثر ہوجاتے ہیں۔اسلام میں علمی بحث کا پہلا مرجع قرآن ہے، قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ عیسیٰ نہیں مرا۔(الہام الرحمان فی تفسیر القرآن صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ مکتبہ اوراق ۳۲ میکلیگن روڈ، چوک اے جی آفس لاہور) بحوالہ دوماہی مجلہ کلمہ حق شمارہ نمبر ۷ مئی جون ۲۰۱۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ امام مہدی دشمنوں سے لڑیں گے تو نہ اسلحہ سے لڑیں گے نہ تیر پھینکیں گے۔ (دجال کون، کب اور کہاں؟ از مفتی ابولبابہ شاہ منصور صفحہ ۵۶)

مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب فرماتے ہیں:۔

تو میرے بھائیو! اہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ اہم یہ ہے کہ اگر وہ ظاہر ہوگئے تو ہم میں سے کس نے اس کے لیے کتنی تیاری کی ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب وہ ظاہر ہوں تو ہم کسی ایسے فتنے کا شکار ہوں کہ اُن کا ساتھ دینے کی بجائے پیٹھ دکھا دیں یا اُن کے مقابلے میں اُتر آئیں۔ جی ہاں! کچھ بدنصیب نام نہاد مسلمان سب سے پہلے ان کی مخالفت میں خم ٹھونک کر نکلیں گے اور دردناک طریقے سے برباد ہوں گے۔ احادیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ اور ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والوں سے بھی زیادہ بدبخت ہوگا۔ وہ اسلام کا دعوے دار ہونے کے باوجود حضرت کے مخالفین میں سے ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کی آنکھوں کے سامنے دردناک عذاب میں گرفتار کرے گا۔ وہ زندہ جسموں کے ساتھ زمین

میں دھنسا دیے جائیں گے۔ (دجال کون، کب اور کہاں؟ باب مہدویت از مفتی ابولبابہ شاہ منصور صفحہ ۶۰)

معزز قارئین! اگر غور کیا جائے تو مسلمانوں کی موجودہ دردناک حالت کی وجہ امام مہدی و مسیح موعودؑ کا انکار ہی ہے۔ ایسی بُری حالت مسلمانوں کی کبھی بھی نہیں ہوئی۔ دردناک عذابوں کی وجہ مسیح موعودؑ کا انکار ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ مولویوں کے فرقے نے نہ صرف خود انکار اور مخالفت کی راہ اپنائی ہے بلکہ عام مسلمانوں کے دلوں کو بھی وساوس میں مبتلا کر دیا ہے، ہزاروں من گھڑت باتوں کو جماعت احمدیہ کا عقیدہ بتا کر لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ان کو بتایا جاتا ہے کہ ان کا قرآن اور ہے، مرزا صاحب کی الگ شریعت ہے، ان کا کلمہ اور ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب لوگ مولوی کی سننے کی بجائے احمدیوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور حقیقت کو مولویوں کی کہانیوں کے برعکس پاتے ہیں تو مولویوں کے دیے ہوئے کفر کے ہار اپنے گلے میں ڈال کر احمدیت کی آغوش میں بیٹھ کر سکون محسوس کرتے ہیں۔ مولوی صرف احمدیوں کے جذبات سے نہیں کھیلتے بلکہ تمام فرقوں کے مولوی ایک دوسرے کے عقائد کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں بلکہ اس کے لیے بڑی کوشش سے اعتراضات تیار کرتے ہیں۔ اس صورت حال کی ایک جھلک قارئین نے اس کتاب میں بھی بعض مولویوں کے اقتباسات میں ملاحظہ کی ہوگی۔ مثال کے طور پر اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان نے دیوبندیوں کے جس خُدا کو بیان کیا ہے اُس خُدا کے وجود سے تمام دیوبندی بےخبر ہیں، دیوبندیوں کی کسی کتاب میں خُدا کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ خیالات نہیں پائے جاتے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے سچے اور کھرے عقائد پر خود ساختہ خیالات کی گرد ڈال دی جاتی ہے۔ عوام الناس سے پُرزور اپیل ہے کہ وہ کسی بھی جماعت کے عقائد اور نظریات کو جانچنے کے لیے اُس جماعت کی کتب کا مطالعہ کریں تاکہ اصل صورت حال واضح ہو سکے۔ اگر کسی بات کو سمجھنے میں اُلجھن ہو تو متعلقہ جماعت کے علماء سے رابطہ کریں۔

مُلّا، مسجد، اذان

مسجد کے نام پر جگہ پر قبضہ کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی موقع کی جگہ کو تاڑیں۔ ابتدائی قبضہ کرنے کے لیے آپ کو صرف ایک جائے نماز کی ضرورت پڑے گی اگر وہ بھی آپ

کے پاس موجود نہیں تو سیمنٹ، آٹے یا چینی کے خالی توڑے سے بھی ہنگامی طور پر اور ''نظریہ ضرورت'' کے تحت جائے نماز بنائی جا سکتی ہے۔ دو چار دن دائیں بائیں دیکھ کرا کیلے نماز پڑھیں اس کے بعد دو چار نمازی موت کا منظر دکھا کر یا پڑھا کر یا دھمکا کر گھیر لیں۔ آپ کے پیچھے ایک بھی صف تیار ہو گئی تو آپ مسجد بنانے کے لیے کوالیفائی کر گئے۔ محنت کریں، خوب محنت کریں۔ ساری عمر کی روٹیاں آپ کے اور آپ کے اہل خانہ کے لیے مہیا ہو جائیں گی۔ شروع شروع میں مسلک کا رولا ڈالنے کی ضرورت نہیں، علاقے کے لوگوں کی اکثریت دوران نماز آپ کو کامن سینس کے زور پر بتا دے گی کہ اس علاقے میں کونسے مسلک کی مسجد قائم کرنا دیرپا ثابت ہو گا۔ جب آپ کے پیچھے دو صفیں تیار ہو گئیں سمجھ لیں کہ دو مرلے جگہ پر تو آپ کا قبضہ پکّا ہو گیا۔ اب ہر نماز کے بعد چندہ مہم کا آغاز کر دیں۔ آپ اپنے لیے تھوڑی مانگ رہے ہیں، خُدا کا گھر بنا رہے ہیں جو لامحالہ آپ کا اور آپ کے خاندان کا مستقل گھر بننے والا ہے۔ آپ سب سے پہلے مسجد کے ساتھ ہی اپنی رہائش کا انتظام کر لیں۔ تاوقت آپ کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں کہ اہل محلّہ آپ کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر گلی گلی چکر لگوائیں، ایسی بدقسمتی کسی کسی مُلّا کے ساتھ کبھی کبھی ہوتی ہے۔ مسجد کی تعمیر تو کبھی ختم نہیں ہو گی لیکن چندہ لاکھوں میں آتا رہے گا۔ اتنی ترقی کسی کو اتنی جلدی کسی سرکاری یا پرائیویٹ نوکری میں ملے گی جتنی آپ کو مسجد میں ملے گی؟ آپ کو سب کچھ فری ملے گا، بجلی، پانی گیس اور راشن، سب کچھ ملے گا۔ اسلامی تہواروں پر خاص اہتمام کریں کہ ان دنوں میں ہُن برستا ہے۔ روزے گرمیوں کے ہوں تو فوراً اے۔ سی لگوائیں آپ نے کونسا بل دینا ہے تکلیف تو انہیں ہوتی ہے جو حلال کی کمائی میں سے بل ادا کرتے ہیں۔ ایک اور بات اگر آپ کی مسجد میں خوش قسمتی سے بم دھماکہ ہو جائے تو پھر کیا ہی بات ہے، مسجد کی مشہوری بھی ہو جائے گی اور چندے کی آمدن میں بھی کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ نیوز چینل والے اور اخبار والے خود ہی آ جائیں گے جو نہ آئیں اُن کے پاس خود چلے جائیں۔ (پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔ باب ملا، ملٹری الائنس۔ اردو پوائنٹ ڈاٹ کام)

بریگیڈئیر ترمذی سابق آئی ایس آئی چیف اپنی کتاب ''حساس ادارے'' میں لکھتے ہیں:۔

تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران بے ضمیر مُلّا کو، عوام کو ہراساں کرنے اور ان کی رائے تحریک کے حق میں کرنے کی غرض سے بے وقت اذانیں دینے پر فی اذان ۱۵ روپے کی ادائیگی آئی ایس آئی کے

ذریعہ سکہ رائج الوقت میں کی گئی تھی۔ ۱۵ روپے فی اذان کا معاوضہ ۱۹۷۷ء میں اتنا پرکشش تھا کہ مولوی ایک دن میں ۴۰۰ اذان دینے کا بل بنا کر لے آئے، جس پر ان سے دریافت کیا گیا کہ انہوں نے سارا دن اذانیں دینے کے علاوہ کچھ نہیں کیا؟ تو شرمسار ہو کر انہوں نے افغان قالین فروشوں کی طرح پہلے ہی ہلے میں بل کو آدھا کرنے پر بخوشی آمادگی ظاہر کر دی۔ جس زمانے میں ان ہڈحرام اور بے ضمیر مولویوں کو ۱۵ روپے فی اذان ادائیگی کی گئی مزدور کو سارا دن کام کرنے پر دس روپے مزدوری ملتی تھی۔

مسجد کو یوں تو خُدا کا گھر کہا جاتا ہے، جسے کسی کا ڈر اور خوف نہیں لیکن ستم ظریفی دیکھیے کہ سب سے زیادہ تالے ہمیں خُدا کے نام پر بنی ہوئی ایسی عمارت ہی میں لگے نظر آتے ہیں۔ پہلا تالا ہمیں چندے کے آہنی ڈبے پر لگا نظر آتا ہے، مسجد کے مین گیٹ پر تالا، بیت الخلاء کے دروازے پر تالا، اندر لگے ہوئے بلب کو تالا، لاؤڈ اسپیکر کو تالا، وال کلاک بھی پابہ زنجیر، واٹر کولر اور پانی کھینچنے والی موٹر کو تالا، یو پی ایس اور بیٹریاں بھی حافظ قرآن طالب علموں کی طرح زنجیروں میں بندھی ہوئی۔ اگر کسی نے تالوں کی ورائٹی کا انتخاب کرنا ہو تو قریبی مسجد کا دورہ ضرور کریں۔ خُدا کے گھر کو تالوں کی چنداں ضرورت نہیں، تالوں کی ضرورت صرف اور صرف مُلّا کو ہے، جسے خُدا تو دور کی بات اپنے آپ پر بھی اعتماد نہیں۔ ان سب تالوں کی حقیقی وجہ نزول مسجد کے منتظم یعنی ''مُلّا'' کی عقل پر پڑا ہوا تالا ہے۔ (معزز قارئین! اللہ تعالیٰ نے عقلوں پر پڑے ہوئے تالوں کو کھولنے کے لیے ہی تو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی اور مسیح موعود کو مبعوث فرمایا ہے)

(پاکستان پہ کیا گزری؟ از عرفان احمد خان۔ باب ملا، ملٹری الائنس۔ اردو پوائنٹ ڈاٹ کام)

طلاق

مولانا محمد امجد علی کی کتاب بہار شریعت شائع کردہ مکتبۃ المدینہ کی جلد ۹ میں لکھا ہے:۔

عورت سے کہا اگر میری اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے تو ہر بار نکلنے کے لیے اجازت کی ضرورت ہے اور اجازت یوں ہو گی کہ عورت اُسے سُنے اور سمجھے اگر اُس نے اجازت دی مگر عورت نے نہیں سُنا اور چلی گئی تو طلاق ہو گئی۔ اگر ایسی زبان مثلاً عربی، فارسی وغیرہ میں اجازت دی اور

عورت ایسی زبان نہیں جانتی تو طلاق ہوگئی۔اگر کسی رشتہ دار کے یہاں جانے کی اجازت دی مگر اُس وقت نہ گئی دوسرے وقت گئی تو طلاق ہوگئی۔(جلد ۹ صفحہ ۴۱ بہارِ شریعت) کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوئے بات کر رہے تھے ان میں سے ایک شخص نے کہا جو شخص اب بولے اُس کی عورت کو طلاق ہے پھر خود ہی بولا تو اُس کی عورت کو طلاق ہوگئی۔اگر کہا کہ اگر تُو اب کسی اجنبی سے بات کرے گی تو تجھ کو طلاق ہے پھر عورت نے ایسے شخص سے بات کی جو اُس کے گھر میں رہتا ہے مگر محارم میں سے نہیں کلام کیا تو طلاق ہوگئی۔(صفحہ ۶۴،۶۵) اگر کہا پہلی عورت جو میرے نکاح میں آئے اُسے طلاق ہے تو اس کہنے کے بعد جس عورت سے پہلے نکاح ہوگا اُسے طلاق پڑ جائے گی اور نصف مہر واجب ہوگا۔اگر کہا کہ پچھلی عورت جو میرے نکاح میں آئے اُسے طلاق ہے جس سے آخر میں نکاح ہوا اُسے نکاح ہوتے ہی طلاق پڑ جائے گی اس کا علم اُس وقت ہوگا جب وہ شخص مرے کیونکہ جب تک زندہ ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پچھلی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد اور نکاح کرلے۔اگر وطی ہوئی تو پورا حق مہر لے گی ورنہ نصف،عدت میں سوگ نہ کرے گی اور نہ شوہر کی میراث پائے گی۔(بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۶) عورت سے کہا کہ اگر تُو جنے تو تجھے طلاق ہے اور مُردہ یا کچّا بچّہ ہوا تو طلاق ہوگئی اور اگر اعضاء نہ بنے ہوں تو نہ ہوگی۔(صفحہ ۶۷) عورت سے کہا اگر تُو نماز چھوڑے تو تجھ کو طلاق اور نماز قضا ہوگئی مگر پڑھ لی تو طلاق نہ ہوگی۔(صفحہ ۶۸) اگر کہا کہ تم مجھے ملے اور میں نے نہ مارا تو میری عورت کو طلاق۔اگر وہ ایک میل سے دکھائی دیا یا چھت پر چڑھ گیا اور یہ اوپر جا نہ سکے تو طلاق نہ ہوگی ورنہ نہ مارا تو طلاق ہو جائے گی۔اگر کہے کہ مال آیا تو ہر عورت کو طلاق اور مال آ گیا تو تمام اُس کی عورتوں کو طلاق ہو جائے گی۔

معزز قارئین! غصہ،جلد بازی اور مندرجہ بالا طریق پر دی گئی طلاق،طلاق نہیں ہوتی۔نام نہاد مولوی نے اپنے بنائے ہوئے عقائد کو اسلامی بتا کر معاشرے کو پراگندہ کیا ہوا ہے اور اس کے نتیجے میں مسلمان معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ان نام نہاد علماء نے طلاق کو بھی اپنی روزی روٹی کا سامان بنا رکھا ہے۔ہمارے ملک میں طلاق مذاق ہوگئی ہے اور اس کا علاج حلالہ جیسی گندی رسم سے نکالا گیا ہے۔حلالہ جیسی بے غیرتی اسلام میں حرام ہے۔حضرت رکانہؓ نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں جس کا انہیں بعد میں احساس ہوا۔جب رسول اللہؐ کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو آپؐ نے دریافت

فرمایا کہ اس نے تین طلاقیں کس طرح دی تھیں۔انہوں نے بتایا کہ ایک ہی مجلس میں اس نے تین طلاقیں دے دی تھیں،اس پر آپؐ نے فرمایا: اس طرح تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے،تم رجوع کرلو۔(مسند احمد جلد ۱،دارقطنی جلد ۲،نیل الاوطار جلد ۶) یہ بات مستند روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے سارے عہد خلافت اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق متصور ہوتی تھیں۔لیکن حضرت عمرؓ نے جب یہ محسوس فرمایا کہ شریعت کی دی گئی ایک سہولت کو بعض نادان لوگوں نے مذاق بنا لیا ہے تو یہ حکم صادر فرمایا کہ لوگوں کی اس جلد بازی پر گرفت کی جائے اور اس طرح کی دی ہوئی تین طلاقوں کو تین ہی متصور کیا جائے تاکہ لوگوں کو تنبیہ ہو۔حضرت عمرؓ کا یہ حکم تعزیر کا رنگ رکھتا ہے اور اسے دائمی حکم قرار نہیں دیا جا سکتا۔(صحیح مسلم مصری کتاب الطلاق باب طلاق الثالث صفحہ ۶۷۲)

علاوہ ازیں جن فقہا نے ایک نشست میں تین طلاقوں کو تسلیم کیا ہے وہ بھی ایسی طلاق کو ''طلاق بدعت'' کا نام دیتے ہیں گویا اس کا ناپسندیدہ ہونا ان کے نزدیک بھی مسلّم ہے۔''طلاق بتّہ'' کے واقع ہونے کے لیے دو طلاقوں کے درمیان یا تو رجوع حائل ہونا چاہیے یا دوسرا نکاح۔اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں تو خواہ کتنی بار وہ منہ سے طلاق کا لفظ بولے طلاق ایک ہی متصور ہو گی۔اس مَسلک کو فقہا سلف میں سے بھی بعض (مثلاً امام شوکانیؒ وغیرہ نے) تسلیم کیا ہے اور اسے ''طلاق مغلّظہ'' کا نام دیا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے فقہ احمدیہ حصہ دوم) (روضۃ الندیہ شرح الدرر البھیہ کتاب الطلاق صفحہ ۲۱۲)

حرفِ آخر

معزز قارئین! اس کتاب لکھنے کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی بُرائیاں بیان کر کے کسی بھی نوع کا ذاتی مقصد حاصل کیا جائے اور نہ ہی کسی کی دِل آزاری یا تمسخر مقصود ہے۔مقصد صرف یہ ہے کہ اُن خرابیوں کو ذرا مختلف انداز میں نمایاں کیا جائے جنہیں مذہب اسلام کا حصہ سمجھا جانے لگا ہے۔بدقسمتی سے نام نہاد علماء نے اپنے ذاتی مقاصد کے لیے بہت سی بدعات کو اسلامی عقائد بتا کر عام مسلمانوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ان خلاف اسلام عقائد و بدعات کو ختم کر کے خوبصورت

اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا کسی فرقے ،مولوی، پیر اور فقیر کے بس کی بات ہرگز نہیں ہے۔جس طرح گزشتہ انبیاء کی تعلیمات پر جب نام نہاد مذہبی رہنما شرک و بدعات کی دبیز چادریں چڑھا دیتے تو اللہ تعالیٰ اُن مذہبی رہنماؤں اور ان کے معتقدین کی اصلاح کے لیے اپنے نبی مبعوث فرماتا تا کہ لوگ شرک و بدعات کو ترک کر دیں۔ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جنہیں تمام ادیان باطلہ کی اصلاح کے لیے مکمل شریعت قرآن مجید فرقان حمید کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، تمام باطل عقائد و بدعات کا قلع قمع کر کے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے کیا طریق ہیں اور شرک اور بدعات کے نقصانات سے بھی آگاہ فرما دیا۔عصر حاضر میں جب شرک اور بدعات نے تقریباً چودہ سو سال کا سفر طے کر کے انتہائی صورت اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اُمّت مسلمہ اور تمام ادیان باطلہ کی اصلاح کے لیے، رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر دُکھی دلوں کو آرام پہنچا دیا۔جہاں سعید روحوں کو اطمینان قلب ہوا وہیں نفس کے پجاری مذہبی رہنماؤں نے وارثانِ ابوجہل بنتے ہوئے امام الزمان اور اُن کے ماننے والوں کے راستے میں کانٹے بچھانے شروع کر دیے۔ان وارثانِ ابوجہل نے وہ تمام حرکات کیں جنہیں دیکھ نمرود، فرعون اور ابوجہل خوش ہوتے ہوں گے اور شیطان شرمندہ۔ان مذہبی رہنماؤں نے قرآن مجید کی اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیا "**يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ**" (سورۃ یٰسین آیت ۳۱) وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ**" (سورۃ الصف آیت ۱۰) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نُور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نوروں کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔پھر اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ـ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ** ۔ (سورۃ مجادلہ آیات ۲۱،۲۲) یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کے ساتھ ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر دُشمنانِ انبیاء کے حصے میں ناکامی اور نامرادی کے سوا کچھ نہیں آتا۔جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرتا ہے اسے کوئی بھی نہیں بجھا سکتا، اللہ کے نُور پورے ہو کر رہتے ہیں، چاہے کسی کو پسند آئے یا نہ آئے۔ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی غالب آتے ہیں۔بانی جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو تمام انبیاء اور رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا، یقیناً اگر بانی جماعت احمدیہ سچے نہ ہوتے تو اُن کا اور ان کی جماعت کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا گزشتہ ایک سو پچیس سال میں ہزاروں وارثانِ ابوجہل جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کا عزم لے کر میدان میں نکلے مگر ناکامی اور نامرادی کی آگ میں جل کر خاکستر ہو گئے۔ایک آواز جو قادیان سے اُٹھی تھی اکناف عالم میں پھیل چکی ہے، معاندین احمدیت ،انانیّت اور تکبّر سے بنے ترکش میں رکھے زہرِ نفرت میں بجھے تمام تیر چلانے کے باوجود ایک آواز کو خاموش نہیں کر سکے، کروڑوں آوازوں کو کیا خاموش کروائیں گے؟ جس پودے کو خُدا اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے دُنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اُسے اکھاڑ نہیں سکتیں۔جس پودے کو خُدا اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے وہ لازماً تناور پیڑ بن کے رہتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یقیناً سمجھو کہ یہ خُدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خُدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔ (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱)

مخالف لوگ عبث میں اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔میں وہ پودا نہیں ہوں کہ اُن کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔اگر اُن کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لیے دُعائیں کریں تو میرا خُدا اُن تمام دُعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں اب اس

آسمانی کاروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکروفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددُعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خُدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ مگر بدقسمت انسان دُور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں؟ اے خُدا! تُو اس اُمّت پر رحم کر۔ (ضمیمہ اربعین ۴ صفحہ ۷ بعنوان دردِدل سے ایک دعوت قوم کو)

ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذاء اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے لیے ہر قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خُدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے۔ (اربعین ۴ وضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱)

مجھے اس خُدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لیے بار بار ان کو بلایا تو خُدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے۔ مَیں خُدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دُنیا دیکھے گی کہ مَیں اس بیان میں سچا ہوں۔ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۱)

مَیں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دُکھ اُٹھا کر بھی اس کے دین کے لیے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اُس نے مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵)

مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خُدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف

کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

معزز قارئین! آج روئے زمین پر آباد تمام انسانوں کے تمام دُکھوں اور مصائب کا علاج صرف اور صرف بانی جماعت احمدیہ کے ذریعے قائم ہونے والی خلافت کے پُر امن پرچم کے سائے تلے براجمان ہونا اور خلافت کی اطاعت کو گلے کا ہار بنانا ہے۔ یہ واحد راستہ ہے جو زندگی کا راستہ ہے جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی زندگی بخش تعلیم پر عمل کر کے خُدا تعالیٰ کے پیار اور اس کی رضا کی راہوں کو پایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محروموں کو اس پاکیزہ چشمے سے سیراب کرے اور اپنے پیار کی گود میں بٹھائے۔ آمین۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

دُنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قذاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴)

میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خُدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا

چاہتا ہے۔مَیں ہر روز اِس بات کے لیے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے، پھر دیکھے کہ خُدا کس کے ساتھ ہے مگر میدان میں نکلنا کسی مخنّث کا کام نہیں۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۹ روحانی خزائن جلد ۱۷)

آخر میں عاجز تمام محروموں کو الٰہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ عالمگیر میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہے۔اور تمام وارثانِ ابوجہل کو بتا دینا چاہتا ہے کہ اُن کی تمام خباثتوں کو پاؤں تلے روندتے ہوئے اور اُن کی بنائی گئی تمام نفرت کی دیواریں گراتے ہوئے سعید روحیں اپنی رُوحانی ترقی کے لیے جماعت احمدیہ کا حصہ بنتی چلی جائیں گی۔انشاءاللہ۔اگر وارثانِ ابوجہل بھی سیدھا راستہ اپنانا چاہیں تو وہ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر رُوحانی ترقی حاصل کر سکتے ہیں،ان کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو الٰہی جماعت میں داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے اطاعت گزاروں میں شامل ہو جائیں یا ابوجہل کے نقش قدم پر قدم مارتے ہوئے دُنیا اور آخرت کی رُسوائی کو گلے لگالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اِک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

تیرے مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ کو ملامت آنے والی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دِن ندامت آنے والی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسری نظم میں فرماتے ہیں۔

جو خُدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہء زار و نزار

ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری راہ میں اے شریرانِ دیار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دِل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آ ؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

سَر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پر وار

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیِ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

آفتابِ صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں لوگ
دِن سے ہیں بیزار اور راتوں سے کرتے ہیں پیار

اس قدر نُصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی
گر نہیں باور نظیریں اس کی تم لاؤ دو چار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا انجام کار

(دُرِّثمین)